حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد کی فضیلت پر بہترین کتاب

انوارِ الصدّیق رضی اللہ عنہ

فی ترجمہ

عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق

تصنیف

علامہ ابراہیم بن عامر عُبیدی مالکی علیہ الرحمۃ

مترجم

رئیس المتکلمین عالم باعمل پیر طریقت
حضرت علامہ مولانا الحاج صاحبزادہ پیر سید
محمد محفوظ الحق شاہ چشتی صابری قادری صاحب

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اور ان کی اولاد کی فضیلت پر بہترین کتاب

رضی اللہ عنہ

انوارِ الصدیق

فی ترجمہ

عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق

تصنیف
علامہ ابراہیم بن عامر عبیدی مالکی علیہ الرحمۃ

مترجم
رئیس المتکلمین عالم باعمل پیر طریقت حضرت علامہ مولانا پیر صاحبزادہ پیر محمد محفوظ الحق شاہ چشتی صابری قادری صاحب

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز
11 داتا گنج بخش روڈ، لاہور ☎ 042-37313885, 37070663
E-mail: nooriarizvia@hotmail.com

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	——	انوار الصدیق فی ترجمہ عمدۃ التحقیق فی بشائر ال الصدیق
مصنف	——	علامہ ابراہیم عبید مالکی علیہ الرحمہ
مترجم	——	صاحبزادہ پیر سیّد محمد محفوظ الحق شاہ قادری
زیر اہتمام	——	صاحبزادہ پیر سیّد محمد محمود الحق شاہ قادری
تعداد صفحات	——	۴۰۸
تاریخ اشاعت	——	جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ/مئی ۲۰۱۱ء
تعداد	——	۱۱۰۰
کمپوزنگ	——	وارڈز میکر
مطبع	——	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
طابع	——	سیّد محمد شجاعت رسول قادری
ناشر	——	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور
کمپیوٹر کوڈ	——	1N0030
قیمت	——	روپے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11- گنج بخش روڈ' لاہور

فون 37313885-37070663

Email:nooriarizvia@hotmail.com

مکتبہ نوریہ رضویہ بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد

فون: 041-2626046

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

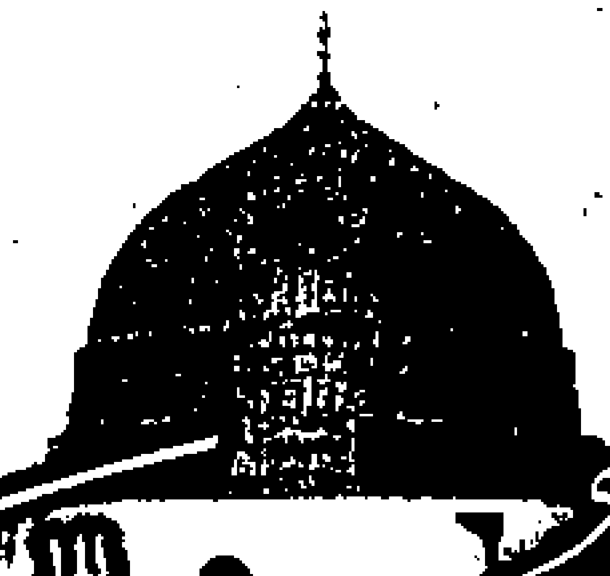

اللّٰهمّ

صلّ علی سیّدنا ومولانا محمّدٍ وعلی آله

وصحبه وبارك وسلّم

مولای صلّ وسلّم دائماً ابداً

علی حبیبك خیر الخلق کلّهم

محمّدٌ سیّد الکونین والثّقلین

والفریقین من عربٍ ومن عجم

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

Marfat.com

الانتساب

بندہ ناچیز اپنی اس سعی حقیر کو اپنے مربی محسن، سیّدی و مولائی، عارف شب زندہ دار عاشق سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم والدِ محترم حضرت الحاج السیّد علی محمد شاہ چشتی صابری قادری رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہے جن کی نیم شبی دعاؤں اور آستانہ شیخ الاسلام والمسلمین الشیخ الکبیر حریق المحبت حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ پر حاضری کے وقت بارگاہِ خداوندی میں پیش کی گئی آرزوؤں اور التجاؤں کا صدقہ یہ ذرّہ بے مقدار خدمت مسجد و مسلک کے قابل ہوا۔

محمد محفوظ الحق

Marfat.com

فہرست

الانتساب ____ ۴
التقدیم ____ ۱۳
تالیف کی وجہ ____ ۲۹
خصوصیتِ اولاد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ____ ۳۴
اچھوں کی نسبت کام دیتی ہے ____ ۴۰
ایک ادبی نکتہ ____ ۴۲
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی اولاد کی خصوصیت
مودت فی القربیٰ کی بحث ____ ۴۳
اولادِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آل رسول علیہ السلام کے مخالف کی ندامت ____ ۴۳
کتاب وسنت کے حوالے سے فضائل حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ____ ۵۱
امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ____ ۵۱
صدیق کی وجہ تسمیہ ____ ۵۲
علامہ قسطلانی شارح بخاری کی تصریحات ____ ۵۳
سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بت کو سجدہ نہ کرنا ____ ۵۳
امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ____ ۵۴
صدیق کی وجہ تسمیہ ____ ۵۵
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب صدیق پر قسم اٹھا کر بیان کرنا ____ ۵۶
فصل۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت اور نشوونما کے مقام کے بارے میں ____ ۵۷

Marfat.com

فصل-شراب سے پرہیز کے بارے میں ____ ۵۸
فصل-آپ کے حلیے کے بیان میں ____ ۵۹
فصل-آپ کے اسلام لانے کے بیان میں ____ ۵۹
فصل-آپ کی صحبت اور غزوات کے بیان میں ____ ۶۳
فصل-آپ کی شجاعت اور سب سے بہادر ہونے کے بیان میں ____ ۶۴
فصل-حضور علیہ السلام کی خدمت میں مال خرچ کرنے اور تمام صحابہ کرام سے زیادہ سخی ہونے کے بیان میں ____ ۶۶
فصل-آپ کے علم اور صحابہ کرام میں افضل اور زیادہ صاحب عقل ہونے کے بیان میں ۶۹
روایت حدیث کی قلت کی وجہ ____ ۷۱
فصل-آپ حافظ قرآن ہیں ____ ۷۴
فصل-صحابہ کرام میں افضل اور بہتر ہونے کے بیان میں ____ ۷۴
فصل-آپ کی تعریف-تصدیق اور شان میں اترنے والی آیات کے بیان میں ____ ۷۸
فصل-گزشتہ احادیث کے علاوہ آپ کی فضیلت کی احادیث جن میں عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں ____ ۸۱
فصل-گزشتہ احادیث کے سوا صرف آپ کی فضیلت میں وارد احادیث کے بیان میں ۸۴
فصل-آپ کی فضیلت میں صحابہ کرام اور اسلاف کی گفتگو ____ ۹۱
فصل-آپ کے چار خصائص کے بیان میں ____ ۹۳
فصل-آپ کی خلافت کا اشارہ دینے والی آیات واحادیث کے بیان میں اور اس مسئلہ میں ائمہ کی گفتگو ____ ۹۴
آیات قرآنی سے علماء کا استدلال ____ ۹۹
فصل-آپ کی بیعت کے بیان میں ____ ۱۰۲
بیعت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ ____ ۱۰۵

Marfat.com

فصل-آپ کی خلافت کے دوران رونما ہونے والے واقعات کے بیان میں ۱۱۰
جمع قرآن کا واقعہ ۱۱۶
فصل-آپ کی اولیات کے بیان میں ۱۱۷
فصل-کچھ آپ کی بردباری اور تواضع کے بیان میں ۱۲۰
فصل-آپ کی مرض اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کے بیان میں ۱۲۲
فصل-آپ کی حدیث مسند کے بیان میں اور قلت روایت کی وجہ ۱۲۹
فصل-تفسیر قرآن میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشادات ۱۳۰
فصل:-آپ پر موقوف قول یا فیصلہ یا خطبہ یا دعاء کے متعلق روایات کے بیان میں ۱۳۱
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبات اور ملفوظات ۱۳۹
فصل-اللہ تعالیٰ سے شدید خوف پر دلالت کرنے والے آپ کے کلمات کے بیان میں ۱۴۲
فصل-خواب کی تعبیر کے بیان میں ۱۴۳
حکایت: ۱۵۱
حکایت: ۱۵۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وصیت ۱۵۹
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عظیم خطبہ ۱۶۰
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خطبہ ۱۶۳
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خواب ۱۶۷
شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گستاخ کا حال ۱۷۰
شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گستاخ سے شیطان کی پناہ مانگنا ۱۷۱
دمیری کی حیوۃ الحیوان کا اقتباس ۱۷۳
امام ابی ربیع سلیمان کی کتاب الشفاء کا اقتباس ۱۷۴
امام جلال الدین السیوطی کی تفسیر کا اقتباس ۱۷۴

Marfat.com

امام احمد المقریزی کی کتاب تجرید التوحید کا اقتباس ____ ۱۷۵
امام کسائی کی کتاب قصص الانبیاء کا اقتباس ____ ۱۷۷
کشتی نوح پر چار یاروں کے نام ____ ۱۷۷
امام شعرانی کی کتاب لطائف المنن کا اقتباس ____ ۱۷۷
خلفاء راشدین کا وسیلہ ____ ۱۷۷
بعض واقعات ____ ۱۷۸
شیخین کا درود ____ ۱۷۸
جبریل کا صدیق اکبر کے لئے قیام تعظیمی ____ ۱۷۸
تاریخ صحابہ کا اقتباس ____ ۱۸۰
راہب کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کی خبر دینا ____ ۱۸۱
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کارکنوں کا ذکر ____ ۱۸۲
ابلیس کا فرعون کے پاس آنا ____ ۱۸۷
احمق کون؟ ____ ۱۸۷
یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر احمق: ____ ۱۸۸
حضرت علی کے دل میں صدیق اکبر کا مقام ____ ۱۸۹
حکایت: ____ ۱۸۹
امام جعفر کا فتوی ____ ۱۸۹
روافض کی تین قسمیں ____ ۱۹۰
ثانی اثنین کی آیت میں فضیلت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر دلالت کی چھ وجوہ ____ ۱۹۸
امام عبد الوہاب الشعرانی کا عقیدہ ____ ۲۰۳
صحابہ سے بغض کا نتیجہ ____ ۲۰۵
خسف روافض کا واقعہ ____ ۲۰۵

Marfat.com

فائدہ: ____ ۲۰۸
تنبیہ: ____ ۲۰۸
حکایت: ____ ۲۱۰
حضرت صدیق کا پیغام حضرت علی کے نام رضی اللہ عنہما ____ ۲۱۳
حضرت عمر کا پیغام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام ____ ۲۲۱
تاخیر بیعت کی وجہ ____ ۲۱۴
حکایت: ____ ۲۳۱
ثانویت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ____ ۲۳۴
واصلح لی فی ذریتی کی باقی بحث ____ ۲۳۵
آل صدیق کی دارین میں سعادت کی قرآنی دلیل ____ ۲۳۵
نکتہ ادبیہ ____ ۲۳۵
تنبیہ: ____ ۲۳۷
نسب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا احترام ____ ۲۳۸
خلفائے راشدین جنتی ہیں ____ ۲۳۸
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی توبہ ____ ۲۳۹
استطراد: ____ ۲۳۹
استنباط: ____ ۲۴۰
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ____ ۲۴۱
نسب صدیقی کی حمایت کے واقعات ____ ۲۴۴
اولاد صدیق کے لئے نبی پاک کی دعا ____ ۲۴۷
شیخ الاسلام محمد زین العابدین کا ترجمہ (تعارف) ____ ۲۵۰
شیخ محمد زین العابدین البکری کی کرامات ____ ۲۵۷

Marfat.com

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا ______ ۲۶۲
مرتبہ صدیقیت ______ ۲۶۹
شیخین کے دشمنوں پر ملائکہ کی لعنت ______ ۲۷۲
سیدہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھایا ______ ۲۷۶
آیت ثانی اثنین کے چار نکات ______ ۲۷۷
باپ کا حق ______ ۲۷۷
کوڑھ دور ہونا ______ ۲۷۹
اھل اللہ پر اعتراض سے بچو ______ ۲۸۲
مرویات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ______ ۲۹۲
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی توبہ ______ ۳۰۴
تنبیہ: ______ ۳۱۰
فوائد: ______ ۳۱۱
مجھول النسب مصریوں کے تین احوال ______ ۳۱۳
تنبیہ: ______ ۳۱۵
حضرت سیدی محمد البکری رضی اللہ عنہ کا تعارف ______ ۳۱۶
سیدنا محمد البکری کا بارگاہ نبوی سے فیض ______ ۳۱۸
بسم اللہ کی ب کا نقطہ ______ ۳۱۹
کرامت شیخ ابوالحسن الصدیقی رضی اللہ عنہ ______ ۳۲۲
آپ کا تعارف از شیخ امام عبدالوھاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ ______ ۳۲۳
کرامات سیدی محمد البکری رضی اللہ عنہ ______ ۳۲۷
کرامت ______ ۳۲۸
کرامت ______ ۳۳۰

Marfat.com

کرامت متعلقہ اسم اعظم حضرت محمد البکری کے وسیلہ سے دعا ____ ٣٣١
بشارت متعلقہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ____ ٣٣٣
یمن کے بوڑھے سے ملاقات اور بات چیت ____ ٣٣٣
مسئلہ توبہ ____ ٣٣٥
توبۃ النصوح کی حقیقت ____ ٣٣٦
توبہ کے حوالے سے لوگوں کی اقسام ____ ٣٣٦
تنبیہ: ____ ٣٤٠
حضرت محمد بکری علیہ الرحمۃ کا جد امجد کے مزار پر ____ ٣٤٣
حاضر ہو کر حاجات عرض کرنا ____ ٣٤٤
حرف ندا سے استغاثہ ____ ٣٤٥
دستور یا سیّدی احمد ____ ٣٤٥
قبر سے آواز آنا: ____ ٣٤٧
گمشدہ چیز مل جانا: ____ ٣٤٧
خانوادہ صدیق کی اصلاح کے مختلف پہلو ____ ٣٤٩
واقعہ حدیث افک ____ ٣٥١
حکایت ____ ٣٥٨
مرض معنوی کی دو قسمیں ____ ٣٧١
حکایت ____ ٣٧٢
توبہ کی چار شرائط ____ ٣٨٤
برکات تواضع ____ ٣٨٧
حکمت اور حقیقت توحید ____ ٣٨٨
تشبیہ کی تعریف اور اس کے متعلقات ____ ٣٩١

Marfat.com

تشبیہ کا قاعدہ ____ ۳۹۳
حکمت دقیقہ ____ ۳۹۶
شکر کی حقیقت اور فضیلت ____ ۳۹۸
شکر میں قطعیت اور پانچ اشیاء میں استثناء ____ ۴۰۰

Marfat.com

التقدیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ بات اہل فہم پر بالکل واضح ہے کہ اللہ رب العزت نے حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری کائنات کی عزت اور آبرو کے طور پر دنیا میں جلوہ گر فرمایا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یتلو علیکم آیات اللہ مبینات ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف عزت اتاری وہ رسول جو کہ تم پر اللہ کی روشن آیات پڑھتا ہے نیز فرمایا لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد ۔ مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔ یعنی اس شہر کی قسم اس لیے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں جلوہ گر ہیں۔ پتہ چلا کہ اس شہر کی رفعت وعظمت کا اصل راز حضور علیہ السلام کی جلوہ گری ہے جہاں جلوہ حسن محبوب علیہ السلام ہوگا وہی مقام قابل احترام ہوگا مکہ معظمہ ہو یا مدینہ طیبہ یا قلب مومن۔ اہل بیت کی عظمت کا راز بھی یہی نسبت رسول علیہ السلام ہے قال اللہ تعالٰی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا اے نبی کے گھر والو اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے۔ سیّد محمود آلوسی بغدادی کے مطابق البیت کا ال عہدی ہے یعنی ہر گھر مراد نہیں صرف نبی علیہ السلام کا گھر مراد ہے یعنی تطہیر کا شرف واعزاز صرف انہیں کو حاصل ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کی طرف منسوب ہیں یعنی اہل بیت اس لیے معظم ومطہر ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہیں۔

اسی حقیقت کی جلوہ گری حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان میں ہے قال اللہ سبحانہ

Marfat.com

وتعالیٰ محمد رسول اللہ والذین معہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں۔ اس سے آگے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کے اوصاف جلیلہ کا بیان ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان نفوس قدسیہ کی تمام خوبیاں معیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ہیں اور یہی ان حضرات کا سب سے بڑا اعزاز اور شرف ہے کہ انہیں معیت محبوب علیہ السلام کا شرف حاصل ہے۔ نماز، روزہ حج، زکوٰۃ جہاد، زہد، تقویٰ وغیرہ تمام حسنات میں امت مسلمہ کے دیگر افراد بھی شامل ہو سکتے ہیں مگر یہ معیت صرف صحابہ کرام کو حاصل ہے اور اسی لیے وہ ساری امت میں درجات کے اعتبار سے افضل واعلیٰ ہیں اور یہ معیت جسے جس قدر خصوصیت اور کیفیت کے ساتھ حاصل ہوئی اسی قدر اسے قرب سے نوازا گیا۔ اسی لیے حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں کہ ان کے لیے یہ عظیم انعام رب کریم نے ساری امت سے علیحدہ اور منفرد انداز میں بیان فرمایا۔ قال اللہ سبحانہ ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا جبکہ آپ دو سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھی سے فرمارہے تھے کہ غمگین مت ہو بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ یہاں یہ معیت ارفع واعلیٰ خصوصیت اور کیفیت کے ساتھ بیان ہوئی پہلے ثانی اثنین میں پھر اذھما فی الغار میں پھر لصاحبہ میں اور اس کے بعد تو معیت کا معاملہ حدود وقیود کی گرفت سے آگے نکل گیا اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت اور صدیقیت کی معراج کہوں تو بجا کہ رب العزت نے فرمایا: ان اللہ معنا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری امت کو علیحدہ کر کے فرمائیں کلا ان معی ربی سیھدین۔ گویا ان لاکھوں امتیوں میں کوئی ایک بھی ایسا پیکر وفا اور مجسمہ اخلاص نہیں ہے جسے اس معیت میں شامل فرمائیں اس لیے فرمایا میرے ساتھ میرا پروردگار ہے جبکہ حضور سیّد الانبیاء۔ امام المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وفادار۔ پیکر وفا جانثار سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان اللہ معنا

Marfat.com

فرما کر اس معیت میں شامل فرما لیا۔ پتہ چلا کہ اخلاص ووفا، عقیدت وصفا، طاعت وولا نیز عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک منفرد مقام ہے بلکہ قربِ خداوندی میں انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے بعد اولین وآخرین میں آپ کا ثانی نہیں اسی لیے حدیث پاک میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چل رہا ہوں تو فرمایا: یا ابا الدرداء تمشی امام من هو خير منك في الدنيا والاخرة؟ ما طلعت شمس ولا غربت على احد بعد النبيين والمرسلين افضل من ابی بكر (الریاض النضرہ ج ا ص ۱۱۹) یعنی اے ابودرداء! کیا تو ایسے کے آگے چلتا ہے جو کہ دنیا وآخرت میں تجھ سے بہتر ہے۔ انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے بعد سورج کسی ایسے پر کبھی طلوع ہوا نہ غروب جو کہ ابوبکر سے افضل ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت صرف بعثت شریفہ کے بعد ہی نہیں بلکہ پہلے بھی حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو اپنے عظیم صاحب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی خوبیوں، خداداد صلاحیتوں کا تعارف تھا بلکہ آپ کا مزاج حضور علیہ السلام کے قبل از بعثت کے خصائل وشمائل سے پوری طرح مناسبت رکھتا تھا ورنہ حضور علیہ السلام عرب کے دگرگوں معاشرہ کی بے اعتدالیوں سے جس طرح الگ تھلگ رہتے تھے انہیں بھی عدم مناسبت کی وجہ سے اپنے ماحول سے دور کر دیتے جبکہ ایسا نہیں ہوا بلکہ آپ نے بعثت شریفہ سے ماقبل کا زمانہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بسر کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے بعثت شریفہ اور اس کے بعد کے کمالاتِ نبوت کی تصدیق میں عام لوگوں کی طرح قطعاً تاخیر نہیں فرمائی کیونکہ پہلے سے ہی جانتے پہچانتے تھے۔

چنانچہ ابن اسحاق نے تخریج فرمائی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمدم اور برگزیدہ

Marfat.com

دوست تھے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے گئے تو قریش کے چند آدمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہنے لگے! اے ابوبکر! تیرے ساتھی کو (معاذ اللہ) جنون لاحق ہو گیا ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: انہیں کیا ہوا ہے؟ کہنے لگے: یہ دیکھو وہ مسجد میں ایک معبود کی توحید کی دعوت دیتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے ایسا فرمایا ہے؟ بولے، ہاں۔ وہ دیکھو مسجد میں یہی کہہ رہا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دروازہ کھٹکھٹایا اور باہر تشریف لانے کی درخواست کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر آئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے آپ کی طرف سے یہ خبر ملی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دیتے ہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گمان ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بالکل درست ہے، میرے پروردگار عزوجل نے مجھے بشیر و نذیر کیا۔ مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت قرار دیا اور مجھے تمام لوگوں کا رسول فرمایا ہے۔

یہ سن کر ابوبکر کہنے لگے! اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے کوئی تجربہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی جھوٹ بولا ہو اور بلاشک وشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امانت کی عظمت، صلہ رحمی اور حسن کردار کی وجہ سے رسالت کے لائق ہیں۔ اپنا دست مبارک پھیلائیں تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کروں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست کرم بڑھایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی اور اس بات کا اقرار کیا کہ سرکار علیہ السلام جو کچھ لائے ہیں برحق ہے اور اللہ تعالیٰ کی قسم جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں

Marfat.com

نے کوئی پس وپیش نہیں کی۔

اور ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جہاں تک مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پہنچا وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جسے بھی اسلام کی طرف بلایا اس نے کچھ پس وپیش، تردد اور سوچ بچار ضرور کی سوائے ابوبکر بن ابی قحافہ کے کہ میں نے جیسے ہی اس کے پاس اسلام کا تذکرہ کیا اس نے کوئی تاخیر اور تردد نہیں کیا۔ اس حقیقت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی درست فہمی طہارت ذہنی اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق قبل بعثت سے ہی ان کی معرفت کی برتری کا پتہ چلتا ہے کیونکہ وہ اعلان نبوت سے قبل ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات میں ان مکارم ومحاسن کا مطالعہ کر چکے تھے جو کہ نبوت ورسالت کے لیے لازم ہیں۔ اسی لیے مردوں میں سب سے پہلے آپ ہی کو مشرف بہ اسلام ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

چنانچہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ سب سے پہلے کون اسلام سے مشرف ہوا کیونکہ مجھے یہ مسئلہ پوچھا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے حسان بن ثابت کا قول نہیں سنا؟

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقة … فاذکر اخاك ابابکر بما فعلا
خیر البریة اتقاها واعدلها … بعد النبی واوفاها حملا
والثانی التالی المحمود مشهده … واول الناس منهم صدق الرسلا

یعنی جب تو معتمد خصوصی بھائی کا غم یاد کرے تو اپنے بھائی ابوبکر کے کارناموں کو یاد کر جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مخلوق میں سب سے بہتر بہت بڑے پرہیزگار اور عادل ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کو باحسن وجوہ پوری کرنے والے ہیں۔ غار میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی ہیں جہاں آپ کی حاضری قابل تحسین ہے اور سب سے پہلے آپ

Marfat.com

نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی اور شیخ المحدثین علامہ محب طبری فرماتے ہیں کہ غم سے مراد یہاں ان تکالیف اور پریشانیوں کی وجہ سے آپ کی طبیعت پر مرتب ہونے والے اثرات ہیں جو آپ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق وتائید کے بعد کفار مکہ کی طرف سے برداشت کیں۔ یا پھر اعلان نبوت کے بعد کفار اشراء کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو مظالم ڈھائے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستایا اور کوسا گیا اس سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غمگین ہونا مراد ہے۔

ان اشعار سے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ جہان نور صاف نمایاں نظر آتا ہے جو کہ قلب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں آباد وشاداب تھا اور یہی وہ سلطان محبت ہے جس کے حکم کی تعمیل میں محب مخلص نے اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خاطر ہر چیلنج قبول کیا اور محبت کی دنیا میں ایسے اثرات چھوڑے ہیں جن کی مثال پوری کائنات میں نہیں ملتی۔ محبوب پر اپنا سب کچھ نثار کرنے اور اپنی جان قربان کرنے کے دعوے تو محبت کی دنیا میں عام سنے جاتے ہیں لیکن اس دعوے کے تمام تر تقاضوں کے مطابق عملی طور پر اس کی مثال بھی کہیں پائی جاتی ہے؟ اگر اس دعوے کو عملی طور پر حقیقت کے روپ میں دیکھنا چاہو تو پھر جانثاران محبوب رب العالمین علیہ السلام کے حالات کا مطالعہ کیجئے جن کا جہان ہی ایسے جلووں سے معمور ومنور ہے۔

چنانچہ جلال الملۃ والدین السیوطی رحمۃ اللہ عنہ نے درمنثور ج ۲ ص ۲۹۴ میں طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم کے حوالے سے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی آپ نے فرمایا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی کی کیفیت طاری تھی۔ اچانک دیکھتا ہوں کہ کمرے کے ایک سمت سانپ ہے۔ میں نے اس پر حملہ کرنا پسند نہ کیا کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی استراحت میں فرق نہ آئے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا نزول ہو رہا ہو۔ فرماتے ہیں کہ فاضطجعت بین الحیۃ وبین النبی صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم لئن کان منها سوء کان فی دونه میں سانپ کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان لیٹ گیا کہ اگر سانپ کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو صرف مجھ ہی تک رہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہ پہنچے اور یہ واقعہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے واقعہ غارِ ثور کے ساتھ کس قدر مناسبت رکھتا ہے کہ آپ نے غار کے تمام سوراخ کپڑے اور پتھروں کے ساتھ بند کر دیئے اور غار میں پہلے خود داخل ہوئے اس اعتماد کے ساتھ کہ واللہ لا تدخله حتی ادخل قبلك فان کان فيه شیئی اصابنی دونك یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ کی قسم آپ سے پہلے اس غار میں، میں داخل ہوں گا کہ اگر کوئی موذی چیز ہو تو مجھے تکلیف دے آپ کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔

ان دونوں واقعات میں محبت کی فرماں روائی اور حاکیت بے غبار ہے لیکن پہلے واقعہ میں ابھی سانپ ذرا سے فاصلہ پر ہے لیکن دشمن دور بھی ہو تو احساس زیاں کی وجہ سے قریب ہے محبت وعشق میں یہاں بھی کمی نہیں لیکن دوسرے واقعہ میں تو محب کا قدم سانپ کو پائمال کر رہا ہے۔ لوگ اینٹ پتھر یا ڈنڈے کے ساتھ اس کا سر کچلتے ہیں لیکن یہاں قوت عشق کے سامنے جماد کی سختی اور انسانی جسم کی نزاکت میں کوئی امتیاز نہیں کہ حسن محبوب کا دفاع تو ہے۔ محبّ کا سراپا اپنے محبوب ومطلوب کی عزت وحرمت کے تحفظ اور سلامتی کے لیے ہے اور پھر یہ حقیقت بھی اپنے مقام پر عظیم ہے کہ محب مخلص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اگر جانثاری میں انوکھی مثال قائم کی تو شاہ خوبان عالم روحی وامی وابی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدر شناسی اور وفا کی پاسداری کا حق ادا کر دیا۔ ترجمان حقیقت حکیم الاسلام الشیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

تریاق در دھان رسول آفرید حق — صدیق راچہ غم بود از زہر جانگزا
اے یار غار وسیّد وصدیق وراہبر — مجموعہ فضائل وگنجینہ صفا
مردان قدم بصحبت یاراں نہادہ اند — لیکن نہ ہمچنان کہ تو در کام اژدہا

Marfat.com

یار آں بود کہ مال وتن وجاں فدا کند — تا در سبیل دوست بپایاں برد وفا

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دہن اقدس میں تریاق پیدا فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جان لینے والے زہر کا کیا غم؟۔ اے یار غار، سیّد وصدیق، راہنما اور اے مجموعہ فضائل اور خزانہ صفا! لوگوں نے دوستوں کی صحبت میں قدم رکھا ہے لیکن اس طرح نہیں جس طرح آپ نے اژدہا کے منہ میں قدم رکھ دیا۔ یار وہی ہوتا ہے جو کہ مال اور جسم وجان سب کچھ قربان کر دے تا کہ دوست کی راہ میں وفاداری کے تقاضے پورے کرے۔

کتاب وسنت اور تاریخ اسلام میں صحابہ کرام، اہل بیت اطہار کی عظمت ومحبت کا موضوع بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ علی الخصوص حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات کو بارگاہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفاء واخلاص اور معیت کے حوالے سے ایسی اہمیت حاصل ہے جس کا انکار نہیں ہوسکتا۔ ایک ملاقات کے دوران مبلغ اسلام خطیب اہل سنت مولانا محمد ضیاء اللہ صاحب قادری دام مجدہم نے مجھے حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آپ کی اولاد کے فضائل وخصائص میں لکھی گئی عظیم وجلیل کتاب عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق کا ترجمہ کرنے کی ترغیب دی تا کہ عام لوگ اس سے مستفید ہوسکیں۔ اگرچہ اپنی بے مائیگی کے پیش نظر اپنے کو اس کا اہل نہیں پاتا کہ حضرت مصنف الشیخ ابراہیم العبیدی المالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علم وروحانیت میں مقام بہت بلند ہے جن کے فرمودات کے مفاہم ومطالب تک میرے جیسے ضعیف وناتواں کی رسائی مشکل، پھر یار غار مصطفیٰ، راز دار حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص کے بیان کی صحیح ترجمانی اور ان جواہر حقیقت کو عربی سے اردو میں منتقل کرنے کے لیے مطلوبہ صلاحیت ایسے امور ہیں جو صرف توفیق خداوندی ہی سے حاصل ہوسکتے ہیں۔ بنا بریں چاہا کہ معذرت کر دوں لیکن یقین مانیے کہ صرف اس بنا پر ترجمہ کے لیے توکل علی اللہ حوصلہ کر لیا کہ ایک حدیث پاک نظر سے گزری جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کی شان سے ہی متعلق ہے اس کے مشمولات پر مطلع ہو کر یہ سعادت حاصل کرنے کی سعی حقیر کی۔ حدیث پاک یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ھل قلت فی ابی بکر شیئا؟ کیا تو نے ابو بکر کی شان میں کچھ کہا ہے یعنی کوئی شعر کہے ہیں؟ عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا سناؤ۔ چنانچہ انہوں نے ان تین اشعار کے ساتھ جو کہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے سوال کے جواب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پیش کئے اور کچھ پہلے گزر چکے ہیں یہ دو شعر اور پڑھے۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدو به اذ صعد الجبلا

وکان حب رسول اللہ قد علموا من البریة لم یعدل به رجلا

یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مقدس غار میں دو میں سے دوسرے تھے جبکہ دشمن پہاڑ پر چڑھ کر غار کے چکر لگا رہے تھے اور آپ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب تھے اور سب جانتے ہیں کہ حضور علیہ السلام مخلوق میں سے کسی کو آپ کے برابر قرار نہیں دیتے تھے۔ محب طبری ناقل ہیں کہ فسر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذاك ثم قال احسنت یاحسان۔ یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی منقبت سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار مسرت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے حسان! تو نے خوب کہا۔ ان الفاظ کی تخریج ابو عمر نے فرمائی ہے جبکہ ایک دوسری روایت میں ہے انہ ضحك حتی بدت نواجذہ ثم قال صدقت یا حسان ھو کماقلت۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھل کر مسکرائے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پچھلی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ پھر فرمایا: اے حسان! تو نے سچ کہا ہے وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا ہے اور ان الفاظ کی تخریج حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں صاحب الصفوہ نے کی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث پاک سے چند ایک مسائل معلوم ہوئے۔ (۱) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب سننا حضور علیہ السلام کی سنت ہے اور یہ اس قدر پسندیدہ ہیں

Marfat.com

کہ آپ نے حضرت حسان کو حکم دیا کہ مناقب ابوبکر سناؤ۔

(۲) اولیاء اللہ اور مقربین کے ذکر سے حضور علیہ السلام کی رضا حاصل ہوتی ہے اور محافل عرس میں یہی کچھ ہوتا ہے جس سے پتہ چلا کہ محافل عرس کا انعقاد اور ان میں ذکر اولیاء وصلحاء کرنا بدعت نہیں بلکہ سنت ہے۔

(۳) مناقب اولیاء اشعار کی صورت میں بیان کرنا اور سننا امر مستحسن ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حکم پاک سے پہلے ہی اشعار موزوں کر رکھے تھے کہ فوراً تعمیل ارشاد میں سنانے لگے۔ یہ نہیں کہ عرض کرتے حضور مجھے کچھ مہلت مل جائے تاکہ شعر موزوں کرسکوں اور پھر سناؤں۔ معلوم ہوتا ہے کہ غلاموں کے مناقب وفضائل سننا سرکار علیہ السلام کا معمول تھا اسی لیے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی اشعار موزوں کر رکھے تھے۔

(۴) صاحب روح المعانی کے مطابق آیت کریمہ ثانی اثنین اذھما فی الغار الخ میں ثانی اثنین اس ضمیر سے حال ہے جس سے حضور علیہ السلام مراد ہیں تو قرآن کریم کے مطابق ثانی اثنین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جبکہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا شعر میں اس سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو بارگاہِ سرکار علیہ السلام کے ساتھ عظیم مناسبت اور موافقت کا شرف حاصل ہے۔ اگر اس کا اطلاق آپ پر درست نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع فرمادیتے۔

(۵) محبوبان خدا کی جلوہ گری کی بدولت مکان وزمان کو برکات حاصل ہوتی ہیں کہ یہاں حضرت حسان نے غار ثور کو غار منیف سے تعبیر کیا جس کا معنی ہے عالی مرتبت غار کیونکہ اس میں حضور علیہ السلام جلوہ گر ہیں۔ وہاں سانپ اژدہا وغیرہ کا ہونا محبت کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا اسی لیے رب کریم نے فرمایا: وھذا البلد الامین اگرچہ وہاں ابوجہل جیسے ناپاک لوگ بھی تھے لیکن نگاہِ قدرت نے محبوب علیہ السلام کی موجودگی کی وجہ

Marfat.com

سے اس کی قسم فرمائی۔ اسی وجہ سے وہ شہر متبرک ہوا ورنہ کعبہ تو صدیوں پہلے سے موجود تھا۔ پتہ چلا کہ بزرگان دین کے مزارات کے حوالے سے ان کے شہروں کو شریف کہا جا سکتا ہے جیسے مکہ شریف مدینہ شریف، بغداد شریف ملتان شریف، پاکپتن شریف، اجمیر شریف وغیرہ۔ اگر چہ وہاں اغیار و اشرار بھی رہتے ہیں کہ ہم انہیں نہیں دیکھتے بلکہ ہم تو اکابر اسلام کے وہاں جلوہ گر ہونے اور آسودہ استراحت ہونے کی وجہ سے انہیں شریف کہتے ہیں۔

ڈاکٹر اقبال نے اسی حوالے سے فرمایا ہے:

خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است
آں خنک شہرے کہ در وے دلبر است

اور یہ سبق آپ نے اپنے شیخ پیر رومی سے لیا ہے۔ آپ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

گفت معشوقے بعاشق اے فتی
تو بغربت دیدہ بس شہرہا
پس کدامیں شہر ہا بہتر است
گفت آں شہرے کہ در وے دلبر است

یعنی معشوق اپنے عاشق سے پوچھتا ہے کہ تو نے بے شمار شہر دیکھے ہیں بتاؤ ان میں سے کون سا شہر اچھا ہے۔ اس نے کہا کہ وہ شہر جہاں محبوب جلوہ گر ہے۔

(۶) یارانِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر حضور کی خوشنودی کا باعث ہے خصوصا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر سے تو انتہائی خوش ہوتے ہیں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھل کر مسکرانا دلالت کرتا ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جس کی وجہ سے بندہ ناچیز نے کتاب مذکورہ کا ترجمہ کرنے کا حوصلہ کیا کہ یہ فقیر و حقیر محبوب حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اس قدر وقیع و رفیع گفتگو تو نہیں کر سکتا جو کہ ان کی شان کے شایاں ہو کہ صلاحیت نہیں لیکن جن اکابر نے خداداد صلاحیتوں اور روحانی قوتوں

Marfat.com

سے بہرہ ور ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت کا تذکرہ کیا ہے جو کہ لغت عربی میں ہے اور اس سے صرف اہل علم ہی مستفید ہو سکتے ہیں اس کا ترجمہ اردو زبان میں کرنے کا شرف حاصل کروں تا کہ بارگاہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گداؤں میں شامل ہو سکوں اور یوں سیّد الکونین جد الحسنین الکریمین صلی اللہ علیه وعلیهما وعلی والدیهما وسلم وبارك کے خوان کرم سے ذرہ نصیب ہو گیا تو اس گدائے بے نوا کے لیے عظیم سعادت ہو گی؟

بر کریماں کارہا دشوار نیست۔

نیز شیخ الاصفیاء زین الاذکیاء حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الاولیاء کی تالیف کے چند بواعث لکھے ہیں ان میں سے چند ایک کا ذکر فائدہ سے خالی نہیں جبکہ بندہ حقیر کی دلی آرزو بھی یہی ہے لہذا ان چیزوں کو بھی اس ترجمہ کا سبب سمجھیں۔

۱- حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اولیاء اللہ کے واقعات اور روایات کے بیان میں ایک مرید کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟ فرمایا ان اکابر اسلام کے ارشادات خدائی لشکروں میں سے ایک عظیم لشکر ہے کہ اس کی وجہ سے شکستہ دلوں کو قوت ملتی ہے اور اس لشکر سے اسے مدد ملتی ہے اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے: وکلا نقص علیك من انباء الرسل مانثبت به فؤادلك (سورہ ہود۔ آیت ۱۲۰) اور یہ رسل علیہم السلام کے واقعات جو ہم آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں اس لیے ہیں تا کہ ان سے آپ کے قلب مقدس کو پختہ کر دیں۔ معلوم ہوا کہ مقربین کے ذکر پاک سے دلوں کو قوت ملتی ہے۔

۲- ایک وجہ یہ ہے کہ حضور امام الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین نے فرمایا: عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة یعنی صلحاء کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے تو اگر کوئی ایسا دستر خوان پھیلائے جس پر رحمت برستی ہے تو ہو سکتا ہے کہ اسے دستر خوان سے بے مقصد واپس نہ کریں بلکہ اسے اس خوان نعمت سے لقمہ نصیب ہو جائے۔

Marfat.com

۳- میں ظاہر میں دیکھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص تیرے خلاف بات کرتا ہے تو اس کا خون گرانے تک جاتا ہے اور اس ایک بات کی وجہ سے تو سالہا سال تک کینہ رکھتا ہے تو جب باطل گفتگو کا تیرے نفس میں اتنا اثر ہے تو حق پر مبنی بات کا ہزار ہزار مرتبہ تیرے دل پر زیادہ اثر ہوگا اگرچہ تجھے اس کی خبر تک نہ ہو۔ چنانچہ امام عبدالرحمٰن اسکاف سے پوچھا گیا کہ ایک شخص قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے لیکن اسے معلوم نہیں کیا پڑھ رہا ہے یعنی مفہوم و مطلب نہیں جانتا۔ اسے اس کا کوئی اثر ہوگا؟ فرمایا: ایک آدمی دوائی کھاتا ہے اور نہیں جانتا کہ کیا کھا رہا ہے لیکن اسے اثر ہوتا ہے اور شفا پاتا ہے تو کیا قرآن کریم اثر نہیں کرے گا؟ ضرور کرے گا اور بے حد و حساب کرے گا۔ یہی ان اکابر اسلام کے احوال واقوال کا اثر ہے۔

۴- قرآن پاک اور حدیث شریف کے بعد بہترین کلمات وہ ہیں جو کہ اکابر اسلام کی زبان مبارک سے صادر ہوتے ہیں کیونکہ ان کے ارشادات قرآن وسنت کی تشریحات کے زمرے میں آتے ہیں۔ اس لیے میں نے ان اکابر کے احوال واقوال بیان کرنے کا شغل اختیار کیا کہ اگرچہ میں ان میں سے نہیں ہوں لیکن ان کے ساتھ عملی مشابہت ہو جائے کیونکہ من تشبہ بقوم فھو منھم جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہیں میں سے ہے۔

۵- امام ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مقربین بارگاہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو اپنے دین و ایمان کی سلامتی کے لیے ہم کیا کریں گے؟ فرمایا: ان کے ارشادات اور فرمودات کے آٹھ اوراق ہر روز پڑھتے رہنا۔ انشاء اللہ العزیز مقصد حاصل ہوگا۔

۶- آخر میں ان اکابر کے ذکر سے مقصد یہ بھی ہے کہ کل قیامت کے دن اس عاجز کے بارے میں نگاہ شفاعت و عنایت فرمائیں اور اصحاب کہف کے کتے کی طرح مجھے محروم نہ فرمائیں گو ایک ہڈی ہی سہی۔ چنانچہ منقول ہے کہ حضرت جمال موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

ساری زندگی کے جانگسل مجاہدات اور ریاضات کے بعد جب حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ کے پڑوس میں قبر کی جگہ پائی تو یہ وصیت کی میری قبر پر یہ لکھ دینا: وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید۔ (الکہف) ان کا کتا دہلیز پر بازو پھیلائے ہوئے ہے۔ اگر ایک کتا چند قدم تیرے دوستوں کے پیچھے چلتا ہے تو ان کی نسبت سے تو نے اس پر بھی کرم فرمایا میں بھی تیرے دوستوں کی محبت کا دم بھرتا ہوں مجھ غریب عاجز کو انبیاء و اولیاء علیہم السلام ورضی اللہ عنہم کی عظمتوں کا صدقہ ان سے جدا نہ فرما اور تیری جو نگاہِ کرم ان پر پڑتی ہے مجھ مسکین کو اس سے محروم نہ فرما۔

اسی قسم کا ایک واقعہ ۱۹۷۶ء کی حاضری حرمین شریفین کے موقعہ پر حضور قطب مدینہ ضیاء امام احمد رضا حضرت مولانا محمد ضیاء الدین قادری مدنی قدس سرہ العزیز نے اس وقت بیان فرمایا جبکہ ہم معمولات حرم محترم سے فارغ ہو کر آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے چونکہ حضرت قطب مدینہ سات سال تک بغداد شریف بھی رہے لہٰذا ایک دن ان ایام کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بغداد شریف میں محبوب سبحانی غوث صمدانی سیّدی غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مزار شریف سے متصل قبرستان میں ایک کردستانی بزرگ کا مزار ہے جس کی لوح پر یہ رباعی تحریر ہے۔

یا رسول اللہ! چہ باشد چون اصحاب کہف
داخل جنت شوم در زمرہ احباب تو
او رود در جنت و من در جہنم کے رواست
او سگ اصحاب کہف و من سگ اصحاب تو

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اصحاب کہف کے کتے کی طرح میں بھی آپ کے احباب کے زمرے میں شامل ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤں تو کیا عجب؟ وہ تو جنت میں جائے اور میں جہنم میں یہ کیسے جائز ہوگا کہ وہ اصحاب کہف کا کتا اور میں آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کتا ہوں۔

Marfat.com

قارئین محترم! اس ترجمہ کی سعادت حاصل کرنے میں اس عبدِ حقیر کے بالکل یہی جذبات اور مقاصد پیش نظر ہیں کہ حیات مستعار میں عمل صالح کی کوئی پونجی نہیں۔ اگر ہے تو کھوٹی پونجی لیکن وسعت کرم کے پیش نظر امید ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے آقا و مولیٰ حضور نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقبت یار غار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس سعی حقیر کو اس احقر واسفل کی طرف سے قبول فرمالیں اور یوں نجات اور بخشش کا شرف حاصل ہو جائے۔

عمدۃ التحقیق کے ترجمہ کی خدمت سرانجام دیتے ہوئے اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ یہ جو کچھ ہے محض توفیق الٰہی ہے جو کہ مجھ جیسے بے بضاعت اور بے صلاحیت کے لیے ایک عظیم اعزاز ہے۔ اس میں جو صحت اور خوبی نظر آئے وہ صرف اور صرف اسی توفیق کا کرشمہ ہے اور اگر معاذ اللہ کوئی کمی یا غلطی ہو تو میری بے مائیگی اور کمزوری۔ حضرت مولف قدس سرہ العزیز اور ارباب علم مجھے معاف فرمائیں اور میری کوتاہیوں کے ازالہ کے لیے دعا فرمائیں۔ ممنون ہوں گا اور ذاتِ حق کے اسی احسان کے حوالے سے اس کا نام انوار الصدیق فی ترجمہ عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق رضی اللہ عنہ رکھتا ہوں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے محبوب مکرم، نور مجسم، ممدوح الکل، سیّد الرسل جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے قبول فرمائے۔ اس کا فیض عام فرمائے اور مستفیض ہونے والے حضرات سے درخواست ہے کہ میرے اچھے خاتمے کے لیے دعا فرمائیں۔

اللّٰھم لک الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ ولک الحمد علیٰ ما انعمت واحسنت

انت ولی التوفیق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ۔ علیہ توکلت والیہ انیب

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۔

Marfat.com

وصلى الله تعالىٰ على النبی الامی واٰلہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صلوٰۃ وسلاما ۔

علیک یا رسول اللہ ۔ ضاقت حیلتی انت وسیلتی ادرکنی یا سیّدی یا رسول اللہ

وانا العبد المفتقر الی الحق

محمد محفوظ الحق غفرلہٗ

خطیب جامع مسجد غلہ منڈی بورے والا۔ ضلع وہاڑی

۲۶ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ، ۲ جولائی ۱۹۹۷ء بروز بدھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ و آلہٖ وسلما

نحن عباد محمد صلی علیہ و آلہٖ وسلما

یا اللہ! نعمت تصدیق پر ہم تیری حمد کرتے ہیں جس کا تو نے آلِ صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے فضل کے فیض کے شرف بخشا اور درود وسلام ہو سلطان المرسلین سیّد الاولین والآخرین ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کے تمام آل واصحاب پر جب تک متکلمین کی زبان آپ کی مدح سرائی کرتی رہے۔

امابعد! اپنے بے نیاز مالک کا عبد فقیر ابراہیم بن عامر عبیدی مالکی کہتا ہے کہ یہ ایک کتاب ہے جس کا میں نے **عمدة التحقیق فی بشائر آل الصدیق** نام رکھا۔

تالیف کی وجہ

اس کی تالیف کی دو وجہیں ہیں۔ ان میں سے پہلی وجہ یہ کہ شیخ الاسلام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے الصواعق المحرقہ نامی ایک کتاب لکھی جس کے متعلق بعض روافض نے آپ سے معارضہ اور مقابلہ کیا اور ایک کتاب البحار المغرقہ للصواعق المحرقہ لکھی۔ مجھے سنیت کی غیرت نے جھنجوڑا اور میں نے یہ کتاب لکھی اور سمندر میں غرق کرنے کا گمان کرنے والے کے رد میں اس کا نام وہ رکھا جو ابھی گزرا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ میں نے آلِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرنے والوں کی خوشی اور ان کے دشمنوں کے غم کا ارادہ کیا کیونکہ ان میں سے بہت سے جنہیں ان کی جہالت نے سرکش بنا دیا ہے ان کی شان میں وہ کچھ کہتے ہیں جو ان کا اپنا وصف ہے اور ان کے خلاف وہ کچھ بولتے ہیں جن کے وہ خود اہل ہیں اور میں نے اس میں جو بھی حدیث بیان کی، جس کی تخریج یا موضوع ہونے کی مجھے واقفیت ہوئی میں نے اس سے بیان کر دیا ہے

Marfat.com

اوراس میں اپنے استاد شیخ الاسلام استاذ محمد زین العابدین کا تعارف بھی ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے فیوض کی موجوں سے فیض یاب فرمائے اوراس کی بدولت میں اللہ کے دربار سے عظیم ثواب کی امید رکھتا ہوں اوراس کی امید رکھتا ہوں کہ آنجناب کے جھنڈے کے نیچے میرا حشر فرمائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کی وجہ سے اس کے کاتب، قاری، سننے والے، یاد رکھنے والے اور اسے یا اس کا کوئی حصہ حاصل کرنے میں کوشش کرنے والے کو نفع عطا فرمائے اور پاکیزہ نفوس اور پسندیدہ اخلاق والوں کے لیے معذرت کے ساتھ گزارش ہے کہ اسے پسندیدگی نظر سے دیکھیں اور جو غلطی نظر آئے اس کی اصلاح فرمائیں۔ اس میں جو کچھ صحیح ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اوراس پر اسی کی حمد ہے اور جو کچھ خطا ہو تو مجھ سے ہے اوراس سے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں اوراس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو کہ سب سے سچا ہے ووصینا الانسان ۔ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت فرمائی۔ اس سے مراد صدیق ہیں اور سبب کا خاص ہونا حکم کے عموم کے منافی نہیں۔ الانسان میں "ال" مبالغے کے طور پر کمال کے لیے ہے جیسے کہ ہم کہتے ہیں انت الرجل یعنی کامل مرد کیونکہ یہ یا تو جنس کے لیے ہے یا عہد کے لیے یا یہ نہ وہ۔ پس جنسیت یا تو کل اس کا قائم مقام ہے یا نہیں۔ اگر کل اس کا قائم مقام نہیں تو وہ حقیقت جنس کے بیان کے لیے ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول وجعلنا من الماء کل شی حی ۔اور اگر اس کے قائم مقام ہے تو حقیقتاً ہے یا مجازاً۔ اگر حقیقتاً اس کا قائم مقام ہو تو یہ افراد جنس کی شمولیت کے لیے جیسے ان الانسان لفی خسر اور اگر مجازاً قائم مقام ہے تو یہ مبالغہ کے طور پر خصائص جنس کی شمولیت کے لیے ہے جیسے انت الرجل یعنی کل رجل جیسا کہ پہلے گزرا۔

رہی عہدیت تو یا تو ذکر کے لیے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول فعصی فرعون الرسول اور یا ذہن میں حاضری کے لیے اور وہ عہد ذہنی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول اذھما فی الغار یعنی غار ثور جو کہ مکہ معظمہ میں مشہور ہے۔ رہا وہ "ال" جو کہ جنسی نہ عہدی تو وہ زائدہ ہے اور

Marfat.com

وہ لازم ہے یا غیر لازم یعنی عارضی۔ رہا لازم تو وہ یہ ہے جسے اسم علم کے ساتھ ملا کر رکھا گیا ہو جیسے الات والعزی۔ یا موصول میں جیسے الذی اور التی اور ان دونوں کے تثنیہ اور جمع اور عارضی یا تو ضرورت کی بناء پر خاص ہوگا جیسے بنات الادبر یا اصل کی مشابہت کے لیے جائز ہوگا کیونکہ جو علم ''ال'' قبول کرنے والے سے نقل کیا گیا ہو کبھی اپنے اصل کے مشابہ ہوتا ہے اور اس کا کثرت سے وقوع صفت صریحہ میں ہوتا ہے جیسے حارث اور منصور۔ اور کبھی مصدر میں واقع ہوتا ہے جیسے الفضل ہے یا اسم عین میں جیسے النعمان۔

پس حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی انسان کامل، نبوت کے سوا تمام افراد انسانی میں پائے جانے والے متفرق کمالات کے جامع ہیں کیونکہ صدیق ہر مقام کے جامع کمال کا نام ہے اور عرب ایسی وصف پر اکتفاء کرتے ہیں جس کے نیچے کئی اوصاف لازم ہوں جیسا کہ تو قریشی کہے تو یہ عربی کہنے سے بے نیاز کر دیتا ہے کیونکہ ہر قرشی عربی ہے اس کا عکس نہیں اور اسی طرح ہاشمی کا لفظ قریشی عربی کہنے سے بے نیاز کر دیتا ہے کیونکہ یہ دونوں کو لازم ہے اور اسی طرح علوی، ہاشمی قریشی عربی کہنے سے اور یونہی حسنی یا حسینی کہ ان دونوں میں سے ہر ایک علوی ہاشمی قریشی عربی کہنے سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اسی طرح رسول وصف نبوت اور ولایت کو لازم کرتا ہے جبکہ مرتبہ نبوت کے بعد صدیقیت ہی ہے۔ پس صدیق کا لفظ ولی کہنے سے بے نیاز کر دیتا ہے کہ اگر اس میں ولایت نہ ہوتی تو تصدیق نہ کرتا اور یونہی عارف اگر اسے عرفان نہ ہوتا تو تصدیق نہ کرتا۔ اور یونہی محب، سید مخلص اور تمام کمالات محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی وصف کے ساتھ بھی ہوں پس صدیق ان سب سے کفایت کرتا ہے کہ سب اس میں درج ذیل ہیں۔ پس انسانیت کاملہ صرف آپ میں منحصر ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد بوالدیہ حسنا حملته امه کرها و وضعته کرها یعنی اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکیدی نصیحت فرمائی اس کی ماں نے اسے بڑی مشقت سے اٹھائے رکھا اور بڑی تکلیف کے ساتھ جنا۔ اس سے دردزہ کی تکلیف مراد ہے۔

Marfat.com

وحملہ وفصالہ ثلاثون شھرا ۔اس کے حمل اور دودھ چھڑانے تک تیس ماہ ہیں۔حمل کی سب سے کم مدت مراد لی ہے اور یہ چھ ماہ ہے اور جیسا کہ مجھے ہمارے شیخ واستاذ محمد زین العابدین البکری حفظہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا یہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حمل کی مدت تھی اور دودھ پلانے کی اکثر مدت چوبیس ماہ ہے اور عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جب مدت حمل نو ماہ ہو تو اکیس مہینے اور مدت حمل چھ ماہ ہو تو چوبیس مہینے دودھ پلائے۔

حتّٰی اذا بلغ اشدہٗ یہاں تک کہ جب وہ اپنے جوبن کو پہنچا یعنی انتہائی قوت اور بھرپور جوانی تک اور یہ اٹھارہ سال سے چالیس سال کے درمیان ہے۔پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وبلغ اربعین سنۃ اور چالیس سال کو پہنچا۔

یہ آیت حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے باپ ابوقحافہ عثمان بن عمرۃ اور آپ کی ماں ام الخیر بنت صحخر بن عمرو کے بارے میں نازل ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آیت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔آپ کے والدین اکٹھے مشرف بہ اسلام ہوئے اور مہاجرین میں سے آپ کے سوا کسی کے لیے یہ سعادت جمع نہ ہوئی کہ اس کے والدین مسلمان ہوئے ہوں۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے متعلق حکم دیا اور آپ کے بعد اسے لازم رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان اشکر لی ولوالدیک میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب انسان کا باپ فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بیٹے سے فرماتا ہے کہ وہ مر گیا جس کی خاطر میں تیری عزت کرتا تھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اٹھارہ برس کی عمر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا جبکہ آپ کی عمر شریف بیس برس تھی جبکہ آپ نے شام کی طرف تجارتی سفر فرمایا۔جب چالیس سال کے ہوئے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا، آپ پر ایمان لائے اور اپنے پروردگار کے حضور دعا کی۔

Marfat.com

رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علی والدی اے میرے پروردگار مجھے الہام فرما کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام فرمائی ہے یعنی ہدایت اور ایمان کی بدولت۔

و ان اعمل صالحا ترضاہ اور ایسا عمل کروں جو تجھے پسند ہو۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ آپ نے ان نو ایمان والوں کو آزاد کیا جنہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں عذاب دیا جاتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی تو آپ کی ساری اولاد مشرف با ایمان ہوئی چنانچہ جناب ابوقحافہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا۔ ان کے بیٹے ابوبکر اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عبدالرحمٰن کے بیٹے ابوعتیق سب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پاک پایا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کو یہ اعزاز حاصل نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد و اصلح لی فی ذریتی اور میرے لیے میری اولاد میں اصلاح راسخ فرما۔ واؤ کبھی عطف کے لیے ہوتی ہے اور جب اس لیے ہو تو ترتیب کے بغیر حکم میں شریک کرنے کے لیے ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے قول واسجدی وارکعی مع الراکعین میں واؤ ترتیب کا فائدہ نہیں دیتی اور الزیدون جیسے صیغوں میں رفع کی علامت ہوتی ہے اور رسم الخط میں عمرو جیسے لفظ میں اسے بڑھا دیا جاتا ہے تاکہ اس کے اور عمر کے درمیان فرق ہو جائے تو جب حالت نصب میں تنوین داخل ہو یہ داخل نہیں رہتی کیونکہ عمر کے غیر منصرف ہونے کی وجہ سے فرق حاصل ہے بعض افاضل نے خط لکھا اس کے پہلو میں ایک دوسرا شخص بیٹھا تھا۔ اس نے عمر بغیر واؤ کے لکھ دیا۔ وہ کہنے لگا: اے مولانا اس میں فرق کے لیے واؤ بڑھا دیں (گویا اس نے آنکھ چرا کر لکھا ہوا پڑھ لیا ہو کہ نہیں چاہیے تھا اور یوں چوری پکڑی گئی) پس اس فاضل نے کہا واللہ مولوی صاحب واؤ کی زیادتی کی وجہ سے فضیلت میں مات کھا گئے۔

اور جواب میں لا نافیہ کے بعد زایدہ لائی جاتی ہے جب کہا جائے کہ ھل فعلت

Marfat.com

كذا پس تو کہے گا لا وعافاك الله اور کبھی واؤ ثمانیہ ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں التائبون العابدون الحامدون السائحون الراكعون الساجدون الامرون بالمعروف والناهون عن المنكر اور اللہ تعالیٰ کے ہی قول میں وسيق الذين اتقوا ربهم الى الجنة زمرا واؤ لائی گئی جبکہ اسے ذکر جہنم میں نہیں لایا گیا کیونکہ آگ کے سات طبقات ہیں جبکہ جنت کے آٹھ درجات ہیں اور واؤ میں کئی بحثیں ہیں جنہیں ہم نے طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا ہے اور سراج وراق نے ان واؤں کو شعروں میں جمع کیا ہے اور خوب کیا ہے۔ مجھے کیا ہے میں عمرو کو دیکھتا ہوں کہ میں نے اس کی پناہ لی ہے اور وہ اس میں واؤ کی وجہ سے عمرا اور منصرف ہو گیا اور حاجت سے سو رہا میں نے اس کو غلطی سے جگا دیا پس میں نے اس کی نیند اور افسوس لغو کر دیا اور عمرو کے ساتھ پناہ لینے والے کا تو نے سن لیا تو اس کے معروف ہونے کی وجہ سے تجھے زیادہ تعارف نہیں کراؤں گا اور یہ واؤ اور لا واللہ عطف کی نہیں اگر حرف عطف کے طور پر آتی تو ایک طرف نہ ہوتی اور اگر واؤ حالیہ آئے تو ان کا کہنا کہ رمضان واوات میں واقع ہو گیا جب بیس سے گزر جائے تو واؤ عطف کے بغیر ذکر نہیں کیا جاتا اور محمد بن علی بن بسام کا قول کتنا اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دور کو قریب کر دیا گویا میں ہلال عید الفطر کو طلوع ہوا دیکھ رہا ہوں تو شوال میں لھو کا سامان تیار کر کہ تیرا مہینہ (رمضان) واوات میں واقع ہو چکا ہے۔

خصوصیتِ اولاد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

تنبیہ۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حکایت کے طور پر اللہ تعالیٰ کے قول واصلح لی فی ذریتی میں ظرفیت کی حکمت واضح ہے کہ ظرف مظروف کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور جار مجرور کی تقدیم اس اختصاص پر دلالت کے لیے ہے جو کہ اس کے عموم کو مانع ہے جو کہ ہر مسلمان پر صادق آتا ہے جیسا کہ اس کی صراحت کی گئی ہے اس کا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ارادہ نہیں کیا کیونکہ آپ کا (لی) کہنا خاص صلاح پر دلالت کرتا ہے جو کہ مقام صدیقیت سے مناسبت رکھتا ہو جو کہ رتبہ میں مقام نبوت کے بعد ہے اور صلاح کی تین

Marfat.com

قسمیں ہیں: عام، خاص، خاص الخاص۔ پس عام تو ہر مسلمان کو شامل ہے اور اسی کے متعلق حدیث پاک ہے: او ولد صالح یدعولہ یا صالح بیٹا جو اس کے لیے دعا کرے اور خاص مقامات محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ہر مقام کے ساتھ متعلق ہے جو کہ اس سے متصف ہونے والے کے لائق ہے۔ پس عام اگرچہ بزرگ مرتبہ ہے مگر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا اس سے اوپر کے لیے ہے کیونکہ ایسا اسلام جو کہ عمل صالح سے خالی ہو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اپنی اولاد میں نہیں پسند کرتے اور خاص الخاص انبیاء ومرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین کی صلاح ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا قول والحقنی بالصالحین اسی سے ہے اور یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے اونچا ہے اور آپ نے اس کا سوال نہیں کیا کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت نہیں ہے۔ پس اسے خاص پر محمول کرنا متعین ہو گیا اور عارف کبیر ہمارے شیخ احمد دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں ہزار مقامات ذکر فرمائے ہیں اور ہر مقام کی ابتداء، انتہاء اور درمیان ہے پس ان سب سے گزرے بغیر صدیقیت کے مقام تک نہیں پہنچا جا سکتا۔

اور عقلمند پر ظاہر رہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کے لیے اس کے اعلیٰ مقام کی ہی دعا کی ہے اور تخصیص کا فائدہ دینے کے لیے جار مجرور کو مقدم کرنا بعینہ وہی ہے جو ہم نے کہا ہے پس وہ صلاح خاص ہے گویا آپ نے یوں دعا مانگی کہ میرے لیے میری اولاد میں وہ صلاح متعین فرما جو کہ میرے لائق ہے اور آپ کے لائق انہیں وہ صدیقیت عطا فرمانا ہے جو کہ مرتبے میں نبوت کے پاس ہے اور (فی) ظرفیت کا لایا گیا جو کہ ان کی ظاہری اور باطنی صلاح کو شامل ہے جیسا کہ اسے ہمارے شیخ الشیخ محمد البکری حفظہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے اور ذریت پوتوں کو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ومن ذریۃ داؤد وسلیمان۔ وایوب ویوسف وموسیٰ وھارون وکذالک نجزی المحسنین وزکریا ویحییٰ وعیسیٰ والیاس۔ باوجودیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا

Marfat.com

باپ نہیں ہے اور مالکی فقہاء نے ذکر کیا ہے کہ جب وقف ذریت پر ہو تو بیٹوں کی اولاد کو شامل ہے۔ اسے ذہن میں رکھو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: والذین آمنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنابهم ذریتهم وما التناهم من عملهم من شی اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے عملوں میں کچھ بھی کمی نہیں کریں گے اور یہ معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سیّد المؤمنین ہیں۔

اور ابن کثیر، عاصم، حمزہ، کسائی، حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد، طلحہ، قتادہ اور اہل مکہ نے واتبعتہم تا کے ساتھ اور ذریتهم والحقنابهم ذریتهم کو بصیغہ مفرد پڑھا اور نافع، ابوجعفر، ابن مسعود اور ابوعمرو نے اختلاف کے ساتھ اور شیبہ، جحدری اور عیسیٰ نے واتبعتهم تا کے ساتھ ذریتهم والحقنابهم ذریاتهم پڑھا یعنی پہلا لفظ مفرد اور دوسرا جمع کے ساتھ اور خارجہ نے اس سے حمزہ کی قرأت کی مثل روایت فرمائی اور ابن عامر، ابن عباس، عکرمہ سعید بن جبیر اور ضحاک نے واتبعتهم تاء کے ساتھ ذریاتهم والحقنابهم ذریاتهم دونوں جگہ جمع کے ساتھ قرأت کی اور ابوعمرو والاعرج، ابورجار، شعبی، ابن جبیر اور ضحاک نے واتبعناهم نون کے ساتھ ذریاتهم والحقنابهم ذریاتهم دونوں جگہ جمع کے ساتھ قرأت کی۔ پس ان قراءات میں ذریت فی نفسہ جمع ہوگی جیسے مفرد لانا اچھا ہے اور معنی میں پھیلاؤ اور کثرت کا تقاضا ہونے کی وجہ سے ان حضرات کی قرأت میں جنہوں نے ذریت کو جمع کے صیغے کے ساتھ پڑھا اچھا ہے۔

اور الذین آمنوا مبتداء ہے اور الحقنابهم اس کی خبر ہے اور اتبعتهم ذریتهم ایک مفعول کی طرف متعدی ہے اور اتبعناهم ہمزہ کے ساتھ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہے اور لفظ ذریات جو کہ فاعل تھا مفعول ثانی بن گیا اور اس فعل کے تمام موارد میں جہاں بھی واقع ہوئے یہی صورت ہوگی جیسے اللہ تعالیٰ کا قول: لا یتبعون ماانفقوا منا ولا اذی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول، واتبعہ ستامن شوال اور آپ کا ارشاد: واتبع اهل

Marfat.com

القلیب لغتہ ان سب میں جو فاعل تھا اسے مؤخر کر دیا گیا اور اسکنا کم الارض اورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغاربھا وغیرہ پر قیاس کرتے ہوئے مقدم نہیں کیا اور ظاہر ہے کہ دونوں مقامات پر عکس جائز ہے کہ اس طرح کہے اتبعت الذریۃ آباء ھم واسکنت الارض آباء کم شاید عکس اختیار کرنا اہم کے ساتھ آغاز کرنے کے لیے ہے اور یہ صرف قرینہ سے پتہ چلتا ہے۔

اور اگر تو کہے اتبعت زید عمرا اورثت الارض غانما تو احتمال ہے اور اس کے جو نظائر وارد ہوئے ان پر محمول کرنا تقاضا کرتا ہے کہ عمرو تابع ہے اور غانم وارث ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول بایمان اتبعنا کے ساتھ متعلق ہے اور زمخشری نے کہا ہے کہ الحقنا کے ساتھ متعلق ہے اور کہا یہ ذریہ کا ایمان ہے پس اس سے بڑے بالغ مراد لیے جائیں؟ یا آباء کا ایمان ہے پس ان سے چھوٹے مراد لیے جائیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ واحدی نے فرمایا کہ توجیہ یہ ہے کہ ذریہ کو صغیر وکبیر دونوں پر محمول کیا جائے کیونکہ بڑا اپنے ایمان کی وجہ سے باپ کے تابع ہوتا ہے جبکہ چھوٹا اپنے باپ کے ایمان کی وجہ سے باپ کے تابع ہوتا ہے اور ذریہ کا اطلاق صغیر وکبیر پر ہوتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ابن جبیر اور جمہور نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ایمان والے جن کی اولادیں ایمان میں ان کے تابع ہیں۔ اپنے آباء کی طرح مومن ہیں اگرچہ تقویٰ اور اعمال میں آباء کی طرح نہیں ہیں اور اس معنیٰ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث وارد ہے پس انہوں نے حدیث کو آیت کی تفسیر قرار دیا اور یہ وہ حدیث ہے جسے ابن جبارہ نے قیس بن عمرو بن مرہ عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بروایت فرمایا آپ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسلمان کی اولاد کو اس کی طرف اس کے درجے میں بلند فرما دے گا اگرچہ عمل میں وہ اس سے کم ہوں تاکہ ان کی وجہ سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ

Marfat.com

اَلَتۡنٰهُمۡ مِّنۡ عَمَلِهِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ ط یعنی انہیں کم نہیں دیں گے یعنی آباء کو اس سے جو ہم بیٹوں کو دیں گے۔

کلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمائی کہ اگر آباء کا درجہ بیٹوں سے اونچا ہوگا تو اللہ تعالیٰ بیٹوں کو آباء کے درجہ تک اونچا فرمادے گا اور اگر بیٹوں کا درجہ آباء سے بلند ہوگا تو اللہ تعالیٰ آباء کو بیٹوں کے درجہ تک پہنچادے گا اور فراء نے یہی قول اختیار کیا ہے اور اس قول کی بناء پر آباء اسم ذریت میں داخل ہیں اور یہ جائز ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول و آیتھم انا حملنا ذریتھم فی الفلك المشحون میں ہے اور ابن عطیہ نے فرمایا کہ اس میں نظر ہے۔

اور امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری نے ایک قول کی حکایت کی ہے جس کا معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ کے قول بہم، کی ضمیر ذریہ پر لوٹتی ہے اور اس کے بعد جو ضمیر ذریاتھم میں ہے وہ الذین آمنوا پر لوٹتی ہے یعنی بڑوں نے ان کی پیروی کی اور ہم نے بڑوں کے ساتھ چھوٹوں کو ملا دیا۔ ابن عطیہ نے فرمایا کہ یہ قول منکر ہے یعنی اس کا انکار کیا گیا ہے اور اس آیت میں زیادہ راجح قول وہی پہلا قول ہے جس کا معنی یہ ہے کہ چھوٹے اور کوتاہی کرنے والے بڑے آباء کے ساتھ ملائے جائیں گے کیونکہ تمام آیات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل جنت پر احسان کے بیان میں ہیں۔ پس اپنے احسان میں سے یہ بھی ذکر فرمایا کہ وہ اچھے اور برے کی رعایت فرمائے گا اور الحقنا کا لفظ تقاضا کرتا ہے کہ جسے ملایا جائے گا اس کے اعمال میں کچھ کوتاہی ہوگی۔

حاکم کی حدیث عبدالرزاق سے یوں روایت فرمائی عن سفیان الثوری عن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہم آپ نے الحقنا بھم ذریتھم کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسلمان کی اولاد کو جنت میں اس کے درجے میں پہنچادے گا اگرچہ عمل میں اس سے کم ہو پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: والذین آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریاتھم وما التناھم من عملھم من شی۔ فرماتا ہے کہ ہم انہیں کم نہیں دیں گے اور

Marfat.com

شریک سے سالم سے انہوں نے سعید بن جبیر سے روایت کی، فرمایا کہ ایک آدمی جنت میں داخل ہوگا تو کہے گا کہ میرا باپ کہاں ہے؟ میری ماں کہاں ہے؟ میری اولاد کہاں ہے؟ میری بیوی کہاں ہے؟ اسے کہا جائے گا کہ انہوں نے تیرے جیسے عمل نہیں کیے۔ تو وہ کہے گا کہ میں اپنے لیے اور ان کے لیے عمل کرتا آتا تھا تو انہیں حکم ہوگا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پھر آپ نے پڑھا: **جنات عدن یدخلونها و من صلح من آباء هم وازواجهم وذریاتهم۔**

تنبیہ: ذرا غور کر! کیا تو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیام قیامت تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے سوا کوئی گھر پاتا ہے جس کے بارے میں یہ حکم اترا **واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیك وانی من المسلمین اولئك الذین نتقبل عنهم احسن ما عملوا ونتجاوز عن سیاتهم فی اصحاب الجنة وعد الصدق الذی كانوا یوعدون ۔** میرے لیے میری اولاد میں صلاح راسخ فرما دے بے شک میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں تیرے حکم کے سامنے سر جھکانے والوں میں سے ہوں۔ یہی وہ ہیں جن کے بہترین اعمال کو ہم قبول کرتے ہیں اور جن کی برائیوں سے ہم درگزر کرتے ہیں یہ جنتیوں میں سے ہوں گے یہ سچا وعدہ ہے جو ان سے کیا گیا ہے۔
پس یہ وہ منقبت ہے جس کے سامنے حدیں منقطع ہو جاتی ہیں اور ایسی خصوصیت ہے جس کے کمال کی انتہا نہیں اور کچھ پہلے گزرا جس سے تجھے معلوم ہوا کہ مطلق ایمان والوں کی اولاد کو درجے اور مرتبے میں ان کے ساتھ ملایا جائے گا حالانکہ اس سے پہلے انہوں نے اپنی اولاد کے بارے میں کوئی دعا نہیں مانگی۔ تو اس کا کیا مقام جس کی دعا اور اس کی قبولیت کی اللہ تعالیٰ نے کتاب عزیز میں خبر دی ہے اور وہ خود ہر امت کے ایمان والوں کا سردار ہے تو جب اللہ تعالیٰ نے مومن کو اس کے ایمان کی بدولت عزت بخشی اور اس کی اولاد کو جو کہ کوتاہی کی وجہ سے اس کے مرتبے کے مستحق نہیں ہیں جنت میں داخل فرمایا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **ولسوف یرضی** کہ عنقریب راضی

Marfat.com

ہو گا۔ اپنے رب کریم کے حضور اس سے زیادہ معزز و مکرم ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو آخرت میں جہنم میں داخل کر کے رسوا فرمائے جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ خود فرماتا ہے: انك من تدخل النار فقد اخزيته کہ جسے تو نے جہنم میں ڈالا تو اسے رسوا کیا اور رضا اور رسوائی آپس میں دونوں ضدیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں آپ کے کمال شرف، عالی قدر اور عظیم المرتبت ہونے کی بناء پر اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد کی برائیوں سے درگزر، ان کے جرموں کی معافی اور ان کے گناہوں کی مغفرت سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی فرمائے گا۔

اچھوں کی نسبت کام دیتی ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: واما الجدار فكان لغلامين يتيمين في المدينه وكان تحته كنز لهما وكان ابوهما صالحا یعنی دیوار شہر کے دو یتیم بچوں کی ہے اور اس کے نیچے ان کا خزانہ ہے اور ان کا باپ نیک تھا اور سفیان بن مسعر نے عبدالملک بن میسرہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے قول وکان ابوہما صالحا کے متعلق روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کے باپ کی نیکی کی بناء پر ان کی حفاظت کی گئی جبکہ ان کی کوئی نیکی بیان نہیں ہوئی۔ حاکم نے فرمایا کہ یہ شیخین کی شرط پر صحیح حدیث ہے اور یہ ان کے آباء واجداد میں ساتواں تھا اور اس سے زیادہ بے مثل یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کی رعایت فرماتے ہوئے بروں کی حفاظت فرماتا ہے اگرچہ ان کے درمیان صرف نسبت خدمت کے سوا کوئی قرابت اور مناسبت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق فرمایا: ومن الشياطين من يغوصون له ويعملون عملا دون ذالك وكنالهم حافظين اور ہم نے شیاطین مسخر فرمادیے جو کہ ان کے لیے غوطہ زنی کرتے اور طرح طرح کے کام کرتے اور ہم ان کے نگہبان تھے تو جب یہ بات صحیح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے دو لڑکوں کی ان کے باپ کی صلاح کی خاطر حفاظت فرمائی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت کے دوران شیاطین کی حفاظت فرمائی تو یوں بھی ہے کہ اس نے نسلوں کی حفاظت ان کے اسلاف کی رعایت کرتے ہوئے

Marfat.com

فرمائی اگرچہ صدیاں گزر گئیں اوراسی مناسبت سے وہ مسئلہ ہے جوکہ روایت میں آیا ہے کہ حرم کے کبوتر اس جوڑے کی نسل سے ہیں جنہوں نے اس غار کے منہ پر گھونسلا بنایا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چھپے۔ اسی لیے حرم کے کبوتر کا شکار جائز نہیں اور میں نے کئی مرتبہ سنا کہ بعض نے اسے پکانے کا ارادہ رکھا لیکن اس پر آگ نے اثر نہ کیا اور یہ ان کی کرامت اور معجزہ ہے جوکہ غار میں ہے۔ یہ ہے مسئلہ۔

اور یہ پختہ بات ہے کہ ہمارے استاذ شمس الدین محمد زین العابدین صدیقی (اللہ تعالیٰ ہمارے لیے ان کی زندگی میں برکت فرمائے) کے گھرانے کو دو نسبتیں حاصل ہیں جوکہ غار والی شخصیتوں سے ملتی ہیں۔ ایک سلطان المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور دوسرے امام الصدیقین کی طرف جیسا کہ ہم آپ کے نسب شریف میں بیان کریں گے۔ تو آپ کا گھرانہ دونوں طرف سے حفاظت کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جنات عدن یدخلونها ومن صلح من آباء هم وازواجهم وذریاتهم یعنی عدن کے باغات جن میں وہ داخل ہوں گے اور ان کا آباء واجداد سے ازواج اور ان کی اولاد میں سے جو صلاح والے ہوں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اور علماء کے نزدیک یہی پسندیدہ قول ہے کہ من صلح من آباء هم سے مراد وہ شخص ہے جس نے اس کی تصدیق کی جس کی انہوں نے تصدیق کی اگرچہ ان جیسے عمل نہیں کیے اور ابواسحاق نے فرمایا کہ جان لو کہ اعمال صالحہ کے بغیر نسب فائدہ نہیں دیتے۔ پس ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق صلح کا معنی تصدیق کی اور ایمان لایا اور موحد ہوا اور ابواسحاق کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ عمل میں صالحیت اختیار کی۔ علماء نے فرمایا کہ صحیح وہ ہے جوکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اطاعت گزار کے ثواب میں اس کی اس خوشی کو بھی شامل فرمایا جو اسے اپنے اہل خانہ کو دیکھ کر ہوگی کیونکہ اسے ان کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کی بشارت دی۔ تو اس سے دلالت ہوئی کہ وہ مطیع، عامل کے اعزاز میں جنت میں داخل ہوں گے اور خوشخبری اور وعدہ جنت میں اس کے سوا فائدہ نہیں کیونکہ اپنے عمل میں صالحیت پیدا کرنے

Marfat.com

والے ہر شخص کے لیے دخول جنت کا وعدہ تو ہے ہی۔

قرطبی فرماتے ہیں کہ جائز ہے کہ ومن صلح من آباء ھم کا اولئك پر عطف ہو اور معنی یہ کہ ان کے لیے اور ان کے آباء، ازواج اور اولادوں کے لیے دار آخرت کا اچھا انجام ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ یدخلونھا کی ضمیر مرفوع پر معطوف ہو اور یہ عطف اچھا ہے اس لیے کہ دونوں کے درمیان ضمیر منصوب حائل ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ صلاح اللہ تعالیٰ اور رسول علیہ السلام پر ایمان ہے اور اگر ان کے پاس ایمان کے ساتھ ساتھ دیگر نیکیاں بھی ہوتیں تو اپنی اطاعت کی وجہ سے جنت میں داخل ہوتے نہ کہ تابع ہونے کی صورت میں۔

ایک ادبی نکتہ

ابوبکر بن حجتہ نے ثمرات الاوراق میں نقل فرمایا کہ ادیبوں میں سے ایک شخص نے وزیر ابوالحسن بن الفرات کی موجودگی میں ''س'' کو ہر مقام میں ''ص'' کے قائم مقام قرار دینے کو جائز کہا تو وزیر نے کہا کہ کیا تو جنات عدن یدخلونھا ومن صلح من آباء ھم کہے گا یا من سلح؟ اس کا معنی ہے جانور نے گوبر کیا۔ پس وہ شخص شرمسار اور لاجواب ہو گیا۔

اور حکایت بیان کی گئی کہ نضر بن شمیل بیمار ہوئے۔ کچھ لوگ آپ کی مزاج پرسی کو آئے جن میں ایک شخص کی کنیت ابوصالح تھی۔ اس نے کہا مسح اللہ مرضك۔ نضر نے کہا کہ مسح ''س'' کے ساتھ مت کہو بلکہ مصح ''ص'' کے ساتھ کہو جس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اس مرض کو لے جائے۔ کیا تو نے اعشی کا قول نہیں سنا؟

واذا ما الخمر فیھا ازبدت

اقل الازباد فیھا ومصح

کہ جب اس میں شراب جھاگ چھوڑتی ہے تو اس سے جھاگ کم کر دے اور دور کر دے۔ وہ شخص کہنے لگا کہ کبھی صاد کے بدلے سین لایا جاتا ہے جیسا السراط کا اور الصراط۔

Marfat.com

سقر اور صقر کہا جاتا ہے۔ نضر نے اسے کہا پھر تو ابو سالح ہے اور وہ جو لغت والوں نے صاد کو سین کے ساتھ بدلنے کے جواز میں قانون ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ جس کلمے میں ''س'' ہو اور اس کے بعد چار حروف میں سے ایک آئے یعنی ط، خ، غ اور ق تو تو کہہ سکتا ہے سراط، صراط اور سخر لکم میں صخر لکم اور مسغبۃ میں مصغبۃ اور سقیل میں صقیل اور اسی پر قیاس کر۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی اولاد کی خصوصیت

اس کتاب کا جامع (حضرت مولف) کہتا ہے کہ جب جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان ایمان والے بندوں کو جنہوں نے اس کی اطاعت پر عمل کیے اور اپنے آپ کو اس کی نافرمانی سے روکا یہ اعزاز بخشے کہ ان کے ساتھ ان کے اہل خانہ اور رشتہ داروں کو جنت میں ان کے تابع کر کے جنت میں داخل فرما دے جو کہ مسلمان تو ہیں مگر انہوں نے اپنے پروردگار کی عبادت میں کوتاہی کی اور بعض ممنوعات کی مخالفت کی۔ اس لیے نہیں کہ وہ دنیوی زندگی میں اپنی گزشتہ نیکیوں کی وجہ سے ان درجات کے مستحق ہوئے تو خصوصیت کے ساتھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور جو بھی سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں سے ہیں اس اعزاز کے زیادہ مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی گنہگار اولاد کو ان کے تابع کر کے جنت میں داخل فرمائے اور ان کے مخالفین کو ان سے راضی کر دے۔

مودت فی القربیٰ کی بحث

اور اللہ تعالیٰ کے قول قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی کے بارے میں حضرت ابن طاؤس سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اس کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو سعید بن جبیر نے فرمایا کہ یہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہیں۔ ابو عبداللہ نے فرمایا کہ قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں جس میں حضور علیہ

Marfat.com

السلام کی قرابت نہ ہو۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ ۔فرمایا: اس سے مراد وہ قرابت ہے جو کہ میرے اور تمہارے درمیان ہے کہ اسے ملاؤ۔ اور عکرمہ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش میں وسط تھے اور آپ کا قریش کی ہر شاخ میں نسب تھا۔ پس فرمایا: لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ یعنی میں تم سے اپنی دعوت الی الحق پر اجرت نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ تم قرابت میں میری حفاظت کرو۔ اور قتادہ سے ہے کہ تمام قریش اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان قرابت تھی یعنی میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا اس کے سوا کہ تم مجھ سے اس قرابت کی وجہ سے دوستی کرو جو کہ میرے اور تمہارے درمیان ہے۔

مقسم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ بعض انصار نے کہا کہ ہم نے یہ کام کیا یہ کام کیا گویا فخر کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہمیں تم پر فضیلت حاصل ہے۔ یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی محفل میں تشریف لائے اور فرمایا: اے گروہ انصار! کیا تم ذلیل نہ تھے پس اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں عزت عطا فرمائی؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا: کیا تم گمراہ نہ تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری وجہ سے ہدایت عطا فرمائی؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا: مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم کیا عرض کریں؟ فرمایا: تم یوں کیوں نہیں کہتے کیا آپ کو آپ کی قوم نے نکلنے پر مجبور نہ کیا تو ہم نے آپ کو اپنے یہاں ٹھہرایا؟ کیا انہوں نے آپ کی تکذیب نہ کی جبکہ ہم نے تصدیق کی؟ کیا آپ کو ستایا نہیں جبکہ ہم نے آپ کی مدد کی؟ راوی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ گفتگو فرماتے رہے حتیٰ کہ انصار گھٹنوں کے بل ہو گئے اور عرض کرنے لگے کہ ہمارے اموال اور جو کچھ ہمارے قبضہ میں ہے اللہ اور اس کے رسول کا ہے جل شانہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

پس یہ آیت نازل ہوئی: قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ۔

اور ابن عباس، ابن اسحاق اور قتادہ نے فرمایا کہ قریش کا کوئی قبیلہ نہیں جس میں حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب یا سسرالی رشتہ نہ ہو۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ معنی یہ ہے کہ تم میری اتباع کر کے صلہ رحمی کرو اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسی کلام فرمائی ہے جس کا تقاضا ہے کہ یہ مدنیہ ہے اور اس کا سبب نزول یہ ہے کہ انصار کے بعض نوجوانوں نے مہاجرین پر برتری جتلائی اور قریش کے متعلق طویل گفتگو کی تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جس کا معنی یہ ہوگا مگر یہ کہ تم مجھ سے دوستی کرو پس میری قرابت میں میری رعایت کرو اور ان میں میری حفاظت کرو اور ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک تمام قریش قربی ہیں۔ اگرچہ درجات میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں اور نقاش نے ابن عباس، مقاتل، کلبی اور سدی سے ذکر کیا کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ساتھ منسوخ ہے: **قل لا سالتکم من اجر فھو لکم** یعنی فرمادیجئے کہ میں نے تم سے جو اجر مانگا وہ تمہارے لیے ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ درست یہی ہے کہ یہ آیت محکمہ ہے اور ہر قول پر استثناء منقطع ہے اور الا بمعنی لیکن ہے اور جو میرے لیے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ آیت میں خطاب تمام ایمان والوں کے لیے ہے اور یہ اس لیے کہ عرب سب کے سب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم ہیں جن میں سے خود حضور علیہ السلام ہیں۔ پس ان کے علاوہ تمام عجمیوں پر متعین ہے کہ ان سے دوستی اور محبت کریں اور عرب کے ساتھ محبت کرنے کے حکم میں کئی احادیث آئی ہیں اور بے شک تمام یمن کے مقابلے میں قریش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف زیادہ قریب ہیں کیونکہ یہ سب حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد ہیں۔ پس ہر یمنی عرب پر لازم ہے کہ قریش سے دوستی کرے اور اس لیے محبت کرے کہ یہ قومِ رسول علیہ السلام ہیں اور آپ کے خلیل الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں۔

اور قریش کی ان کے سوا دوسروں پر فضیلت اور انہیں مقدم رکھنے میں احادیث وارد ہیں اور بنی ہاشم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبیلہ ہیں پس ان کے سوا قریش پر ان کی محبت اور مودت واجب اور متعین ہے اور بے شک حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم اور دونوں کی اولاد رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قربی

Marfat.com

میں سے زیادہ قریب ہیں پس ان کی مودت اور زیادہ تاکیدی ہے اور بنی ہاشم پر بلکہ تمام قریش بلکہ تمام عرب پر ان کی تعظیم واجب ہے جو کہ ان کی تاکیدی مودت کی وجہ سے واجب ہے اور ان کے فضائل کی بدولت متعین ہے اور ہر علم والے سے فائق علم والا ہے۔ پس آیت کریمہ قریش کے تمام قبیلوں کو عام ہے جیسا کہ بخاری وغیرہ کی روایات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر فرمائی ہے۔

اور اس میں کوئی جھگڑا نہیں کہ ہمارے استاذ محمد زین العابدین الصدیقی حفظہ اللہ تعالیٰ کو قریش کے تین قبائل نے جنا ہے بنو تیم، بنو ہاشم اور بنو مخزوم۔ پس اللہ تعالیٰ کا قول **واصلح لی فی ذریتی** انہیں خاص کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول: **قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی** کا عموم انہیں شامل ہے۔ پس آپ کو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے وہ فیض پہنچتا ہے جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اے فاطمہ! تجھے پتہ ہے کہ تیرا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کی اولاد کو قیامت کے دن آگ سے منقطع فرما دیا ہے۔ اسے حافظ دمشقی نے روایت کیا اور اسے امام علی بن موسیٰ الرضا رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی مسند میں روایت فرمایا اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری بیٹی فاطمہ، اس کی اولاد اور ان سے محبت کرنے والے کو آگ سے جدا فرما دیا۔ پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے حق میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تصدیق کرے کہ **اولئک الذین نتقبل عنهم احسن ماعملوا ونتجاوز عن سیئاتهم** اور عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے صادر ہونے والی سیئات کو معاف اور ان سے رونما ہونے والی نیکیوں کو قبول فرما لیا اور کسی مسلمان کے لائق نہیں کہ ان حضرات کی مذمت کرے جن کی صلاح کی۔ ان کی سیئات سے درگزر کرنے کی اور ان کے اچھے اعمال کی قبولیت کی اللہ تعالیٰ نے گواہی

Marfat.com

ہی اور ان سے محبت اور ان کے قریب ہونے کا حکم دیا اور یہ کسی عمل کی وجہ سے نہیں جو انہوں نے کیا اور نہ ہی کسی کار خیر کی وجہ سے جو انہوں نے توشۂ آخرت کے طور پر آگے بھیجا بلکہ صرف اس کی اپنی سابقہ عنایات اور خصوصیات کی بناء پر جن سے انہیں نوازا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ فضل عظیم والا ہے۔

اولادِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آلِ رسول علیہ السلام کے مخالف کی ندامت

اور اس کے بعد کہ میں نے تیرے سامنے خدا تعالیٰ کے دربار میں ان کا مرتبہ بیان کر دیا اور یہ کہ کسی مسلمان کو ان کے خلاف بالکل لب کشائی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح فرمائی۔ ان سے درگزر فرمایا اور ان کے صالح اعمال قبول فرمائے تو ان کے خلاف بکنے والے کو معلوم ہو کہ یہ اسی کی طرف لوٹتا ہے اور مسلمان کو چاہیے کہ اس پر اولادِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آل صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اس کے مال میں یا اس کے اہل خانہ میں یا اس کی عزت میں یا خود اس کی ذات میں جو پریشانی طاری ہو اس کا رضا و تسلیم اور صبر کے ساتھ مقابلہ کرے اور انہیں مذمت لاحق نہ کرے اور نہ ہی کوئی ایسی چیز جو ان کی عزتوں میں فرق ڈالے اور اگر حدود شرعیہ قائم کرنے میں ان پر احکام متوجہ ہوں تو اس باب میں اس کی قباحت نہیں۔ ہم تو ان کے ساتھ مذمت اور بدگوئی متعلق کرنے سے رکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمارے مقابلے میں وہ امتیاز بخشا ہے کہ وہاں ان کے ساتھ ہمارا کوئی قدم نہیں۔ رہا حقوق شرعیہ ادا کرنا تو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہود سے قرض لیتے تھے اور جب وہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے تو ممکن حد تک انہیں اچھی طرح ادا فرماتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **لو ان فاطمہ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا** (اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہمہ وجوہ پاک صاف رکھا) تو یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اس کے باوجود اللہ رب العزت نے ان کی مذمت نہیں فرمائی۔ ہماری گفتگو صرف تمہارے حقوق اور تمہارے مال کے بارے میں ہے کہ تم ان سے اس کا مطالبہ کرو تو تمہیں اس کی اجازت ہے جبکہ ان کی مذمت اور بدگوئی اور سب و شتم کا کوئی حق نہیں

Marfat.com

اور اگر تم اپنے حقوق طلب کرنے سے باز رہو اور انہوں نے جو تمہیں پریشان کیا انہیں معاف کر دو تو اس کی بدولت اللہ تعالیٰ کے دربار میں تمہیں قرب نصیب ہوگا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے صرف مودت فی القربیٰ طلب فرمائی ہے اور جس نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طلب کو اس چیز کے بارے میں قبول نہیں کیا جس پر وہ قادر ہے تو کل کو وہ کس منہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی امید کرے گا؟ جبکہ خود اس نے اپنے نبی علیہ السلام کی مودت فی القربیٰ کے متعلق آرزو کا احترام نہیں کیا۔

پھر یہاں مودت کا لفظ آیا ہے اور یہ محبت پر ثابت قدم رہنا ہے تو جو اپنی محبت پر قائم رہا تو ہر حال میں دوستی اس کے ساتھ ہوگی اور جب ہر حال میں ان کے ساتھ دوستی قائم ہوگی تو اولادِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اولادِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے حق میں جو صورت طاری ہوئی جو کہ اس کے مقصد کے موافق نہیں، کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ کیا تو نے یہ قول نہیں سنا:

احب لحبها السودان حتی
احب لحبها سودا لکلاب

یعنی میں اس کی محبت کی وجہ سے سیاہ فاموں سے محبت کرتا ہوں اور اس کی محبت کی وجہ سے کالے کتوں سے پیار کرتا ہوں۔ چنانچہ کتے اسے نوچتے تھے اور وہ ان سے محبت کرتا تھا۔ محبّ کا یہ فعل اس کی محبت میں ہے جسکی محبت اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں سعادت مند نہیں کرتی اور نہ ہی اسے اللہ تعالیٰ کے حضور قرب آشنا کرتی ہے۔ نہ ہی رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نہ ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قرب عطا کرتی ہے تو یہ مودت میں سچائی کے سوا کیا ہے؟ پس اگر تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرتا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے محبت کرتا اور تیرے بارے میں ان سے جو کچھ بھی صادر ہوتا ہے اسے جمال محض سمجھتا جس سے تو ناز ونعمت پاتا اور تجھے

Marfat.com

معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور تجھ پر خصوصی عنایت ہے کہ تجھے اس نے یاد کیا جس سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اور اگر وہ تجھے مذمت اور بدگوئی سے یاد کریں تو تو یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کو حمد ہے جس نے میرا ذکر ان کی زبان پر جاری فرمایا اور اس نعمت پر تو اللہ تعالیٰ کا مزید شکر ادا کرے کیونکہ انہوں نے تجھے پاک زبانوں کے ساتھ یاد کیا جہاں تک تیرا عمل نہیں پہنچ سکتا۔

اور جب ہم تجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اور آپ کے صدیق رضی اللہ عنہ کی آل کے ساتھ اس کے خلاف سلوک کرتا ہوا دیکھیں جن دونوں کا تو محتاج ہے اور ان کا تجھ پر احسان ہے تو میں تیری دوستی کا کیسے اعتماد کروں جبکہ تو گمان کرتا ہے کہ تو جانبین کے ساتھ شدید محبت اور رعایت کرتا ہے اور یہ حقیقت میں تیرے ایمان میں نقص ہے اور تیرے خلاف اللہ تعالیٰ کی وہ تدبیر ہے جو تو سمجھتا ہی نہیں اور اس میں خفیہ تدبیر خداوندی کی صورت یہ ہے کہ تو کہتا ہے اور عقیدہ رکھتا ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی شرع کا دفاع کرتا ہے اور یہ کہ میں صرف وہی طلب کرتا ہوں جس کی طلب اللہ تعالیٰ نے میرے لیے مباح فرمائی اور اس طلب مشروع میں مذمت، بغض اور کینہ درج ہوتا ہے جبکہ تجھے شعور تک نہیں اور اس شدید بیماری سے شفا بخشنے والی دواء یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو حق والا نہ سمجھے بلکہ تو اپنے حق سے دستبردار ہو جائے تاکہ اس میں وہ چیز درج نہ ہو جس کا میں نے تیرے لیے ذکر کیا ہے اور تو مسلمان حکام میں سے نہیں ہے کہ ان میں حدود الٰہیہ قائم کرے اگر تیرے لیے اللہ تعالیٰ کے دربار میں قیامت کے دن ان کے مراتب منکشف ہوں تو تمنا کرے کہ ان کے غلاموں میں سے ایک غلام بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی محبت عطا فرمائے اور اپنے فضل وکرم سے ان کے بغض سے محفوظ رکھے۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد: انی تبت الیک وانی من المسلمین میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور مسلمانوں میں سے ہوں۔ اس میں ان حنفیوں کے لیے دلیل ہے جو کہ اپنے ایمان میں استثناء کرنے والے کو درست قرار نہیں دیتے (یعنی یوں کہنے والا کہ انشاء

Marfat.com

اللہ ''میں'' مسلمان ہوں) کیونکہ ایمان اور اسلام دونوں شرعی طور پر ایک دوسرے کو لازم ہیں اور انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کے ساتھ اس کے حق میں گواہی دی ہے جو کہ اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام پر ایمان لایا اور ان لوگوں کے لیے قول کے یقینی ہونے کی صراحت فرمائی جنہوں نے ربنا آمنّا کہا اور انہیں استثناء کا حکم نہیں دیا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قولو آمنّا باللہ تو یہاں اللہ تعالیٰ نے استثناء کے بغیر اس کا حکم دیا نیز فرمایا: ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین پس اللہ تعالیٰ نے اننی من المسلمین کہنے والے کے قول کو احسن قول قرار دیا۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء سلف نے ایک شخص کے مطلقاً انا مومن کہنے میں اختلاف فرمایا ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ صرف انا مومن نہ کہے بل انا مومن انشاء اللہ تعالیٰ کہے جبکہ دوسروں کا مذہب اس کے اطلاق کا جواز ہے اور یہ کہ انشاء اللہ تعالیٰ نہ کہے اور مذہب مختار اور اہل تحقیق کا قول یہی ہے اور امام اوزاعی وغیرہ دونوں امروں کے جواز کی طرف گئے ہیں اور مختلف اعتبارات کی وجہ سے سب صحیح ہیں تو جس نے اطلاق کا قول کیا یعنی استثناء کے بغیر اس نے زمانہ حال پر نظر کی اور اس پر زمانہ حال میں ایمان کے احکام جاری ہوں گے اور جس نے انشاء اللہ تعالیٰ کہا تو اس کے بارے میں علماء نے فرمایا کہ یہ یا تو تبرک کے طور پر ہے یا عاقبت کے اعتبار سے ہے اور اختیار دینے کا قول حسن صحیح ہے اور یہ پہلے دو اقوال کے ماخذ اور حقیقت اختلاف کو رفع کرنے کے لیے ہے اور یہ مسئلہ اہم مسائل میں سے ہے اور اچھے خاتمے کی دعا سب سے زیادہ ضروری ہے اور بعض سے مروی ہے کہ سب سے آخری گفتگو جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کی وہ یہ ہے توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔

Marfat.com

کتاب وسنت کے حوالے سے
فضائل حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اب ہم تیرے لیے آپ کے کچھ فضائل اور آپ کے بارے میں نازل شدہ آیات اور وہ احادیث بیان کرتے ہیں جو آپ کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں اور آپ کی فضیلت میں سلف وخلف کے اقوال بھی۔ اگرچہ آپ کے فضائل کے سامنے حدیں قاصر ہیں (رضی اللہ عنہ)۔ پس ہم کہتے ہیں کہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النصر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد منگل کے دن بتاریخ ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ خلافت کے لیے آپ کی عام بیعت کی گئی۔ حضرت عتاب بن اسیّد رضی اللہ عنہ نے اور ایک قول کے مطابق عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ۱۲ھ کو حج کرایا اور مدینہ عالیہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قائم مقام خلیفہ بنایا۔ ایک قول کے مطابق حضرت عمر بن الخطاب یا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حج کرایا اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ یہ بعض علماء کا قول ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

اور امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں آپ کا تعارف یوں کرایا ہے کہ نووی نے اپنی تہذیب میں فرمایا کہ ہم نے جو ذکر کیا ہے کہ آپ کا نام ابوبکر عبداللہ ہے یہی صحیح مشہور ہے اور کہا گیا ہے کہ آپ کا نام عتیق ہے اور صحیح مسئلہ جس پر تمام علماء ہیں کہ عتیق آپ کا لقب ہے نام نہیں اور آپ کا یہ لقب جہنم سے آزاد ہونے کی وجہ سے رکھا گیا جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہے جسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا گیا ہے

Marfat.com

کہ چہرے کے حسن و جمال کی وجہ سے یہ لقب رکھا گیا۔ یہ لیث بن سعد اور ایک جماعت کا قول ہے یا اس لیے کہ آپ کے نسب میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جو کہ معیوب ہو۔ یہ مصعب بن زبیر کا قول ہے۔

صدیق کی وجہ تسمیہ

اور آپ کا نام صدیق رکھنے کی وجہ پر امت کا اجماع ہے کہ یہ اس لیے ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی طرف جلدی کی اور صدق یعنی سچ بولنے کو لازم رکھا۔ آپ سے کسی صورت میں ذرا بھر توقف واقع نہ ہوا اور اسلام میں آپ کے بڑے بلند مقامات ہیں۔ ان میں سے معراج کی رات کا واقعہ اور آپ کا ثابت قدم رہنا اور اس مسئلہ میں کفار کو جواب دینا ہے۔ اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ہجرت کرنا، غار اور تمام راستوں میں آپ کے ساتھ رہنا، پھر یوم بدر میں اور یوم حدیبیہ کے وقت آپ کی عظیم گفتگو جبکہ مکہ معظمہ میں داخل ہونے کی تاخیر کا مسئلہ آپ کے علاوہ دوسرے حضرات پر مشتبہ ہو گیا تھا۔ پھر آپ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر رونا کہ ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں اختیار دے دیا ہے پھر آپ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے موقعہ پر ثابت قدم رہنا اور لوگوں کو خطبہ دینا، انہیں تسکین دینا، پھر آپ کا بیعت کے قضیہ میں اہل اسلام کی مصلحت کا اہتمام کرنا، پھر آپ کا اسامہ بن زید کے لشکر کو شام کی طرف بھیجنے کا اہتمام اور اس کا عزم صمیم کرنا، پھر آپ کا مرتدین کے خلاف جنگ کرنے کے فیصلے پر قائم رہنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ کا مناظرہ کرنا اور انہیں دلائل کے ساتھ قائل کرنا اور اللہ تعالیٰ کا ان کے سینوں کو اس مسئلہ کے لیے کھول دینا جس کے متعلق آپ کا سینہ کھولا اور وہ مرتدین کے خلاف جنگ کرنا ہے اور شام کی فتوحات کے لیے ان کے لشکروں کو تیار کرنا اور ان کی مدد کرنا، پھر اسے آپ کی بہت بڑی منقبت اور زبردست فضیلت کے واقعہ پر ختم فرمایا اور وہ ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کرنا اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کس قدر

Marfat.com

خدمات اور نشانات مناقب وفضائل ہیں ان کی گنتی نہیں ہوسکتی۔ یہ ہے نووی کا کلام رحمۃ اللہ علیہ۔

علامہ قسطلانی شارح بخاری کی تصریحات

اور علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں فرمایا: باب اسلام ابی بکر رضی اللہ عنہ اور صدیق فعیل کے وزن پر ہے اور اس سے مراد کثرت سے سچ بولنے والا۔ کہا گیا جس نے کبھی بھی جھوٹ نہ بولا ہو اور شیخ ابوالحسن الاشعری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابوبکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نگاہِ کرم میں منظور رہے۔ لوگوں نے اس میں اختلاف کیا کہ اس کلام سے آپ کی مراد کیا ہے؟ چنانچہ ایک قول یہ ہے کہ آپ ہمیشہ مومن رہے بعثت سے پہلے اور اس کے بعد اور صحیح اور پسندیدہ قول یہی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے مبرا حالت پر رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ یہ ایمان کا اظہار کریں گے اور خلاصہ الابرار میں سے ہوں گے۔ شیخ تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر آپ کی مراد یہ ہوتی تو اس میں حضرت صدیق اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان برابر ہیں اور یہ عبارت جو حضرت ابوالحسن اشعری نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہی آپ سے ان کے علاوہ کسی دوسرے کے حق میں صادر نہیں ہوئی۔ پس صحیح یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حالت کفر ثابت نہیں ہوئی اور یہ وہی توجیہہ ہے جو ہم نے اپنے شیوخ اور مقتداؤں سے سنی اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی حق وثواب ہے۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بت کو سجدہ نہ کرنا

اور ابن ظفر نے انباء نجباء الابناء میں نقل فرمایا کہ قاضی ابوالحسن احمد بن محمد الزبیدی نے اپنی اسناد کے ساتھ اپنی کتاب معالی الفرش الی عوالی العرش میں روایت کی کہ مہاجرین اور انصار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جمع تھے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

عرض کی۔ وعیشک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !سرکار مجھے آپ کی حیاتِ پاک کی قسم میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جلال میں کہا کہ آپ کہتے ہیں وعیشک یا رسول اللہ لم اسجد لصنم قط حالانکہ آپ نے دور جاہلیت کے اتنے سال بسر کیے ہیں۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ابو قحافہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک کمرے میں لے گیا جس میں بت تھے اور مجھے کہنے لگا کہ یہ ہیں تیرے بلند و بالا معبود انہیں سجدہ کر اور مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ میں ایک بت کے قریب ہوا اور اسے کہا کہ بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا۔ کوئی جواب نہیں۔ میں نے کہا میرے پاس لباس نہیں مجھے لباس پہناؤ۔ کوئی جواب ندارد۔ پس میں نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا کہ میں تجھ پر یہ پتھر پھینکنے لگا ہوں اگر تو معبود ہے تو اپنے آپ کو بچالے۔ کوئی جواب نہیں۔ پس میں نے پتھر اس پر دے مارا وہ منہ کے بل گر گیا۔ اتنے میں میرا باپ آ گیا کہنے لگا بچے یہ کیا ہے؟ میں نے کہا تمہارے سامنے ہے۔ وہ مجھے میری ماں کے پاس لے گیا اور اسے ماجرا سنایا تو اس نے کہا اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ یہ وہی بچہ ہے جس کے بارے میں مجھے رب تعالیٰ نے ندا فرمائی۔ میں نے پوچھا وہ کیا ندا تھی؟ کہنے لگی جس رات مجھے ولادت کی تکلیف ہوئی میں تنہا تھی۔ میں نے ہاتف غیبی کو سنا جو کہہ رہا تھا یا امتہ اللہ علی التحقیق ابشری بالولد العتیق اسمه فی السماء الصدیق لمحمد صاحب ورفیق اے اللہ کی بندی تجھے عتیق بیٹے کی بشارت ہو جس کا نام آسمان میں صدیق ہے اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ساتھی اور رفیق ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی گفتگو ختم ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام حاضر آئے اور کہا کہ ابو بکر نے سچ کہا۔ تین مرتبہ کہا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قدرے تفصیل کے ساتھ تعارف

Marfat.com

کراؤں جس میں آپ کے وہ حالات ذکر کروں جن سے مجھے واقفیت ہے اور فصلیں مرتب کروں اور خلاصہ بیان کروں۔ رہا آپ کا نام اور لقب تو اس کی طرف پہلے اشارہ ہو چکا۔ ابن کثیر نے کہا کہ اس امر پر علماء متفق ہیں کہ آپ کا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔ سوائے اس روایت کے جو کہ ابن سعید نے ابن سیرین سے کی ہے کہ آپ کا نام عتیق ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ لقب ہے۔ پھر آپ کے اس لقب کے وقت اور سبب میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کے چہرے کے حسن و جمال کی وجہ سے ہے۔ یہ لیث بن سعد، احمد بن حنبل اور ابن معین وغیرہم کا قول ہے اور ابونعیم نے فرمایا کہ کار خیر میں آپ کی قدامت کی وجہ سے ہے اور ایک قول یہ ہے کہ آپ کے نسب کے معیوب سے پاک ہونے کی وجہ سے ہے۔ ایک قول کے مطابق پہلے آپ کا یہ نام رکھا گیا پھر عبداللہ نام رکھا گیا۔

اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے موسیٰ بن طلحہ سے روایت فرمائی کہ میں نے ابوطلحہ سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر کو عتیق کیوں کہتے ہیں؟ فرمایا: آپ کی والدہ کی اولاد زندہ نہیں بچتی تھی جب ابوبکر کی ولادت ہوئی تو انہیں بیت اللہ شریف کے سامنے لے گئی اور عرض کی: یا اللہ اسے موت سے آزاد فرما اور یہ مجھے عطا فرما۔ اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمائی کہ آپ نے فرمایا آپ کو آپ کے چہرے کے حسن کی وجہ سے عتیق کہا گیا اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمائی کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام جو گھر والوں نے رکھا عبداللہ ہے لیکن آپ پر عتیق نام غالب ہو گیا اور حاکم اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمائی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکر تو جہنم سے اللہ تعالیٰ کا آزاد کیا ہوا ہے پس آپ کو عتیق کہا جانے لگا۔

صدیق کی وجہ تسمیہ

رہا لقب صدیق تو دورِ جاہلیت میں ہی آپ کی سچائی مشہور ہونے کی وجہ سے آپ کو

Marfat.com

صدیق کہا جاتا تھا اسے ابن مسدی نے ذکر فرمایا اور کہا گیا ہے کہ یہ اس لیے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق میں جلدی کی اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، آپ فرماتی ہیں کہ مشرکین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا تجھے تیرے صاحب کے متعلق پتہ ہے وہ گمان کرتا ہے کہ اسے آج کی رات بیت المقدس لے جایا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے؟ کہنے لگے ہاں۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا۔ میں تو صبح وشام اس سے بھی زیادہ دور کی چیزوں یعنی آسمانی خبروں میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی لیے آپ کو ابوبکر الصدیق کا نام دیا گیا۔ اس کی اسناد جید ہے اور یہ حضرت انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وارد جنہیں ابن عساکر نے اسناد کے ساتھ بیان فرمایا اور اسے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے طبرانی نے روایت کیا اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں فرمایا کہ ابو معشر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت وہب سے حدیث بیان کی آپ نے فرمایا کہ جب شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے آپ وادی ذی طویٰ میں تھے کہ آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اے جبرائیل میری قومِ میری تصدیق نہیں کرے گی۔ انہوں نے عرض کی: ابوبکر آپ کی تصدیق کریں گے اور وہی صدیق ہے۔ اور اسے طبرانی نے اوسط میں موصولا ابو وہب سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب صدیق پر قسم اٹھا کر بیان کرنا

اور مستدرک میں حاکم نے نزال بن سبرۃ سے روایت کی کہ ہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کی، اے امیر المؤمنین ہمیں ابوبکر کے متعلق خبر دیں۔ فرمایا کہ یہ وہ شخصیت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی زبان پر اور حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر صدیق نام عطا فرمایا۔ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ سرکار نے انہیں ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا تو ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لیے پسند

Marfat.com

کیا۔ اس کی اسناد جید ہے اور دار قطنی اور حاکم نے ابو نجیح سے روایت کی، آپ نے فرمایا کہ میں گن نہیں سکتا کہ کتنی دفعہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کا نام اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر صدیق رکھا اور طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حکیم بن سعد سے روایت کی کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قسم کھاتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کے لیے نام صدیق آسمان سے نازل فرمایا اور احمد کی حدیث میں ہے کہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہاڑ کو حکم دیا) ہلنے سے رک جا کہ تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید موجود ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد کے چچا کی بیٹی ہیں جن کا نام سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب ہے اور ان کی کنیت ام الخیر ہے۔ یہ زہری کا قول ہے جسے ابن عساکر نے روایت فرمایا۔

فصل:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت اور نشو ونما کے مقام کے بارے میں

آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دو سال چند ماہ بعد پیدا ہوئے۔ آپ کی وفات تریسٹھ برس کی عمر میں ہوئی۔ یہ ابن کثیر کا قول ہے اور آپ کی نشو ونما مکہ معظمہ میں ہوئی۔ تجارت کے سوا اس سے باہر نہیں جاتے تھے اور اپنی قوم میں مالدار تھے اور کامل مروت، احسان اور فضیلت والے تھے جب کہ ابن الدغنہ نے کہا کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، محتاج کی معیشت کا انتظار کرتے ہیں، حوادثِ زمانہ پر لوگوں کی امداد کرتے ہیں اور مہمان نوازی فرماتے ہیں۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ دورِ جاہلیت میں قریش کے رئیس اور انکی مجلس مشاورت کے ممبر تھے۔ انکے محبوب اور ہردلعزیز تھے۔ جب اسلام آیا آپ نے اسے ہر ماسوا کے مقابلہ میں ترجیح دی اور اس میں بڑے وقار کے ساتھ داخل ہوئے۔

Marfat.com

زبیر بن بکار اور ابن عساکر نے معروف سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان دس قریشیوں میں سے ایک تھے جن کی دورِ جاہلیت کی بزرگی شرف اسلام کے ساتھ متصل ہوئی خون بہا اور قرض کے معاملات آپ کے سپرد کیے جاتے تھے اور یہ اس لیے تھا کہ قریش کا کوئی بادشاہ نہ تھا جس کی طرف تمام امور لوٹائے جاتے بلکہ ہر قبیلے میں عام فرماں روائی اس کے رئیس کے لیے ہوتی تھی۔ پس بنی ہاشم کے پاس سقایت اور رفادت تھی اور اس سے مراد کہ کوئی شخص ان کے دستر خوان کے بغیر کھاتا پیتا نہیں تھا جبکہ بنو عبدالدار میں حجابت، لواء اور ندوہ کا محکمہ تھا یعنی ان کی اجازت کے بغیر کوئی بیت اللہ شریف میں داخل نہیں ہو سکتا تھا اور جب قریش جھنڈا اختیار کرنا چاہتے تو بنو عبدالدار ہی ان کے لیے جھنڈا باندھتے اور جب کسی امر کو پختہ کرنے یا توڑنے کے فیصلے کے لیے جمع ہوتے تو صرف دارالندوہ میں جمع ہو سکتے تھے اور فیصلہ وہیں سے نافذ ہوتا اور دارالندوہ بنو عبدالدار کا تھا۔

فصل۔شراب سے پرہیز کے بارے میں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دورِ جاہلیت میں سب سے زیادہ پاک دامن تھے۔
ابن عساکر نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کی قسم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دورِ جاہلیت میں اور اسلام میں کبھی شعر نہ کہا اور آپ نے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دورِ جاہلیت میں بھی شراب استعمال نہیں فرمائی اور ابونعیم نے سند جید کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، آپ نے فرمایا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورِ جاہلیت میں ہی اپنے اوپر شراب حرام کر رکھی تھی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کبھی شعر نہ کہا اور ابن عساکر نے ابوالعالیہ الریاحی سے روایت کی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے مجمع میں پوچھا گیا کہ کیا دورِ جاہلیت میں آپ نے شراب نوشی کی؟ آپ نے فرمایا: خدا کی پناہ۔

Marfat.com

پوچھا کیوں؟ فرمایا: میں اپنی عزت کا بچاؤ اور مروت کی حفاظت کرتا تھا کیونکہ جس نے شراب پی وہ اپنی عزت اور مروت کو ضائع کرنے والا ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر نے سچ کہا، ابوبکر نے سچ کہا۔ یعنی دو مرتبہ فرمایا۔ یہ حدیث سند اور متن کے اعتبار سے مرسل غریب ہے۔

فصل۔ آپ کے حلیے کے بیان میں

ابن سعد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمائی کہ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ ہمارے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کا رنگ گورا، کمزور جسم، ہلکے رخسار، آپ کی چادر پہلوؤں سے ڈھلک جاتی تھی، چہرے کی رگیں ابھری ہوئی، آنکھیں ذرا گہری، پیشانی ابھری ہوئی، ہاتھ کی انگلیوں پر گوشت کم تھا۔ یہ ہے آپ کا حلیہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مہندی اور کتم (ایک قسم کی بوٹی ہے) کا خضاب استعمال فرماتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ عالیہ تشریف لائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کسی کے بال سفید اور سیاہ ملے جلے نہ تھے چنانچہ آپ نے انہیں مہندی اور کتم کا رنگ لگایا۔

فصل۔ آپ کے اسلام لانے کے بیان میں

ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا میں لوگوں میں سے اس کا سب سے زیادہ حقدار نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے پہلا مسلمان نہیں ہوں؟ کیا اس فضیلت والا نہیں ہوں؟ اور ابن عساکر نے حارث بن علی کے طریق سے روایت کی کہ

Marfat.com

مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور خیثمہ نے مسند صحیح کے ساتھ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور طبرانی نے کبیر میں اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں شعبی سے روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والا کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ کیا تو نے حسان کا یہ قول نہیں سنا کہ جب تو اپنے معتمد بھائی کا غم یاد کرے تو اپنے بھائی ابوبکر کی کارکردگی کو یاد کر جو کہ نبی علیہ السلام کی امت میں سب سے بہتر، سب سے زیادہ متقی اور عادل اور اپنے فرائض باحسن وجوہ سرانجام دینے والے ہیں اور آپ کی قابل تحسین حاضری ہے کہ غار میں دوسرے آپ ہیں اور لوگوں میں سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

اور ابونعیم نے فرات بن سائب سے روایت کی، فرماتے ہیں کہ میں نے میمون بن مہران سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک حضرت علی افضل ہیں یا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم؟ راوی نے کہا کہ آپ کانپنے لگے حتیٰ کہ آپ کے ہاتھ سے عصا گر گیا۔ پھر فرمایا کہ مجھے گمان نہ تھا کہ میں ایسے زمانے تک باقی رہوں گا جس میں ان دونوں کے برابر کسی اور کو ٹھہرایا جائے گا۔ ان دونوں کی خوبی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ دونوں اسلام کا سر تھے۔ میں نے کہا کہ سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابوبکر ہیں یا علی رضی اللہ عنہم؟ فرمایا: واللہ! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس زمانے میں ایمان لائے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر بحیرہ راہب پر ہوا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مابین نکاح کے سلسلے میں آتے جاتے رہے حتیٰ کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حضور علیہ السلام کے ساتھ عقد نکاح ہوا اور یہ سب کچھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت سے پہلے کا ہے اور فرمایا کہ آپ مشرف بہ اسلام ہونے والی مخلوق حضرات صحابہ کرام اور

Marfat.com

تابعین میں سب سے پہلے اسلام لائے بلکہ بعض نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ سب سے پہلے مسلمان حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک قول کے مطابق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ان اقوال کو یوں جمع کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بچوں میں سب سے پہلے مسلمان ہیں اور جمع کی یہ توجیہہ سب سے پہلے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ذکر فرمائی اور ابن ابی شبہ اور ابن عساکر نے حضرت سالم بن جعد سے روایت کی کہ میں نے حضرت محمد بن حنیفہ سے کہا کہ کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قوم میں سب سے پہلے اسلام لانے والے تھے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ برتری اور سبقت کیونکر لے گئے یہاں تک کہ ابوبکر کے سوا کسی کا نام ہی نہیں لیا جاتا۔ کہنے لگے اس لیے کہ اسلام لانے میں سب سے افضل تھے حتیٰ کہ اپنے پروردگار سے جا ملے اور ابن عساکر نے سند جید کے ساتھ محمد بن سعید بن ابی وقاص سے روایت کی کہ آپ نے اپنے والد حضرت سعد سے کہا کہ کیا ابوبکر آپ لوگوں میں اسلام لانے میں اول تھے؟ فرمایا نہیں بلکہ آپ سے پہلے پانچ سے زیادہ افراد اسلام لا چکے تھے لیکن آپ اسلام میں ہم سے بہتر تھے۔ ابن کثیر نے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت ہر کسی سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام زید، زید کی بیوی ام ایمن، حضرت علی اور ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اور ابن عساکر نے عیسیٰ بن یزید سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صحن کعبہ میں بیٹھا تھا اور زید بن عمرو بن نفیل بھی وہاں بیٹھا تھا کہ وہاں سے امیہ بن صلت کا گزر ہوا۔ کہنے لگا اے خیر چاہنے والے! تم نے کیسے صبح کی؟ اس نے کہا کہ خیریت کے ساتھ۔ کہنے لگا کہ کیا تو نے کچھ پایا؟ زید بن عمرو نے کہا کہ نہیں۔ کہا قیامت کے دن ہر دین سوائے اس دین حنیف کے جس کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا ہلاکت ہے لیکن

Marfat.com

یہ نبی جس کا انتظار کیا جا رہا ہے ہم سے ہے یا تم سے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے میں نے کسی نبی کے متعلق نہیں سنا تھا جس کا انتظار ہو یا مبعوث کیا جائے۔ میں ورقہ بن نوفل کو ملنے کے ارادے سے نکلا اور ورقہ اکثر آسمان کی طرف دیکھتے۔ ان کے سینے سے اکثر آواز سی آتی۔ میں نے ان کے پاس یہ واقعہ بیان کیا۔ کہنے لگے ہاں اے میرے بھائی اہل کتاب اور ان کے علماء کہتے ہیں کہ یہ نبی جس کا انتظار کیا جا رہا ہے وہ عرب کے بہترین نسب میں سے ہوگا اور مجھے علم الانساب حاصل ہے اور تمہاری قوم نسب میں عرب کی بہترین ہے۔ میں نے کہا اے چچا! نبی کیا کہے گا؟ فرمایا وہی کہے گا جو اس سے کہا جائے گا مگر یہ کہ وہ ظلم کرے گا نہ کرنے کی اجازت دے گا۔ فرماتے ہیں رسول کریم علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی۔

ابن اسحاق نے فرمایا کہ مجھے محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الحصین التمیمی نے بیان فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جسے بھی اسلام کی دعوت دی اس نے توقف، تردد اور غور وفکر کیا سوائے ابوبکر کے کہ میں نے جیسے ہی اس کے پاس اسلام کا ذکر کیا اس نے کوئی حیل وحجت نہیں کی، نہ ہی تردد کیا۔ بیہقی نے فرمایا کہ یہ اس لیے کہ آپ دعوتِ اسلام سے پہلے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے دلائل دیکھ رہے تھے اور روایات سن چکے تھے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دعوت دی آپ اس سے پیشتر اس میں غور وفکر کر چکے تھے پس فوراً اسلام لے آئے۔ پھر ابومیسرہ سے روایت کی رسول کریم علیہ السلام جب باہر نکلتے تو کسی کو یا محمد کی ندا کرتے ہوئے سنتے۔ آواز سن کر آپ جلدی جلدی چلتے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ بات رازدارانہ انداز سے کہتے کیونکہ آپ اسلام سے پہلے کے زمانے ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست تھے۔

اور ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی، آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اسلام کے متعلق جس سے بھی بات کی اس نے انکار کیا اور مجھ سے تکرار کی سوائے ابن ابی قحافہ کے کہ میں نے اس سے جس مسئلے میں بھی گفتگو کی اس نے اسے قبول کیا اور اس پر استقامت اختیار کی اور بخاری نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میری خاطر میرے ساتھی کو چھوڑنے والے ہو؟ میں نے کہا اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور تم نے کہا کہ جھوٹے ہو جب کہ ابوبکر نے کہا کہ آپ سچے ہیں۔

فصل۔ آپ کی صحبت اور غزوات کے بیان میں

علماء فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے وقت سے لے کر حضور علیہ السلام کی وفات تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا۔ سفر وحضر میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہ ہوئے سوائے اس حج یا غزوہ کے جس میں حضور علیہ السلام نے آپ کو نکلنے کی اجازت عطا فرمائی اور آپ کے ساتھ تمام غزوات میں حاضری دی اور آپ کی معیت میں ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں اپنے اہل وعیال کو چھوڑ دیا اور آپ حضور علیہ السلام کے غار کے ساتھی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا دو میں سے دوسرے جب کہ دونوں غار میں تھے جب کہ آپ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے کہ غم نہ کر بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اور بے شمار مواقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جانثاری کے لیے ڈٹ گئے اور غزوات میں آپ کے بڑے عظیم کارنامے ہیں۔ احد اور حنین کے دن ثابت قدم رہے جب کہ لوگوں کے قدم اکھڑ گئے تھے جیسا کہ آپ کی شجاعت کے بیان میں آئے گا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ملائکہ نے یوم بدر میں ایک دوسرے کو بشارت دی کہ دیکھو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چھپر میں موجود ہیں اور امام احمد کے ابویعلیٰ اور حاکم

Marfat.com

نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ غزوہ بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل ہے اور دوسرے کے ساتھ میکائیل ہے اور ابن عساکر نے ابن سیرین سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر بدر کے دن مشرکین کے ساتھ تھے جب اسلام لے آئے تو اپنے والد بزرگوار سے کہنے لگے کہ آپ بدر کے دن میرے نشانے پر آئے لیکن میں نے آپ سے پہلوتہی کی اور قتل نہیں کیا۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن میرے نشانے پر اگر تو آجاتا تو میں تجھ سے کبھی دریغ نہ کرتا۔ ابن قتیبہ نے کہا کہ ''اہدفت'' کا معنی آپ کے سامنے آئے اسی لیے اونچی عمارت کو ہدف کہتے ہیں۔

فصل۔ آپ کی شجاعت اور سب سے بہادر ہونے کے بیان میں

بزار نے اپنی مسند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا مجھے بتاؤ کہ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا آپ۔ فرمایا: میرے مقابلہ میں تو جو بھی آیا میں نے اس سے بدلہ لیا لیکن مجھے سب سے زیادہ بہادر کی خبر دو۔ لوگوں نے کہا: ہمیں معلوم نہیں، آپ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ کیونکہ جب یوم بدر تھا ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک چھپر بنایا۔ پس ہم نے سوچا کہ حضور علیہ السلام کے ساتھ کون ہوگا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کوئی مشرک نہ پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم میں سے کوئی بھی سوائے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قریب نہ آیا۔ آپ تلوار سونت کر سرکار علیہ السلام کے پاس کھڑے ہوگئے۔ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رخ کرتا آپ اس کی طرف لپکتے۔ پس آپ ہیں سب سے زیادہ بہادر۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش نے پکڑ رکھا ہے۔ کوئی دھکے دے رہا ہے کوئی گرا رہا ہے اور وہ بک رہے ہیں کہ تو ہی وہ ہے جو صرف ایک ہی معبود قرار دیتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم میں سے ابو بکر صدیق کے سوا کوئی قریب نہ آیا۔ کسی کو آپ مارتے ہیں کسی کو دھکا دیتے ہیں کسی کو

Marfat.com

لتاڑتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک فرمائے کیا تم ایسی شخصیت کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتے ہیں کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے اوپر کی چادر کا پلہ اٹھایا اور اس قدر روئے کہ آپ کی ریش مبارک تر ہوگئی۔ پھر فرمایا: میں تمہیں قسم دیتا ہوں بتاؤ کہ آل فرعون کا مسلمان بہتر ہے یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ قوم مسئلہ نہ جانتے ہوئے خاموش رہی۔ فرمایا: مجھے جواب کیوں نہیں دیتے اللہ کی قسم ابوبکر کی زندگی کی ایک گھڑی آل فرعون کے مسلمان سے بہتر ہے۔ وہ ایسا شخص ہے جس نے اپنا ایمان چھپایا جبکہ یہ وہ ہیں جنہوں نے علی الاعلان ایمان کا اظہار فرمایا۔

اور بخاری نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی، فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مشرکین کے سب سے زیادہ شدید سلوک کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ عقبہ بن ابی معیط حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ اس بدبخت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن میں چادر ڈال کر شدید طریقے سے مروڑا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور اس بدبخت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا کیا اور فرمایا: کیا تم اسے قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے روشن دلائل لے کر تشریف لایا ہے۔

اور امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی کہ آپ نے فرمایا: غزوہ احد کے دن سب لوگ حملے کی شدت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے منتشر ہوگئے سب سے پہلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حدیث کا باقی حصہ آگے آئے گا۔

اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام جمع ہوگئے ان کی تعداد ۳۸ تھی تو حضرت ابوبکر صدیق

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے ظاہر ہونے کا اصرار کیا تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوبکر! ہم تھوڑے ہیں۔ لیکن آپ کا اصرار جاری رہا حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور مسلمان مسجد کی اطراف وجوانب میں پھیل گئے۔ ہر شخص اپنے قبیلے میں تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا۔ آپ پہلے خطیب ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دعوت دی اور مشرکین حضرت ابوبکر اور دوسرے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور مسجد کی مختلف اطراف میں شدید پٹائی کی اور اس حدیث کا بقیہ بعد میں آئے گا اور ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو آپ نے علی الاعلان اپنے اسلام لانے کا اظہار فرمایا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔

فصل۔ حضور علیہ السلام کی خدمت میں مال خرچ کرنے اور تمام صحابہ کرام سے زیادہ سخی ہونے کے بیان میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وسیجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی اور اس سے دور رکھا جائے گا۔ وہ سب سے زیادہ پرہیزگار جو کہ اپنا مال پاک ہونے کے لیے دیتا ہے۔ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی اور امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے کسی کے مال نے کبھی بھی اس قدر نفع نہیں دیا جس قدر صدیق اکبر کے مال نے دیا۔ پس ابوبکر رونے لگے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اور میرا مال سب کچھ آپ ہی کا ہے اور ابویعلیٰ نے مرفوعاً اسی کی مثل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث روایت کی ہے۔ ابن کثیر نے کہا کہ حضرت علی، ابن عباس، انس، جابر بن عبداللہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیث

Marfat.com

بھی روایت کی گئی ہے اور اسے خطیب نے سعد بن المسیب سے مرسلا روایت فرمایا اور اضافہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال میں بالکل اسی طرح فیصلہ فرماتے جس طرح کہ اپنے ذاتی مال ہیں اور ابن کثیر نے حضرت عائشہ اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے طرق سے روایت فرمائی کہ جس دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے آپ کے پاس ۴۰ ہزار دینار تھے اور ایک روایت کے الفاظ میں ۴۰ ہزار درہم ہے جب دوران ہجرت مدینہ عالیہ کی طرف نکلے تو صرف پانچ ہزار باقی تھے۔ سب کا سب مال غلام آزاد کرنے اور اسلام کی خاطر تعاون کرنے میں صرف کر دیا اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سات غلاموں کو آزاد کیا جنہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں سزا دی جاتی تھی۔

اور ابن شاہین نے سنت میں، بغوی نے اپنی تفسیر میں اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت فرمائی کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عباء پہنے حاضر تھے جس میں آپ نے اپنے سینے پر کیل کے ساتھ گرہ دے رکھی تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ میں ابوبکر کو اس کیفیت میں دیکھ رہا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جبرائیل! اس نے فتح سے پہلے اپنا مال مجھ پر خرچ کر دیا۔ جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ان پر سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے اس سے کہو کہ کیا تو فقر کی اس حالت میں مجھ پر راضی ہے یا نہیں؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا میں اپنے رب پر ناراض ہو سکتا ہوں؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند انتہائی ضعیف ہے۔

اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت کی اور ان دونوں کی سند بھی ضعیف ہے اور خطیب نے بھی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس

Marfat.com

رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر جبرائیل نازل ہوئے اور اس پر ایک ٹاٹ ہے جسے پہنے ہوئے تھے۔ میں نے کہا جبرائیل یہ کیا؟ کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کے فرشتوں کو اسی طرح کا لباس پہننے کا حکم دیا ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں انتہائی منکر حدیث ہے اور کہا کہ اگر اس روایت کو اور اسے پہلی روایت کو کثیر لوگوں نے ایک دوسرے سے قبول نہ کیا ہوتا تو ان سے بے توجہی زیادہ بہتر تھی۔

اور ابن درید اور ترمذی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی، آپ نے فرمایا کہ ہمیں رسول پاک علیہ السلام نے صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ قدرتی طور پر اس وقت میرے پاس مال تھا۔ میں نے سوچا کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاؤں گا اگر آج سبقت لے گیا پس میں آدھا مال لے آیا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑ آیا ہے؟ میں نے عرض کی: اس کے برابر چھوڑ آیا ہوں۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ جو کچھ پاس تھا لے کر حاضر ہو گئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوبکر! اپنے اہل خانہ کے لیے کیا چھوڑ آیا ہے؟ عرض کی: میں ان کے لیے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ پس میں نے کہا کہ میں ان سے کسی کار خیر میں کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ ترمذی فرماتے ہیں کہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور ابونعیم نے حضرت حسن بصری سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنا صدقہ لے کر حاضر ہوئے اور اسے چھپا کر رکھا۔ عرض کی یا رسول اللہ! یہ میرا صدقہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے میرے نزدیک آخرت ہے۔ اتنے میں عمر اپنا صدقہ لے کر حاضر آئے اور اسے ظاہر کیا۔ عرض کی: یا رسول اللہ! یہ ہے میرا صدقہ اور میرے نزدیک اللہ ہی کے لیے آخرت ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے صدقات کے مابین اتنا ہی فرق ہے جتنا تمہارے کلمات کے درمیان۔ اس کی سند جید ہے لیکن مرسل ہے۔

Marfat.com

اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی ہمارے ہاں خدمات ہیں ہم نے اسے بدلہ دے دیا ہے سوائے ابوبکر صدیق کے کیونکہ اس کی خدمات کا صلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عطا فرمائے گا اور مجھے کسی کے مال نے اس قدر نفع نہیں دیا جس قدر ابوبکر صدیق کے مال نے۔ اور بزار نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی، آپ فرماتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے دن اپنے والد ابوقحافہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے بڑے میاں کو وہیں کیوں نہ رہنے دیا حتیٰ کہ میں خود اس کے پاس آتا۔ عرض کی: بلکہ ان کا زیادہ حق ہے کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوں۔ فرمایا: اس کے بیٹے کی خدمات کے پیش نظر ہم اس کا احترام کرتے ہیں اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے نزدیک سب سے عظیم خدمات ابوبکر کی ہیں۔ اس نے اپنی ذات اور اپنے مال کے ساتھ میری معاونت کی اور اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی۔

فصل- آپ کے علم اور صحابہ کرام میں افضل اور زیادہ صاحب عقل ہونے کے بیان میں

نووی نے اپنی تہذیب میں فرمایا کہ سیوطی فرماتے ہیں اور انہیں کی تحریر سے میں اسے نقل کر رہا ہوں کہ ہمارے اصحاب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت علم پر آپ کے اس قول سے استدلال کیا ہے جو کہ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں اس شخص کے ساتھ ضرور جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر انہوں نے مجھ سے ایک رسی بھی روک لی جسے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ادا کرتے تھے تو میں اس کے روکنے پر ان سے جنگ لڑوں گا اور شیخ ابواسحاق نے اپنے طبقات میں اس امر سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام

Marfat.com

میں سب سے زیادہ علم والے تھے کیونکہ آپ کے سوا سبھی نے اس مسئلہ کے بارے میں فیصلہ میں توقف کیا۔ پھر آپ کے مباحثے کے بعد ان پر واضح ہو گیا کہ قول آپ ہی کا درست ہے تو سب نے اس کی طرف رجوع کر لیا اور ہمیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت پہنچی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کو فتویٰ کون دیتا تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ مجھے علم نہیں۔

اور شیخین نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا کے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے اس کے درمیان اختیار دیا ہے تو اس بندے نے اسے اختیار کر لیا جو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! ہم آپ پر اپنے ماں باپ قربان کر دیں ہمیں تعجب ہوا کہ سرکار علیہ السلام ایک بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اختیار دیا گیا اور یہ رو رہے ہیں پس جسے اختیار دیا گیا وہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور ابوبکر ہم سے زیادہ عالم تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی صحبت اور مال کے ساتھ سب سے زیادہ میری خدمت کرنے والا ابوبکر ہے۔ اگر میں کسی کو اپنے رب کے سوا خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن اسلام کی اخوت اور مودت ہے ابوبکر کے دروازے کے سوا کوئی دروازہ باقی نہ رہنے دیا جائے۔ یہ نووی کا کلام ہے۔

اور ابن کثیر نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں قراءت کے سب سے زیادہ عالم تھے کیونکہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو نماز پڑھانے کے لیے بطور امام آگے کیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قوم کی امامت وہ کرائے جو کتاب اللہ کا زیادہ قاری ہو اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس قوم میں ابوبکر ہو تو اس کے سوا کسی کو ان کی امامت نہیں کرانا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ سنت کا علم سب سے

Marfat.com

زیادہ رکھتے تھے جیسا کہ پیش آنے والے کئی ایک موقعوں پر صحابہ کرام آپ کی طرف رجوع کرتے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں ظاہر فرمائیں جو آپ کو یاد ہیں جنہیں ضرورت کے وقت آپ پیش کرتے لیکن صحابہ کرام کے پاس ان کا علم نہ ہوتا اور ایسا کیوں نہ ہوتا کیونکہ آپ نے بعثت شریفہ کے آغاز سے وفات تک پابندی کے ساتھ صحبت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف پایا اور اس کے ساتھ ساتھ آپ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سب سے زیادہ بصیرت اور عقل والے ہیں۔

روایت حدیث کی قلت کی وجہ

اور آپ سے مسند احادیث کی روایت بہت کم ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی مدت کم تھی اور جلد وفات ہوگئی ورنہ اگر آپ کی مدت زیادہ ہوتی تو آپ سے کثیر تعداد میں مرویات ہوتیں۔ تو آپ سے نقل کرنے والوں نے کوئی حدیث نہیں چھوڑی جسے نقل نہیں کیا لیکن آپ کے زمانہ میں جو صحابہ کرام تھے ان میں سے کوئی اس حدیث شریف کو آپ سے نقل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا تھا جس کی روایت میں وہ خود شریک تھا۔ پس آپ سے صرف وہی حدیث نقل کرتے تھے جو ان کے پاس نہیں ہوتی تھی۔

اور ابوالقاسم بغوی نے میمون بن مہران سے روایت کی آپ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمے کے دو فریق حاضر ہوتے تو آپ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نظر کرتے اگر ان کے درمیانی فیصلے کا مواد مل جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ فرماتے۔ اگر کتاب اللہ میں نہ ملتا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس مسئلہ کے بارے میں سنت کا علم ہوتا تو اس کے ساتھ فیصلہ فرماتے۔ اگر عاجز رہتے تو باہر نکل کر مسلمانوں سے سوال کرتے اور فرماتے کہ میرے پاس اس قسم کا مقدمہ آیا ہے کیا تمہیں علم ہے کہ اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی فیصلہ فرمایا ہو؟ تو کئی دفعہ آپ کے پاس ایک گروہ جمع ہو جاتا جو کہ سب کے سب اس مسئلہ میں حضور علیہ السلام کے فیصلے کا ذکر کرتے۔

Marfat.com

پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں جس نے ہم میں ایسے لوگ مقرر فرمائے جو کہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے احکام کو یاد رکھتے ہیں۔ اگر اس بارے میں رسول پاک علیہ السلام کی کوئی سنت پانے سے بھی عاجز رہتے تو سربرآوردہ اور بزرگ حضرات کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیتے۔ اگر وہ ایک رائے پر متفق ہو جاتے تو اس کے مطابق فیصلہ فرماتے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے۔ اگر قرآن وسنت میں فیصلہ پانے سے عاجز رہتے تو دیکھتے کہ کیا اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کوئی فیصلہ ہے؟ اگر حضرت کا کوئی فیصلہ مل جاتا تو اسی کے مطابق فیصلہ فرماتے۔

اور اس کے علاوہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو انساب عرب کا علی الخصوص قریش کے نسب کا علم سب سے زیادہ تھا۔ ابن اسحاق نے یعقوب سے انہوں نے عتبہ سے انہوں نے انصار کے ایک شیخ سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن جبیر بن مطعم قریش میں قریش اور تمام عرب کے نسب کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے علم الانساب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرب کے بڑے ماہر انساب تھے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ خواب کی تعبیر میں انتہائی مہارت رکھتے تھے بلکہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں خواب کی تعبیر بیان کیا کرتے تھے اور ابن سیرین فرماتے ہیں جو کہ اس علم میں بالاتفاق سب سے آگے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ خواب کی تعبیر کہنے والے ہیں۔ اسے ابن سعد نے روایت کیا اور دیلمی نے مسند الفردوس میں اور ابن عساکر نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ابوبکر کے سامنے خواب کی تاویل بیان کروں۔ ابن کثیر نے اس حدیث کو غریب کہا۔

اور آپ لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح اور خطیب تھے۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

میں نے بعض اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول کریم علیہ السلام کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے خطیب حضرت ابوبکر اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھے اور حدیث سقیفہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول آ رہا ہے کہ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا علم اور خوف رکھنے والے تھے اور اس بارے میں آپ کی گفتگو تعبیر رؤیا کی فصل میں آئے گی اور آپ کے چند خطبات مستقل فصل میں آئیں گے اور صحابہ کرام میں آپ کے سب سے زیادہ عالم ہونے پر دلالت کرنے والے واقعات میں سے صلح حدیبیہ ہے جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس صلح کے متعلق سوال کیا اور عرض کی کہ ہم اپنے دین کے بارے میں مبنی بر نقص شرط کیوں قبول کریں؟ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اس کا جواب عطا فرمایا۔ پھر آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف گئے ان سے بھی وہی سوال کیا جو کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کیا تھا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بعینہ وہی جواب دیا جو کہ نبی کریم علیہ السلام نے دیا تھا۔ اسے بخاری وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور اس کے علاوہ صحابہ کرام میں آپ نہایت درست رائے اور کامل عقل والے تھے اور تمام الراوی اپنے فوائد میں اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے پاس جبریل امین آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ ابوبکر سے مشورہ طلب کیا کریں اور طبرانی، ابونعیم وغیرہما نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب معاذ کو یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے اپنے صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مشورہ طلب کیا جن میں حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور اسیّد بن حضیر رضی اللہ عنہم شامل تھے تو ہر شخص نے اپنی رائے پیش کی۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! تیرا کیا خیال ہے؟ میں نے عرض کی حضور میری رائے اسی کے مطابق ہے جو کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کا حکم آسمان پر نافذ ہے پسند نہیں

Marfat.com

فرماتا کہ ابوبکر غلطی کرے۔ اسے ابن اسامہ نے اپنی مسند میں ان لفظوں کے ساتھ روایت فرمایا کہ آسمان پر متصرف اللہ سبحانہ پسند نہیں فرماتا کہ ابوبکر صدیق زمین میں غلطی کرے اور طبرانی نے اوسط میں سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں فرماتا کہ ابوبکر غلطی کرے اس کے رجال بااعتماد ہیں۔

فصل۔ آپ حافظ قرآن ہیں

نووی نے اپنی تہذیب میں فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق ان صحابہ میں سے ایک ہیں جنہیں پورا قرآن کریم حفظ تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ایسا ایک اور گروہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ابن کثیر ہیں جنہوں نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا۔ رہی حضرت انس کی حدیث کہ قرآن کریم حضور علیہ السلام کے زمانے میں جمع کیا گیا تو اس سے آپ کی مراد انصار ہیں۔ جیسا کہ میں نے اپنی کتاب ''الاتقان'' میں اس کی وضاحت کی ہے لیکن جو ابن ابوداؤد نے شعبی سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے جبکہ سارا قرآن جمع نہیں کیا گیا تھا تو اسے رد کیا گیا ہے یا اس کی یہ تاویل کی جائے گی کہ اس سے مراد اسے مصحف میں اس ترتیب کے مطابق جمع کرنا ہے جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کی۔

فصل۔ صحابہ کرام میں افضل اور بہتر ہونے کے بیان میں

اہل سنت کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان۔ پھر باقی عشرہ مبشرہ۔ پھر باقی اہل بدر۔ پھر باقی اہل احد۔ پھر باقی اہل بیعۃ رضوان پھر باقی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ اسی طرح حکایت کی گئی ہے۔ اور بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کے درمیان فضیلت بیان کرتے تو سب سے افضل حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان کو قرار دیتے رضی اللہ عنہم اور طبرانی میں یہ زاید بیان کیا کہ یہ بات حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کے علم میں تھی لیکن اس کا انکار نہیں فرماتے تھے اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں تشریف فرما ہوتے اور ہم حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان اور علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت دیتے تھے۔ اور ابن عساکر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ہم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت جو کہ کثیر تعداد میں تھے۔ کہا کرتے تھے کہ اس امت میں اس کے نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان ہیں رضی اللہ عنہم۔ پھر ہم سکوت اختیار کر لیتے۔

اور ترمذی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر کو کہا: اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بہتر! تو صدیق اکبر نے فرمایا اگر تو نے یہ کہا ہے تو میں نے بھی رسول پاک علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ عمر سے بہتر کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا اور بخاری نے حضرت محمد بن علی بن ابی طالب سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے پوچھا کہ رسول پاک علیہ السلام کے بعد لوگوں میں کون سب سے بہتر ہے؟ فرمایا: حضرت ابوبکر۔ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔ اور میں نے محسوس کیا کہ حضرت عثمان کا نام لیں گے۔ میں نے کہا پھر آپ؟ فرمایا: میں تو مسلمان میں سے ایک شخص ہوں۔

اور امام احمد وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی کہ اس امت میں اس کے نبی علیہ السلام کے بعد سب سے بہتر ابوبکر اور عمر ہیں ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حضرت علی سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ پس رافضہ پر اللہ کی لعنت ہو کس قدر جاہل ہیں اور ترمذی اور حاکم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر ہمارے سردار۔ ہم سے بہتر اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ اور ابن عساکر نے عبدالرحمن بن ابی یعلی سے روایت فرمائی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر رونق افروز ہو کر فرمایا کہ خبردار بے شک اس امت میں اس کے نبی علیہ

Marfat.com

السلام کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں تو جس نے اس کے سوا کچھ کہا وہ مفتری اور بہتان طراز ہے۔ اس پر وہی سزا ہے جو کہ مفتری کی ہے اور ابن ابی یعلی سے یہ بھی روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے مجھے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی میں اسے مفتری کی سزا والے کوڑے لگاؤں گا اور عبد بن حمید نے اپنی مسند میں اور ابونعیم وغیرہما نے کئی طرق سے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ سورج کسی ایسے شخص پر طلوع ہوا نہ غروب جو کہ ابوبکر سے افضل ہو سوائے اس کے کہ نبی ہو اور ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ انبیاء و مرسلین کے بعد کسی ایسے پر جو کہ ابوبکر سے افضل ہو اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں بھی ایسا ہی وارد ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ تم میں سے کسی پر سورج طلوع نہیں ہوا جو کہ اس سے افضل ہو اسے طبرانی وغیرہ نے اخراج فرمایا۔ اس کے دوسری وجوہ سے بھی ایسے شواہد ہیں جو کہ اس کے صحیح یا حسن ہونے کا تقاضا کرتے ہیں اور ابن کثیر نے اس کی صحت کے حکم کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اور طبرانی نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر سب سے بہتر ہیں مگر یہ کہ نبی ہو اور اوسط میں حضرت سعد بن زرارہ سے مروی کہ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ روح القدس جبریل نے مجھے خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں سب سے بہتر ابوبکر ہیں رضی اللہ عنہ۔ اور شیخین نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ فرمایا: عائشہ سے رضی اللہ عنہا۔ پھر مردوں میں کون ہے؟ فرمایا: اس کا باپ۔ میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور یہ حدیث ثم عمر کے لفظ کے بغیر حضرت انس۔ ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے وارد ہے۔ اور ترمذی۔ نسائی اور حاکم نے تصحیح کے ساتھ عبداللہ بن شقیق سے روایت کی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اصحاب رسول علیہ السلام میں سے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں کون زیادہ محبوب

Marfat.com

تھا؟ پھر فرمایا: حضرت ابوبکر میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا: عمر۔ میں نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور ترمذی وغیرہ نے حضرت انس سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور عمر کے لئے فرمایا کہ یہ دونوں انبیاء ومرسلین کے بعد اولین وآخرین کے ادھیڑ عمر جنتیوں کے سردار ہیں اور اسی کی مثل حضرت علی سے مروی ہے اور اس باب میں حضرت ابن عباس۔ ابن عمر۔ ابوسعید خدری اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی کو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی اس نے مہاجرین اور انصار کی توہین کی۔ اور ابن سعد نے امام زہری سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا کہ کیا تو نے ابوبکر کے بارے میں کچھ کہا ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ فرمایا: کہو میں سنتا ہوں۔ حسان کہنے لگے کہ وہ غار مبارک میں دو کا دوسرا تھا جبکہ دشمن نے پہاڑ پر چڑھ کر اسے گھیرے میں لے لیا اور وہ رسول علیہ السلام کا محبوب ہے لوگ جانتے ہیں کہ آپ مخلوق میں اس کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر کھل کر مسکرائے کہ پچھلی داڑھیں ظاہر ہوگئیں اور فرمایا: حسان! تو نے سچ کہا وہ ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا۔

فصل

امام احمد اور ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابوبکر ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی حمایت میں سب سے زیادہ سخت عمر ہے اور حیاء میں ان سب سے سچا عثمان ہے۔ ان میں حلال حرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا معاذ بن جبل ہے۔ علم الفرائض کا سب سے زیادہ عالم زید بن ثابت ہے۔ سب سے زیادہ قاری ابی بن کعب ہے اور ہر امت کا امین ہوتا ہے جبکہ اس امت کا امین ابوعبیدہ بن الجراح ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اسے ابویعلیٰ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث

Marfat.com

سے روایت کیا اور یہ الفاظ زائد بیان کئے کہ میری امت کا سب سے بڑا زاہد اور بڑا سچا ابوذر ہے۔ اور ابودرداء میری امت کا سب سے بڑا عبادت گزار اور متقی ہے اور معاویہ ابن ابوسفیان میری امت کا سب سے زیادہ بردبار اور سخی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

فصل۔ آپ کی تعریف

تصدیق اور شان میں اترنے والی آیات کے بیان میں

تجھے معلوم رہے کہ میں نے بعض حضرات کی ایک کتاب دیکھی جس میں ان حضرات کے نام ذکر کیے ہیں۔ جن کے متعلق قرآن کریم اترا لیکن وہ کتاب قابل اصلاح اور نامکمل ہے جبکہ میں نے اس بارے میں ایک جامع اور مکمل کتاب تالیف کی ہے اور یہاں میں اس کا خلاصہ بیان کرتا ہوں جو کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ۔ آپ دو کے دوسرے تھے جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جبکہ آپ اپنے رفیق سے فرما رہے تھے کہ غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی تسکین نازل فرمائی۔ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ آیت میں مذکور صاحب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور اس کے متعلق ایک حدیث آگے آئے گی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے قول فانزل اللہ سکینتہ علیہ کے متعلق روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر پر تسکین اتاری کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو ہمیشہ تسکین سایہ فگن رہی۔ اور ابن ابی حاتم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے ایک چادر اور دس اوقیہ سونے کے عوض خرید لیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتاریں۔ واللیل اذا یغشی سے ان سعیکم لشتیٰ تک یعنی تمہاری کوشش جدا جدا ہے یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور امیہ وابی کی کوشش۔

اور ابن جریر نے عامر بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی

Marfat.com

اللہ عنہ مکہ معظمہ میں غلاموں کو اسلام لانے پر آزاد کرتے تھے۔ آپ بوڑھی خواتین اور دوسری عورتوں کو ان کے اسلام لانے پر آزاد کر دیتے تھے آپ کے باپ نے کہا کہ بیٹے! میں دیکھتا ہوں کہ تو کمزور لوگوں کو آزاد کرتا ہے اگر تو طاقت ور مردوں کو آزاد کرتا تو وہ تیرے کام کاج میں تیرا ہاتھ بٹاتے اور تیری حفاظت اور دفاع کرتے آپ نے فرمایا کہ اے باپ! میں تو وہ کچھ چاہتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے بعض گھر والوں نے بتایا کہ یہ آیات اسی کے بارے میں اتریں فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری یعنی جس نے راہ خدا میں مال دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور اچھی بات کی تصدیق کی تو ہم اس کے لئے آسان راہ آسان کر دیں گے اور ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہ سات غلام ازاد کیے جنہیں راہ خدا میں عذاب دیا جاتا تھا۔ پس یہ آیات اتریں وسیجنبها الاتقی الذی یوتی ماله یتزکّی ومالاحد عندهٗ من نعمة تجزی الا ابتغآء وجه ربه الاعلٰی ولسوف یرضٰی اور اس (آگ) سے وہ نہایت پرہیزگار دور رکھا جائے گا جو کہ اپنا مال پاک کرنے کے لئے دیتا ہے اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں جس کا بدلہ چکایا جائے بجز اس کے کہ وہ اپنے پروردگار اعلیٰ کی رضا چاہتا ہے اور وہ راضی ہوگا۔

اور بزار نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ وما لاحد عندہٗ من نعمته تجزی سے لے کر سورت کے آخر تک آیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں اور بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کسی قسم کو توڑنے کا ارتکاب نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کے کفارہ کا حکم نازل فرمایا اور بزار اور ابن عساکر نے حضرت اسید بن صفوان رضی اللہ عنہ سے جو کہ صحابی ہیں روایت کی آپ نے فرمایا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ والذی جاء بالحق (یعنی جو حق لے کر آیا) حضرت محمد صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلم ہیں وہ صدق بہ (اور جس نے اس کی تصدیق کی) حضرت ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ بالحق کے ساتھ روایت اسی طرح ہی ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قرأت ہو۔

اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے قول وشاورھم فی الامر کے متعلق روایت کی کہ یہ حضرت ابوبکر اور عمر کے متعلق نازل ہوئی رضی اللہ عنہما۔

اور ابی حاتم نے شوذب سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ آیت ولمن خاف مقام ربہ جنتان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی اور طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وصالح المومنین کے متعلق روایت کی کہ یہ ابوبکر اور عمر کے متعلق اتری رضی اللہ عنہما اور عدی بن حمید نے اپنی تفسیر میں امام مجاہد سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ جب آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو خیر بھی نازل فرمائی ہمیں اس میں شامل فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی ھو الذی یصلی علیکم وملائکتہ اور ابن عساکر نے حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ آیت حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔ ونزعنا مافی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔ اور ہم نکال لیں گے جو کچھ ان کے سینوں میں کینہ تھا بھائی بھائی ہوں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی اور ابن عساکر نے ابن عیینہ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمان کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں عتاب فرمایا سوائے اکیلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ معاتبہ سے نکل گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الاتنصروہ فقد نصرہ اللہ اذا خرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ

Marfat.com

معنا۔ اگر تم رسول کریم کی مدد نہیں کرو گے تو ان کی مدد خود اللہ تعالیٰ نے اس وقت فرمائی جب انہیں کفار کی وجہ سے نکلنا ہوا آپ دو کے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے الخ۔

فصل۔ گذشتہ احادیث کے علاوہ آپ کی فضیلت کی احادیث جن میں عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں

شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرمایا کہ میں نے رسول پاک علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک بھیڑیے نے حملہ کر دیا اور ایک بکری اٹھا کر لے گیا۔ چرواہے نے اس سے بکری چھین لی۔ بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ یوم سبع یعنی فتنوں کے وقت میں ان کا کوئی محافظ ہوگا جب کہ میرے سوا انہیں چرانے والا کوئی نہ ہوگا۔ ایک دفعہ ایک شخص بیل پر بوجھ لاد کر لے جا رہا تھا اس نے اس طرف دیکھ کر کہا کہ مجھے اس لئے تو پیدا نہیں کیا گیا۔ مجھے تو کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگ تعجب سے کہنے لگے یعنی۔ سبحان اللہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسے مانتا ہوں اور ابوبکر و عمر بھی۔ جبکہ اس وقت ابوبکر و عمر مجلس میں موجود نہیں تھے لیکن۔ آپ نے ان کے کمال ایمان کو جانتے ہوئے ان کے ایمان کی گواہی دی۔

اور ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں سے اور دو وزیر زمین والوں سے ہوتے ہیں۔ میرے آسمان والوں سے دو وزیر جبریل و میکائیل ہیں اور زمین والوں سے دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں۔

اور اہل سنن وغیرہم نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابوبکر جنت میں ہے۔ عمر جنت میں ہے۔ عثمان جنت میں ہے اور علی جنت میں ہے اور تمام عشرہ مبشرہ بیان فرمائے رضی اللہ عنہم۔

اور ترمذی نے حضرت ابوسعید سے روایت کی فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا بلند درجات والوں کو ان سے نچلے درجے والے یوں دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے افق پر طلوع ہونے والا ستارہ دیکھتے ہو۔ اور ابوبکر ان درجات میں ہوں گے اور اسے طبرانی نے حضرت جابر بن سمرہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مہاجرین اور انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس باہر تشریف لاتے جبکہ وہ بیٹھے ہوتے ان میں ابوبکر اور عمر بھی ہوتے۔ ان میں سے کوئی بھی حضرت ابوبکر اور عمر کے سوا اپنی نگاہیں اونچی نہ کرتا۔ یہ دونوں حضرات حضور علیہ السلام کی طرف دیکھتے اور تبسم کرتے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں دیکھ کر تبسم فرماتے۔

اور ترمذی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک دن رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے پس مسجد میں اس طرح داخل ہوئے کہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما میں سے ایک آپ کے دائیں طرف اور دوسرے دوسری طرف تھے اور آپ نے دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور فرمانے لگے قیامت کے دن ہم اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ اسے طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اور ترمذی اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے مجھ سے زمین کھلے گی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے۔

اور بزار اور حاکم نے حضرت ابواروی الدوسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما دونوں حاضر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب خوبیاں اللہ سبحانہ کے لئے ہیں جس نے تم دونوں کے ساتھ میری تائید فرمائی اور یہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی وارد ہے اور اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

Marfat.com

اور ابو یعلی نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ابھی جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے۔ میں نے اس سے کہا کہ میرے پاس عمر بن الخطاب کے فضائل بیان کرو۔ جبریل نے کہا کہ اگر میں آپ کے سامنے عمر بن الخطاب کے فضائل اتنی مدت تک بیان کروں جتنی مدت حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ٹھہرے رہے تو عمر کے فضائل ختم نہ ہوں گے اور عمر ابوبکر صدیق کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے اور امام احمد نے عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر اور عمر سے فرمایا کہ اگر تم دونوں ایک مشورے میں جمع ہو جاؤ تو میں تمہاری مخالفت نہیں کروں گا۔ اور اسے طبرانی نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

اور ابن سعد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ان سے پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کو کون فتویٰ دیتا تھا تو فرمایا کہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما۔ ان کے سوا کا مجھے علم نہیں اور قاسم بن محمد سے روایت کی فرمایا کہ حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان اور علی رضی اللہ عنہما رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں فتویٰ دیتے تھے۔

اور طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہر نبی کے لئے اس کی امت میں خاص لوگ ہوتے ہیں اور میرے اصحاب میں سے میرے خواص حضرت ابوبکر اور عمر ہیں۔

اور ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے۔ اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی اور مجھے دار ہجرت تک سوار کر کے لے گئے۔ بلال کو آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے۔ حق کہتا ہے گرچہ کڑوا ہو حق کہنے نے اس کا کوئی دوست نہیں رہنے دیا۔ اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم فرمائے اس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علی پر رحم فرمائے۔ اے میرے

Marfat.com

اللہ! حق کو اس کے ساتھ ادھر پھیر دے جدھر وہ پھرے۔

اور طبرانی نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر آئے تو منبر پر جلوہ گر ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرمائی پھر فرمایا: اے لوگو! بے شک ابوبکر نے مجھے کبھی غمگین نہیں کیا۔ اس کا یہ حق پہچانو۔ اے لوگو! میں ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعد۔ عبدالرحمٰن بن عوف اور پہلے مہاجرین سے راضی ہوں۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان کا یہ مقام پہچانو۔

اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں ابن ابی حازم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر آیا اور کہنے لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت ابوبکر اور عمر کا کیا مرتبہ تھا؟ فرمایا وہی مرتبہ جو کہ آپ کی خدمت میں انہیں آج حاصل ہے اور ابن سعد نے بسطام بن مسلم سے روایت کی فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ میرے بعد تم پر کوئی امیر نہیں ہو سکتا اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان اور ان کا بغض کفر ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ابوبکر اور عمر کی محبت اور ان کی معرفت سنت سے ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی کہ میں اپنی امت کے لئے ابوبکر وعمر کی محبت میں اسی رحمت کی امید کرتا ہوں جس کی ان کے لئے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں امید کرتا ہوں۔

فصل۔ گزشتہ احادیث کے سوا صرف آپ کی فضیلت میں وارد احادیث کے بیان میں

شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی چیز کی دو قسمیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیں اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے یہ بہتر ہے تو جو اہل صلوۃ سے ہوگا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو اہل

Marfat.com

جہاد سے ہوگا اسے باب جہاد سے بلایا جائے گا۔ جو اہل صدقہ سے ہوگا اسے باب صدقہ سے بلایا جائے گا اور جو اہل صیام سے ہوگا اسے باب الریان سے بلایا جائے گا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ جو ان دروازوں سے بلایا جائے اسے اس کی کوئی ضرورت تو نہیں تو کیا ان سب سے بھی کوئی بلایا جائے گا؟ فرمایا: ہاں اور مجھے امید ہے کہ تو ان میں سے ہے۔

اور ابوداؤد نے اور حاکم نے تصحیح کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں تو داخل ہوگا اور شیخین نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں میں سے اپنی صحبت اور مال کے ساتھ میری سب سے زیادہ خدمت کرنے والا ابوبکر ہے اور اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن اخوت اسلام ہے اور یہ حدیث حضرت ابن عباس۔ ابن زبیر۔ ابن مسعود۔ جندب بن عبداللہ۔ براء۔ کعب بن مالک۔ جابر بن عبداللہ۔ انس اور ابوواقد لیثی ابوالمعلی۔ عائشہ۔ ابوہریرہ اور ابن عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایت سے وارد ہوئی۔ اور میں نے مختلف احادیث میں ان کے طرق کو اکٹھا کیا ہے۔

اور بخاری نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بیٹھا تھا کہ ابوبکر صدیق آ گئے۔ آپ نے سلام کہا اور عرض کی کہ میرے اور عمر بن الخطاب کے درمیان کچھ تلخی سی ہوگئی۔ پھر میں نادم ہو کر ان کے پاس حاضر ہوا اور میں نے معافی طلب کی مگر وہ مانے نہیں تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے...... پھر حضرت عمر کو ندامت ہوئی پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر آئے۔ انہیں وہاں نہ پایا تو سیدھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور سلام عرض کیا۔ پس حضور علیہ السلام کا رخ انور جلال سے چمکنے لگا حتی کہ ابوبکر ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! مجھ

Marfat.com

سے زیادتی ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابوبکر نے کہا آپ سچے ہیں اور اس نے اپنی جان اور مال کے ساتھ میری ہمدردی کی۔ تو کیا تم میری خاطر میرے ساتھی کو چھوڑنے والے ہو؟ دو مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد انہیں ستایا نہیں گیا۔

اور ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت کی اور اس میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میرے ساتھی کے بارے میں نہ ستاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تو تم نے جھوٹا کہا کہ جبکہ ابوبکر نے سچا کہا اور اگر اللہ تعالیٰ نے اسے صاحب کا نام نہ دیا ہوتا تو میں اسے خلیل قرار دیتا لیکن اخوت اسلام ہے۔

اور ابن عساکر نے مقدام سے روایت کی کہ عقیل بن ابی طالب اور ابوبکر رضی اللہ عنہما میں کچھ تلخ کلامی ہوگئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سلسلے میں کافی گفتگو کر لیتے تھے مگر آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ان کی قرابت کی وجہ سے حرج محسوس کیا اور ان سے پہلوتہی کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں آ کر شکوہ کیا۔ پس حضور علیہ السلام نے لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا تم میری خاطر میرے رفیق کو چھوڑتے نہیں ہو؟ معلوم ہے کہ تمہاری اور اس کی کیا شان ہے؟ اللہ تعالیٰ کی قسم تم میں سے ہر ایک کے گھر کے دروازے پر تاریکی ہے سوائے ابوبکر کے دروازے کے کیونکہ اس کے دروازے پر نور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے جب کہ ابوبکر نے کہا کہ آپ سچے ہیں۔ تم نے مال روک لئے جبکہ اس نے میری خاطر اپنے مال کی سخاوت کی۔ تم نے مجھے رسوا کرنا چاہا جبکہ اس نے میری ہمدردی اور پیروی کی۔

اور بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو تکبر کے ساتھ اپنا کپڑا زمین پر کھینچتا ہوا چلے گا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میری چادر

Marfat.com

ایک طرف سے ڈھلک جاتی ہے مگر یہ کہ اسے سنبھالتا رہوں۔ تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ تو تکبراً ایسا نہیں کرتا۔

اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آج کس نے روزہ دار ہونے کی صورت میں صبح کی؟ ابوبکر نے عرض کی میں نے۔ فرمایا کہ تم میں سے آج جنازہ کے پیچھے کون چلا؟ ابوبکر نے عرض کی حضور! میں۔ فرمایا: آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ ابوبکر نے کہا میں نے۔ فرمایا: آج تم میں سے کس نے بیمار کی مزاج پرسی کی؟ ابوبکر نے عرض کی: میں نے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص میں یہ خصائل جمع نہیں ہوتے مگر وہ جنت میں داخل ہوتا ہے اور یہ حدیث حضرت انس بن مالک اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم کی روایت سے وارد ہوئی اور اس کے آخر میں ہے کہ تیرے لئے جنت واجب ہوگئی۔

اور عبدالرحمٰن کی روایت کا اخراج بزار نے کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز صبح ادا فرمائی پھر رخ انور اپنے اصحاب کی طرف کیا اور فرمایا کہ آج تم میں سے کس نے روزہ دار ہونے کی صورت میں صبح کی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آج رات روزہ رکھنے کا دل میں خیال ہی نہیں آیا اس لئے میں نے تو روزہ نہیں رکھا لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے دل میں روزہ رکھنے کا ارادہ تھا میں نے روزے کے ساتھ صبح کی ہے۔ فرمایا: تم میں سے کسی نے آج مریض کی بیمار پرسی کی ہے؟ حضرت عمر نے عرض کی: ابھی تو ہم یہیں بیٹھے ہیں بیمار پرسی کا موقعہ نہیں ملا۔ حضرت ابوبکر نے عرض کی کہ مجھے خبر ملی تھی کہ میرے بھائی عبدالرحمٰن بن عوف بیمار ہیں میں راستہ بدل کر ان کے ہاں سے ہو کر آیا ہوں کہ پتہ کروں کہ انہوں نے کیسے صبح کی۔ پھر فرمایا کہ تم میں سے کسی نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت عمر نے عرض کی کہ یارسول اللہ! نماز پڑھنے کے بعد ابھی کہیں نکلے ہی نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو ایک سائل دیکھا میں نے عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا

Marfat.com

دیکھا۔ اس سے لے کر میں نے سائل کو دے دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے جنت کی بشارت ہو پھر ایسا کلمہ ارشاد فرمایا جس سے عمر کو خوش کر دیا کہ عمر نے جب بھی کسی کار خیر کا ارادہ کیا تو صدیق اکبر نے ان سے پہلے ہی وہ کام سرانجام دے رکھا ہوتا ہے۔

ابو یعلی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر اور عمر کے ہمراہ داخل ہوئے۔ آپ نے مجھے دعا مانگتا ہوا پایا تو فرمایا مانگ تجھے عطا فرمایا جائے گا۔ پھر فرمایا کہ جو قرآن کریم کو تر و تازہ پڑھنا چاہے تو اسے ابن ام عبد (حضرت مسعود کی کنیت ہے) کی قرأت پر پڑھے۔ میں اپنے گھر کو لوٹ آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے بشارت دی پھر میرے پاس حضرت عمر آئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ نکل رہے ہیں جو کہ آپ سے پہلے ہی پہنچ گئے۔ پس عمر کہنے لگے کہ آپ کار خیر میں بہت سبقت کرنے والے ہیں۔

اور امام احمد نے سند حسن کے ساتھ حضرت ربیعہ اسلمی سے روایت کی فرماتے ہیں کہ میرے اور حضرت ابوبکر کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہو گئی آپ نے مجھے ایسی بات کہی جسے میں نے برا جانا۔ پھر نادم ہو کر کہنے لگے اے ربیعہ! تو ایسی ہی بات مجھے کہہ دے تاکہ قصاص ہو جائے۔ میں نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ کہنے لگے کہ تم ضرور یہ بات کہو گے ورنہ میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں تمہارے متعلق نالش کروں گا۔ میں نے کہا یہ کام میں نہیں کروں گا۔ پس حضرت ابوبکر چلے گئے اور بنو اسلم کے چند لوگ آئے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے کس بارے میں تمہارے متعلق نالش کریں گے۔ حالانکہ تمہیں انہوں نے ہی کہا جو کچھ کہا۔ میں نے کہا تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ ثانی اثنین ہیں۔ یہ مسلمانوں میں بزرگ ہیں۔ سب ایک طرف ہو جاؤ کہیں تمہیں میری مدد کرتا ہوا دیکھ نہ لیں پس ناراض ہو جائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے تو ان کی ناراضگی کی وجہ سے سرکار علیہ السلام ناراض ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کی ناراضگی کی وجہ سے ناراض ہو جائے گا اور ربیعہ ہلاک ہو جائے گا۔ پس حضرت ابو بکر چلے گئے اور میں اکیلا ہی ان کے پیچھے چل نکلا۔ آپ سرکار علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گئے اور صورت واقعہ بیان کی۔ حضور علیہ السلام نے میری طرف سرانور اٹھایا اور فرمایا: اے ربیعہ! تیرے اور صدیق اکبر کے درمیان کیا ماجرا ہوا؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ایسا ایسا معاملہ ہوا۔ تو انہوں نے مجھے کہا کہ جیسے میں نے تجھے کہا ویسے ہی وہ بات مجھے لوٹا دے یہاں تک کہ قصاص ہو جائے لیکن میں نے انکار کر دیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک کیا اس پر یہ بات نہ لوٹانا۔ لیکن اے ابو بکر! اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے۔

اور ترمذی نے بافادہ تحسین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا کہ تو میرا حوض پر ساتھی ہے اور غار میں میرا ساتھی ہے اور عبداللہ بن احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰت والتحیات والتسلیمات نے فرمایا کہ ابو بکر غار میں میرا ساتھی اور ہمدم ہے اس کی اسناد حسن ہے۔ اور بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا کہ رسول پاک علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت میں سرخ اونٹوں کی طرح پرندے ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی وہ تو بہت لطیف اور نازک ہوں گے۔ فرمایا: ان سے زیادہ نرم و نازک وہ ہوں گے جو انہیں کھائیں گے اور تو ان میں سے ہے جو انہیں کھائیں گے اور یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد ہوئی ہے۔

اور ابو یعلی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے آسمان کی طرف معراج کرائی گئی۔ میں جس آسمان سے بھی گزرا وہاں میں نے اپنا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا پایا اور میرے پیچھے ابو بکر صدیق۔ اس کی اسناد ضعیف ہے۔ لیکن یہ روایت حضرت ابن عباس۔ ابن عمر۔ انس اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

حدیث سے ضعیف سندوں کے ساتھ وارد ہوئی ہیں۔ جو کہ ایک دوسرے کو قوت دیتی ہیں۔

اور ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ آیت پڑھی یاایتھا النفس المطمئنۃ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! یہ بہت اچھا خطاب ہے۔ تو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تیری وفات کے وقت فرشتہ تجھ سے بھی یہی خطاب کرے گا۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت عامر بن عبداللہ زبیر سے روایت کی فرمایا کہ جب یہ آیت اتری ولو انا کتبنا علیھم ان اقتلوا انفسکم تو حضرت ابوبکر نے عرض کی یارسول اللہ! اگر مجھے حکم دیں کہ میں اپنے آپ کو قتل کر دوں تو ضرور کر دوں۔ فرمایا تو نے سچ کہا۔

اور ابوالقاسم بغوی نے روایت کی کہ ہمیں داؤد بن عمر نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں عبدالجبار بن الورد نے خبر دی۔ انہوں نے ابوملیکہ سے روایت کی فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب حوض میں داخل ہوئے۔ فرمایا: ہر شخص اپنے ساتھی کی طرف تیر کر جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر شخص اپنے ساتھی کی طرف تیرنے لگا۔ حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے۔ پس حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف تیرتے ہوئے آئے حتیٰ کہ معانقہ فرمایا اور فرمایا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری تک کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن وہ میرا ساتھی ہے۔ وکیع نے عبدالجبار بن الورد سے اس کی متابعت کی اور اسے ابن عساکر نے روایت کیا اور عبدالجبار قابل اعتماد ہے اور اس کے شیخ ابن ابی ملیکہ امام ہیں۔ مگر یہ مرسل ہے اور وہ بہت غریب ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ اسے طبرانی کبیر میں اور ابن شاہین نے سنت میں ایک اور طریقے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موصولاً بیان کیا۔

اور ابن ابی الدنیا نے مکارم الاخلاق میں اور ابن عساکر نے صدقہ بن میمون القرشی کے طریق سے حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلم نے فرمایا نیکی کی ۳۶۰ خصلتیں ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو اس میں سے ایک خصلت پیدا فرما دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ان میں سے مجھ میں کوئی شے ہے؟ فرمایا: ہاں سب جمع ہیں۔

اور ابن عساکر نے ایک اور طریق سے صدقہ القرشی سے انہوں نے کئی رجال سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نیکی کی ۳۶۰ خصلتیں ہیں۔ ابو بکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا ان میں سے میرے لئے کچھ ہے؟ فرمایا: سب کی سب تجھ میں ہیں۔ اے ابو بکر! یہ تجھے بلا مشقت حاصل ہیں اور ابن عساکر نے مجمع بن یعقوب الانصاری کے طریق سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل پر ہجوم ہوتی حتیٰ کہ فصیل کی طرح ہو جاتی لیکن اس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جگہ فارغ ہوتی لوگوں میں سے کوئی بھی وہاں بیٹھنے کا لالچ نہیں کرتا تھا۔ جب آپ آتے تو اس جگہ بیٹھ جاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی طرف رخ انور پھیر لیتے۔ آپ سے گفتگو فرماتے اور لوگ سنتے۔

اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر کی محبت اور اس کا شکریہ میری امت پر واجب ہے۔ اس کی مثل سہل بن سعد کی حدیث سے روایت کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ سب سے حساب ہوگا سوائے ابو بکر کے۔

فصل۔ آپ کی فضیلت میں صحابہ کرام اور اسلاف کی گفتگو

بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابو بکر ہمارے سردار ہیں اور بیہقی نے شعب ایمان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ اگر ابو بکر کا ایمان اہل زمین کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ان پر بھاری ہو۔ اور ابن ابی خیثمہ نے اور عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزہد

Marfat.com

میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر ایمان میں سبقت لے جانے والے، علم و فضیلت میں سب سے سربرآوردہ ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمنا کرتا ہوں کہ میں ابوبکر صدیق کے سینے میں ایک بال ہوتا۔ اسے مسدد نے اپنی مسند میں روایت کیا اور کہا کہ میری تمنا ہے کہ میں جنت میں وہاں ہوتا کہ مجھے ابوبکر نظر آئے۔ اسے ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے روایت کیا اور فرمایا کہ ابوبکر کستوری کی مہک سے بھی زیادہ خوشبودار تھے اسے ابونعیم نے روایت کیا۔

اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ کپڑا اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی شخص ایسے نامہ اعمال کے ساتھ حاضر نہیں ہوا جو اس کپڑا اوڑھنے والے کے اعمالنامے سے مجھے زیادہ پسندیدہ ہو۔

اور ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اس نے ابوبکر کے ساتھ کارخیر میں جب بھی مسابقت کی وہ اس سے سبقت لے گئے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت علی سے روایت کی آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ہم نے جب بھی کارخیر کی طرف سبقت کی۔ ابوبکر اس میں ہم سے پہل کر گئے اور اوسط میں ابوجحیفہ سے بھی روایت کی فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور میری محبت اور ابوبکر و عمر کا بغض قلب مومن میں جمع نہیں ہو سکتے۔

اور کبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ قریش میں سے تین حضرات ہیں جن کے قریش سے زیادہ روشن چہرے زیادہ حسین اخلاق اور زیادہ مضبوط دل ہیں۔ اگر تجھ سے کچھ کہیں تو جھوٹ نہیں بولیں گے اور اگر تو انہیں کچھ کہے تو وہ تیری تکذیب نہیں کریں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق۔ ابوعبیدہ ابن الجراح اور عثمان بن

Marfat.com

عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ابن سعد نے ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ ابوبکر کا نام اواہ اس لئے رکھا گیا کہ آپ نرم خو اور رحم دل تھے اور ابن عساکر نے ربیع بن انس سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ ہم نے انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے صحابہ میں نظر کی لیکن ہم نے کسی بھی نبی علیہ السلام کا کوئی صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا نہیں پایا اور امام زہری سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر کی ایک فضیلت یہ ہے کہ آپ نے ایک گھڑی بھر کے لئے اللہ تعالیٰ میں شک نہیں کی۔ مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ اس سے قسطلانی کے مسئلہ کو تقویت ملتی ہے۔

اور ابن عساکر نے ربیع بن انس سے روایت کی کہ کتاب اول میں لکھا ہوا ہے کہ ابوبکر کی مثال بارش کی ہے جہاں ہو نفع دے اور زبیر بن بکار سے مروی کہ میں نے بعض اہل علم سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطیب ابوبکر اور علی بن ابی طالب ہیں رضی اللہ عنہما اور ابو حصین سے روایت کی فرمایا کہ انبیاء مرسلین علیہم السلام کے بعد اولاد آدم میں ابوبکر سے افضل پیدا نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ لوگوں کے ارتداد کے دن حضرت ابوبکر نے انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کے قائم مقام کا کردار ادا کیا۔

فصل۔ آپ کے چار خصائص کے بیان میں

دینوری نے مجالسہ میں اور ابن عساکر نے شعبی سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چار ایسی خصلتوں کے ساتھ مخصوص فرمایا جو کہ لوگوں میں کسی کو نہ ملیں۔ آپ کا نام صدیق رکھا۔ آپ کے سوا کسی کو یہ نام نہ ملا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غار کے ساتھی ہیں۔ ہجرت کے رفیق ہیں اور تمام مسلمانوں کی موجودگی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

اور ابن ابوداؤد نے کتاب المصاحف میں ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام ایک وزیر کا تھا۔ سرکار علیہ السلام اپنے تمام امور میں ان سے مشورہ فرمایا کرتے اور وہ

Marfat.com

اسلام میں۔ غار میں۔ غزوہ بدر کے دن چھپر میں اور مزار شریف میں آپ کے دوسرے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر کسی کو فوقیت نہیں دیتے تھے۔

فصل۔ آپ کی خلافت کا اشارہ دینے والی آیات واحادیث کے بیان میں اور اس مسئلہ میں ائمہ کی گفتگو

ترمذی نے جبکہ حاکم نے اس کی تحسین اور تصحیح فرمائی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد والوں کی یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا۔ اسے طبرانی نے حضرت ابودرداء کی حدیث سے روایت کیا جبکہ حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا اور ابو قاسم بغوی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ فرمایا کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے پیچھے بارہ خلفا ہوں گے۔ ابوبکر تھوڑی مدت ہی ٹھہریں گے۔ اس حدیث کے ابتدائی حصے کی صحت پر اجماع کیا گیا ہے۔ کئی ایک طرق سے وارد ہے اور حدیث سابق میں صحیحین میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنے وصال سے کچھ پہلے خطبہ دیا اور فرمایا کہ ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے اور اس کے آخر میں ہے کہ سوائے ابوبکر کے دروازے کے سب دروازے بند کر دیئے جائیں اور لفظ یہ ہیں کہ مسجد میں کھلنے والا کوئی جھروکا سوائے ابوبکر کے جھروکے کے باقی نہ رہنے دیا جائے۔ علماء نے فرمایا کہ یہ خلافت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ آپ اسی جھروکے سے ہی مسلمانوں کو نماز پڑھانے کے لئے نکلیں گے۔ اور یہ الفاظ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی وارد ہوئے جو کہ یہ ہیں کہ مسجد میں کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔ اسے ابن عدی نے روایت کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے زوائد المسند اور حضرت معاویہ بن ابوسفیان کی حدیث

Marfat.com

سے طبرانی نے اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بزار نے روایت کیا اور شیخین نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے اسے پھر آنے کا حکم دیا۔ عرض کرنے لگی کہ اگر میں آؤں اور حضور کو موجود نہ پاؤں؟ گویا وہ وصال مراد لے رہی تھی تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا پھر ابوبکر کے پاس آ جانا اور حاکم نے تصحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ مجھے بنو مصطلق نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ آپ کے بعد ہم صدقات کسے ادا کریں۔ پس میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا تو فرمایا کہ ابوبکر کو دے دینا اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک خاتون حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئی۔ حضور نے اس سے فرمایا کہ پھر آنا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ: اگر میں پھر آؤں اور آپ سے نہ مل سکوں؟ گویا وہ وصال کا اشارہ کر رہی تھی۔ فرمایا اگر تو آئے اور مجھے نہ پا سکے تو ابوبکر کے پاس آ جانا کہ میرے بعد وہی خلیفہ ہے۔

اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی فرماتی ہیں کہ رسول پاک علیہ السلام نے مرض وصال میں فرمایا کہ میرے پاس ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلا تا کہ میں لکھ دوں کیونکہ مجھے کھٹکا ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کہنے والا کہے کہ میں زیادہ حقدار ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والے ابوبکر کے سوا کسی (کی خلافت) کو نہیں مانتے۔ اسے امام احمد اور دیگر حضرات نے متعدد طرق سے روایت کیا اور ان میں سے بعض میں یوں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض الوصال میں فرمایا کہ میرے پاس عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بلاؤ تا کہ میں دستاویز لکھ دوں جس میں میرے بعد کوئی اختلاف نہ کرے پھر رغبت کے ساتھ فرمایا کہ اللہ کی پناہ کہ ایمان والے ابوبکر میں اختلاف کریں۔

اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی آپ سے پوچھا گیا کہ اگر

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفہ مقرر فرماتے تو کسے مقرر فرماتے؟ فرمایا ابوبکر کو۔ عرض کی گئی ابوبکر کے بعد؟ کہنے لگیں عمر رضی اللہ عنہ کو آپ سے پوچھا گیا کہ عمر کے بعد؟ فرمایا ابوعبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ کو اور شیخین نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کو مرض لاحق ہوا اور اس میں شدت آ گئی تو فرمایا کہ ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ! یہ نرم دل ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ام المومنین نے پھر وہی بات دہرائی۔ تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تم تو یوسف کی صواحب ہو۔ پس قاصد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔ یہ حدیث متواتر ہے اور یہ واقعہ حضرت عائشہ۔ ابن مسعود۔ ابن عباس۔ ابن عمر۔ عبداللہ بن زمعہ۔ ابوسعید۔ علی بن ابی طالب اور حفصہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی احادیث میں بھی وارد ہے اور احادیث متواترہ میں ان کے طرق گزر چکے اور ان میں سے بعض طرق میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اس مسئلہ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں بار بار یہ بات اس لئے کہی کہ میرے دل میں یہ بات نہیں کھٹکی کہ سرکار علیہ السلام کے بعد لوگ کبھی بھی کسی شخص کو پسند کریں جو کہ آپ کی جگہ کھڑا ہوا اور نہ ہی میں سمجھتی تھی کہ کوئی آپ کی جگہ کھڑا ہو مگر لوگ اس سے بدشگونی لیں گے۔ میں نے چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ حکم ابوبکر سے پھیر دیں۔

اور حضرت زمعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نماز کا حکم دیا جبکہ ابوبکر موجود نہیں تھے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے پس نماز پڑھائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اور مسلمان ابوبکر کے سوا انکار کرتے ہیں۔ لوگوں کو ابوبکر نماز پڑھائیں اور ایک حدیث میں حضرت عمر

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے مروی کہ عمر نے تکبیر کہی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تکبیر سنی۔ آپ نے سرانور اٹھایا جس پر پٹی بندھی تھی فرمایا: ابن ابی قحافہ کہاں ہے؟ علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات پر بڑی واضح دلیل ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مطلقاً افضل الصحابہ ہیں اور ان میں خلافت کے سب سے زیادہ حقدار اور امانت کے سب سے زیادہ اہل ہیں۔ امام اشعری فرماتے ہیں کہ اس بات کا علم ضروری حاصل ہو گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں جبکہ مہاجرین اور انصار موجود ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کا یہ ارشاد بھی ہے یؤم القوم اقراھم لکتاب اللّٰہ قوم کی امامت وہ کرائے جو ان میں سے کتاب اللہ کا زیادہ قاری ہو۔ تو اس سے دلیل ملی کہ آپ ان میں سب سے بڑے قاری یعنی قرآن پاک کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ انتھی۔ اور خود صحابہ کرام نے جن میں سے حضرت عمر بھی ہیں اس سے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ آپ خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بیعت کی فصل میں آئے گا اور ان میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

اور ابن عساکر نے آپ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا جبکہ میں موجود تھا غیر حاضر نہیں تھا اور نہ ہی بیمار تھا۔ تو ہم نے تو انہیں اپنے دین کے لئے پسند کیا اپنی دنیا کے لئے کیونکر پسند نہیں کریں گے؟ اور جس فیصلے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دین کے لئے راضی ہیں ہم اس پر اپنی دنیا کے لئے راضی ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں آپ امامت کی اہلیت کے لئے مشہور تھے اور اسے امام احمد' ابوداؤد وغیرہم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا کہ بنی عمرو بن عوف کے درمیان کوئی جھگڑا ہو گیا۔ خبر پہنچنے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کے بعد ان میں صلح کرانے کے لئے تشریف لائے اور فرمایا: اے بلال! اگر نماز کا وقت ہو جائے اور میں ابھی نہ پہنچ سکوں تو ابوبکر سے کہنا

Marfat.com

کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو جب نماز عصر کا وقت ہو گیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا اور آپ نے نماز پڑھائی۔

اور ابوبکر الشافعی نے غیلانیات میں اور ابن عساکر نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ جب آپ کو تکلیف ہوئی تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگے کر دیا۔ فرمایا کہ میں نے آگے نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ اسے آگے فرماتا ہے۔

اور دارقطنی نے افراد میں اور خطیب اور ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ تجھے آگے کرنے کی دعا مانگی لیکن ابوبکر کو ہی آگے کرنے کا حکم ہوا۔

اور ابن سعد نے حسن سے روایت کی۔ فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے آپ کو خواب میں لوگوں کی غلاظتیں پائمال کرتا دیکھتا رہتا ہوں۔ فرمایا تو لوگوں کے مقابلے میں ایک مضبوط حجت پر ہوگا۔ عرض کی میں نے اپنے سینے میں خواب میں دیکھا جیسا کہ گھوڑے کے دو بازو ہیں۔ فرمایا دو سال۔ اور ابن عساکر نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں کہ میں عمر کے پاس آیا جبکہ ان کے پاس چند آدمی کھانا کھا رہے تھے۔ انہوں نے آخر میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ تو پہلی کتابوں میں جنہیں تو پڑھتا ہے کیا پاتا ہے؟ اس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ان کا صدیق ہے۔

اور ابن عساکر نے محمد بن زبیر سے روایت کی۔ فرمایا کہ مجھے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا کہ میں ان سے چند ایک چیزوں کے بارے میں سوال کروں۔ میں نے کہا کہ مجھے لوگوں کے اختلافی مسئلہ میں تسلی بخش جواب سے نوازیں۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا؟ حضرت حسن سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا تجھ پر بہت افسوس کیا تجھے اس مسئلہ میں شک ہے! ہاں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم

Marfat.com

جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ آپ اللہ کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے اور اس سے سب سے زیادہ ڈرنے والے تھے اور اگر انہیں امیر مقرر نہ فرماتے تو اس حالت میں وصال پر اس کا شدید خوف کرنے والے ہوتے۔

اور ابن عدی نے ابوبکر بن عیاش سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ مجھے رشید نے کہا: اے ابوبکر! لوگوں نے ابوبکر صدیق کو کیسے خلیفہ بنایا؟ میں نے کہا: اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے سکوت فرمایا اور اس کے رسول علیہ السلام نے خاموشی اختیار فرمائی اور مسلمان خاموش رہے۔ کہنے لگا اللہ تعالیٰ کی قسم تو نے میری ناواقفیت بڑھا دی ہے۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آٹھ دن صاحب فراش رہے۔ آپ کی خدمت میں بلال حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! لوگوں کو نماز کون پڑھائے؟ فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائے۔ پس ابوبکر نے آٹھ دن نماز پڑھائی جبکہ وحی نازل ہوتی تھی۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سکوت کی وجہ سے خاموش رہے اور ایمان والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سکوت کی وجہ سے خاموش رہے اسے یہ بات بہت اچھی لگی۔ کہنے لگا اللہ تجھ میں برکت فرمائے۔

آیات قرآنی سے علماء کا استدلال

اور علماء کی ایک جماعت نے آیات قرآن کریم سے خلافت صدیق کا استنباط کیا ہے اور بیہقی نے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں روایت کی

یاایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ (اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے پھر گیا تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئے گا جن سے وہ محبت فرماتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں) آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم وہ قوم حضرت ابوبکر اور آپ کے ساتھی ہیں رضی اللہ عنہم۔ جب عرب مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر اور آپ کے ساتھیوں نے ان کیخلاف جہاد کیا حتیٰ کہ انہیں اسلام کی طرف لوٹا دیا۔

Marfat.com

اور یونس نے بکیر سے انہوں نے قتادہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہو گیا تو عرب مرتد ہو گئے اور ان کیخلاف حضرت ابوبکر کے جہاد کا ذکر کیا یہاں تک کہ کہا کہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر اور آپ کے اصحاب کے بارے میں اتری فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ۔

اور ابن ابی حاتم نے جو سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں روایت کی قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید (ان پیچھے چھوڑے جانے والی بدوی عربوں کو فرما دیجئے کہ تمہیں عنقریب ایسی قوم سے جہاد کی دعوت دی جائے گی جو کہ سخت جنگجو ہے) آپ نے فرمایا کہ وہ بنی حنیفہ ہیں۔ ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ نے کہا کہ یہ آیت خلافت صدیق رضی اللہ عنہ پر دلیل ہے کیونکہ آپ نے ہی ان سے جنگ لڑنے کی دعوت دی اور شیخ ابوالحسن الاشعری فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالعباس بن سریج کو فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کریم میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت اس آیت میں ہے کیونکہ اہل علم کا اجماع ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد کوئی ایسی جنگ نہیں ہوئی جس کی طرف انہیں بلایا گیا ہو سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت کے جس میں آپ نے انہیں اور باقی لوگوں کو مرتدین اور مانعین زکوٰۃ کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بلایا۔ ابوالعباس نے فرمایا کہ اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وجوب اور آپ کی طاعت فرض ہونے پر دلالت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس سے منہ پھیرنے والے کو دردناک عذاب دیا جائے گا۔

ابن کثیر نے فرمایا کہ جس نے قوم کی تفسیر روم اور فارس کے ساتھ کی تو یہاں بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہیں جنہوں نے ان کی طرف لشکر بھیجنے کی تیاری فرمائی جبکہ ان کا معاملہ پایہ تکمیل تک حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں پہنچا اور یہ دونوں حضرات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فرع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف

Marfat.com

الذین من قبلھم الخ (اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ وعدہ فرمایا جو کہ تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے کہ انہیں ضرور ضرور زمین میں خلیفہ بنائیگا جس طرح کہ ان سے پہلوں کو خلیفہ بنایا۔ ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر پوری اترتی ہے اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں عبدالرحمٰن بن عبدالحمید المہری سے روایت کی حضرت صدیق اکبر اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔ وعداللہ الذین آمنوا امنکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم الخ ؟ اور خطیب نے ابوبکر بن عیاش سے روایت کی فرمایا کہ ابوبکر صدیق قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: للفقراء المھاجرین۔ اولئك ھم الصادقون تو جس کا اللہ تعالیٰ نے صادق نام رکھا وہ جھوٹ نہیں بول سکتا اور ان حضرات نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہا: اے رسول پاک علیہ السلام کے خلیفہ ابن کثیر نے کہا کہ اچھا استنباط ہے۔

اور بیہقی نے زعفرانی سے روایت کی فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع فرمایا اور یہ اس طرح کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگ مجبور ہوئے تو انہوں نے آسمان کے نیچے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہتر کسی کو نہ پایا تو انہیں اپنی گردنوں کا وارث بنایا۔

اور اسد السنہ نے اپنے فضائل میں معاویہ بن قرۃ سے روایت کی۔ فرمایا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس بات میں قطعاً شک نہیں کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ کو خلیفۃ الرسول کے نام سے ہی یاد کرتے تھے اور وہ کسی غلطی یا گمراہی پر اجماع نہیں کرتے تھے اور حاکم نے تصحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اچھا ہے اور جسے مسلمان برا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی برا ہے اور تمام صحابہ

Marfat.com

کرام رضی اللہ عنہم نے یہی بہتر جانا کہ ابوبکر خلیفہ ہوں۔ اور حاکم نے مرۃ الطیب سے لی اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے فرمایا کہ ابوسفیان بن حرب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ امر خلافت کا حال کیا ہے کہ قریش انتہائی قبیلہ کمزور کی طرف لوٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر آپ چاہیں تو میں اس مسئلہ میں مدینہ کو گھوڑ سواروں سے بھر دوں۔ پس حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوسفیان! تو ہمیشہ اسلام اور اہل اسلام کا دشمن رہا ہے۔ اس سے اس کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ بے شک ہم نے ابوبکر کو خلافت کا اہل پایا۔

فصل۔ آپ کی بیعت کے بیان میں

شیخین نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے حج سے واپسی پر لوگوں کو خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں فرمایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تم میں سے فلاں شخص کہتا ہے کہ اگر عمر فوت ہو گیا تو میں فلاں کی بیعت نہیں کروں گا۔ کوئی شخص یوں کہنے کا جرم نہ کرے کہ ابوبکر کی بیعت اچانک تھی۔ خبردار! یہ مسئلہ تھا تو ایسا ہی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے شر کو دور رکھا۔ اور آج تم میں سے ابوبکر جیسا کوئی نہیں اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت ہم سب سے بہتر تھے۔ اور بیشک علی، زبیر اور ان کے ساتھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر بیٹھ رہے اور انصار سب کے سب سقیفہ بنی ساعدہ میں ہم سے جدا بیٹھے رہے جبکہ مہاجرین ابوبکر کی طرف جمع ہو گئے۔ میں نے آپ سے کہا کہ چلئے ہم اپنے بھائیوں انصار کی طرف چلیں۔ پس ہم ان کے پاس جانے کے ارادے سے چلے۔ حتیٰ کہ ہمیں دو صالح حضرات ملے اور انہوں نے ہمیں قوم کے پروگرام سے مطلع کیا اور ساتھ ہی کہا کہ اے گروہ مہاجرین! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میں نے کہا اپنے بھائیوں حضرات انصار کے پاس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کے پاس نہ جانا اور اے گروہ مہاجرین! تم اپنا فیصلہ کرو۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم ہم انکے پاس ضرور جائیں گے۔

پس ہم سقیفہ ساعدہ میں ان کے پاس پہنچے۔ دیکھا کہ وہ سب جمع ہیں اور ان کے درمیان ایک صاحب کپڑا اوڑھے لیٹے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے

Marfat.com

کہا سعد بن عبادہ۔ میں نے پوچھا انہیں کیا ہے؟ کہنے لگے انہیں تکلیف ہے۔ جب ہم بیٹھ گئے تو ان کے خطیب نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی۔ اور کہا: اما بعد۔ ہم اللہ کے انصار اور اسلام کا لشکر ہیں اور آپ اے گروہ مہاجرین! ہم میں سے ایک گروہ ہیں اور آپ میں سے ایک مختصر جماعت ہمارے پاس آئی۔ اب آپ لوگ ہمیں ہماری اصل سے جدا کر رہے اور امر خلافت سے منقطع کر رہے ہیں۔ جب خطیب خاموش ہوا تو میں نے گفتگو کرنا چاہی جبکہ میں نے اپنے طور پر اچھی سی گفتگو سوچ رکھی تھی میں نے چاہا کہ حضرت ابوبکر کے سامنے کہہ دوں۔ اور میں آپ سے بعض باتوں کا دفاع کیا کرتا تھا۔ جبکہ آپ مجھ سے زیادہ، بردبار اور باوقار تھے۔ پس حضرت ابوبکر نے فرمایا: ذرا ٹھہرو۔ میں نے آپ کو ناراض کرنا پسند نہ کیا۔ نیز آپ مجھ سے زیادہ عالم تھے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم آپ نے میری پسندیدہ گفتگو سے جو کہ میں نے سوچ رکھی تھی ایک بات بھی نہ چھوڑی مگر فی البدیہہ کہہ ڈالی بلکہ اس سے بھی زیادہ بہتر باتیں کیں یہاں تک کہ خاموش ہو گئے۔

چنانچہ آپ نے فرمایا: اما بعد آپ لوگوں نے جس خیر کا ذکر کیا آپ اس کے اہل ہیں جب کہ عرب خلافت کا یہ مسئلہ قریش کے قبیلے کے سوا کسی کے لئے نہیں پہنچانتے جو کہ نسب اور گھر کے اعتبار سے عرب میں بہترین ہیں۔ اور میں آپ لوگوں کے لئے ان دو حضرات کو پسند کرتا ہوں۔ ان دونوں میں سے جسے آپ چاہیں اور آپ نے میرا اور ابوعبیدہ ابن الجراح کا ہاتھ پکڑ لیا۔ آپ کی ساری گفتگو میں سے مجھے صرف یہی بات پسند نہ آئی۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم جس قوم میں حضرت ابوبکر ہوں اس کا میں امیر بنوں مجھے اس سے زیادہ یہ بات محبوب تھی کہ مجھے قتل کر دیا جائے اور یہ مسئلہ میرے قریب نہ آئے۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم بنیادی حیثیت کے حامل ہیں۔ ایک امیر ہم سے اور اے گروہ قریش! ایک امیر تم سے ہو۔ شور بڑھ گیا۔ آوازیں بلند ہو گئیں حتیٰ کہ مجھے اختلاف کا خطرہ ہوا۔ پس میں نے کہا اے ابوبکر! اپنا ہاتھ پھیلائیں۔ آپ نے ہاتھ پھیلایا میں نے آپ سے بیعت کی اور مہاجرین نے بھی۔ پھر انصار نے بھی آپ سے بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم پیش آمدہ صورت

Marfat.com

حال میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے زیادہ سے زیادہ مناسب کوئی امر نہ تھا۔ ہمیں خطرہ لاحق تھا کہ اگر ہم بیعت کے بغیر قوم کو چھوڑ گئے تو وہ ہمارے بعد بیعت کا معاملہ طے کرلیں گے پھر یا تو ہم ان کی بیعت کریں جو کہ حقیقت مسئلہ کے اعتبار سے ہمیں پسند نہیں یا پھر ان کے مخالفت کریں تو اس میں بہت بڑا فساد برپا ہوگا۔

اور نسائی۔ ابو یعلی اور حاکم نے تصحیح کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور فرمایا اے گروہ انصار! کیا آپ لوگ نہیں جانتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت کرانے کا حکم دیا۔ تو تم میں سے کس کے دل کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ ابوبکر سے آگے بڑھے؟ تو انصار نے کہا: خدا کی پناہ کہ ہم ابوبکر سے آگے بڑھیں۔

اور ابن سعد۔ حاکم نے تصحیح کے ساتھ اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا اور لوگ سعد بن عبادہ کے گھر جمع ہوئے اور ان میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ انصار کے خطباء کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ایک شخص کہنے لگا کہ اے گروہ مہاجرین! جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے کسی شخص کو حاکم بناتے تو اس کے ساتھ ایک ساتھ ایک شخص ہم میں سے شامل فرماتے۔ پس ہمارا فیصلہ ہے کہ یہ امر خلافت دو آدمیوں کے سپرد کیا جائے ہم میں اور تم میں سے۔ پس انصار کے خطباء پے در پے اسی بات پر گفتگو کرتے رہے۔ پس حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین میں سے تھے؟ تو آپ کا خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہو گا۔ اور ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار تھے تو جیسے ہم حضور کے انصار تھے آپ کے خلیفہ کے بھی ہم انصار ہیں۔ پھر حضرت ابوبکر کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے یہ ہیں

Marfat.com

تمہارے صاحب پس ان کی بیعت کرو۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیعت کی پھر مہاجرین اور انصار نے آپ کی بیعت کی۔ پس حضرت ابوبکر منبر پر کھڑے ہوئے اور قوم کے سربرآوردہ حضرات کو دیکھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نظر نہ آئے۔ آپ نے انہیں بلا بھیجا۔ پس وہ آئے۔ پس آپ نے فرمایا کہ آپ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد اور ان کے داماد ہیں کیا آپ مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرنا چاہتے ہیں؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! آپ پر کوئی الزام نہیں۔ پس آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

اور ابن اسحاق نے سیرت میں فرمایا کہ مجھے زہری نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب سقیفہ میں حضرت ابوبکر کی بیعت کی گئی اور اگلا دن ہوا تو حضرت ابوبکر منبر پر بیٹھ گئے اور حضرت عمر نے آپ سے پہلے گفتگو کی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا شیرازہ اس شخصیت پر مجتمع فرما دیا ہے جو تم سے بہتر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی اور غار میں ثانی اثنین ہیں۔ پس آگے بڑھو اور آپ کی بیعت کرو پس سقیفہ کی بیعت کے بعد لوگوں نے حضرت ابوبکر کی عام بیعت کی۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

بیعت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ

پس اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: اے لوگو! میں تم پر حاکم بنایا گیا ہوں اور تم سے بہتر نہیں ہوں۔ تو اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا۔ اور اگر برا کروں تو مجھے درست کرنا۔ سچ امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ اور تم میں سے کمزور میرے ہاں قوت والا ہے یہاں تک کہ میں اس کا حق انشاء اللہ العزیز اسے واپس لوٹا دوں۔ اور تم میں سے طاقت ور میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ انشاء المولیٰ تعالیٰ اس سے حق لے لوں۔ جو قوم جہاد چھوڑ دے اللہ تعالیٰ ضرور ان پر ذلت مسلط کر دیتا ہے۔ اور جس قوم میں بے حیائی پھیل جائے تو لازماً ان پر مصیبتیں عام ہو جاتی ہیں۔ میری اطاعت کرو جب تک کہ میں اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کروں اور اگر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی طاعت نہیں۔ اپنی نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔

اور موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں اور حاکم نے تصحیح کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے کبھی کسی دن میں نہ رات میں حاکم بننے کی حرص تھی اور نہ اس میں رغبت تھی۔ نہ ہی میں نے چھپ کر یا اعلانیہ طور پر اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کی۔ لیکن میں فتنے سے ڈر گیا جبکہ مجھے حاکم بننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے امر عظیم کی ذمہ داری سونپ دی گئی ہے جس کی مجھ میں اللہ تعالیٰ کی تقویت کے بغیر طاقت ہے نہ ہمت۔ پس حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہمیں کوئی ناراضگی نہیں سوائے اس کے کہ ہمیں مشورہ سے پیچھے رکھا گیا۔ اور بے شک ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر لوگوں میں اس کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ بے شک آپ غار کے ساتھی ہیں اور ہمیں آپ کی بزرگی اور فضیلت کا علم ہے۔ آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

اور ابن سعد نے ابراہیم تیمی سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت عمر، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے پاس آئے اور کہا کہ اپنا ہاتھ پھیلائیں کہ میں آپ کی بیعت کروں کیونکہ آپ اس امت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امین ہیں۔ پس حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب سے تو اسلام لایا اس سے پہلے میں نے تجھ سے رائے کمزوری نہیں دیکھی۔ کیا تو مجھ سے بیعت کرتا ہے جبکہ تم میں حضرت صدیق اور ثانی اثنین موجود ہیں۔

نیز ابن سعد نے حضرت محمد ابن ابی بکر سے روایت کی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے عمر سے فرمایا کہ اپنا ہاتھ پھیلاؤ کہ ہم تمہاری بیعت کریں حضرت عمر نے کہا کہ آپ مجھ

Marfat.com

سے افضل ہیں تو حضرت ابوبکر نے فرمایا آپ زیادہ قوی ہیں۔ حضرت عمر نے کہا کہ میری قوت آپ کی فضیلت کے ساتھ ساتھ آپ کے لئے ہے۔ پس حضرت عمر نے آپ سے بیعت کی۔

اور امام احمد نے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی فرمایا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا حضرت ابوبکر مدینہ عالیہ کے چند حضرات کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ فوراً حاضر آئے۔ رخ انور سے پردہ اٹھایا اور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ حیات و وصال میں کس قدر پاکیزہ ہیں۔ کعبہ کے رب کی قسم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ پس حدیث پاک ذکر کی۔ فرمایا کہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما تیز چلتے ہوئے ان کے پاس یعنی انصار کے پاس آئے۔ پس حضرت ابوبکر نے گفتگو کی اور انصار کی شان میں نازل ہونے والی ہر چیز اور ان کی شان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا آپ نے سب کچھ بیان کیا اور فرمایا بخدا تمہیں علم ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا اور اے سعد! تو جانتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبکہ تو بھی بیٹھا تھا کہ اس امر کے قریش داعی ہیں تو لوگوں کے نیک ان کے نیکوں کے تابع اور ان کے فاجر ان کے فاجروں کے تابع تو حضرت سعد کہنے لگے آپ نے سچ کہا۔ ہم وزراء ہیں اور آپ امراء یعنی حاکم۔

اور ابن عساکر نے حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی آپ نے کچھ لوگوں سے انقباض سا محسوس کیا۔ تو فرمایا: لوگو! تمہیں کونسی چیز مانع ہے۔ کیا میں اس کا تم سب سے زیادہ حقدار نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے پہلا مسلمان نہیں ہوں؟ کیا میں یہ نہیں؟ کیا یہ نہیں؟ آپ نے کئی فضائل بیان فرمائے۔

اور امام احمد نے رافع الطائی سے روایت کی فرمایا کہ مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

اپنی بیعت کے متعلق بیان کیا۔ اور جو کچھ انصار نے کہا اور جو کچھ حضرت عمر نے کہا۔ فرمایا کہ انہوں نے میری بیعت کی اور میں نے اسے ان سے قبول کیا۔ اور مجھے خطرہ تھا کہ کہیں فتنہ برپا نہ ہو جائے۔ جس کے بعد ارتداد شروع ہو جائے۔ اور ابن اسحاق نے اور ابن عابد نے اپنے مغازی میں روایت کی کہ رافع طائی نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ آپ کو لوگوں کا حاکم بننے پر کس چیز نے ابھارا جب کہ آپ نے مجھے دو افراد پر حاکم بننے سے منع فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس کے سوا چارہ کار نظر نہیں آیا۔ مجھے حضرت محمد علیہ السلام کی امت پر انتشار وافتراق کا خطرہ تھا۔

اور احمد نے عیسیٰ ابن ابو حازم سے روایت کی۔ فرماتے ہیں کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے ایک ماہ بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ پس آپ نے بیعت کا واقعہ بیان کیا۔ پس لوگوں میں ندا دی گئی کہ الصلوٰۃ جامعۃ اور اہل اسلام میں یہ پہلی نماز تھی جس کے لیے الصلوٰۃ جامعۃ کی ندا دی گئی۔ پس لوگ جمع ہو گئے۔ آپ منبر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے لوگو! میری تمنا تھی کہ اس کام کی میرے سوا کوئی اور کفایت کرتا اور اگر تم مجھ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے ساتھ مواخذہ کرو اور مجھے اس کی طاقت نہیں کہ سرکار علیہ السلام شیطان سے معصوم تھے اور آپ پر آسمان سے وحی کا نزول ہوتا تھا۔

اور ابن سعد نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی اور آپ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ فرمایا مجھے اس کام کی ذمہ داری سونپی گئی جبکہ میں اسے پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میری تمنا تھی کہ تم میں سے بعض اس کی کفایت کرتا۔ یاد رہے کہ اگر تم مجھے تکلیف دو کہ میں تم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمولات شریفہ کی مثل عمل کروں تو میں ذمہ داری نہیں نبھا سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبد خاص تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے وحی اور معصومیت کے ساتھ مکرم فرمایا۔ خبردار میں تو ایک بشر ہوں تم میں سے کسی سے بہتر نہیں ہوں۔

Marfat.com

پس میری رعایت کرنا۔ جب تم دیکھو کہ درست چل رہا ہوں تو میری پیروی کرنا اور جب دیکھو کہ درست نہیں ہوں تو مجھے سیدھے رخ پر کر دینا اور جان لو کہ ایک شیطان میرے درپے ہے جو کہ آڑے آتا ہے جب تم دیکھو کہ میں غضب ناک ہوں تو مجھ سے پرہیز کرنا۔ میں تمہارے اشعار اور خوشیوں میں ایثار نہیں کروں گا۔

اور ابن سعد نے اور خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت عروہ سے روایت کی فرمایا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والی بنائے گئے اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ پس اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا کہ مجھے تمہارے امر کا متولی بنایا گیا ہے۔ جبکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں لیکن قرآن کریم نازل ہو چکا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنتیں ظاہر فرمادیں اور ہمیں پڑھایا پس ہمیں علم حاصل ہوا۔ تو اے لوگو! جان لو! سب سے بڑی دانائی تقویٰ اور سب سے بڑی کمزوری فسق وفجور ہے۔ اور میرے نزدیک تم سب سے زیادہ قوی کمزور آدمی ہے جب تک کہ میں اسے اس کا حق نہ دلا دوں اور میرے نزدیک تم سب سے زیادہ کمزور قوت والا ہے جب تک کہ میں اس سے حق نہ لے لوں۔ اے لوگو! میں متبع سنت ہوں۔ بدعتی نہیں ہوں اگر اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا اور اگر ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دینا۔ میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اور میں عظمت والے اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ امام مالک نے فرمایا کہ کوئی شخص اس شرط کے بغیر کبھی حاکم نہیں بن سکتا۔

اور مستدرک میں حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو مکہ معظمہ میں کہرام مچ گیا۔ حضرت ابوقحافہ نے سن کر کہا کہ یہ کیا ہو گیا؟ لوگوں نے کہا: کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصل بحق ہو گئے۔ کہنے لگے یہ بہت شدید واقعہ ہے آپ کے بعد امر خلافت کسے سونپا گیا۔ لوگوں نے کہا: آپ کے بیٹے کو۔ کہا کیا بنو عبد مناف اور بنو مغیرہ اس پر رضا مند ہو گئے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ کہنے لگے مولا کریم! جسے تو اونچا کرے اسے کوئی نیچا کرنے والا نہیں اور جسے تو نیچا کرے اسے کوئی اونچا کرنے والا نہیں۔

Marfat.com

اور طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی وفات تک منبر شریف پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشست گاہ پر نہیں بیٹھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی وفات تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نشست گاہ پر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی وفات تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نشست گاہ پر نہیں بیٹھے۔

فصل۔ آپ کی خلافت کے دوران رونما ہونے والے واقعات کے بیان میں

آپ کے ایام خلافت میں رونما ہونے والے بڑے بڑے واقعات یہ ہیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کرنا۔ مرتدوں اور زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں اور مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کرنا اور قرآن پاک جمع کرنا۔ اسماعیلی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو عرب کے بعض لوگ مرتد ہو گئے۔ انہوں نے کہا۔ ہم نماز پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! لوگوں کے ساتھ الفت اور نرمی کا برتاؤ کریں۔ کیونکہ وہ بمنزلہ وحشی جانوروں کے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے تو تمہاری مدد کی امید تھی اور تو میرے پاس اپنی کمزوری لے کر آ گیا۔ کیا دور جاہلیت میں بہادر اور اسلام میں بزدل؟ میں کس چیز کے ساتھ انہیں الفت دلاؤں؟ کیا کوئی عجیب وغریب شعر گھڑ کر یا کسی جادو کا افتراء کر کے؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے۔ وحی منقطع ہو چکی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے میں ان سے جہاد کروں گا گرچہ وہ مجھ سے زکوٰۃ کی ایک رسی بھی روک لیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے آپ کو اس مسئلہ میں لوگوں میں ایسے امور پر سب سے زیادہ با اعتماد اور مدافعت کرنے والے پایا جن کی روشنی میں میری خلافت کے وقت مجھ پر لوگوں کی بہت مشکلات سی آسان ہو گئیں۔

Marfat.com

اور ابوالقاسم بغوی نے۔ ابوبکر شافعی نے اپنے فوائد میں اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو نفاق نے سر اٹھایا۔ عرب مرتد ہونے لگے اور انصار سمٹ گئے۔ اگر بلند و بالا پہاڑوں پر وہ کچھ نازل ہوتا جو میرے والد بزرگوار پر نازل ہوا تو انہیں کچل دیتا۔ انہوں نے جس لفظ میں اختلاف کیا آپ اس کی تہ تک پہنچے۔ انہوں نے کہا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے؟ اس بارے میں ہمیں کسی سے کوئی معلومات حاصل نہ ہوئیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی وفات پائی انہیں ان کی اسی آرام گاہ کے نیچے دفن کیا گیا جہاں وفات پائی۔ اور آپ کی وراثت میں اختلاف کیا گیا تو ہمیں اس بارے میں کسی کے پاس سے علم حاصل نہ ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم معشر انبیاء علیہم السلام کی وراثت تقسیم نہیں کی جاتی ہم جو کچھ چھوڑ جائیں صدقہ ہے اصمعی نے کہا کہ الہیض کا معنی ہڈی توڑنا اور اشراب کا معنی سر اٹھانا۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ پہلا اختلاف تھا جو کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان واقع ہوا۔ چنانچہ کسی نے کہا: ہم آپ کو مکہ معظمہ میں دفن کریں جو کہ آپ کی ولادت والا شہر ہے جبکہ دوسروں نے کہا بلکہ آپ کی مسجد میں دفن کریں گے۔ بعض نے کہا کہ بقیع میں اور بعض نے کہا بلکہ مدفن انبیاء علیہم السلام بیت المقدس میں دفن کریں گے۔ حتیٰ کہ انہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس علم کی خبر دی جو کہ آپ ہی کے پاس تھا۔ ابن زنجویہ نے فرمایا کہ یہ ایسی سنت ہے کہ مہاجرین وانصار کے مابین اس کے علم میں صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی منفرد ہیں۔ اور سب سے اس مسئلے میں اسی کی طرف رجوع کیا۔

اور بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر ابوبکر خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کی عبادت نہ کی جاتی۔ پھر دوسری دفعہ پھر تیسری دفعہ ایسا ہی فرمایا۔ ان سے کہا گیا کہ اے ابو ہریرہ بس کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسامہ بن زید کو سات سو کے لشکر کے ساتھ شام کی طرف روانہ فرمایا۔ جب یہ وادی ذی خشب میں فروکش ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا اور مدینہ عالیہ کے اردگرد کے عرب مرتد ہو گئے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی خدمت میں اکٹھے ہوئے۔ عرض کی: کہ ان روم جانے والوں کو واپس لوٹا لیں کہ مدینہ عالیہ کے اردگرد کے عرب مرتد ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کہ اگر مدینہ عالیہ کے خالی رہ جانے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کو بھی بھیڑیے پریشان کریں میں اس لشکر کو واپس نہیں لوٹا سکتا۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ فرما چکے ہوں اور نہ ہی وہ جھنڈا کھول سکتا ہوں جسے آپ نے باندھا ہے۔ پس آپ نے اسامہ کو روانہ کر دیا۔ آپ جس قبیلے کے پاس سے بھی گزرے وہ کہتے کہ اگر اس قوم میں قوت نہ ہوتی تو ان جیسے لوگ ان کے ہاں سے باہر نہ جاتے۔ ہم انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں یہاں تک کہ ان کا رومیوں سے آمنا سامنا ہوا۔

چنانچہ اس لشکر نے رومیوں کا مقابلہ کیا انہیں شکست دی اور قتل کیا اور سلامتی کے ساتھ واپس آئے پس وہ سب اسلام پر ثابت قدم رہے۔ اور عروہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مرض الوصال میں فرمانے لگے کہ اسامہ کا لشکر بھیج دو۔ چنانچہ اسامہ چلے یہاں تک کہ جرف تک پہنچ گئے تو آپ کی بیوی فاطمہ بنت قیس نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ جلدی نہ کریں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت ثقیل ہے۔ چنانچہ آپ ٹھہرے رہے حتیٰ کہ سرکار علیہ السلام کا وصال ہو گیا۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ کر آئے اور عرض کی: کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اس وقت بھیجا تھا جب کہ صورت حال یہ نہ تھی۔ اور مجھے عرب کے کفر کا خطرہ ہے اور اگر وہ کافر ہو گئے تو پہلے ہم ان سے لڑیں اور اگر کافر نہ ہوئے تو پھر میں چلا جاؤں۔ کیونکہ میرے ساتھ

Marfat.com

مجاہد اور بہترین لوگ ہیں۔ پس حضرت ابوبکر نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر مجھے پرندے نوچ لیں تو مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مقابلے میں اپنی طرف سے کوئی اور چیز شروع کر دوں۔ چنانچہ آپ نے انہیں بھیج دیا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ جیسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی گرد ونواح میں شہرت ہوئی عرب کے کئی قبائل اسلام سے مرتد ہو گئے۔ اور انہوں نے زکوٰۃ روک لی۔ پس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ تو حضرت عمر اور چند دوسرے حضرات نے آپ کو مشورہ دیا کہ فی الحال ان کے ساتھ جنگ کرنے کو ملتوی رکھا جائے لیکن آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر انہوں نے ایک رسی یا بکری کا ایک بچہ بھی روک لیا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ادا کرتے تھے! تو اس روکنے پر میں ان کے خلاف جنگ لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ان لوگوں کے ساتھ کیونکر جنگ کریں گے حالانکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم ہے حتیٰ کہ وہ کلمہ پڑھ لیں۔ تو جس نے کلمہ پڑھ لیا تو اس نے سوائے حق کے اپنا مال اور خون مجھ سے محفوظ کر لیا۔ اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم میں اس کے ساتھ ضرور جنگ لڑوں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کی۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مگر حق کے ساتھ۔ پس حضرت عمر فرماتے ہیں کہ بات صرف یہ تھی کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا فرمائی ہے۔ اور میں پہچان گیا کہ حق یہی ہے۔

اور عروہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ مہاجرین اور انصار کی معیت میں نکلے حتیٰ کہ نجد کے بالمقابل فقعا تک پہنچ گئے۔ اور اعراب اپنے بچوں سمیت بھاگ گئے۔ پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بطور مشورہ گذارش کی کہ آپ مدینہ عالیہ کی طرف اور بچوں اور خواتین کی طرف لوٹ چلیں۔ اور ایک

Marfat.com

شخص کو لشکر کا سالار مقرر فرما دیں۔ اور مسلسل آپ سے اس مسئلے میں گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے مراجعت فرمائی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سالار لشکر بنا دیا۔ اور ان سے فرمایا کہ جب یہ لوگ اسلام قبول کرلیں اور زکوٰۃ دے دیں تو تم میں سے جو لوٹنا چاہے لوٹ آئے۔ اور خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ عالیہ واپس آگئے۔

اور دار قطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: جب حضرت ابوبکر جہاد کے لئے نکلے اور اپنی سواری پر درست ہو بیٹھے تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس کی لگام پکڑ لی۔ اور فرمایا: اے خلیفہ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میں آپ سے وہی کچھ کہتا ہوں جو کہ احد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے فرمایا اپنی تلوار سنبھالیں۔ ہمیں اپنی ذات کی وجہ سے تکلیف میں نہ ڈالیں۔ اور مدینہ عالیہ کی طرف لوٹ جائیں اللہ تعالیٰ کی قسم اگر ہمیں آپ کی وجہ سے صدمہ پہنچا تو مسلمان کبھی منظم نہ ہو سکیں گے۔

اور حنظلہ بن علی اللیثی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے خالد کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ پانچ چیزوں پر لوگوں سے جہاد کریں۔ اور ان میں سے جس نے ایک کو بھی ترک کیا اس سے اسی طرح جنگ کرنا جس طرح کہ پانچویں کو ترک کرنے والے کے خلاف جنگ کی جاتی ہے۔ وہ پانچ چیزیں یہ ہیں کلمہ شہادت نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ رمضان کے روزے اور بیت اللہ شریف کا حج۔ حضرت خالد اور آپ کے ساتھی جمادی الاخرۃ میں چلے اور آپ نے بنی اسد اور غطفان کے ساتھ جنگ کی۔ کچھ قتل ہوئے۔ کچھ قیدی ہوئے اور باقی اسلام کی طرف لوٹ آئے۔ اور اس واقعہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے حضرت عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہما شہید ہوئے۔ اور اسی سال رمضان پاک میں حضرت سیّدہ فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو کہ کائنات کی خواتین کی سردار ہیں ۲۴ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب آپ سے ہی ہے۔ کیونکہ آپ کی صاحبزادی سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی اولاد باقی نہیں رہی۔ یہ زبیر بن

Marfat.com

بکار کا قول ہے اور سیّدہ رضی اللہ عنہا سے ایک ماہ پہلے ام ایمن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئیں۔ اور شوال میں حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما انتقال ہو گیا۔ پھر سال کے اواخر میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی فوجوں کے ساتھ مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے یمامہ کی طرف چلے۔ پس دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا اور کئی دنوں تک محاصرہ جاری رہا۔ پھر کذاب لعنتی قتل کر دیا گیا اسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے وحشی نے قتل کیا۔ اور اس معرکہ میں بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ جن میں سے بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں حضرت ابوحدیفہ بن عتبہ سالم ابی حذیفہ۔ شجاع بن وہب۔ زید بن الخطاب عبداللہ بن سہیل۔ مالک بن عمر۔ طفیل بن عمرو الدوسی۔ یزید بن قیس۔ عامر بن بکیر۔ عبداللہ بن مخرمہ۔ سائب بن عثمان بن مظعون۔ عباد بن بشر۔ معد بن عدی۔ ثابت بن قیس بن شماس۔ ابودجانہ سماک بن حرب رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کے علاوہ دیگر حضرات جنہیں ملا کر ستر حضرات بنتے ہیں۔

اور مسیلمہ جس دن قتل ہوا اس کی عمر ایک سو پچاس سال کی تھی۔ اور یہ بدبخت، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ سے پہلے پیدا ہوا۔

اور بارہویں سال میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے علاء بن الحضرمی کو بحرین کی طرف روانہ کیا۔ وہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ حلوان میں آمنا سامنا ہوا اور مسلمان فتحیاب ہوئے۔ اور عکرمہ کو عمان کی طرف بھیجا وہ بھی مرتد ہو گئے تھے۔ ان کا حلواک کے مقام پر مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور مہاجرین ابوامیہ کو اہل نجیر کی طرف بھیجا جو کہ مرتد ہو گئے تھے اور زیاد بن لبید انصاری کو مرتدین کے خلاف جنگ کے بعد اسی سال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سرزمین بصرہ کی طرف روانہ فرمایا۔ آپ نے ایلہ سے جنگ لڑی۔ اسے فتح کیا۔ اور عراق میں واقع مدائن کسریٰ کو صلح اور جنگ کے ساتھ فتح فرمایا۔ اور اسی سال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کی قیادت فرمائی۔ پھر واپس ہوئے اور حضرت عمرو بن العاص اور فوج کو شام کی

Marfat.com

طرف بھیجا اور اجنادین کا معرکہ جمادی الاولی ۱۳ھ میں رونما ہوا۔ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کی خوشخبری اس وقت پہنچی جبکہ آپ کے آخری لمحات تھے اور اس میں حضرت عکرمہ اور ہشام بن العاص ایک جماعت کے ساتھ شہید ہوئے رضی اللہ عنہم اور اسی سال مرج الصغریٰ کا معرکہ ہوا۔ مشرکین کو شکست ہوئی اور یہاں حضرت فضل بن عباس ایک جماعت سمیت شہید ہوئے رضی اللہ عنہم۔

جمع قرآن کا واقعہ

بخاری نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اہل یمامہ کی جنگ کے بعد مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلا بھیجا جبکہ آپ کے پاس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ مجھے عمر نے بتایا ہے کہ جنگ یمامہ میں صحابہ کرام کے قتل کی گرم بازاری ہوئی اور مجھے خطرہ ہے کہ مختلف مقامات پر اگر قاری حضرات کی شہادتوں کا سلسلہ یونہی گرم رہا تو قرآن کریم کا بہت سا حصہ معاذ اللہ ان کے ساتھ ہی چلا جائے گا مگر یہ کہ اسے جمع کر لیا جائے۔ اور میرا مشورہ ہے کہ قرآن کریم کو جمع کر لیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں نے عمر سے کہا کہ میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جو کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا۔ عمر نے کہا یہ کام اللہ تعالیٰ کی قسم اچھا ہے۔ پھر اس بارے میں عمر مجھ سے گفتگو کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا۔ تو میرا مشورہ وہی ہے جو کہ عمر کا ہے۔ اور آپ نوجوان ہیں صاحب دانش ہیں۔ ہم آپ کو تہمت نہیں دیتے۔ اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وحی لکھتے رہے پس آپ تجسس کر کے قرآن کریم کو جمع کریں۔

اللہ تعالیٰ کی قسم اگر آپ مجھے پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کو منتقل کرنے کی ذمہ داری سونپتے تو یہ کام مجھ پر اس قدر وزنی نہ تھا جس قدر قرآن کریم کو جمع کرنے کا حکم وزنی تھا۔ میں نے کہا آپ دونوں حضرات ایسا کام کیونکر کر سکتے ہیں جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم یہ کام بہتر ہے۔ میں آپ

Marfat.com

سے اس مسئلے میں سوال وجواب کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے کو اس کام کے لئے کھول دیا جس کے لئے حضرت ابوبکر کا سینہ کھولا۔

پس میں نے قرآن کریم کا تجسس شروع کر دیا۔ میں اسے کاغذ کے ٹکڑوں پتھروں۔ ہڈیوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے سورۃ توبہ کی دو آیتیں:

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم○فان تولوا فقل حسبی الله لا اله الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم○

صرف حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سے ملیں ان کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں تھیں۔ وہ صحائف جن میں قرآن پاک جمع کیا گیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ پھر حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس رہے۔

اور ابو یعلی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ مصاحف کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اجر سب سے عظیم ہے۔ دو تختیوں کے درمیان قرآن پاک سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جمع فرمایا۔

فصل-آپ کی اولیات کے بیان میں

آپ سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ سب سے پہلے قرآن کریم جمع کرنے والے ہیں۔ سب سے پہلے آپ نے اسے مصحف کا نام دیا۔ اور اس کی دلیل پہلے گزر چکی۔ اور سب سے پہلے آپ کو خلیفہ کہا گیا۔ امام احمد نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی: فرمایا کہ حضرت ابوبکر کو خلیفہ رسول اللہ کہا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں رسول پاک علیہ السلام کا خلیفہ ہوں اور اس پر راضی ہوں۔

آپ وہ پہلے شخص ہیں جو کہ اپنے والد کی زندگی میں خلیفہ بنے اور پہلے خلیفہ ہیں جن کے لئے ان کی رعیت نے عطیہ مقرر کیا۔ بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

Marfat.com

کی فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ قوم کو علم ہے کہ میری کمائی میرے اہل خانہ کی ضرورتوں سے کم نہ تھی اب مجھے مسلمانوں کے معاملات میں مصروف کر دیا گیا ہے تو ابو بکر بیت المال سے کچھ حصہ لے گا۔ اور اس میں مسلمانوں کے لئے کمائی کرے گا۔

اور ابن سعد نے عطاء بن سائب سے روایت کی۔ فرمایا کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی۔ صبح آپ اپنے بازو پر چادریں رکھے بازار کی طرف جا رہے تھے۔ حضرت عمر نے کہا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا بازار کو۔ کہنے لگے: آپ کیا کریں گے جبکہ آپ کو تو مسلمانوں کے معاملات کا والی مقرر کیا گیا ہے؟ فرمایا تو پھر میں اپنے اہل وعیال کو کہاں سے کھلاؤں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: چلئے آپ کے لئے ابو عبیدہ وظیفہ مقرر کر دیتے ہیں۔ آپ حضرت ابو عبیدہ کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا میں آپ کے لئے مہاجرین کے ایک آدمی کی روزی مقرر کرتا ہوں جو کہ ان میں افضل ہے نہ ان میں سب سے غریب۔ پس آپ کے لئے نصف بکری یومیہ مقرر کی اور جس سے سر اور پیٹ ڈھانپ لیں اور ابن سعد نے میمون سے روایت کی: کہ جب ابو بکر خلیفہ بنائے گئے تو آپ کے لئے دو ہزار وظیفہ مقرر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ زیادہ کرو کیونکہ میرے اہل وعیال ہیں اور آپ حضرات نے مجھے تجارت سے بھی مصروف کر دیا ہے۔ پس پانچ صد اور بڑھا دیئے گئے۔

اور طبرانی نے حضرت امام حسن بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت کی فرمایا: جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا اے عائشہ! اس اونٹنی کو دیکھو جس کا ہم دودھ پیتے ہیں اور پیالہ جس میں ہم سالن ڈالتے ہیں اور وہ چادر جسے ہم اوڑھتے ہیں۔ ہم ان چیزوں سے اس وقت فائدہ لے سکتے تھے جب کہ مسلمانوں کے امور کے متولی تھے۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو یہ چیزیں عمر کو واپس لوٹا دینا۔ تو جب حضرت ابو بکر کا وصال ہو گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ چیزیں عمر رضی اللہ

Marfat.com

عنہ کے پاس بھیج دیں۔ حضرت عمر کہنے لگے اے ابوبکر! تجھ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ آپ نے بعد والوں کو مصیبت میں ڈال دیا۔

اور ابن ابی الدنیا نے ابوبکر بن حفص سے روایت کی۔ فرمایا: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا بیٹی! ہمیں مسلمانوں کے کام کا متولی بنایا گیا اور ہم نے اپنے لئے کوئی دینار اور درہم نہ لیا۔ لیکن ہم نے ان کا رُوکھا سوکھا کھانا اپنے پیٹ میں ڈالا۔ اور ان کے موٹے کھردرے کپڑے پہنے اور اس حبشی غلام، اس اونٹنی اور اس چادر کے سوا ہمارے پاس مسلمانوں کے مال غنیمت سے زیادہ باقی بچا ہے نہ تھوڑا۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو یہ چیزیں عمر کی طرف بھیج دینا۔

سب سے پہلے آپ نے بیت المال بنایا۔ اور ابن سعد نے سہل بن ابوخیثمہ وغیرہ سے روایت کی کہ حضور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وادی سخ میں بیت المال تھا جس کا کوئی پہرے دار نہ تھا۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ اس پر کوئی پہرے دار کیوں مقرر نہیں کر دیتے؟ فرمایا اس پر تالا ہے۔ اور جو کچھ اس میں ہوتا عطا کر دیتے حتیٰ کہ خالی ہو جاتا۔ جب آپ مدینہ کی طرف منتقل ہوئے تو اسے بدل کر گھر میں بیت المال بنا لیا۔ آپ کے پاس مال آتا تو اسے ضرورت مند مسلمانوں میں تقسیم فرما دیتے اور تقسیم کے معاملے میں لوگوں میں برابری اختیار فرماتے۔ آپ اونٹ، گھوڑے اور اسلحہ خرید کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے دے دیتے۔ اور آپ نے چادریں خریدیں جو کہ باہر سے لائی گئیں تھیں۔ چنانچہ انہیں مدینہ عالیہ کی بیوگان میں تقسیم فرما دیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور آپ کو دفن کر دیا گیا۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امانت اور دیانت دار حضرات کو بلایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیت المال میں داخل ہوئے۔ ان حضرات میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ جب بیت المال کا دروازہ کھولا تو وہاں دینار نہ درہم۔

جلال الدین فرماتے ہیں کہ یہ قول اوائل میں درج عسکری کے اس قول کو رد کرتا ہے

Marfat.com

کہ سب سے پہلے بیت المال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنایا اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بیت المال تھا نہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا۔ اور میں نے اپنی اس کتاب میں جو کہ میں نے اوائل میں تصنیف کی اس قول کی تردید کی ہے پھر میں نے دیکھا کہ عسکری اپنی کتاب میں ایک دوسرے مقام پر متنبہ ہوئے اور کہا کہ مسلمانوں کے لئے سب سے پہلے حضرت ابوعبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے بیت المال بنایا۔

اور اس میں سے ایک یہ کہ حاکم نے کہا کہ اسلام میں سب سے پہلا لقب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب ہے۔

فصل

حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اگر بحرین کا مال آیا تو میں تمہیں دوں گا۔ یوں اور یوں عطا کروں گا۔ یعنی چلو بھر کر۔ تو جب حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد بحرین کا مال آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں قرض یا وعدہ ہو تو ہمارے پاس آجائے۔ چنانچہ میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر صورتحال بتائی۔ آپ نے فرمایا لے لو۔ چنانچہ میں نے چلو بھرا تو پانچ صد ہوئے چنانچہ آپ نے مجھے پندرہ سو عطا فرمائے۔

فصل۔ کچھ آپ کی بردباری اور تواضع کے بیان میں

ابن عساکر نے انیسہ سے روایت کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں خلافت سے تین سال قبل اور خلافت سے ایک سال بعد تشریف لائے۔ قبیلے کی بچیاں آپ کے پاس اپنی بکریاں لے کر حاضر ہوتیں تو آپ ان کے لئے ان کا دودھ

Marfat.com

نکال دیتے اور امام احمد نے زہد میں حضرت میمون بن مہران سے روایت کی۔ فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ آپ نے فرمایا: ان سب کے درمیان۔

اور ابن عساکر نے ابوصالح غفاری سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ رات کے وقت مدینہ عالیہ کے نواحی محلے میں ایک نابینا سن رسیدہ بڑھیا کے گھر تشریف لاتے۔ اس کا پانی بھرتے اور اس کے کام کاج کر جاتے۔ اب جو وہاں آتے تو دیکھتے کہ ان سے پہلے یہ سب کام کوئی اور کر جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی گھات میں رہے تو پتہ چلا کہ یہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ خلیفہ ہونے کے باوجود بڑھیا کے ہاں آتے اور سب کام سرانجام دے جاتے۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میری عمر کی قسم یہ تو آپ ہی ہیں۔

اور ابونعیم وغیرہ نے عبدالرحمٰن اصفہانی سے روایت کی۔ فرمایا: کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جب کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر شریف پر بیٹھے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا میرے باپ کی نشست گاہ سے نیچے اتریں۔ آپ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے بیشک یہ تیرے باپ کی نشست گاہ ہے۔ اور آپ کو اپنی گود میں بٹھالیا اور آپ پر گریہ طاری ہو گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم یہ میرے حکم سے نہیں۔ آپ نے کہا۔ آپ سچ کہتے ہیں۔ اللہ کی قسم ہم آپ پر تہمت نہیں رکھتے۔

فصل

ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کے پہلے حج میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر فرمایا۔ پھر سال آئندہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود حج فرمایا۔ جب وصال مبارک ہو گیا اور حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا گیا تو آپ نے حضرت عمر کو حج کا عامل مقرر

Marfat.com

فرمایا۔ پھر سال آئندہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کیا۔ جب آپ وصال فرما گئے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا تو آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو حج کا عامل مقرر فرمایا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت کے ہر سال حج کرتے رہے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو حج کا عامل مقرر فرمایا۔

فصل۔ آپ کی مرض اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کے بیان میں

حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ فرمایا: کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کا صدمہ تھا۔ غم سے ڈھلتے گئے حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔ اور ابن سعد نے اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ ابن شہاب سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر اور حارث بن کلدہ حلوہ کھا رہے تھے جو کہ حضرت ابوبکر کو بطور ہدیہ پیش کیا گیا تھا۔ حارث نے ابوبکر سے کہا: اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا ہاتھ کھینچ لیں اللہ تعالیٰ کی قسم اس میں زہر ہے جو کہ ایک سال میں موثر ہو گی۔ میں اور آپ ایک ہی دن میں فوت ہوں گے۔ پس آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اور دونوں ہی بیمار رہنے لگے یہاں تک کہ سال گزارنے پر ایک ہی دن میں دونوں وصال فرما گئے۔

اور حاکم نے شعبی سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس دنیا سے ہم کیا توقع رکھیں یہاں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زہر دیا گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا۔

اور واقدی اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرض کا آغاز یوں ہوا کہ آپ نے جمادی الاخریٰ کی سات تاریخ بروز پیر غسل کیا ٹھنڈا دن تھا۔ آپ کو بخار ہو گیا اور پندراں دن مبتلا رہے۔ نماز

Marfat.com

کے لئے باہر نہیں آسکتے تھے اور یوں ۱۳ھ ۲۲ جمادی الاخری منگل کی رات کو وصال فرمایا۔ جبکہ آپ کی عمر ۶۳ برس تھی۔

اور ابن سعد اور ابن ابی الدنیا نے ابوالصفر سے روایت کی۔ فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مرض کے ایام میں بعض حضرات مزاج پرسی کے لئے آئے اور کہنے لگے اے خلیفہ رسول علیہ السلام! کیا آپ کے لئے کسی طبیب کو نہ بلائیں جو آپ کو دیکھے؟ فرمایا اس نے مجھے دیکھا ہے۔ پوچھا گیا پھر اس نے کیا کہا؟ فرمایا اس نے مجھے فرمایا ہے کہ میں جو چاہوں بلا تکلف کر گزرتا ہوں۔

اور واقدی نے کئی طرق سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر جب زیادہ بیمار ہوئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا اور فرمایا کہ مجھے عمر بن الخطاب کے بارے میں مشورہ دیں۔ انہوں نے کہا: آپ جس کے بارے میں مجھے پوچھ رہے ہیں اسے تو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری رائے تو اچھی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ان کے بارے میں آپ کی رائے سے وہ افضل ہیں۔ پھر آپ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ مجھے عمر کے بارے میں مشورہ دیں۔ انہوں نے کہا آپ ان کے متعلق ہم سے زیادہ باخبر ہیں۔ اے میرے اللہ! عمر کے متعلق میرا علم یہ ہے کہ اس کا باطن اس کے ظاہر سے اچھا ہے۔ اور ہم میں اس جیسا کوئی نہیں۔ اور ان دونوں حضرات کے علاوہ آپ نے حضرت سعید بن زید۔ اسیّد بن حضیر اور ان کے علاوہ مہاجرین اور انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی مشورہ کیا۔ پس اسیّد کہنے لگے کہ الٰہی! میرے علم میں وہ آپ کے بعد بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے راضی ہوتا ہے اور اس کی ناراضگی کی وجہ سے ناراض ہوتا ہے۔ جو چھپاتا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو ظاہر کرتا ہے۔ امر خلافت پر اور اس سے زیادہ قوت والا کوئی بھی نہیں ہوگا جسے یہ امر سونپا جائے۔

اور ایسے میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی خدمت میں حاضر آئے۔ ان میں

Marfat.com

سے ایک نے آپ سے کہا کہ آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے جب وہ آپ سے حضرت عمر کو ہم پر خلیفہ مقرر کرنے کے متعلق پوچھے گا جبکہ آپ کو اس کی سختی کا علم ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم مجھے اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتے ہو؟

میں عرض کروں گا: اے میرے اللہ! میں نے ان پر تیرے بندوں میں سے بہتر کو خلیفہ بنایا۔ تمہارے پیچھے جو حضرات ہیں انہیں بھی میری اس بات کی خبر دے دو۔ پھر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ لکھیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ عہد ہے جو کہ ابو بکر بن ابی قحافہ نے دنیا سے جدا ہوتے ہوئے اپنے آخری وقت میں اور آخرت میں داخل ہوتے ہوئے اس کے آغاز میں کیا ہے جس وقت کہ کافر ایمان لاتا ہے۔ اور فاجر فتنے میں پڑ جاتا ہے۔ اور جھوٹا سچ بولنے لگتا ہے کہ میں نے اپنے بعد تم پر عمر بن الخطاب کو خلیفہ مقرر کیا۔ پس اس کا حکم سنو اور اطاعت کرو۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول علیہ السلام۔ اس کے دین۔ اپنی جان اور تمہارے متعلق بہتری میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ اگر اس نے عدل کیا تو اس کے بارے میں میرا گمان اور علم یہی ہے اور اگر اس نے حکم بدلا تو ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جو اس نے کمایا۔ اور میں نے خیر کا ہی ارادہ کیا۔ اور میں غیب ذاتی طور پر نہیں جانتا اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس پہلو پر پلٹیں گے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر آپ نے حکم دیا اور اس تحریر پر مہر لگا دی گئی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا پس آپ مہر سے مزین حکمنامہ لے کر باہر آئے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیعت لی اور وہ اس پر راضی ہو گئے۔

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کو تنہائی میں بلایا اور آپ کو وصیت فرمائی جو بھی فرمائی۔ پھر آپ وہاں سے باہر چلے گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کی: اے میرے اللہ! میں نے اس سے صرف اور صرف ان کی اصلاح کا ارادہ کیا ہے مجھے ان پر فتنے کا خطرہ تھا تو میں نے ان کے بارے میں وہ عمل کیا جسے تو بہتر جانتا ہے اور میں نے پوری کوشش کے ساتھ ان کے لئے رائے قائم

Marfat.com

کی پس میں نے ان پر ان میں سے بہتر۔ ان پر سب سے قوی اور ان کی ہدایت پر سب سے زیادہ حرص کرنے والے کو حاکم بنا دیا ہے۔ اور میرے پاس تو تیرا حکم پہنچ چکا۔ پس ان میں میری خلافت فرما۔ پس وہ تیرے بندے ہیں۔ اور ان کی پیشانیاں تیرے دست قدرت میں ہیں۔ ان کے لئے ان کے حاکم کو درست رکھنا اور اسے اپنے خلفائے راشدین میں سے کر دے اور اس کے لئے اس کی رعیت کو درست فرما۔

اور ابن سعد اور حاکم نے روایت کی فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ صاحب فراست تین ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلا کر لانے والی حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی جب اس نے کہا کہ انہیں اجرت پر رکھ لیں اور عزیز مصر جب اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں فراست استعمال کرتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو اعزاز و اکرام کے ساتھ ٹھہراؤ۔

اور ابن عساکر نے یسار بن حمزہ سے روایت کی کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو آپ نے دیوار کے شگاف میں سے لوگوں کی طرف جھانکا اور فرمایا: اے لوگو! میں نے ایک عہد باندھا ہے کہ تم اس پر راضی ہو؟ لوگوں نے کہا: اے خلیفہ رسول علیہ السلام ہم راضی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ ہم عمر کے سوا راضی نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ عمر ہی ہے۔

اور امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا کہ آج کونسا دن ہے؟ عرض

(یہاں ماخذ کا ذکر ہے البتہ راوی کا نام مذکور نہیں۔ البتہ تفسیر مظہری ج ۷ ص ۱۵۸ پر اسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان الفاظ کے ساتھ ذکر فرمایا: ''عن ابن مسعود قال افرس الناس ثلاثه بنت شعيب وصاحب يوسف حيث قال عسٰى ان ينفعنا. وابوبكر في عمر حيث جعله خليفته في حياته محمد محفوظ الحق غفرله ولوالديه''

Marfat.com

کی گئی پیر کا دن ہے۔ فرمایا اگر میں رات میں فوت ہو جاؤں تو صبح کا انتظار نہ کرنا۔ کیونکہ مجھے دنوں اور راتوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زیادہ قریب ہے۔

مالک نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر نے آپ کے لئے غابہ کے مال سے بیس وسق مخصوص کر رکھے تھے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا: بیٹی اللہ تعالیٰ کی قسم لوگوں میں تیرے سوا کوئی نہیں جس کا غنی ہونا مجھے زیادہ پسند ہو اور نہ ہی میرے بعد مجھ پر تیرے سوا کسی کا حاجت مند ہونا زیادہ گراں ہے۔ اور میں نے بیس وسق تیرے لئے مخصوص کر رکھے تھے۔ اگر فصل میں کاٹتا تو وہ مال تیرا تھا لیکن آج تو وہ ورثاء کے لئے ہے جو کہ دو تیرے بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ تو اسے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق تقسیم کر لینا۔ میں نے کہا: ابا جی! اللہ تعالیٰ کی قسم اگر وہ مال بہت زیادہ بھی ہوتا تب بھی میں چھوڑ دیتی۔ بہن تو صرف ایک اسماء ہے تو دوسری کون سی ہے؟ فرمایا کہ خارجہ کے پیٹ والی میرا خیال ہے کہ وہ لڑکی ہے۔ اور اسے ابن سعد نے روایت کی اور اس کے آخر میں فرمایا کہ خارجہ کے پیٹ والی۔ میرے دل میں یوں ڈالا گیا ہے کہ وہ لڑکی ہے۔ پس اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ پس ام کلثوم پیدا ہوئی۔ اور ابن سعد نے حضرت عروہ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کے پانچویں حصے کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ میں اپنے مال سے اسی قدر لوں گا جس قدر رب کریم نے مسلمانوں کے مال غنیمت سے لیا ہے اور آپ سے ہی ایک دوسری وجہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ چوتھے حصے کی وصیت کرنا مجھے زیادہ پسند ہے اور تیسرے کی بجائے چوتھے حصے کی بجائے پانچویں حصہ کی وصیت کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور جس نے تہائی حصہ کی وصیت کی اس نے کچھ نہیں چھوڑا۔

اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ضحاک سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہما نے اپنے اموال سے اپنے ان رشتہ داروں کے لئے جو کہ وارث نہیں تھے اپنے

Marfat.com

اموال کے پانچویں حصہ کی وصیت فرمائی۔ اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کوئی دینار یا درہم نہیں چھوڑا۔

اور ابن سعد وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قریب الوصال ہوئے تو میں نے یہ شعر بطور مثال کہا

لعمری مایغنی الثراء عن الفتی

اذا حشرجت یوما وضاق بها الصدر

میری عمر کی قسم کسی کے اس کی دولت کام نہیں آتی جبکہ سینے میں سانس اٹکنے لگے۔ آپ نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا: یوں نہیں بلکہ یہ کہو اور موت کی بیہوشی حق کے ساتھ آئی اور یہی ہے وہ جس سے تو بچتا تھا۔ فرمایا میرے ان دونوں کپڑوں کو دھوڈالو۔ اور انہیں میں مجھے کفن دینا۔ کیونکہ نئے کپڑے کی فوت ہونے والے کی بجائے زندہ کو زیادہ ضرورت ہے۔

اور ابویعلی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمائی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئی جبکہ آپ کا آخری وقت تھا تو میں نے یہ شعر پڑھا کہ کس کے آنسو بقدر قناعت نہ بہیں وہ ایک دفعہ ہی سب کے سب بہہ نکلیں گے۔ فرمایا یہ نہ کہو۔ بلکہ یہ کہو "وجاءت سکرة الموت بالحق"

"ذالك ما كنت منه تحيد" پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال کس دن ہوا؟ میں نے کہا پیر کے دن۔ فرمایا میں موت کی اپنے اور رات کے درمیان امید کرتا ہوں۔ پس آپ منگل کی رات کو وصال کر گئے۔ اور صبح سے پہلے آپ کو دفن کر دیا گیا۔

اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت بکر بن عبداللہ المزنی سے روایت کی فرمایا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو آپ کے سرہانے بیٹھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہا کہ ہر مال مویشی والا موت کے گھاٹ اترنے والا

Marfat.com

ہے اور ہر سامان والے سے ساز وسامان چھین لیا جائے گا۔ آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گلے لگایا اور فرمایا یوں نہیں بلکہ یہ ایسے ہے جیسے رب العزت نے فرمایا "وجاءت سکرة الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد" اور امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آپ نے یہ شعر پڑھا جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آخری وقت تھا۔

ابيض يستسقى الغمام بوجهه

ثمال اليتامى عصمة للارامل

یعنی ایسا حسین چہرہ کہ جس کے وسیلے سے بادل سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ یتیموں کا سہارا اور بیوگان کی پناہ گاہ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ یہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہے۔

اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں عبادة بن نسی سے روایت کی۔ فرمایا: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے ان دو کپڑوں کو دھو ڈالو اور مجھے انہیں کا کفن دینا۔ تیرا باپ دو آدمیوں میں سے ایک ہے یا تو اسے بہترین لباس پہنایا جائے گا یا اس سے بری طرح چھین لیا جائے گا۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ یہ خوف خدا اور اس کے حضور انتہائی عاجزی اور انکساری کا اظہار ہے۔ ورنہ سابقہ احادیث شریفہ کے مطابق آپ کی عظمت اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کے ہاں قبولیت کا اعتراف ضروریات دین میں سے ہے)

اور ابن ابی الدنیا نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ آپ کو آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس میں غسل دے اور عبدالرحمن بن عوف ان کی مدد کریں۔

اور ابن سعد نے سعید بن المسیب سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے مزار پرانوار اور منبر شریف کے درمیان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔

اور عروہ اور قاسم بن محمد سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کے لئے قبر کھودی گئی اور آپ کا سر حضور علیہ السلام کے کندھے کے پاس رکھا گیا اور لحد کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے ساتھ ملایا گیا۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر شریف میں حضرت عمر، طلحہ، عثمان اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اترے اور کئی ایک طرف سے روایت کی گئی کہ آپ کو رات کے وقت دفن کیا گیا اور ابن المسیب سے روایت کی گئی کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو مکہ معظمہ میں کہرام مچ گیا۔ حضرت ابوقحافہ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کہا گیا کہ آپ کا بیٹا فوت ہو گیا۔ فرمایا بہت بڑا صدمہ ہے اس کے بعد امر خلافت کسے سپرد کیا گیا؟ کہنے لگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ کہنے لگے اس کا ساتھی ہے۔

اور امام مجاہد نے روایت کی کہ حضرت ابوقحافہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وراثت سے اپنا حصہ حضرت ابوبکر کی اولاد کی طرف لوٹا دیا۔ اور حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد صرف چھ ماہ اور چند دن زندہ رہے اور محرم ۱۴ھ میں ستانوے سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ علماء نے فرمایا: اپنے باپ کی زندگی میں ابوبکر کے سوا کوئی خلیفہ نہیں بنا۔ اور کسی خلیفہ کا باپ ابوبکر کے سوا اس کا وارث نہیں بنا۔

فصل - آپ کی حدیث مسند کے بیان میں اور قلت روایت کی وجہ

نووی نے اپنی تہذیب میں فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک سو بیالیس احادیث روایت فرمائیں۔ اور آپ کی روایات کی

Marfat.com

قلت کی وجہ یہ ہے کہ احادیث کے پھیلنے اور تابعین کے انہیں سننے۔ حاصل کرنے اور ان کی حفاظت کرنے سے پہلے آپ کا وصال ہو گیا اور سقیفہ بنی ساعدہ کی حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان پہلے گزر چکا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انصار کی شان میں نازل ہونے والی آیت اور ان کی شان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کوئی حدیث نہیں چھوڑی جسے بیان نہ کیا ہو۔ اور یہ اس امر پر بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ کو کثرت سے احادیث شریفہ یاد تھیں۔ اور قرآن کریم کے متعلق آپ کا علم بہت وسیع تھا۔ آپ سے حضرت عمر، عثمان، علی، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن مسعود، حذیفہ، ابن عمر، ابن عباس، انس، زید بن ثابت، براء بن عازب، ابوہریرہ، عقبہ بن حارث آپ کا بیٹا عبد الرحمٰن، زید بن ارقم، عبداللہ بن معقل، عقبہ بن عامر جہنی، عمران بن حصین، ابوبرزہ الاسلمی، ابوسعید الخدری، ابوموسیٰ الاشعری، ابوالطفیل لیثی، جابر بن عبد اللہ، بلال، آپ کی صاحبزادی عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہم نے اور تابعین میں سے حضرت عمر کے غلام اسلم، واسط بجلی اور بے شمار خلائق نے روایت کی۔

فصل۔ تفسیر قرآن میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشادات

اور ابوالقاسم بغوی نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں کس زمین میں سماؤں گا اور کون سا آسمان مجھے سایہ دے گا جب میں کتاب اللہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے منشا کے خلاف بات کروں۔ اور بیہقی وغیرہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ سے کلالہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں اس کے متعلق اپنی رائے بیان کروں گا اگر صحیح ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اگر خطا ہو تو میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہو گی۔ میرے خیال میں کلالہ وہ ہے جس کی اولاد اور باپ نہ ہو۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ میں حیا کرتا ہوں کہ اس فیصلے کو رد کروں جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا ہو۔

Marfat.com

اور ابونعیم نے حلیہ میں اسود بن ہلال سے روایت کی۔ فرمایا: کہ حضرت ابوبکر نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ آپ لوگ ان دو آیات کے متعلق کیا کہتے ہیں: ان الذین قالوا ربنا ثم استقاموا یعنی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے۔ اور الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم یعنی جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی؟ انہوں نے کہا کہ استقاموا سے مراد انہوں نے گناہ نہیں کیے۔ اور ظلم سے مراد یہ کہ انہوں نے اپنے ایمان میں کسی خطا کی آمیزش نہیں کی۔ فرمایا کہ تم نے ان دونوں آیات کو ان کی اصل مراد کے غیر پر محمول کیا ہے۔ پھر فرمایا استقامو کا معنی ہے کہ پھر وہ اس کے سوا کسی معبود کی طرف مائل نہیں ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک کی آمیزش نہیں کی۔

اور ابن جریر نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا کے متعلق روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں نے یہ بات کہی تو جو اسی پر فوت ہوا تو وہ استقامت والوں سے ہے۔ اور ابن جریر نے عامر بن سعد البجلی سے انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول الذین احسنو الحسنٰی وزیادة کے متعلق روایت کی: آپ نے فرمایا کہ زیادت سے مراد وجہ اللہ کی زیارت ہے۔

فصل:۔ آپ پر موقوف قول یا فیصلہ یا خطبہ یا دعاء کے متعلق روایات کے بیان میں

لالکائی نے سنت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے بتائیں کیا زنا تقدیر میں لکھا ہے؟ فرمایا ہاں۔ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر مقدر فرماتا ہے پھر مجھے سزا دیتا ہے؟ فرمایا: ہاں اے گندی ماں کے بیٹے اللہ تعالیٰ کی قسم اگر میرے پاس کوئی آدمی ہوتا تو میں اسے تیری ناک کاٹ دینے کا حکم دیتا (کیونکہ اس نے حکم شرعی پر جو کہ ضروریات دین میں سے ہے اعتراض کیا تھا)

Marfat.com

اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حضرت زبیر سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے حیا کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ جب میں حوائج ضروریہ کے لئے بیت الخلاء میں جاتا ہوں تو اپنے پروردگار سے حیا کرتے ہوئے اپنا سر ڈھانپے رکھتا ہوں۔ اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں عمرو بن دینار سے روایت کی فرمایا: کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں بیت الخلاء میں داخل ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے اپنی پشت دیوار کے ساتھ لگا لیتا ہوں۔

اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت ابو عبداللہ الصنابحی سے روایت کی کہ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز مغرب ادا کی آپ نے پہلی دو رکعات میں ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ اور قصار مفصل (یعنی سورت والضحیٰ سے لے کر والناس تک) کی کوئی سورت پڑھی۔ اور تیسری میں ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب پڑھا ابن خیثمہ اور ابن عساکر نے حضرت ابن عیینہ سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب کسی شخص سے تعزیت فرماتے تو فرماتے: کہ صبر کے ساتھ کوئی مصیبت نہیں اور بے قراری کا کوئی فائدہ نہیں موت اپنے ماقبل سے آسان اور مابعد سے سخت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لے جانا یاد کیا کرو تمہاری مصیبت گھٹ جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارا اجر بڑھا دے گا۔

اور ابن ابی شیبہ اور دار قطنی نے حضرت سالم بن عبید سے جو کہ صحابی ہیں روایت فرمائی۔ آپ نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے فرمایا کرتے تھے کہ میرے اور فجر کے درمیان کھڑے رہو حتیٰ کہ میں سحری کھالوں۔ اور ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی آپ نے فرمایا: کہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا کہ پانی پر (ضرب لگنے کی وجہ سے) تیرنے والی مچھلی کھالو۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الام میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی کہ آپ

Marfat.com

نے گوشت کی بیع حیوان کے بدلے ناپسند فرمائی۔

اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں عطاء سے انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا کہ دادا بمنزلہ باپ کے ہے جبکہ اس سے نچلا باپ نہ ہو اور پوتا بمنزلہ بیٹے کے ہے جبکہ بیٹا نہ ہو۔

اور قاسم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جو کہ اپنے باپ سے نفی کرتا تھا تو حضرت ابوبکر نے فرمایا سر پر مار کیونکہ شیطان سر میں ہے۔

اور ابو مالک نے روایت کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب میت پر نماز جنازہ پڑھ لیتے تو دعا کرتے یا اللہ! تیرے بندے کو اہل خانہ مال اور قبیلے نے سپرد کر دیا۔ جبکہ گناہ عظیم ہے اور تو غفور رحیم ہے اور سعد بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عاصم بن عمر بن الخطاب کا فیصلہ ام عاصم کے لئے کر دیا اور فرمایا اس کے لئے اس کی بو۔ مہک اور مہربانی تجھ سے زیادہ بہتر ہے۔

اور بیہقی نے قیس بن حازم سے روایت کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا باپ میرا سارا مال لے کر اسے ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ تو آپ نے اس کے باپ سے فرمایا کہ تیرے لئے اس کے مال میں سے صرف اسی قدر ہے جو تیرے لئے کافی ہو۔ اس نے کہا: اے خلیفہ رسول علیہ السلام! کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اس سے مراد خرچہ ہے۔

اور امام احمد نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اس کے دادے سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہیں کرتے تھے اور بخاری نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے اپنے دادے سے روایت کی کہ ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ دانتوں میں کاٹا تو اس نے اس کے اگلے دو دانت اکھاڑ دیئے

Marfat.com

تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں باطل قرار دیا۔

اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے عکرمہ سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کان کے بدلے میں پندراں اونٹوں کا فیصلہ فرمایا اور بہت قیمتی شے جو کہ اس کا عیب چھپا لے بال اور عمامہ ہے۔

اور بیہقی وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف لشکر بھیجے اور ان پر یزید بن ابو سفیان کو امیر بنایا۔ تو فرمایا کہ میں تجھے دس چیزوں کی وصیت کرتا ہوں۔ کسی عورت کو نہ ہی کسے بچے کو اور نہ ہی کسی بڑے بوڑھے کو ہرگز قتل نہ کرنا۔ کوئی پھل دار درخت ہرگز نہ کاٹنا۔ کسی عمارت کو ہرگز خراب نہ کرنا۔ کسی بکری یا اونٹ کی کھانے کے سوا کونچیں نہ کاٹنا۔ کھجور کے درخت کو غرق نہ کرنا اور نہ ہی اسے جلانا۔ مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا اور بزدل نہ ہونا۔

اور امام احمد، ابوداؤد اور نسائی نے ابو برزہ الاسلمی سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک شخص پر شدید غضبناک ہو گئے تو میں نے عرض کی اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے قتل کر دیں فرمایا: تجھے ہلاکت ہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ کسی کا حق نہیں۔

اور سعید نے کتاب الفتوح میں اپنے مشائخ سے روایت کی کہ مہاجر بن ابو امیہ کے ہاں دو گانے بجانے والی عورتوں کا مقدمہ پیش کیا گیا جبکہ آپ یمامہ کے حاکم تھے۔ ان میں سے ایک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بدگوئی کرتی تھی آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور اس کے اگلے دانت اکھاڑ دیئے اور دوسری مسلمانوں کے خلاف بکواس کرتی تھی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیا اور دانت اکھاڑ دیئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف لکھا کہ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بدگوئی کرنے والی عورت کو جو سزا دی مجھے اس کی اطلاع ملی۔ تم نے اس بارے میں پہلے مجھ سے رابطہ کیوں نہ کیا میں تمہیں اسے قتل کرنے کا حکم دیتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی عظمت کے مجرم کی حد عام حدود جیسی نہیں

Marfat.com

ہے جو مسلمان ایسی حرکت کرے وہ مرتد ہے اور ذمی کرے تو حربی غدار ہے اور جو مسلمانوں کی شان میں بکتی تھی اگر اسلام کی مدعی تھی تو اسے سزا اور تعزیر ہے نہ کہ ہاتھ وغیرہ کاٹنا کیونکہ قصاص کے سوا یہ گناہ اور نفرت کی شے ہے۔

اور مالک اور دارقطنی نے صفیہ بنت ابوعبید سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے دوشیزہ سے بدکاری کا ارتکاب کیا اور اعتراف کیا تو آپ نے اسے کوڑے لگوائے اور فدک کی طرف جلاوطن کر دیا اور ابویعلی نے محمد بن حاطب سے روایت کی۔ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے چوری کی درآں حالیکہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے ہوئے تھے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تیرے لئے کوئی سزا نہیں پاتا سوائے اس کے جس کا تیرے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن فیصلہ فرمایا جب تیرے قتل کا حکم دیا۔ کیونکہ آپ تجھے زیادہ جانتے تھے پس آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔

اور مالک نے حضرت قاسم بن محمد سے روایت کی کہ یمن والوں میں سے ایک شخص دربار خلافت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جس کا ہاتھ اور پاؤں کٹا ہوا تھا اور اس نے آپ کی خدمت میں شکایت کی کہ یمن کے حاکم نے اس پر ظلم کیا ہے وہ رات کو نماز پڑھتا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیری رات کسی چور کی رات نہیں ہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بن عمیس رضی اللہ عنہا کا زیور گم ہو گیا تو وہی شخص تلاش میں ان کے ساتھ گھوم رہا تھا اور کہہ رہا تھا: یا اللہ اسے پکڑ لے جس نے اس اچھے گھر والوں کی چوری کی۔ پس وہ زیور ایک زرگر کے ہاں مل گیا جس نے بتایا کہ وہ ہاتھ پاؤں کٹا آدمی یہ زیور لایا تھا۔ چنانچہ اس نے اعتراف کر لیا۔ یا اس پر گواہی قائم ہو گئی پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم اس کی اپنے لئے بددعا اس پر اس کی چوری سے زیادہ سخت تھی اور دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر

Marfat.com

صدیق رضی اللہ عنہ نے پانچ درہم قیمت کی ڈھال میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

اور ابونعیم نے حلیہ میں ابوصالح سے روایت کی کہ جب یمنی لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آئے اور انہوں نے قرآن کریم سنا تو رونے لگے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم اسی طرح تھے پھر دل سخت ہو گئے۔ ابونعیم نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے دل قوی اور مطمئن ہو گئے۔

اور بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی فرمایا: کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق کی آپ کے اہل بیت کے بارے میں نگہبانی کرو۔ ابوعبید نے غریب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا: وہ خوش نصیب ہے جو کہ فتنے برپا ہونے سے پہلے اوائل اسلام کے زمانے میں فوت ہو گیا اور مالک اور اربعہ نے قبیصہ سے روایت کی کہ ایک دادی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس وارثت میں اپنا حصہ مانگنے کے لئے آئی تو آپ نے فرمایا کہ تیرے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں حصہ درج نہیں نہ ہی میری معلومات کے مطابق رسول پاک علیہ السلام کی سنت میں تیرا حصہ ہے۔ تو واپس چلی جا یہاں تک کہ میں لوگوں سے پوچھ لوں۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری موجودگی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دادی کو چھٹا حصہ عطا فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ تو حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے وہی کچھ کہا جو مغیرہ بن شعبہ نے کہا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کا حق نافذ فرمادیا۔

اور مالک اور دار قطنی نے قاسم ابن محمد رضی اللہ عنہما سے روایت کی نانی اور دادی دونوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی میراث کا مطالبہ لئے حاضر ہوئیں تو آپ نے نانی کو میراث دے دی۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ نے جو کہ بدری صحابی ہیں اور وہ بنی حارثہ میں سے آخری ہیں آپ سے کہا کہ اے خلیفہ رسول علیہ السلام! آپ نے اسے حصہ دیدیا کہ اگر وہ مرجاتی تو وہ اس کی وارث نہ ہوئی۔ تو آپ نے

Marfat.com

اسے دونوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔

اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت رفاعہ کی بیوی کی حدیث روایت کی جسے طلاق ہو گئی تھی اور اس کے بعد اس نے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی۔ وہ اس سے مقاربت نہ کر سکے۔ اور اس نے رفاعہ کی طرف لوٹنا چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تو اس کی حلاوت چکھے اور اتنے الفاظ حدیث صحیح میں ہیں۔ اور عبدالرزاق نے اتنا اضافہ کیا کہ وہ بیٹھی رہی پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بتایا کہ اس نے اس سے مقاربت کی ہے۔ حضور علیہ السلام نے اسے اس کے پہلے شوہر کی طرف لوٹنے سے روک دیا۔ اور کہا: اے میرے اللہ! اگر اس کی طرف سے رفاعہ کی طرف لوٹنا گناہ ہے تو اس کا دوبارہ نکاح کا منصوبہ پورا نہ ہو۔ پھر وہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ان کے دور خلافت میں حاضر ہوئی تو انہوں نے بھی اسے روک دیا۔

اور بیہقی نے عقبہ بن عامر سے روایت کی کہ عمرو بن العاص اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما نے انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں قاصد کے طور پر شام کی راہ سے سبزے کے پھول دے کر بھیجا۔ جب وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے اسے برا جانا تو عقبہ نے عرض کی اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ لوگ ہمارے ساتھ یہی برتاؤ کرتے ہیں۔ فرمایا کیا تو نے ہمیں فارس اور روم پر قیاس کیا۔ میری طرف کوئی پھول نہ بھیجا جائے خط اور خبر ہی کافی ہے۔

اور بخاری نے حضرت قیس بن حازم سے روایت کی فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک خاتون کے پاس پہنچے جس کا نام زینب تھا۔ آپ نے دیکھا کہ وہ گفتگو نہیں کرتی۔ تو فرمایا اسے کیا ہے بات نہیں کرتی؟ کہا گیا کہ اس نے خاموش رہ کر حج کیا ہے۔ آپ نے اسے فرمایا: بات کر یہ طریقہ جائز نہیں۔ یہ جاہلیت کا عمل ہے۔ پس اس نے گفتگو شروع کر دی۔ کہنے لگی: آپ کون ہیں؟ فرمایا: مہاجرین سے ایک ہوں۔ کہنے لگی کونسے مہاجرین سے

Marfat.com

؟فرمایا: قریش سے، کہنے لگی کون سے قریش سے؟ فرمایا: تو بہت سوال کرنے والی ہے میں ابوبکر ہوں۔ کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے بعد جو یہ امر صالح ہمیں عطا فرمایا ہے اس پر ہماری بقاء کیونکر ہوگی؟ فرمایا جب تک تمہارے ائمہ ثابت قدم رہیں گے کہنے لگی ائمہ کیا ہوتے ہیں؟ فرمایا کیا تیری قوم میں رئیس اور سردار نہیں ہیں جو کہ انہیں حکم دیں تو وہ ان کا حکم مانتے ہیں؟ کہنے لگی کیوں نہیں۔ فرمایا بس یہی لوگوں پر امام ہیں۔

اور بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: کہ میرے والد بزرگوار کا ایک غلام تھا۔ آپ نے اس پر ایک یومیہ مقرر کر رکھا تھا اور آپ اس کی کمائی سے کھا لیتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ کھا لیا غلام کہنے لگا: آپ کو معلوم ہے کہ یہ کیا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے دور جاہلیت میں ایک شخص کے لئے کہانت کی تھی اور مجھے اچھی طرح کہانت کا علم حاصل نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ میں نے اسے دھوکا دیا۔ آج وہ مجھے ملا اور اس نے مجھے یہ چیز عطا کی۔ اور اسی سے آپ نے کچھ کھایا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ داخل کیا اور پیٹ میں جو کچھ تھا قے کر کے سب کچھ نکال باہر پھینکا۔

اور امام احمد نے زہد میں ابن سیرین سے روایت کی فرمایا: کہ میں نے ابوبکر کے سوا کسی کو نہیں دیکھا جس نے کھایا ہوا طعام عمداً کر کے نکال دیا ہو۔ اور یہ واقعہ بیان کیا۔

اور نسائی نے اسلم سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر پر جھانکا دیکھا کہ آپ نے اپنی زبان پکڑ رکھی ہے اور فرما رہے ہیں کہ: اسی نے مجھے کئی حادثوں سے دوچار کیا۔ اور ابوعبید نے غریب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنے پڑوسی سے جھگڑ رہے تھے تو انہیں فرمایا کہ اپنے پڑوسی سے مت جھگڑو یہ یہیں رہے گا اور لوگ چلے جائینگے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبات اور ملفوظات

اور ابن عساکر نے حضرت موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خطبہ دیتے تو کہتے الحمد للہ رب العالمین میں اس کی حمد کرتا ہوں اسی سے مدد چاہتا ہوں۔ میں اس سے موت کے بعد عزت مانگتا ہوں کیونکہ میری اور تمہاری اجل آ لگی۔ اشهدان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهدان محمدًا عبده ورسوله اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دینے والے ڈرانے والے اور سراج منیر بنا کر بھیجا تا کہ آپ اسے ڈرائیں جو کہ زندہ ہے اور کفار پر حجت ثابت ہو جائے۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور اس کے امر سے وابستگی کا حکم دیتا ہوں جو اس نے تمہارے لئے مشروع فرمایا اور اس کی وجہ سے تمہیں بلندی بخشی۔ کیونکہ کلمہ اخلاص کے بعد اسلام کی ہدایت کا مجموعہ اس کا حکم سننا اور اس کی طاعت کرنا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے امر کا متولی قرار دیا۔ کیونکہ جس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر والوں کی اطاعت کی بیشک کامیاب ہوا اور اس نے اپنا فرض ادا کر دیا اپنے آپ کو خواہش کی پیروی سے بچاؤ۔ اس لئے کہ وہ شخص بامراد ہوا جسے خواہش۔ طمع اور غضب سے بچالیا گیا۔ اور اپنے آپ کو فخر سے دور رکھو۔ اس کا فخر کیسا جو مٹی سے پیدا کیا گیا پھر مٹی کی طرف لوٹتا ہے پھر اسے کیڑے کھا جاتے ہیں۔ پھر وہ آج زندہ اور کل مردہ۔ پس ہر روز عمل کرو ہر گھڑی عمل کرو۔ اور مظلوم کی بددعا سے بچو۔ اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو اور صبر کرو کیونکہ سارا کام ہی صبر کے ساتھ ہے۔ اور احتیاط کرو کہ احتیاط نفع دیتی ہے۔ اور عمل کرو کہ عمل قبول کیا جاتا ہے۔ اور ہر اس چیز سے بچو جس کے عذاب سے تمہیں اللہ تعالیٰ نے ڈرایا ہے اور اس میں جلدی کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی رحمت کا وعدہ فرمایا ہے۔ سمجھو۔ اور سمجھتے جاؤ۔ بچو اور بچتے رہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے وہ سب کچھ بیان فرما دیا ہے جس نے تم سے پہلوں کو ہلاک کیا۔ اور جس کی وجہ سے

Marfat.com

تم سے پہلے لوگ نجات پا گئے۔

اس نے تمہارے لئے اپنی کتاب میں حلال وحرام کو بیان فرمادیا۔ جو اعمال واجب ہیں اور جو مکروہ ہیں۔ میں تمہاری اور اپنی بہتری میں کمی نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی طاقت اور قوت نہیں۔ اور جان لو کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے اعمال میں جس قدر خلوص اختیار کیا تو تم نے اپنے پروردگار ہی کی اطاعت کی اور اپنے حصے ہی کی حفاظت کی۔ اور تم نے اپنے دین کے لئے اپنی طرف سے کوئی اچھا کام کیا ہے اسے اپنے مستقبل کے لئے نوافل بنالو۔ تاکہ تم اپنے اسلاف کا حق پورا دے سکو اور تمہیں ضرورت اور حاجت کے وقت اجر عطا کیا جائے۔ پھر اے اللہ کے بندو! اپنے گزشتہ بھائیوں اور ساتھیوں کے بارے میں غور وفکر کرو کہ انہوں نے جو کچھ آگے بھیجا اس تک پہنچ چکے اور اس پر کھڑے ہیں اور موت کے بعد شقاوت وسعادت پا چکے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ اور اس کے اور اس کی مخلوق میں سے کسی کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں جس کی وجہ سے اسے خیر عطا فرمائے اور وہ اس سے برائی کا رخ طاعت اور امر کی پیروی کے بغیر نہیں پھیرتا۔ کیونکہ اس خیر میں کوئی خیر نہیں جس کے بعد آگ ہے۔ اور اس شر میں کوئی شر نہیں جس کے بعد جنت ہے۔ میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اور تمہارے لئے اور اپنے لئے بخشش طلب کرتا ہوں اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھو۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اور ابن ابی الدنیا نے۔ امام احمد نے زہد میں اور ابونعیم نے حلیہ میں یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے: کہاں ہیں حسین وجمیل چہروں والے اپنی جوانی پر ناز کرنے والے؟ کہاں ہیں وہ بادشاہ جنہوں نے شہر آباد کئے اور قلعے بنائے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں جنگ کے میدانوں میں غلبہ دیا جاتا تھا۔ زمانے نے جب انہیں فنا کردیا ان کے اعضا کمزور ہو گئے اور قبور کی تاریکیوں میں چلے گئے۔ جلدی کرو۔ بچو، بچو

Marfat.com

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا نیکوں کو درجہ بدرجہ قبض کر لیا جائے گا یہاں تک کہ لوگ کھجور اور جو کے چھلکے کی طرح ردی قسم کے باقی رہ جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں معاویہ بن قرہ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے یا اللہ! میری اچھی عمر اس کا آخری حصہ کر دے۔ میرا اچھا عمل اس کا خاتمہ کر دے اور میرے دنوں کا اچھا دن تیری ملاقات کا دن کر دے۔

اور امام احمد نے زہد میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں کہا کرتے: اے میرے اللہ! میں تجھ سے وہ کچھ مانگتا ہوں جو کہ انجام کار میں میرے لئے بہتر ہو۔ اے میرے اللہ! تو مجھے جو سب سے آخری خیر عطا فرمائے وہ جنات نعیم میں تیری خوشنودی اور بلند درجات ہوں۔ اور عروہ سے روایت کی۔ فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو رو سکے وہ روئے اور جو رو نہیں سکتا وہ رونے کی شکل بنائے۔ اور مسلم بن یسار سے انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا: مسلمان کو ہر چیز میں اجر دیا جاتا ہے حتی کہ مصیبت اور تسمہ ٹوٹنے میں بھی۔ اور اس پونجی میں جو کہ اس کے ہاتھ میں ہوتی سے پھر وہ اسے گم پاتا ہے جس سے اسے پریشانی لاحق ہوتی ہے پھر اسے اپنی جیب سے مل جاتی ہے اور میمون بن مہران سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لمبے پروں والا پرندہ لایا گیا آپ نے اسے اوپر نیچے پھیرا پھر فرمایا کہ کوئی شکار نہیں کیا جاتا نہ ہی کوئی درخت کاٹا جاتا ہے مگر اس تسبیح کی وجہ سے جو اس نے ضائع کر دی۔ اور بخاری نے ادب میں اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں صنابحی سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بھائی کی دعا دینی ایمانی بھائی کے حق میں قبول کی جاتی ہے اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں عبید بن عمر سے انہوں نے لبید شاعر سے روایت کی کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا خبردار اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔ آپ

Marfat.com

نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ اس نے کہا اور ہر نعمت کو ضرور زائل ہونا ہے۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاعر کبھی حکمت کی بات کہہ جاتا ہے۔

فصل۔ اللہ تعالیٰ سے شدید خوف پر دلالت کرنے والے آپ کے کلمات کے بیان میں

امام احمد اور حاکم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باغ میں داخل ہوئے آپ نے درخت کے سائے میں ایک پرندہ دیکھا۔ پس آپ نے لمبا سانس لیا اور فرمایا اے پرندے! تو کس قدر خوش بخت ہے پھل کھاتا ہے۔ درخت کے سایہ میں بیٹھتا ہے اور حساب سے پاک واپس پھرے گا۔ اے کاش ابوبکر تیرے جیسا ہوتا۔

اور امام احمد نے زہد میں عمران الجولی سے روایت کی۔ فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری تمنا ہے کہ میں کسی مرد مومن کے پہلو کا بال ہوتا۔ اور ابن عساکر نے اصمعی سے روایت کی فرمایا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی جاتی تو عرض کرتے: یا اللہ تو مجھے مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور میں اپنے آپ کو ان سے زیادہ جانتا ہوں۔ یا اللہ! مجھے اس سے بہتر کر دے جو کہ وہ میرے متعلق گمان کرتے ہیں۔ اور مجھے وہ معاف فرما جس کا انہیں علم نہیں۔ اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس کی وجہ سے مجھے مواخذہ نہ فرمانا۔ اور امام احمد نے زہد میں امام مجاہد سے روایت کی فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو خشوع کی وجہ سے یوں ہوتے جیسے درخت کی شاخ۔ فرمایا کہ مجھے بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی طرح ہوتے تھے۔

اور حسن نے روایت کی فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میری تمنا ہے کہ میں یہ درخت ہوتا جسے کھا لیا جاتا کاٹ دیا جاتا۔ اور قتادہ سے روایت کی فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے تمنا ہے کہ میں سبزہ ہوتا جسے مویشی کھا لیتے اور حضرت حمزہ بن حبیب سے روایت کی فرمایا: میں حضرت ابوبکر رضی

Marfat.com

اللہ عنہ کے ایک بیٹے کی وفات کے وقت حاضر ہوا۔ وہ اپنے تکیے کو دیکھنے لگا۔ جب اس کی وفات ہو گئی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ہم نے آپ کے بیٹے کو دیکھا کہ تکیہ کی طرف دیکھتا تھا۔ جب اسے تکیہ سے علیحدہ کیا گیا تو اس کے نیچے دس دینار پائے گئے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اے فلاں! میں گمان نہیں کرتا کہ تیرا چمڑا ان کے مطابق وسعت رکھتا ہے۔ اور حضرت ثابت بنانی سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس شعر کی مثال دیا کرتے تو ہمیشہ محبوب کو موت کی خبر دیتا رہتا ہے یہاں تک کہ تو ہی وہ ہو جائے اور آدمی کبھی ایسی تمنا کرتا ہے کہ اس کے آگے مر جائے۔

اور ابن سعد نے سیرین سے روایت کی۔ فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس چیز سے جس کا علم نہ ہو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی نہیں ڈرتا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس چیز سے جس کا علم نہ ہو عمر سے زیادہ کوئی نہیں ڈرتا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک فیصلہ پیش ہوا۔ آپ کو اس کے بارے میں کتاب اللہ میں کوئی اصل نہ ملی نہ ہی سنت میں کوئی قول ملا۔ تو فرمایا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں اگر درست ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر نادرست ہوا تو میری طرف سے اور میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔

فصل۔ خواب کی تعبیر کے بیان میں

سعید بن منصور نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا گویا ان کے گھر میں تین چاند اترے ہیں۔ آپ نے یہ خواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور آپ لوگوں میں سب سے زیادہ تعبیر کہنے والے تھے۔ فرمایا اگر تیرا خواب سچا ہے تو تیرے گھر میں زمین والوں کے بہترین تین حضرات دفن کئے جائیں گے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو فرمایا: اے عائشہ! تیرے چاندوں میں سے یہ سب سے بہتر ہیں۔

Marfat.com

اور حضرت عمر بن شرحبیل بن حسنہ سے بھی روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پیچھے سیاہ بکریاں ہیں اور ان کے پیچھے اس قدر سفید بکریاں ہیں کہ اب ان میں سیاہی نظر نہیں آتی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ سیاہ بکریاں تو عرب ہیں اور یہ کثرت سے ہوں گے اور سفید بکریان عجمی ہیں جو کہ اس قدر مسلمان ہوں گے ان کی کثرت کی وجہ سے ان میں عرب نظر نہیں آئیں گے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کے وقت فرشتے نے یہی تعبیر بیان کی۔

اور اسی کی ابو یعلی سے روایت ہے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک کنوئیں سے پانی کھینچ رہا ہوں میرے پاس سیاہ بکریاں آئیں اور ان کے پیچھے سفید بکریاں آئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور مجھے اجازت فرمائیں تو اس کی تعبیر بیان کروں۔ پس آپ نے اس کی مثل تعبیر بیان کی۔

اور ابن سعد نے محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ تعبیر کہنے والے تھے۔ اور ابن سعد نے ابن شہاب سے روایت کی۔ فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان فرمایا کہ میں اور تو ایک سیڑھی کی طرف دوڑے اور میں تجھ سے اڑھائی درجے آگے نکل گیا۔ عرض کی یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مغفرت اور رحمت کی طرف کھینچ لے گا اور میں آپ کے بعد اڑھائی سال زندگی بسر کروں گا۔

اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں ابوقلابہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ میں دیکھتا ہوں کہ خواب میں خون کا پیشاب کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تو اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں مقاربت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو اور پھر ایسا نہ کرنا۔

اور بیہقی نے ابو معشر کے طریق سے ان کے بعض مشائخ سے روایت کی کہ رسول کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ میں ایک شخص کو کسی قوم پر امیر مقرر کرتا ہوں جن میں اس سے بہتر لوگ ہوتے ہیں صرف اس لئے کہ وہ زیادہ بالغ النظر اور فنون حرب کا زیادہ ماہر ہوتا ہے اور ابونعیم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ سے عرض کی گئی: اے خلیفہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اہل بدر کو حاکم کیوں نہیں بناتے۔ فرمایا: مجھے ان کے مرتبے کا علم ہے لیکن میں انہیں دنیا کے ساتھ آلودہ کرنا پسند نہیں کرتا۔ اور امام احمد نے زہد میں اسماعیل بن محمد سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مال تقسیم کیا اور لوگوں کو برابر برابر حصہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ آپ اہل بدر اور دوسرے لوگوں میں برابر تقسیم فرماتے ہیں؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا دنیا تو بقدر کفایت ہے اور بہتر کفایت وہ جس میں وسعت ہو۔ اور ان کی فضیلت تو ان کے اجر میں ہے۔ اور امام احمد نے زہد میں ابوبکر بن حفص سے روایت کی فرمایا مجھے خبر پہنچی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موسم گرما میں نفلی روزے رکھتے اور سردیوں میں چھوڑ دیتے۔ اور ابن سعد نے حیان الصائغ سے روایت کی۔ فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش نعم القادر اللہ تھا۔

(فائدہ)۔ طبرانی نے حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا: ان چار کے سوا ہمیں ایسے چار حضرات کا علم نہیں کہ جنہوں نے اپنے بیٹوں سمیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا ہو۔ حضرت ابوقحافہ، ان کا بیٹا ابوبکر صدیق، ان کا بیٹا عبدالرحمٰن اور ابوعتیق بن عبدالرحمٰن جس کا نام محمد ہے۔ رضی اللہ عنہم۔ اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی فرمایا: مہاجرین میں سے سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کسی کا باپ اسلام نہیں لایا۔

(فائدہ) ابن سعد اور بزار نے سند حسین کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سب سے زیادہ سن رسیدہ حضرت ابوبکر اور سہل بن عمرو بن بیضاء رضی اللہ عنہما تھے۔

Marfat.com

(فائدہ) بیہقی نے دلائل میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کی جب فتح مکہ کا سال تھا ابو قحافہ کی ایک بیٹی نکلی۔ چند گھوڑ سواروں نے اسے جا پایا۔ اس کی گردن میں چاندی کا طوق تھا۔ ایک شخص نے وہ طوق کاٹ کر اس کی گردن سے اتار لیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں میری بہن کا ہار؟ کوئی نہ بولا۔ پھر دوسری دفعہ آپ نے یہی کہا۔ پھر کوئی نہ بولا۔ پھر تیسری مرتبہ کہا جب بھی کوئی جواب نہ آیا۔ تو فرمایا: اے میری بہن۔ اپنے ہار کی بابت اللہ تعالیٰ سے اجر طلب کر اللہ تعالیٰ کی قسم آج لوگوں میں امانت قلیل ہے۔ یہ اس کا خلاصہ ہے جو کہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں ذکر فرمایا۔ اور جو جامع صغیر میں ذکر فرمایا تو طبرانی نے کبیر میں اور ابراہیم نے حلیہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار وزراء کے ساتھ میری مدد فرمائی۔ دو آسمان والوں سے جو کہ جبریل و میکائیل علیہما السلام ہیں اور دو زمین والوں سے جو کہ ابو بکر اور عمر ہیں رضی اللہ عنہما ہیں۔

اور طبرانی نے کبیر میں اور ابن شاہین نے سنت میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آسمانوں میں تصرف فرمانے والا رب کریم پسند نہیں فرماتا کہ زمین میں ابو بکر صدیق غلطی کرے۔ اور طبرانی نے کبیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی علیہ السلام کے لئے خاص صحابی ہوتے ہیں جب کہ میرے خاص صحابی ابو بکر اور عمر ہیں۔ اور امام احمد نے اپنی مسند میں۔ ابو داؤد، ابن ماجہ اور ضیاء نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دس حضرات جنت میں ہیں۔ نبی جنت میں ہیں ابو بکر جنت میں ہے، عمر جنت میں ہے، عثمان جنت میں ہے، علی جنت میں ہے، طلحہ جنت میں ہے، زبیر بن العوام جنت میں ہے، سعد بن ابی مالک

Marfat.com

جنت میں ہے، عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہے، اور سعید بن زید جنت میں ہے۔ اور طبرانی نے کبیر میں اور ابن عساکر نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان میں دو فرشتے ہیں۔ ان میں سے ایک سختی کا حکم دیتا ہے۔ جب کہ دوسرا نرمی کا حکم دیتا ہے۔ اور دونوں صحیح ہیں۔ ایک جبریل اور دوسرا میکائیل اور دو نبی ہیں جن میں سے ایک نرمی کا حکم دیتا ہے جب کہ دوسرا سختی کا۔ اور دونوں درست ہیں حضرت ابراہیم اور نوح علیہما السلام۔ اور میرے دو ساتھی ہیں ان میں سے ایک نرمی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا سختی کا۔ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما

اور خطیب نے کبیر میں اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث روایت کی۔ اس میں سے ایک حصہ یہ ہے کہ ہر شے کا پر ہے اور اس امت کے پر حضرت ابوبکر اور عمر ہیں۔ اور امام احمد نے اپنی مسند میں اور بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت میں سے خلیل اختیار کرتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ لیکن وہ میرا بھائی اور ساتھی ہے اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ساتھ سب سے زیادہ تعاون ابوبکر نے کیا۔ اپنی جان و مال کے ساتھ میری دلجوئی کی۔ اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی۔ اور ابن النجار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوبکر اور عمر کو میں نے مقدم نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو مقدم فرمایا۔ اور امام احمد نے اپنے زوائد میں اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے کسی کے مال نے کبھی ایسا نفع نہیں دیا جو کہ ابوبکر کے مال نے دیا۔

اور ابن قانع نے حجاج السہمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسے دیکھو کہ ابوبکر اور عمر کو برائی سے یاد کرتا ہے تو وہ تو اسلام کے بارے میں بدگوئی کرنا چاہتا ہے اور اسی سے ہے کہ میرے بعد والوں کی پیروی کرنا ابوبکر اور

Marfat.com

عمر کی۔ اسے امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اور اس میں سے ہے کہ میرے بعد میرے اصحاب میں سے ابوبکر اور عمر کی اقتداء کرنا عمار کی سیرت اختیار کرنا اور ابن مسعود کے عہد کے ساتھ وابستگی اختیار کرنا اور اس میں سے بھی ہے کہ مجھ سے ابوبکر اور عمر ایسے مرتبے پر ہیں جیسے سر میں کان اور آنکھ۔ اور اس میں سے ہے کہ نبی کے علاوہ ابوبکر سب لوگوں سے بہتر ہے۔ نیز فرمایا ابوبکر غار میں میرا ہمدم اور ساتھی ہے۔ مسجد میں کھلنے والا ہر جھروکا بند کر دو سوائے ابوبکر کے جھروکے کے نیز فرمایا ابوبکر مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور ابوبکر دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔ نیز فرمایا ابوبکر جنت میں ہے، عمر جنت میں ہے، عثمان جنت میں ہے، علی جنت میں ہے، طلحہ جنت میں ہے، زبیر جنت میں ہے، عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہے، سعد ابن ابی وقاص جنت میں ہے، سعید بن زید جنت میں ہے اور ابوعبیدہ عامر بن الجراح جنت میں ہے۔

اور خطیب نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر اور عمر ادھیڑ عمر جنتیوں کے سردار ہیں۔ اور جنت میں ابوبکر یوں ہوگا جیسے آسمان میں ثریا ستارہ۔ اور ابراہیم نے حلیہ میں حضرت سہل بن ابوخثیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں ابوبکر، عمر اور عثمان واصل بحق ہو جائیں تو اگر تجھ سے ہو سکے تو مر جا۔ اور طبرانی نے کبیر میں اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (قرآن کریم کی سورۃ تحریم میں مذکورہ) صالح المومنین ابوبکر اور عمر ہیں اور طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے خاص صحابی ہوتے ہیں اور میرے خاص صحابی ابوبکر اور عمر ہیں اور ابن ماجہ اور ابن عساکر نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر ہیں جبکہ میرے دو وزیر اور ساتھی ابوبکر اور عمر ہیں اور حاکم نے ابوسعید الحکیم سے روایت کی انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ میرے دو وزیر آسمان والوں سے اور دو

Marfat.com

وزیر زمین والوں سے ہیں۔ آسمان والوں سے میرے دو وزیر جبریل ومیکائیل ہیں اور زمین والوں سے ابوبکر اور عمر۔

اور حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جس کے لئے زمین کھلے گی وہ میں ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں۔ پھر ابوبکر وعمر سے کھلے گی پھر اہل حرمین مدینہ ومکہ سے کھلے گی۔ پھر میں ان دونوں کے درمیان اٹھایا جاؤں گا۔ اور نسائی، ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر اور عمر کی محبت ایمان اور ان کا بغض نفاق ہے اور ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوبکر اور عمر کی محبت ایمان سے ہے جب کہ ان کا بغض کفر ہے اور انصار کی محبت ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر ہے اور عرب کی محبت ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر ہے تو جس نے میرے اصحاب کو برا کہا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جس نے ان میں میرے جذبات کی حفاظت کی میں قیامت کے دن اس کی حفاظت کروں گا۔

اور تاریخ خمیسی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریل نے خبر دی کہ یا رسول اللہ! جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا اور ان کے سینے میں روح داخل فرمائی۔ مجھے حکم دیا کہ جنات عدن سے ایک سیب نکال لاؤں۔ میں نکال لایا اور حضرت آدم کے حلق میں اس کے پانچ قطرے ڈالے۔ پہلے قطرے سے آپ کو پیدا فرمایا۔ جبکہ دوسرے سے ابوبکر کو تیسرے سے عمر کو۔ چوتھے سے عثمان کو اور پانچویں سے علی کو پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے اس قول سے یہی مراد ہے۔

"وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصھرا وکان ربك قدیرا"۔

پس بشر سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور نسب وصہر سے ابوبکر، عمر، عثمان اور علی مراد ہیں۔ انتھی

Marfat.com

اور میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ ابن سیرین نے فرمایا کہ اگر میں حلف اٹھا کر کہوں تو سچ ہے جس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح انور کو اور ابوبکر۔ عمر کو ایک ہی طینت سے تخلیق فرمایا۔ پھر انہیں اس طینت کی طرف لوٹا دیا۔ قرطبی کہتے ہیں کہ اس طینت سے پیدا کئے جانے والوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔ اور اسی سے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ پر مدینہ عالیہ کی فضیلت کی دلیل اخذ کی ہے کیونکہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق فرمائی۔ اور آپ بہترین خلائق ہیں تو آپ کی مٹی سب مٹیوں سے بہتر ہے۔ اور آپ کو قبر انور کی جگہ کی طینت سے پیدا کیا گیا پس وہ جگہ اس کے ساتھ ملنے والے تمام قطعات سے زیادہ شرف کی مستحق ہے۔

حکایت۔ فضل اللہ بن القاضی نصر الغوری کسائی نے اپنی کتاب میں حکایت بیان کی ہے کہ امیر اسماعیل حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے عداوت رکھتا تھا اور اپنی حکومت کی طاقت کی وجہ سے اس کا اظہار کرتا تھا۔ ایک رات اس نے خواب میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح دیکھا کہ آپ کی دونوں جانب حضرت ابوبکر وعمر ہیں جبکہ آپ کے سامنے اور اردگرد صحابہ کرام ہیں رضی اللہ عنہم۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اسماعیل! میرے اصحاب سے تو کیا چاہتا ہے؟ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز بلند اور ہیبت کی وجہ سے مرعوب ہو کر بیدار ہوا اور سات سال تک بخار میں مبتلا رہا۔ اس سے روز بروز کمزوری بڑھتی جا رہی تھی۔ ایک دفعہ اس کا بھائی نصر اس کے پاس آیا اور تنہائی میں کہنے لگا کہ اے بھائی! تیری بیماری لمبی ہو گئی۔ اگر تو عورت سے محبت کرتا ہے جیسا کہ بادشاہوں کی عادت ہوتی ہے تو مجھے بتا دے کہ میں اس بارے میں تیرے لئے کوئی چارہ کروں۔ اسماعیل نے کہا: مجھے ایسا کوئی عارضہ نہیں۔ یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت اور آپ کی اس بلند آواز کا اثر ہے جس میں آپ نے مجھے فرمایا: تو میرے اصحاب سے کیا چاہتا ہے؟ میں گھبرا کر اٹھا جب کہ مجھے بخار چڑھا ہوا تھا۔

اس کے بھائی نصر نے کہا: اے بھائی! تو نے مشکل حل کر دی۔ یہ تو آسان کام ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور سچی توبہ کرو۔ اور اپنے دل سے صحابہ کرام کا بغض نکال دو اور اس کی جگہ ان کی محبت جاگزین کرو۔ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ تجھے شفا دے گا۔ اسماعیل نے اسی وقت توبہ کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار میں معذرت کی۔ صحابہ کرام سے محبت کرنے لگا۔ چند ہفتے نہیں گزرے کہ اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی۔ اور اسی کا مصداق وہ حدیث پاک ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن سب کو حساب کے لئے پیش ہونا پڑے گا؟ فرمایا ہاں سوائے ابوبکر صدیق کے۔ کیونکہ اس کے لئے کہا جائے گا کہ اگر تو چاہے تو یہاں بیٹھ جا اور لوگوں کی شفاعت کر اور اگر چاہے تو جنت میں داخل ہو جا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں جاگزیں ہو جائیں گے تو جہنمیوں کو ایسی بدبو آئے گی کہ اس کی وجہ سے ان پر ستر گناہ عذاب بڑھ جائے گا۔ وہ پوچھیں گے یا اللہ! یہ بدبو کیا ہے؟ تو داروغہ جہنم کہے گا کہ یہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے بغض رکھنے والوں کی بدبو ہے۔

حکایت:

وہبؓ بن منبہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے قیصر کے وزیر کو مسلمان دیکھا جبکہ وہ نصرانی تھا۔ اس کی طرف نصریٰ انگلیوں سے اشارے کرتے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تجھے اسلام کی طرف کس چیز نے بلایا؟ کہنے لگا۔ میں سمندر کا سفر کر رہا تھا کہ ہماری کشتی ٹوٹ گئی۔ میں ایک تختی پر بیٹھا رہ گیا جس کے ذریعے میں ایسے جزیرے میں جا پہنچا جس میں بڑے بڑے درخت تھے جن کا ایک پتہ آدمی کو ڈھانپ لے۔ انہیں بیر کی مانند پھل لگا ہوا تھا۔ کھجور سے زیادہ میٹھا جس میں گٹھلی نہیں تھی۔ میں نے وہ پھل کھایا اور پانی پیا۔ دل میں سوچا کہ یہیں رہوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مشکل حل فرمائے۔ جب رات تاریک ہوئی میں نے شدید گرجدار بجلی کی سی آواز سنی کہ کہنے والا کہہ رہا ہے۔ "لا الہ الا اللّٰہ العزیز الغفار محمد رسول اللّٰہ النبی المختار ابوبکر صاحب الغار عمر الفاروق

Marfat.com

حسن الجوار۔ عثمان بن عفان بری من النار (آگ سے بری) علی ابن ابی طالب قاصم الکفار ”(کفار کی کمر توڑنے والے) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب ارباب فضیلت وخیر۔ جب سورج طلوع ہوا تو دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی ہے کہ اس جیسا حسین قد اور چہرہ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ اس کا سر لڑکی جیسا گردن شتر مرغ جیسی اور پنڈلیاں بیل جیسی ہیں۔ اس نے مجھے کہا کہ تیرا دین کیا ہے؟ میں نے کہا نصرانیت۔ اس نے کہا مسلمان ہو جا سلامتی سے رہے گا۔ میں اسلام لے آیا پھر اس نے کہا کہ کیا تو واپس شہر کو لوٹنا چاہتا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ ابھی یہاں سے سواری گزرے گی ہم اسے تیرے لئے ٹھہرا لیں گے اسی اثنا میں ہمارے قریب سے ایک سواری گزری جو کہ بادبانی کشتی تھی وہ رک گئی اور کشتی والوں کو صورت حال کا علم نہیں۔ میں نے ان کی طرف اشارہ کیا انہوں نے مجھے سوار کر لیا میں نے انہیں اپنا سارا واقعہ بیان کیا تو وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ وہب فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کہا کہ تو نے ایک عجیب واقعہ دیکھا۔

حکایت:

حضرت ضبہ بن محصن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بصرہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمارے حاکم تھے۔ جب ہمیں خطبہ دیتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا مانگنا شروع کر دیتے فرماتے ہیں کہ ان کی اس عادت سے مجھے غصہ آیا۔ اور میں نے کہا کہ حضرت عمر کے صاحب (ابوبکر صدیق) کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے کہ اسے ان پر فضیلت دیتے ہیں۔ اور کئی جمعوں سے آپ ایسا ہی کر رہے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ کہتے ہوئے میری شکایت لکھ بھیجی کہ ضبہ بن محصن مجھ پر میرے خطبے کے بارے میں اعتراض کرتا ہے۔ آپ نے لکھ بھیجا کہ اسے میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ ابوموسیٰ نے مجھے ان کی طرف بھیج دیا میں وہاں حاضر ہوا آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت عمر باہر آئے اور پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا: ضبہ بن محصن کہنے

Marfat.com

لگے تیرے لئے مرحبا اور اہلا وسہلا نہیں۔ میں نے کہا کہ مرحب یعنی وسعت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ رہے اہل تو یہاں میرا اہل ہے نہ مال۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ کسی جرم کے بغیر آپ نے مجھے بصرہ سے یہاں طلب کرنے کا جواز کیسے پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا میرے عامل اور تیرے درمیان کیا ماجرا ہوا؟ ضبہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے میرا المومنین! اب میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں۔ وہ جب بھی ہمیں خطبہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے بعد آپ کے لئے دعا کرنا شروع کر دیتے ہیں مجھے اس بات کا غصہ لگا میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ کا ان کے صاحب کے متعلق کیا عقیدہ ہے جس پر آپ انہیں فضیلت دیتے ہیں اور انہوں نے کئی جمعوں میں ایسا ہی کیا۔ پھر آپ کے پاس میری شکایت لکھ بھیجی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ زار و قطار رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم تجھے حق کی توفیق وہدایت زیادہ حاصل ہے کیا تو مجھے میرا گناہ معاف کر دے گا؟ اللہ تعالیٰ تیرے گناہ معاف فرمائے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے۔ ضبہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر زار و قطار روتے ہوئے فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ کی قسم ابوبکر کی ایک رات اور ابوبکر کا ایک دن عمر اور آل عمر سے کہیں بہتر ہے کیا میں تیرے سامنے ان کی رات اور دن کا تذکرہ کروں؟ میں نے عرض کی: جی ہاں اے امیر المومنین۔ فرمایا: رات تو یہ ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین سے بچ کر مکہ معظمہ سے چلے جانے کا ارادہ فرمایا تو رات کو نکلے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے چلے پھر کبھی آگے چلنا شروع کر دیتے کبھی دائیں اور کبھی بائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر یہ کیا؟ ایسا کرنے کی کیا وجہ؟ عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے آگے کسی کے کمین گاہ میں بیٹھنے کا خیال آ جاتا ہے تو آگے نکل جاتا ہوں۔ پھر خیال آتا ہے کہ کوئی پیچھے سے نہ آ جائے تو پیچھے نکل جاتا ہوں۔ کبھی دائیں کبھی بائیں۔ مجھے آپ کی سلامتی کی فکر ہے۔ عمر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات بھر انگلیوں کے بل چلتے رہے حتیٰ کہ زخمی ہو

Marfat.com

گئیں۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ پاؤں مبارک زخمی ہو گئے ہیں تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ اور تیز چلتے ہوئے آپ کو غار کے دہانے پر لے آئے۔ یہاں آپ کو اتار دیا۔ اور عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا اس مین آپ نہ جائیں پہلے مجھے جانے دیں۔ اس میں گر کوئی موذی شے ہو تو وہ ایذاء مجھے پہنچے۔

حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ غار میں داخل ہوئے اور اس میں کچھ نہ پایا۔ پس آپ کو اٹھا کر غار میں لے گئے۔ اور غار میں شگاف تھا جس میں سانپ اور اژدھا تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس میں اپنا پاؤں اس خطرے کے پیش نظر ٹھونس دیا کہ اس سے کوئی موذی شے نکل کر سرکار علیہ السلام کو تکلیف نہ دے اور سانپ کے ڈسنے کی تکلیف سے آنسو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رخساروں پر ڈھلکنے لگے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے۔ کہ اے ابوبکر! غم نہ کر بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنا سکینہ یعنی اطمینان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر نازل فرمایا۔ یہ تو ہے آپ کی رات۔

رہا آپ کا دن تو جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا اور عرب مرتد ہو گئے۔ ان کے بعض نے کہا کہ ہم نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر آیا اور اپنے طور پر خیر خواہی میں کوئی کسر نہ چھوڑی میں نے آپ سے کہا: اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! لوگوں کو الفت دلائیں اور نرمی کریں۔ آپ نے فرمایا کہ دور جاہلیت میں سخت گیر اور اسلام میں کمزور اور بزدل ہو؟ میں کس بات میں ان سے الفت کا برتاؤ کروں؟ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصل بحق ہو گئے وحی ختم ہو چکی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر انہوں نے مجھ سے ایک رسی بھی روک کر جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے میں اس کے عوض ضرور ضرور ان سے جنگ لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کے ساتھ مل کر جنگ لڑی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم آپ نفس الامر کی

Marfat.com

طرف ہم سے زیادہ ہدایت یافتہ تھے۔ تو یہ ہے آپ کا دن۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ پھر آپ نے اپنے عامل حضرت ابوموسیٰ کی طرف ملامت آمیز خط لکھا۔ انتھی

اور میں نے جو بعض کتابوں میں دیکھا حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب سے تیرہ درہم میں پالان خریدا اور آپ نے عازب سے فرمایا کہ براء کو حکم دیں کہ پالان اٹھا کر میرے ساتھ چلے۔ عازب کہنے لگے کہ پہلے آپ مجھے بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی سرگذشت کیا ہے جبکہ آپ مکہ معظمہ سے نکلے اور مشرکین نے آپ کا پیچھا کیا؟ فرمایا: ہم مکہ معظمہ سے یعنی غار ثور سے نکلے اور رات دن چلتے رہے حتیٰ کہ دوپہر ہوگئی اور میں نے ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی سایہ ملے جس کے نیچے ذرا ستالیں۔ میں نے ایک چٹان دیکھی وہاں پہنچا تو کچھ سایہ نظر آیا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کمبل بچھایا پھر عرض کی: یارسول اللہ آپ لیٹ جائیں۔ چنانچہ آپ لیٹ گئے۔ پھر میں ماحول کا جائزہ لینے کے لئے باہر نکل آیا کہ دیکھوں کوئی تعاقب میں آتا ہوا نظر آئے۔ اچانک ایک چرواہے پر نظر پڑی جو کہ چٹان کی طرف بکریاں لے جارہا تھا اس کا مقصد بھی وہی تھا جو میرا تھا یعنی کہیں سایہ ملے میں نے اس سے پوچھا تو کس کا غلام ہے؟ غلام نے کہا کہ فلاں کا۔ اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا جسے میں پہچانتا تھا۔ میں نے کہا کہ تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں ہے۔ میں نے کہا میرے لئے دودھ نکالو گے؟ کہنے لگا: جی ہاں۔ میں نے اسے حکم دیا اس نے ایک بکری کی ٹانگیں باندھیں پھر میں نے اسے اس کے تھنوں سے غبار جھاڑنے کا حکم دیا پھر اسے کہا کہ اپنی ہتھیلیاں جھاڑ لو۔ چنانچہ اس نے ایک ہاتھ دوسرے پر مار کر ہاتھ جھاڑے اور میرے لئے تھوڑا سا دودھ نکالا۔ اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک چرمیں لوٹے کے منہ پر کپڑا باندھ رکھا تھا۔ میں نے دودھ پر وہ پانی ڈالا یہاں تک کہ نیچے تک ٹھنڈا ہوگیا۔ میں واپس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اتنے میں آپ بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! نوش فرمائیں۔

Marfat.com

چنانچہ آپ نے وہ مشروب نوش فرمایا۔ حتیٰ کہ میں خوش ہوگیا۔ اور میں نے عرض کی: یارسول اللہ کوچ کا وقت ہو چکا ہے۔ فرمایا ہاں۔

پس ہم نے کوچ کیا جبکہ قوم ہمارا تعاقب کر رہی تھی۔ لیکن سراقہ بن مالک بن جعشم کے سوا ہم تک کوئی نہ پہنچا وہ ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے رو کر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ تعاقب کرنے والا ہم تک پہنچ گیا فرمایا: ابوبکر! غم نہ کر بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ جب سراقہ قریب آیا اور ہمارے اور اس کے درمیان دو تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تو میں نے رو کر عرض کی: یارسول اللہ! طلب ہم تک پہنچ گئی۔ فرمایا: کیوں روتے ہو؟ عرض کی: اللہ تعالیٰ کی قسم میں اپنی جان کے خطرے سے نہیں روتا بلکہ مجھے آپ کے متعلق تشویش ہے آپ نے اس کے خلاف دعا کی۔ عرض کی: یا اللہ: ہمارے لئے اس سے کفایت فرما جس کے ساتھ تو چاہے اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا وہ اس سے کود گیا اور کہنے لگا: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ کی وجہ سے ایسا ہوا۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں مجھے اس مصیبت سے خلاصی عطا فرمائے اللہ تعالیٰ کی قسم میں تعاقب میں میرے پیچھے آنے والے کو آپ کے متعلق اندھیرے میں رکھوں گا یہ میرا ترکش ہے اس میں سے ایک تیر لے لیں۔ آپ کا گزر فلاں وادی میں میرے اونٹوں اور بکریوں پر سے ہوگا آپ ان میں سے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمہارے اونٹوں اور بکریوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی اور وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چلتے رہے اور میں آپ کے ساتھ تھا حتیٰ کہ ہم مدینہ عالیہ رات کے وقت پہنچے۔ ہم نے قرعہ اندازی کی کہ کن کے ہاں اتریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں آج کی رات حضرت عبدالمطلب کے ننھیال بنی نجار کے ہاں نزول کروں گا۔ میں اس سے انہیں عزت بخشوں گا۔ پس ہم مدینہ عالیہ آئے اور راستے میں گھروں کی چھتوں پر بچے اور خدام کھڑے کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

تشریف لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اکبر کہا۔ جو صبح ہوئی تو حضور چلے حتیٰ کہ وہاں اترے جہاں آپ کو حکم تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ۱۶ یا ۱۷ ماہ نماز پڑھتے رہے جبکہ آپ چاہتے تھے کہ کعبہ کی طرف منہ کریں یہودی بے وقوفوں نے کہا کہ انہیں ان کے اس قبلہ سے کس نے پھیر دیا جس پر کہ یہ پہلے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی کہ فرما دیجئے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مشرق ومغرب ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک شخص نے نماز پڑھی تھی وہ نماز ادا کرنے کے بعد نکلا اور اس کا گزر انصار کی ایک جماعت پر ہوا جو کہ بیت المقدس کی طرف نماز عصر میں رکوع میں تھے۔ اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے جبکہ آپ نے رخ انور کعبہ کی طرف پھیر لیا ہے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مہاجرین میں سے سب سے پہلے جس کا ہم پر گزر ہوا حضرت مصعب بن عمیر ہیں جو کہ بنو عبدالدار بن قصی میں سے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں؟ کہنے لگے یہ آپ اور آپ کے اصحاب پیچھے تشریف لا رہے ہیں۔ پھر حضرت عمار بن یاسر۔ سعد بن ابی وقاص عبداللہ بن مسعود اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم آئے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیس سواروں کی معیت میں تشریف لائے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ہاں قدوم میمنت لزوم نہ فرمایا یہاں تک کہ میں نے مفصلات میں سے چند سورتیں پڑھ لیں پھر ہم قافلے کی ملاقات کے لئے نکلے تو ہم نے دیکھا کہ قافلہ اتر چکا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔ ابن قطیعی سے بخاری تک ان کی سند کے ساتھ روایت کی گئی۔ پس آپ سابقین میں اول، اول الخلفاء۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی، آپ کے بعد ساری مخلوق سے بہتر۔ لوگوں میں مقدم کئے جانے کے زیادہ لائق اور امانت کے زیادہ مستحق ہیں۔ سقیفہ بنی ساعدہ کے دن اہل اسلام نے آپ کی خلافت پر اجماع فرمایا۔ اور آپ کی حاکمیت میں ہی مصلحت امت

Marfat.com

دیکھی۔ جب آپ کا حسن دیانت اور جمال عبادت دیکھ لیا تو سب آپ کی طاعت میں داخل ہو گئے۔ آپ کی وجہ سے اسلام کی شیرازہ بندی ہوئی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں استقامت کا حق ادا کر دیا۔ آپ امت کے رفیق۔ رعایا پر شفیق بزرگ صفات اعلیٰ، اخلاق اور بلند درجات سے موصوف تھے۔ آپ منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد سے دستبردار ہو گئے۔ اور آپ نے خرچ کرنے۔ ایثار زہد اور فقر کی زندگی کو ترجیح دی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اپنا سب کچھ اعلانیہ اور خفیہ خرچ کر دیا غار میں آپ کے رفیق گھر میں آپ کے ہمدم، مہاجرین اور انصار کے سردار۔ بہتے آنسوؤں والے۔ اللہ تعالیٰ کی صنعت میں غور وفکر کرنے والے اور دنیا سے کٹ کر عاقبت کے ساتھ وابستگی اختیار کرنے والے تھے۔

حضرت زید بن ارقم نے فرمایا: کہ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پانی طلب کیا تو آپ کو ایک برتن پیش کیا گیا۔ جس میں پانی اور شہد تھا جب آپ نے اسے منہ کے قریب کیا تو اس قدر روئے کہ پاس بیٹھنے والوں کو رلا دیا۔ پھر آپ خاموش ہو گئے اور ساتھی بھی خاموش ہو گئے۔ پھر رونے لگے پھر اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرے۔ طبیعت میں افاقہ ہوا تو لوگوں نے پوچھا کہ آپ پر یہ گریہ کیوں طاری ہو گیا؟ فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کسی شے کو اپنے سے پرے ہٹانے لگے اور فرمانے لگے مجھ سے دور ہو جا۔ مجھ سے دور ہو جا۔ جبکہ میں نے آپ کی خدمت میں کسی کو نہ دیکھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں دیکھتا ہوں کہ آپ کسی شے کو دور ہٹا رہے ہیں جبکہ میں آپ کے پاس کسی کو نہیں دیکھتا؟ فرمایا: یہ دنیا ہے جو کہ اپنے مشمولات سمیت میرے سامنے آ گئی ہے۔ تو میں نے اسے فرمایا: دور ہو جا بس وہ پرے ہو گئی اور کہنے لگی اللہ تعالیٰ کی قسم اگر آپ مجھ سے بچ گئے ہیں آپ کے بعد والے مجھ سے نہیں بچ سکیں گے۔ پس مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں وہ دنیا مجھے مل گئی ہو۔ اس وجہ سے مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔

آپ کا ایک غلام تھا جو کہ بدخلق تھا۔ ایک رات وہ آپ کے پاس کھانا لے کر آیا۔

Marfat.com

آپ نے اس سے ایک لقمہ اٹھالیا۔ کہنے لگا: اے ابوبکر! کیا وجہ آج آپ نے مجھے پوچھا نہیں جبکہ ہر رات آپ مجھ سے پوچھ لیتے تھے۔ فرمایا کہ بھوک کی وجہ سے ایسا ہوا۔ اب بتاؤ یہ کہاں سے لائے ہو۔؟ کہنے لگا کہ دور جاہلیت میں میرا گزر ایک قوم سے ہوا۔ میں نے ان کے لئے ٹونا ٹوٹکا کیا۔ انہوں نے مجھے کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آج میرا وہاں سے گزر ہوا تو ان کے ہاں شادی تھی انہوں نے مجھے یہ کھانا دیا جو آپ کے پاس لے آیا ہوں۔

فرمایا: تجھ پر افسوس تو نے مجھے ہلاک کر دیا۔ آپ نے حلق میں ہاتھ داخل کیا اور قے کرنے لگے مگر لقمہ نہیں نکلا۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ صرف پانی سے نکلے گا۔ آپ نے پانی منگوایا۔ اور پینے لگے اور قے کرنے لگے یہاں تک کہ اسے نکال باہر پھینکا۔ آپ سے کہا گیا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے یہ سب تکلیف اس حقیر سے لقمے کی خاطر اٹھائی؟ فرمایا: اگر یہ میری جان لے کر نکلتا تو بھی میں اسے نکالتا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس جسم کی نشوونما حرام سے ہوئی تو اس کے زیادہ لائق آگ ہے۔ تو مجھے ڈر تھا کہ کہیں میرا جسم اس لقمہ سے نشوونما پائے۔ اور حضرت جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین سے اسی کے معنوں جیسی ملتی جلتی روایت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وصیت

اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا اے عمر! اللہ سے ڈرو اور تجھے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لئے دن میں بعض ایسے کام ہیں جنہیں رات کو قبول نہیں فرماتا اور رات میں بعض کام ہیں جنہیں دن میں قبول نہیں فرماتا۔ اور وہ فرائض کی ادائیگی کے بغیر نوافل قبول نہیں فرماتا۔ اور قیامت کے دن جن کے وزن ثقیل ہوں گے تو صرف اس لئے کہ انہوں نے دنیا میں حق کی اتباع کی اور اس کا بوجھ اٹھایا۔ اور قیامت کے دن جس میزان میں حق رکھا گیا اس کا حق ہے کہ ثقیل ہو۔ اور قیامت کے دن جس کے وزن ہلکے ہوں گے تو صرف اس لئے کہ انہوں نے دنیا میں باطل کی پیروی کی اور اسے ہلکا پایا۔ اور جس میزان میں باطل رکھا گیا اس کا حق ہے کہ کل کو ہلکا

Marfat.com

ہو۔اور اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر فرمایا تو ان کے اچھے اعمال کے ساتھ فرمایا اور ان کی خطاؤں سے درگزر فرمایا۔تو جب تو انہیں یاد کرے تو کہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ ان سے نہ مل سکوں۔اور بے شک اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کا تذکرہ فرمایا تو ان کے برے اعمال کے ساتھ فرمایا۔تو جب تو انہیں یاد کرے تو کہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ان کے ساتھ ہو جاؤں۔پس بندہ راغب و راضی رہے۔

اللہ تعالیٰ پر تمنا نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔اگر تو نے میری وصیت کی حفاظت کی تو کوئی غائب چیز تجھے موت سے زیادہ محبوب نہ ہوگی۔اور وہ تجھے آنے والی ہے۔اور اگر تو نے میری وصیت ضائع کر دی تو کوئی غائب چیز تیرے نزدیک موت سے زیادہ بری نہ ہوگی اور تو اس کی گرفت سے نہیں نکل سکتا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عظیم خطبہ

حضرت اسید بن صفوان جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا سے مروی ہے کہ جب خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔مدینہ عالیہ میں کہرام برپا ہو گیا۔لوگ اس طرح رو رہے تھے جس طرح کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے دن روتے تھے۔آپ کو کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ روتے دوڑتے دردناک انداز میں کہتے ہوئے آئے کہ نبوت کی خلافت ختم ہو گئی۔حتیٰ کہ آپ اس گھر کے دروازے پر پہنچے جس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو بکر: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخلص دوست، مونس، معتمد، رازدار اور صاحب مشورہ تھے۔آپ اسلام لانے میں ساری قوم میں اول، ایمان میں بہت مخلص، یقین میں نہایت پختہ، اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ خوف رکھنے والے، اللہ تعالیٰ کے دین میں سب سے زیادہ مشقت اٹھانے والے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سب سے زیادہ محتاط،

Marfat.com

اسلام میں سب سے زیادہ مناقب والے، نیکیوں کی سبقت میں سب سے افضل بلند مرتبہ، وسیلہ میں سب سے زیادہ قریب، سیرت، عادت، رحمت، فضیلت اور خلق کے اعتبار سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے بزرگ مقام والے۔ سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں انتہائی مکرم اور آپ کے ہاں معتمد خصوصی تھے۔

پس اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں آپ بمنزلہ کان اور آنکھ کے تھے۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے آپ کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل فرمودہ کتاب میں آپ کو صدیق فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہ سچ لے کر آئے اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ متقی ہیں۔ الذی جاء بالصدق یعنی سچائی لانے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تصدیق کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت معاونت کی جب لوگوں نے بخل کیا۔ اور آپ تکالیف میں ان کے ساتھ اس وقت ثابت قدم رہے جب لوگ بیٹھ رہے۔ آپ نے کٹھن حالات میں بہترین طریقے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا جبکہ آپ دو کے دوسرے تھے۔ غار میں حضور کے ساتھی جن پر سکون نازل فرمایا گیا اور ہجرت میں ان کے رفیق تھے آپ نے اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت خوب جانشینی کا شرف پایا۔ آپ نے امر خلافت جس پامردی سے نبھایا کسی نبی کا جانشین نہیں نبھا سکا۔ آپ اس وقت قائم رہے جب آپ کے ساتھی سست پڑ گئے اور آپ نے اس وقت بہادری کا مظاہرہ کیا جب اوروں سے کوتاہی ہوئی۔ اور آپ قوی رہے جب کہ دوسرے کمزور پڑ گئے۔ اور آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہوں کو لازم کیا جبکہ دوسروں سے بے توجہی ہوئی۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برحق خلیفہ تھے۔ آپ نے منافقوں کی ذلت، کفار کی سرکوبی، حاسدین کی کراہت، فاسقوں کے کینے اور

Marfat.com

باغیوں کے غیظ وغضب کے ساتھ جھگڑا کیا۔ آپ امرِ حق پر قائم رہے جب وہ بزدل ہو گئے۔ آپ نے حق فرمایا جب انہوں نے سرکشی کی۔ آپ کی آواز سب سے مدہم تھی جبکہ آپ کی بات بہت موثر، رائے بڑی محتاط، شخصیت انتہائی بے نیاز، معاملات کو اچھی طرح پہچاننے والے اعمال میں پیکرِ شرافت تھے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم آپ دین کے پیشوا اور منتظم ہیں۔ پہلے اس وقت جب لوگ اس سے بھاگنے لگے اور آخر میں اس وقت جب لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے آپ ایمان والوں کے لئے مہربان باپ تھے جبکہ وہ آپ کے عیال بن گئے تو آپ نے ان کے وہ بوجھ برداشت کیے جنہیں اٹھانے میں وہ کمزور پڑ گئے۔ انہوں نے جسے بے مقصد چھوڑ دیا آپ نے اس کی نگہداشت فرمائی۔ جسے انہوں نے ضائع کر دیا آپ نے اس کی حفاظت فرمائی کہ آپ کو ان کی جہالت کا علم تھا۔

آپ اس وقت ثابت قدم رہے جب وہ کمزور پڑ گئے۔ آپ نے صبر فرمایا۔ جب وہ گھبرا گئے۔ آپ کی رائے کے ساتھ وہ اپنی کامیابی کی طرف لوٹے تو انہیں کامیابی اور عزت ملی جس کا انہیں گمان تک نہ تھا۔ آپ کفار کے لئے عذاب وقہر اور ایمان والوں کے لئے رحمت اور خوشحالی تھے آپ کی حجت غلط نہ ہوئی اور آپ کی بصیرت کمزور نہ ہوئی۔ آپ کی ذات کبھی بزدل نہ ہوئی۔ آپ کا دل مرعوب نہ ہوا۔ اللہ کی قسم آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہاڑ کی طرح تھے جسے ہوا کے طوفان ہلا نہ سکے اور زبردست حوادث زائل نہ کر سکے۔ اور بلاشبہ اسی طرح تھے جس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنی صحبت میں اور مال ومنال میں سب سے زیادہ خدمت گزار ہے۔ اور جیسا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو جسم کا کمزور اللہ تعالیٰ کے حکم میں قوت والا۔ اپنی ذات میں متواضع، اللہ تعالیٰ کے ہاں عظمت والا، پرہیزگاروں کی نظر میں جلیل القدر۔ ان میں عظیم المرتبت، کمزور تیرے نزدیک قوت والا عزت والا ہے یہاں تک کہ تو اس کے لئے اس کا حق دلا دے اور قوت وعزت والا تیرے نزدیک کمزور ذلیل ہے یہاں تک تو اس سے حق لے لے۔ اس مسئلہ میں نزدیک اور دور تیرے ہاں برابر ہیں۔ سب سے زیادہ تیرے قریب وہ ہے جو کہ ان میں

Marfat.com

سے اللہ تعالیٰ کا زیادہ طاعت گزار ہے۔ تیرا قول حکمت ہے۔ تیرا حکم بردباری اور احتیاط ہے تیری رائے علم اور پختہ ارادہ ہے۔ تیری وجہ سے آتشیں بجھ گئیں۔ حق نے اعتدال پایا ایمان قوی اور اسلام پختہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم غالب ہوا گرچہ کافروں کو برا لگے۔ آپ نے خلائق کو محو گریہ کر دیا۔ آسمان میں آپ کا صدمہ بہت بڑا ہے آپ کی مصیبت نے مخلوق کی کمر توڑ دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ اور ہم نے اس کے لئے اس کا حکم مان لیا اللہ تعالیٰ کی قسم رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی وفات جیسا صدمہ اہل اسلام کو کبھی نہیں ہو گا۔ آپ دین کی عزت، حفاظت، جماعت اور پناہ گاہ تھے اور ایمان والوں کے مددگار اور کافروں پر سخت تھے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت کی گفتگو کے دوران پوری قوم خاموش ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قدر روئے کہ آوازیں بلند ہو گئیں۔ اور سب نے بیک آواز کہا اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد! آپ نے سچ فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خطبہ

اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا گیا تو آپ کے مزار کے پاس کھڑے ہو کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روتے ہوئے کہا: اے میرے باپ! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا چہرہ پر رونق رکھے۔ آپ کے لئے آپ کی کوششیں قبول فرمائے۔ آپ دنیا سے روگردانی کر کے اسے ذلیل کرنے والے تھے اور آخرت کی طرف توجہ کر کے اسے عزت بخشنے والے تھے اور گرچہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے شدید حادثہ آپ کا صدمہ ہے اور آپ کے بعد سب سے بڑی مصیبت آپ کا تشریف لے جانا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی کتاب آپ کے حسن تعزیت کی بات کرتی ہے اور آپ کے لئے استغفار کے ساتھ آپ کو اچھا عوض عطا کرتی ہے۔ آپ پر سلام ہو جو کہ آپ کی آرامگاہ سے کبھی جدا نہ ہو والسلام۔

Marfat.com

اور میں نے جو کتاب المستطرف میں دیکھا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دفن کے بعد مٹی ہاتھ سے جھاڑتے ہوئے یہ اشعار کہے جن کا ترجمہ ہے چلے گئے جن سے میں محبت کرتا تو اے دنیا! تجھ پر سلام۔ میرے لئے عیش کا ذکر مت کر کہ۔

ان کے بعد عیش حرام ہے۔ میں دودھ پینے والا بچہ ہوں جس کا دودھ چھڑالیا گیا اور بچے کو دودھ چھڑانے سے تکلیف ہوتی پانچوں ہے اور میں نے سلطان العلماء عز بن عبد السلام کی یہ تحریر دیکھی۔ کہ اپنے دائیں ہاتھ کی پانچوں انگلیاں بمنزلہ محمد رسول اللہ والذین معہ قرار دے لے۔ اور آپ کے ساتھی ابوبکر، عمر، عثمان اور علی ہیں رضی اللہ عنہم۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام سیدنا ونبیا محمد وعلی جمیع النبیین والمرسلین الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں جب اللہ تعالیٰ نے نور حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا فرمایا تو ملائکہ آپ کے سامنے کھڑے ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور پر سلام پڑھتے جبکہ آدم علیہ السلام نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ آپ نے عرض کی اے میرے پروردگار میں چاہتا ہوں۔ کہ نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھوں لہٰذا اسے میرے اعضاء میں اس سے کسی عضو میں منتقل کر دے تاکہ میں اسے دیکھ سکوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت میں منتقل فرما دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے نور محمد علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ کی شہادت کی انگلی میں چمک رہا ہے تو اسے بلند کیا اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد الرسول اللہ۔ اسی لیے اس انگلی کو مسبحہ کہتے ہیں۔

عرض کی اے میرے رب کریم! کیا میری پشت میں اس نور کا کچھ باقی رہ گیا ہے فرمایا ہاں آپ کے اصحاب ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کا نور باقی ہے۔ تو حضرت عمر کا نور آپ کے انگوٹھے میں ابوبکر کا نور درمیانی انگلی میں عثمان کا نور اس کے ساتھ والی انگلی میں جبکہ علی کا نور چھنگلی انگلی میں رکھ دیا۔ اور یہ انوار آپ کے ہاتھ میں اس لئے متجلی کئے گئے تاکہ انہیں دیکھ کر ان پانچوں کی محبت میں پختگی حاصل کریں۔ ہم ان چاروں میں سے کسی ایک کے اور حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان فرق نہیں ڈالتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پانچوں کو ایک ساتھ جمع فرما دیا اور فرمایا محمد رسول اللّٰہ والذین معہ۔ انتھی

اور میں نے تفسیر درمنثور سے اذا جاء نصر اللّٰہ کی تفسیر میں جو نقل کیا ہے یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ارشاد فرمائیں کہ جب ہمیں کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو جس میں صراحتاً قرآن کریم نازل نہیں ہوا اور نہ ہی اس بارے میں آپ کی طرف سے سنت جاری ہوئی تو کیا کریں؟ فرمایا: اسے عبادت گزار مسلمانوں کے درمیان مشورہ کے ساتھ حل کرنا۔ کسی خاص رائے کے ساتھ فیصلہ نہ کرنا۔ اگر میں کسی کو خلیفہ بنانے والا ہوتا تو تجھ سے زیادہ قدار نہ ہوتا کیونکہ تو اظہار اسلام میں پہلے ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قریبی اور داماد ہے۔ اور تیرے ہاں ایمان والی خواتین کی سردار ہے۔ اور کہا گیا یہ اس تکلیف کی بناء پر ہے جو کہ میری اور نزول قرآن کی وجہ سے ابوطالب نے برداشت کی۔ اور میں ان کی اولاد میں اس کی رعایت کو پسند کرتا ہوں۔

اور ابن مردویہ نے ابونعیم نے فضائل صحابہ میں۔ خطیب نے تالی التلخیص میں اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح الخ نازل ہوئی تو حضرت عباس، حضرت علی کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلو اگر آپ کے بعد یہ امر ہمارے لئے ہو تو اس میں قریش ہمارے ساتھ عداوت نہ کریں۔ اور اگر ہمارے علاوہ دوسروں کے لئے ہو تو آپ سے عرض کریں کہ ہمارے لئے اس کی وصیت فرما دیں آپ نے نہ کر دی۔ عباس فرماتے ہیں کہ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ سب کچھ ذکر کر دیا۔ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور وحی پر ابوبکر کو خلیفہ بنایا ہے۔ اور وہ وصیت قبول کرنے والا ہے۔ پس اس کا حکم سننا اور اطاعت کرنا ہدایت اور درستی پر ہو گے۔ اور اس کی اقتداء کرنا مقصد پا لو گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پس عرب کے فتنہ ارتداد میں جب آپ کے ساتھیوں نے مخالفت کی تو حضرت عباس کے سوا

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق کی رائے کے ساتھ کسی نے موافقت نہ کی اور نہ ہی اس امر میں آپ کی پشت مضبوط کی اور نہ ہی آپ کی معاونت کی۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم تمام اہل زمین کی رائے ان دونوں کی رائے کے برابر نہ تھی۔

اور جلال الدین سیوطی نے اپنی تاریخ میں حضرت علی بن عبد اللہ الہاشمی الرقی کی طرف اپنی سند کے ساتھ ابن العدیم سے روایت کی۔ فرمایا: میں ملک ہند میں داخل ہوا میں نے اس کی بعض بستیوں میں بڑے پتوں والا خوشبودار سیاہ گلاب دیکھا جس پر سفید خط کے ساتھ لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق۔ عمر الفاروق۔ مجھے اس میں شک گزرا اور میں نے خیال کیا کہ خود لکھا گیا ہے۔ میں نے اس پھول کا رخ کیا جو ابھی کھلا نہیں تھا میں نے اسے کھولا تو اس میں اسی طرح لکھا ہوا تھا۔ اور اس شہر میں ایسے بے شمار پھول تھے۔ جبکہ اس بستی والے پتھروں کی پوجا کرتے تھے۔ اللہ عزوجل کو پہچانتے ہی نہ تھے۔ انتہی

اور کتاب روایات الصحابہ میں فرمایا کہ ہمیں ابو عبد اللہ محمد بن علی بن نصر الثعلبی نے بے شمار راویوں سے بیان کیا انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرمایا کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب ہم غار میں تھے میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ اگر ان میں سے کوئی بھی اپنے پاؤں کی طرف دیکھے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تیرا ان دو کے متعلق کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے؟ یہ حدیث حسن صحیح متفق علیہ ہے ابو عبد اللہ ہمام بن یحییٰ بن دینار العدوی کی حدیث سے انہوں نے ابو محمد ثابت بن اسلم البنانی سے انہوں نے ابو حمزہ سے انہوں نے خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت انس بن مالک انصاری سے انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے۔ اسے بخاری نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں روایت کیا۔ اور مسلم نے بھی اسے فضائل میں روایت کیا۔ اور یہ حدیث اصول دین میں توکل علی اللہ اور اس پر اعتماد کرنے اور تمام معاملات اسی

Marfat.com

کے سپرد کرنے کے بارے میں مضبوط دستور ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی کفایت، عنایت اور حفاظت نہ ہوتی تو تعاقب کرنے والا دشمن اس سے کس قدر قریب ہے جو کہ بالکل اس کے پاؤں کے نیچے غار میں اس کے سامنے ہے۔ اور اس سے یوں کہنا بھی جائز قرار پاتا ہے کہ اگر یوں ہو تو معاملہ یوں ہو جائے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گفتگو پر اعتراض نہیں فرمایا جبکہ آپ ان کی حالت جانتے ہیں۔ صرف یہ تنبیہہ فرمائی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کا تیسرا ہے اور ان دونوں کے ساتھ ہے اور اسی نے ان سے دشمنوں کو دور رکھا اور ان تک نہیں پہنچنے دیا۔ اور ظاہر یہی ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات دونوں پر اللہ تعالیٰ کے انعام واحسان کے شکریہ کے طور پر کہی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مذکورہ امر اور وجہ شکر کو ثابت رکھا۔ اور جتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو جمع فرمایا اور وہ ان کے ساتھ ہے۔ اور یہ بات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسی طرح ہے جس طرح کہ اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے جیسا کہ اس کی طرف اشارہ فرمایا۔ انتھی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خواب

اور میں نے ایک کتاب میں دیکھا کہ دور جاہلیت میں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تاجر تھے آپ کے اسلام کا سبب یہ ہوا کہ سرزمین شام میں ایک دن آپ نے اپنی خواب میں دیکھا کہ سورج اور چاند آپ کی گود میں اتر آئے۔ پھر آپ نے ان دونوں کو ہاتھ میں لیا اور اپنے سینے سے لگایا اور ان پر اپنی چادر ڈال دی۔ بیدار ہو کر نصاریٰ کے ایک راہب کی طرف چلے کہ اس سے خواب کے متعلق پوچھیں۔ راہب کے پاس آکر آپ نے اس سے خواب کی بابت سوال کیا اور اس سے تعبیر چاہی۔ راہب نے پوچھا: آپ کہاں سے ہیں؟ فرمایا: مکہ سے کہنے لگا کس قبیلے سے؟ فرمایا بنی تیم سے۔ پوچھا کیا کام کرتے ہیں؟ فرمایا: تجارت۔ کہنے لگا آپ کے دور میں ایک شخص کا ظہور ہوگا جسے محمد الامین کہا جائے گا اور

Marfat.com

وہ بنی ہاشم کے قبیلے سے ہوگا۔ اور وہ آخر الزمان نبی ہوگا۔ گر وہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ آسمانوں، زمینوں اور ان میں جو کچھ بھی ہے پیدا نہ فرماتے۔ نہ ہی آدم اور دیگر انبیاء و مرسلین کو پیدا کرتا۔ اور وہ سیّد الانبیاء اور ختم المرسلین ہوگا۔ آپ اس کے دین میں داخل ہوں گے۔ اس کے وزیر اور اس کے بعد اس کے خلیفہ ہوں گے۔ یہ ہے خواب کی تعبیر۔ اور میں نے اس کی نعت اور صفت انجیل اور زبور میں بھی پائی۔ اور میں اسلام لایا اور ایمان قبول کیا اور میں نے نصاریٰ کے خوف سے اپنا اسلام چھپا رکھا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت سنی تو آپ کے دل میں رقت پیدا ہوئی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شوق بڑھ گیا۔ مکہ معظمہ آئے تو آپ کو پایا۔ آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ کہ ایک ساعت بھی دیکھے بغیر نہیں گزرتی جب معاملہ ذرا طویل ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ان سے فرمایا: اے ابوبکر تو ہر روز میرے پاس آتا ہے۔ میرے ساتھ بیٹھتا ہے اور اسلام نہیں لاتا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نبی ہیں تو معجزہ ضروری ہے۔

سرکار علیہ السلام نے فرمایا: کیا تجھے وہ معجزہ کافی نہیں جو تو نے شام میں دیکھا اور راہب نے تیرے لئے اس کی تعبیر بیان کی اور تجھے اپنے اسلام کی خبر دی؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سنا تو فوراً کہہ اٹھے اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله اسلام لائے اور خوب اسلام لائے۔ انتھی

اور حضرت عکرمہ سے روایت ہے فرمایا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے قول ونزعنا ما فی صدورهم من غل الخ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا بیس در بیس میل لمبا سرخ یاقوت کا تخت لایا جائے گا جس میں کوئی شگاف اور پیوند نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ معلق ہوگا اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھیں گے۔ پھر پہلے تخت کی صفت کے مطابق زرد یاقوت کا تخت لایا جائے گا اس پر

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھیں گے پھر پہلے تخت جیسا ہی سبز یاقوت کا تخت لایا جائے گا اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیٹھیں گے۔ پھر اسی طرح کا سفید یاقوت کا تخت لایا جائے گا اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیٹھیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ تختوں کو حکم فرمائے گا کہ ان حضرات کو لے کر پرواز کریں۔ پس یہ تخت عرش کے سائے کے نیچے پرواز کریں گے۔ پھر ان پر تازہ موتی کا ایسا خیمہ کھڑا کیا جائے گا کہ اگر ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں اور اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق جمع کر لی جائے تو اس خیمے کے ایک گوشہ میں سما جائے۔ پھر ان کی طرف چار پیالے پیش کئے جائیں گے ایک پیالہ ابوبکر کے لئے دوسرا عمر کے لئے، تیسرا عثمان کے لئے اور چھوتھا علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے لئے۔ یہ حضرات ان پیالوں سے پئیں گے اور یہ مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین یعنی ہم ان کے سینوں سے کینہ وغیرہ نکال دیں گے بھائی بھائی ہوں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم فرمائے گا کہ اپنی موجوں کے ساتھ ظاہر ہو اور رافضی اور کافر کو منہ کے بل اس میں پھینکا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں سے پردے اٹھا دے گا اور وہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے مقامات دیکھیں گے اور کہیں گے یہ وہ لوگ ہیں جن کی وجہ سے لوگ سعادت مند ہو گئے جبکہ ہم بد بخت ہو گئے پھر وہ جہنم کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

اور اسی سے وہ روایت ہے جو کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات جبریل امین سے ہوئی۔ تو آپ نے جبریل سے فرمایا: کیا میری امت پر حساب ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں ان پر حساب ہے سوائے ابوبکر کے کہ اس پر کوئی حساب نہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اسے کہا جائے گا: اے ابوبکر! جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تو وہ کہے گا کہ میں جنت میں داخل نہیں ہوں گا حتیٰ کہ اپنے ساتھ ان کو بھی داخل کر لوں جو دنیا میں مجھ سے محبت کرتے تھے۔ اور شاید شیخ عبدالرحیم البرعی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نے اسی سے دلیل لیتے ہوئے یہ بات کہی ہے کہ جو شخص حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت میں وارفتہ ہو وہ کیونکر عذاب دیا جائے گا۔

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گستاخ کا حال

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تک متصل اسناد کے ساتھ مروی۔ آپ نے فرمایا: کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس اس حال میں حاضر ہوا کہ اس کی دونوں پنڈلیوں سے خون بہہ رہا تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کیا؟ عرض کی: یا رسول اللہ! فلاں منافق کی کتیا کے پاس سے میرا گزر ہوا اس نے مجھے کاٹ کھایا۔ فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھ گیا۔ تھوڑا سا وقت گزرا کہ ایک اور شخص حاضر بارگاہ ہوا پہلے کی طرح اس کی پنڈلیوں سے بھی خون بہہ رہا تھا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا؟ عرض کی: یا رسول اللہ! فلاں منافق کی کتیا نے راہ چلتے کاٹ لیا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ آؤ اس کتیا کو قتل کر دیں۔ چنانچہ سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہر ایک نے اپنی تلوار اٹھائی۔ جب وہاں پہنچے اور اسے تلواریں مارنے کا ارادہ کیا تو کتیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لیٹ گئی اور اس نے صاف فصیح زبان میں عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے قتل نہ کریں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام پر ایمان رکھتی ہوں۔ فرمایا: تو نے ان دو شخصوں کو کیوں کاٹا؟ کہنے لگی: یا رسول اللہ میں جنات میں سے ہوں مجھے حکم ہے کہ جو شخص ابوبکر اور عمر کی شان میں بکواس کرے اسے کاٹ کھاؤں۔ پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا: تم نے سنا نہیں یہ کتیا کیا کہتی ہے؟ کہنے لگا ہاں یا رسول اللہ! ہم اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہیں۔

Marfat.com

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گستاخ سے شیطان کی پناہ مانگنا

اور اسی اسناد کے ساتھ عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی۔ فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تیسرا ہمارے پاس نہیں تھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی؟ کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے بتاؤں کہ قیامت کے دن ادھیڑ عمر جنتیوں کا سردار اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان سے عظیم المرتبت کون ہے۔ میں نے عرض کی: جی ہاں یارسول اللہ ! مجھے آپ کی حیات طیبہ کی قسم۔ فرمایا: یہ دو حضرات جو آرہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں متوجہ ہوا تو دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ رسول پاک علیہ السلام مسکرائے پھر رخ انور پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہوئے یہاں تک کہ وہ دنوں مسجد میں داخل ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! جب ہم دونوں دار ابی حنیفہ کے قریب آئے تو آپ نے ہماری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا پھر رخ انور پر کچھ ناگواری محسوس ہوئی۔ یارسول اللہ! یہ کس لئے ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دونوں دار ابی حنیفہ کی طرف پھرے تو شیطان تمہارے سامنے آگیا اور اس نے تمہیں دیکھ کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلائے۔ میں اسے سن رہا تھا اور دیکھ رہا تھا جبکہ تم اسے سن رہے تھے نہ دیکھ رہے تھے۔ اس نے دعا مانگی اور کہا: اے میرے اللہ! میں تجھ سے ان دونوں کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے ان دونوں سے بغض رکھنے والوں کے عذاب میں مبتلا نہ کرنا۔ حضرت ابوبکر نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کون ہے جو ہم سے بغض رکھتا ہے حالانکہ ہم آپ پر ایمان لائے۔ آپ کی معاونت کا شرف حاصل کیا اور رب العالمین کی طرف سے آپ جو کچھ بھی لے کر آئے ہم نے اس کا اقرار کیا؟ فرمایا ہاں ابوبکر! ایک قوم ہے جو کہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے انہیں رافضی کہا جائے گا حق سے کٹ جائیں گے اور قرآن شریف کی غلط

Marfat.com

تاویلات کریں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب عزیز میں ان کا ذکر فرماتا ہے: یحرفون الکلم عن مواضعه ۔ اللہ کے کلمات کو ان کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں۔
عرض کی: یارسول اللہ! جو شخص ہم سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کیا سزا ہے؟ فرمایا: اے ابوبکر تجھے یہی کافی ہے کہ ابلیس ملعون اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہے کہ اسے تم سے بغض رکھنے والوں کے عذاب میں مبتلا فرمائے۔ عرض کی: یارسول اللہ! یہ تو اس کی سزا ہے جس نے بغض کیا۔ تو ہم سے محبت کرنے والے کا صلہ کیا ہے؟ فرمایا تم دونوں اپنے اعمال سے اسے ہدیہ عطا کرو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ کو۔ اللہ تعالیٰ کو اس کے فرشتوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے انہیں اپنا چوتھائی اجر ہبہ کیا۔ یعنی ایمان لانے کے وقت سے لے کر وفات تک کے اعمال کا اجر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اسی کی مثل اجر ہبہ کیا۔ سرکار علیہ السلام نے فرمایا تم دونوں لکھ دو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شیشہ پکڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ کا بندہ عتیق بن ابوقحافہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ۔ اس کے رسول علیہ السلام اور حاضر مسلمانوں کو گواہ بنایا کہ میں نے ایمان لانے کے دن سے وفات کے دن تک اپنے عمل کا چوتھائی دنیا میں مجھ سے محبت کرنے والوں کے لئے ہبہ کیا اور میں نے لکھ دیا۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ اسی طرح حضرت عمر نے لکھا۔ جب لکھنے سے فارغ ہوئے تو جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یارسول اللہ! رب کریم آپ پر سلام فرماتا ہے اور آپ کو خصوصی تحفہ اور عزت عطا فرماتا ہے۔ اور اس نے فرمایا ہے کہ آپ کے دونوں صحابیوں نے جو لکھا ہے دے دیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ہے وہ۔ پس جبریل علیہ السلام اسے لے کر آسمان کی طرف عروج کر گئے۔ پھر رسول پاک علیہ السلام کی طرف لوٹے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل جو تحریر مجھ سے لی تھی وہ کہاں ہے؟ عرض کی: وہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے پاس ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے گواہی فرمائی اور حاملین عرش، مجھے میکائیل اور اسرافیل کو گواہ بنایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ میرے پاس رہے یہاں تک کہ ابوبکر اور عمر قیامت کے دن اپنا قول قرار پورا کریں۔

دمیری کی حیوۃ الحیوان کا اقتباس

اور میں نے حیاۃ الحیوان سے جو کچھ نقل کیا ہے یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی کہ اصحاب کہف دکھائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ انہیں دارِ دنیا میں نہیں دیکھیں گے۔ البتہ آپ اپنے افضل صحابہ کرام میں چار حضرات کو انکی طرف بھیج دیں تا کہ وہ انہیں آپ کا پیغام پہنچادیں اور انہیں آپ پر ایمان لانے کی دعوت دیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ کیسے بھیجوں؟ عرض کی آپ اپنی چادر بچھائیں اور اس کے گوشوں میں سے ہر ایک گوشے پر ایک کو بٹھا دیں۔ پہلے پر حضرت ابوبکر کو، دوسرے پر حضرت عمر کو، تیسرے پر علی کو اور چوتھے پر حضرت ابوذر غفاری کو رضی اللہ عنہم۔ پھر اس ہوا کو حکم دیں جو کہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے تابع فرمان کی گئی تھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ہی کیا۔ ہوا انہیں اٹھا کر غار کے دہانے پر لے گئی۔ جب یہ حضرات دروازے کے قریب ہوئے تو اس سے ایک پتھر اکھاڑا۔ کتا انہیں دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا اور بھونکنے لگا اور حملہ آور ہوا۔ لیکن جیسے ہی انہیں دیکھا سر کو حرکت دی دم ہلائی اور سر کے ساتھ گویا اشارہ کرنے لگا کہ غار میں داخل ہو جائیں۔ پس یہ حضرات غار میں داخل ہو گئے اور فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کی ارواح لوٹا دیں پس وہ سب کھڑے ہو گئے اور جواب دیا وعلیکم السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام جب تک کہ آسمان اور زمین قائم ہیں۔ اور تبلیغ کی وجہ سے تم پر بھی سلام۔ پھر سب کے سب گفتگو کرتے ہوئے بیٹھے رہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے آپ کا دین قبول کیا۔ اور کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے سلام پہنچا دیں۔ پھر اپنی خوابگاہوں

Marfat.com

میں لیٹ گئے اور آخر زمانے تک کے لئے اپنی استراحت میں چلے گئے۔ امام مہدی اپنے ظہور کے وقت انہیں سلام فرمائینگے تو اللہ تعالیٰ انہیں زندہ فرمائے گا پھر یہ اپنی استراحت کی طرف لوٹ جائینگے۔ پھر قیامت تک نہیں اٹھیں گے۔

امام ابی ربیع سلیمان کی کتاب الشفاء کا اقتباس

اور میں نے ابو ربیع سلیمان بن سبع کی کتاب الشفاء میں یہ لکھا دیکھا ہے کہ مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے بعد یاجوج ماجوج کے بعد چالیس سال کی عمر پائیں گے تو اصحاب کہف آپ کے حواری ہوں گے اور آپ کی معیت میں حج کریں گے۔ کیونکہ انہوں نے حج نہیں کیا۔ انتھی۔ پھر ہم ثعلبی کے سیاق کی طرف لوٹتے ہیں فرمایا: پھر یہ حضرات اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے انہیں کیسا پایا؟ اور انہوں نے جواب دیا؟ عرض کی: یا رسول اللہ! ہم ان کے پاس پہنچے اور انہیں سلام کہا تو سب کے سب کھڑے ہو گئے اور ہمارے سلام کا جواب دیا ہم نے انہیں آپ کا پیغام پہنچایا۔ تو انہوں نے قبول کیا اور وہ متوجہ ہوئے اور سب نے گواہی دی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔ اور انہوں نے اس اعزاز پر کہ آپ کا ظہور ہوا اور آپ کے قاصد ان تک پہنچے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ اور وہ حضور پر سلام عرض کر رہے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی یا اللہ! میرے اور میرے اصہار و احباب کے درمیان جدائی نہ ڈالنا۔ اور اس کی مغفرت فرما جس نے مجھ سے میرے اہل بیت سے اور اصحاب سے محبت کی۔ انتھی

امام جلال الدین السیوطی کی تفسیر کا اقتباس

اور میں نے علامہ عبدالرحمٰن جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی سورۃ البقرہ کی تفسیر میں زیر آیت واذا لقوا الذین آمنوا قالوا امنا دیکھا کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اتری ہے۔ سبب یہ ہے کہ ایک دن یہ لوگ باہر نکلے کہ سامنے سے چند اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ عبداللہ بن ابی اپنے

Marfat.com

ساتھیوں سے کہنے لگا ذرا دیکھنا میں (معاذ اللہ) ان بے وقوفوں کو تم سے کس طرح دور کرتا ہوں چنانچہ اس نے آگے بڑھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا میں صدیق کو مرحبا کہتا ہوں جو کہ بنی تیم کا سردار، شیخ الاسلام، غار میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثانی اپنی جان و مال رسول علیہ السلام پر نثار کرنے والا ہے۔

دیکھو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خوبیاں کس قدر مشہور ہیں حتیٰ کہ شدت منافقت کے باوجود منافقین ان کا انکار نہیں کر سکتے تھے۔ اور تکلیف صرف انکے مذاق اڑانے کی تھی پس رافضی تباہ و برباد ہوں کس قدر جاہل اور احمق ہیں۔

امام احمد المقریزی کی کتاب تجرید التوحید کا اقتباس

اور جو مطلق تعبد والا ہو اسے کسی معین طریق عبادت میں کوئی غرض نہیں ہوتی جو اسے کسی دوسرے طریق پر ترجیح دے۔ اس کی غرض تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ اگر تو علماء کو دیکھے تو اسے تو ان کے ساتھ دیکھے اور اسی طرح ذکر کرنے والوں۔ خیرات کرنے والوں ارباب جمعیت اور دل کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور روکنے والوں کے ساتھ۔ تو یہ فرد جامع ہوتا ہے جو کہ ہر راستے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرتا ہے اور ہر گروہ کی معیت میں اسی کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ اور یہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ان کے ہوتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا ذہن مین حاضر کر کہ کیا تم میں سے کسی نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکر۔ نے عرض کی: میں نے کھلایا۔ فرمایا کیا آج تم میں سے کسی نے روزے کے ساتھ صبح کی؟ حضرت ابوبکر نے عرض کی: میں نے۔ فرمایا تم میں سے آج کسی نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکر نے عرض کی: میں نے۔ فرمایا آج تم سے کوئی جنازے کے ساتھ چلا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں چلا۔ الخ

یہ حدیث عبدالغنی بن ابی عقیل کے طریق سے یوں روایت کی گئی ہمیں نعیم بن سالم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ فرمایا: رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم اپنے صحابہ کرام کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے۔ فرمایا: آج کس نے روزہ رکھا؟ حضرت ابوبکر نے عرض کی: میں نے۔ فرمایا: آج کس نے صدقہ دیا؟ حضرت ابوبکر نے عرض کی: میں نے۔ فرمایا: آج جنازے میں کون حاضر ہوا؟ حضرت ابوبکر نے عرض کی: میں۔ فرمایا: تیرے لئے واجب ہوگئی تیرے لئے واجب ہوگئی یعنی جنت۔ اور نعیم بن سالم کے بارے میں گرچہ کلام کی گئی ہے لیکن ابن وردان نے اس کی پیروی کی ہے۔ اور اس کی اس حدیث سے اصل صحیح ملتی ہے جس سے مالک نے محمد بن شہاب سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیں اسے جنت میں ندا دی جائے گی اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے۔ جو نماز والوں سے ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے ندا دی جائے گی۔ اور جو جہاد والوں سے ہوگا اسے باب الجہاد سے پکارا جائے گا اور جو اہل صدقہ ہوگا اسے باب صدقہ سے آواز دی جائے گی۔ اور جو روزہ داروں سے ہوگا اسے باب الریان سے ندا دی جائے گی۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کہ ان تمام دروازوں سے بلائے جانے والے کو ضرورت تو نہیں (کیونکہ مقصد جنت میں داخل ہونا ہے اور وہ ایک دروازے سے بلائے جانے سے بھی پورا ہو جائے گا) فرمایا: ہاں۔ اور مجھے امید ہے کہ تو انہیں میں سے ہے اسی طرح اسے امام مالک سے موصول مسند کے طور پر روایت کیا کہا یحییٰ بن یحییٰ۔ معن بن عیسیٰ اور عبداللہ بن مبارک سے اور اسے یحییٰ بن بکیر۔ عبداللہ بن یوسف نے امام مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے حمید سے مرسلا روایت کیا۔ جب کہ یہ قعنبی کے نزدیک مسند ہے نہ مرسل۔ اور حدیث پاک کے الفاظ من انفق زوجین کا معنی جس نے ایک قسم کی دو چیزیں خرچ کیں جیسے دو درہم یا دو دینار۔ یا دو گھوڑے یا دو قمیصیں اور جس نے دو رکعت نفل پڑھے یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو قدم چلا دو دن کے روزے رکھے وغیرہ۔ مراد تکرار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور کم سے کم تکرار اور قلیل سے قلیل اس کے وجود کا مقصد نیکی کے اس عمل پر ہمیشگی کرنا ہے کیونکہ وہ جمع کا کم سے

Marfat.com

کم عدد ہے پس یہ ایسے ہے جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں وارد ہوا کہ وہ بارش کی طرح ہیں جہاں بارش ہو نفع دے آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور خلق کے بغیر مصاحبت کا شرف پایا۔ اور مخلوق کا ساتھ نفس کے بغیر دیا۔ انتھی

امام کسائی کی کتاب قصص الانبیاء کا اقتباس

کشتی نوح پر چار یاروں کے نام

اور کسائی نے اپنی کتاب قصص الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ذکر فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں جب بھی کوئی چیز بناتے رات کو اسے دیمک کھا لیتی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس کا شکوہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اس پر میری مخلوق کے نفیس لوگوں کے نام لکھ دو عرض کی: اے میرے پروردگار! تیری مخلوق میں تیرے نفیس بندے کون ہیں؟ فرمایا وہ میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ابو بکر، عمر، عثمان اور علی ہیں۔ رضی اللہ عنہم حضرت نوح علیہ السلام نے اس کی چاروں طرف ان حضرات کے نام لکھ دیئے۔ پس کشتی محفوظ رہی۔ اور جب تو امام کسائی کے اس مذکور واقعہ کو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے ساتھ ملا کر سوچے وحملناہ علی ذات الواح ودسر تجری باعیننا یعنی ہم نے اسے تختوں اور میخوں والی کشتی پر سوار کیا جو کہ ہمارے نفیس بندوں کے ذریعے چل رہی تھی تو اس میں تو سر اعظم اور ایسی فضیلت پائے گا کہ جس کے سامنے حدیں عاجز ہیں۔

امام شعرانی کی کتاب لطائف المنن کا اقتباس

خلفاء راشدین کا وسیلہ

اور شیخ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی منن میں سے ہے کہ جب تجھے اللہ تعالیٰ کے دربار کی طرف حاجت ہو تو اس کی بارگاہ میں سلطان المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ توسل کر کیونکہ آپ اس کا وہ دروازہ ہیں کہ اس کے بغیر پہنچنا ممکن نہیں۔ اور جب تجھے نبی کریم کی طرف حاجت ہو تو آپ کی بارگاہ کی طرف آپ کے دونوں وزیروں حضرت

Marfat.com

ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے توسل کر کیونکہ وہ دونوں حضور علیہ السلام کا دروازہ ہیں۔ آپ کے ان وزیروں کے بغیر آپ تک رسائی ممکن نہیں۔ اور جو ادب سے خالی رہا رسائی سے محروم رہا۔ اسی لیے میں نے اپنے دیوان میں اپنے استاد الشیخ محمد زین العابدین، البکری (اللہ تعالیٰ ان کے فیوض سے ہمیں مستفیض فرمائے) کی منقبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت پر مقدم کی ہے۔ کیونکہ اساتذہ ہی ان درباروں تک رسائی کا راستہ ہیں۔

بعض واقعات

شیخین کا درود

(فائدہ) بعض صلحاء نے مجھے یہ واقعہ بیان کیا کہ استاد الشیخ محمد البکری الکبیر نے شیخ ابوالسعود الجارحی رضی اللہ عنہ کے خادم سے پوچھا کہ کیا تجھے شیخ کا کوئی خاص درود شریف یاد ہے جو آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے؟ عرض کی: جی ہاں۔ اور یہی برزخ میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا درود شریف ہے۔

"اللھم صل وسلم علی سیّدنا محمد المقدس المختار ۔ النبی السلطان النور المبین وعلی الہ وصحبہ وسلم"

جبریل کا صدیق اکبر کے لئے قیام تعظیمی

اور مجھے ہمارے شیخ عالم امت الشیخ یوسف الفیشی المالکی نے بیان فرمایا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے جبکہ حضرت جبریل علیہ السلام آپ سے محوِ گفتگو ہوتے تو جبریل امین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ کسی اور کے لئے ایسا نہیں کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اس کے متعلق سوال کیا تو جبریل عرض کرنے لگے کہ ابوبکر ازل سے میرے لئے قابل تعظیم ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ میرے دل میں کچھ خیال سا گزرا۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے "اسجدوا"

Marfat.com

فرمایا میں نے ایک بہت بڑا گنبد دیکھا جس پر کئی دفعہ ابوبکر ابوبکر لکھا ہوا تھا۔ اور آواز آ رہی تھی کہ سجدہ کر میں ابوبکر کی ہیبت سے سجدے میں گر گیا۔ پس جو کچھ ہوا۔ ہوا

اور ہمارے شیخ استاذ محمد زین العابدین البکری نے بھی مجھے حضرت فیشی کے بیان فرمودہ واقعہ سے ملتا جلتا واقعہ بیان فرمایا۔ اور میں نے ازہر میں اپنے اکثر مشائخ سے یہ واقعہ سنا۔ اور اس کے بعد اور کیا تعریف ہوگی۔

اور بعض حفاظ حدیث یعنی بخاری نے یوں باب باندھا

"باب الامام یاتی قوما فیصلح بینهم"

یعنی امام کسی قوم کے پاس آ کر صلح کرائے۔ ہمیں ابوالنعمان نے حدیث بیان کی۔ ہمیں حماد نے خبر دی۔ ہمیں ابوحازم المدینی نے خبر دی۔ انہوں نے سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بنی عمرو کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی آپ نے نماز ظہر ادا فرمائی پھر ان کے درمیان صلح کرانے تشریف لائے۔ جب نماز عصر کا وقت ہوا تو حضرت بلال نے اذان دی اور اقامت کہی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا آپ آگے ہو گئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تشریف لائے جبکہ حضرت ابوبکر نماز میں تھے۔ سرکار علیہ السلام لوگوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ابوبکر کے پیچھے اس صف میں آ کر کھڑے ہوئے جو کہ ان کے قریب تھی راوی فرماتے ہیں کہ قوم نے ایک ہاتھ دوسرے کی پشت پر مارا۔ اور حضرت ابوبکر جب نماز میں داخل ہو جاتے تو دائیں بائیں نہیں جھانکتے تھے حتیٰ کہ فارغ ہو جاتے جب آپ نے ہاتھوں کی آواز سنی کہ رکتی نہیں تو ذرا مڑ کر دیکھا تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے جلوہ گر نظر آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ہاتھ کے اشارے سے انہیں نماز جاری رکھنے کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکر ذرا سا ٹھہرے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے پچھلے پاؤں پیچھے ہٹ گئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھا تو آگے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: اے ابوبکر جب میں نے تمہیں

Marfat.com

اشارہ کر دیا تھا تو جاری رہنے سے تجھے کس نے روکا؟ عرض کی ابن قحافہ کے لائق نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت کرائے۔ پھر قوم سے فرمایا: جب کوئی واقعہ پیش آجائے تو چاہیے کہ مرد تسبیح پڑھیں یعنی سبحان اللہ کہیں اور عورتیں ہاتھ کی پشت پر ہاتھ ماریں۔

تاریخ صحابہ کا اقتباس

صاحب الصحابہ نے ذکر کیا کہ علقمہ فرماتے ہیں کہ: ایک شخص حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ کی خدمت میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو کہ اپنی یادداشت سے مصاحف لکھوا رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور غصے میں آ کر فرمایا تجھ پر افسوس۔ ہوش کر کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا کہ میں آپ کی خدمت میں سچ کہہ رہا ہوں۔ فرمایا وہ کون ہے؟ کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ فرمایا کہ میں اس سے زیادہ کسی کو اس کا زیادہ حقدار نہیں سمجھتا۔ اور میں تجھے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتا ہوں۔ ایک رات کسی ضرورت کی وجہ سے ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر بیدار بیٹھے تھے۔ پھر ہم باہر نکلے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان تھے۔ جب ہم مسجد شریف تک پہنچے تو میں نے دیکھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توجہ سے کچھ سن رہے ہیں۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ چلتے چلتے رک گئے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست کرم سے مجھے اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تلاوت کرنے والے نے رکوع وسجدہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن کریم کو اسی طرح تروتازہ پڑھنا چاہے جیسا کہ نازل فرمایا گیا تو چاہیے کہ ابن ام عبد کی قرأت کے مطابق پڑھے۔ مجھے اب پتہ چلا کہ یہ عبداللہ بن مسعود ہیں۔ جب صبح ہوئی تو میں علی الصبح ان کے پاس پہنچا کہ انہیں بشارت سناؤں۔ آپ کہنے لگے کہ آپ سے پہلے ابوبکر بشارت سنا گئے ہیں میں نے ان کے ساتھ

Marfat.com

جس کار خیر میں بھی مسابقت کی وہ مجھ سے سبقت لے گئے۔

راہب کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کی خبر دینا

اور طلحہ نے کہا میں بصرہ کے بازار داخل ہوا تو ایک راہب اپنے گرجے میں کہہ رہا تھا کہ اس موسم میں آنے والوں سے پوچھو کہ کیا ان میں اہل حرم میں سے کوئی ہے؟ طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ہاں میں ہوں۔ اس نے کہا کہ کیا احمد کا ظہور ہو چکا ہے؟ میں نے پوچھا کون احمد؟ کہنے لگا عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا۔ یہ اس کے ظہور کا مہینہ ہے اور وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے آخری نبی ہے۔ اور اس کے ظہور کا مقام حرم ہے اور ہجرت کا مقام کھجور۔ سنگلاخ اور غیر آباد زمین ہے پس کوشش کر کہ اس کی طرف تجھ سے پہلے کوئی نہ پہنچے۔ طلحہ کہتے ہیں کہ راہب کی گفتگو نے میرے دل میں اثر کیا۔ وہاں سے جلدی سے نکلا اور مکہ معظمہ پہنچا اور میں نے پوچھا کہ کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں محمد بن عبداللہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور ابن ابوقحافہ نے یعنی ابوبکر نے اس کی پیروی بھی کر لی ہے۔ میں وہاں سے نکلا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچا۔ میں نے کہا کیا تو نے اس شخص کی پیروی اختیار کر لی ہے؟ اس نے کہا: ہاں تو بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو اور ان کی پیروی کر کیونکہ وہ حق پر ہیں۔ اور حق کی طرف بلاتے ہیں۔ پس طلحہ نے حضرت ابوبکر کو راہب کی گفتگو کی خبر دی۔ اب یہ دونوں حضرات ابوبکر اور طلحہ رضی اللہ عنہما چلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور طلحہ اسلام لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ماجرا بیان کیا۔ آپ سن کر بہت خوش ہوئے اور جب حضرت ابوبکر اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما دونوں اسلام لائے تو نوفل بن خویلد بن العدویہ نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور ایک رسی کے ساتھ باندھ دیا۔ اور بنو تیم کو اس کا علم نہ ہوا۔ نوفل بن خویلد کو قریش کا سردار لے کر بلایا جاتا تھا اسی لیے ابوبکر اور طلحہ کو قرینین یعنی دو مل بیٹھنے والے کہا جاتا ہے۔

رہا نوفل کا واقعہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی برکت سے اس کا زندہ کیا جانا تو گرچہ میں نے اسے اپنے شیخ استاذ محمد زین العابدین البکری کے سامنے پڑھا تھا لیکن میں

Marfat.com

نے معتبر کتابوں میں نہیں دیکھا۔اس لئے اس کا ذکر نہیں کیا۔

اور مقریزی نے ذکر فرمایا: کہ بخاری نے حدیث زہری سے روایت کی فرمایا مجھے عبد اللہ بن کعب بن مالک انصاری نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرض الوصال میں مزاج پرسی کر کے باہر نکلے تو لوگوں نے پوچھا: اے ابوالحسن! کہیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیسے صبح کی؟ فرمایا الحمد للہ نسبتا افاقہ ہے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم تین دن کے بعد مرعوب ہوگا۔اور اللہ تعالیٰ کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کا وقت قریب ہے میں بنو عبدالمطلب کے چہروں کو پہچانتا ہوں جب وہ قریب الوفاۃ ہو جائیں۔ ہمارے ساتھ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلو ہم آپ سے اس امر کے متعلق پوچھ لیں۔اگر فیصلہ ہمارے متعلق ہوگا تو ہمیں اس کا پتہ چل جائے گا۔اور کسی اور کے متعلق ہوگا تو ہم عرض کریں گے کہ ہمارے متعلق وصیت فرما دیں۔ حضرت علی نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر ہم نے اس بارے میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اور آپ نے ہمیں اس سے منع فرما دیا تو آپ کے بعد لوگ یہ ہمیں نہ دیں گے۔اور میں اللہ کی قسم رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا سوال ہرگز نہیں کروں گا۔اور اسے محمد بن اسحاق نے زہری سے روایت کی مگر اس نے وہ الفاظ ذکر نہیں کیے جو کہ عصا میں کہے۔اور اس کے آخر میں یہ اضافہ کیا کہ اس دن جب دوپہر ہوئی تو حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا۔اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عباس نے تنہائی میں علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ کیا تجھے کچھ علم ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے علاوہ کسی اور کو کسی چیز کی وصیت فرمائی ہو؟ حضرت علی نے کہا: نہیں۔ پس حضرت عباس خچر پر سوار ہو کر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آئے اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر حضرات سے ملاقات کی اور فرمایا: کہ کیا آپ حضرات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چیز کی وصیت فرمائی۔

Marfat.com

انہوں نے کہا نہیں۔ پس حضرت علی کی طرف لوٹے اور کہا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال قریب ہے ہاتھ بڑھاؤ میں تمہاری بیعت کروں۔ پس کہا جائے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا نے اس کی بیعت کر لی ہے اور تمہارے گھر والے بھی تمہاری بیعت کر لیں گے۔ ایسے کام میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اے چچا! ہمارے سوا اس امر کا مطالبہ اور کون کرے گا؟

اور ایک روایت میں ہے کہ عباس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنا ہاتھ آگے کرو میں تمہاری بیعت کروں۔ آپ نے کہا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مصروف ہوں اور کون ہے جو اس امر میں ہم سے جھگڑا کرے گا؟ اور بخاری کی روایت میں ہے کہ عبدالرزاق زیادہ مضبوط ہے۔ اور ابن سعد نے کہا کہ ہمیں محمد بن عمر نے خبر دی اس نے کہا کہ ہمیں محمد ابن عبداللہ ابن اخی الزہری نے بیان کیا۔ فرمایا میں نے عبداللہ بن حسن کو زہری سے بیان کرتے ہوئے سنا۔ فرماتے ہیں: مجھے فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو عباس نے کہا: اے علی کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں اور حاضرین تمہاری بیعت کریں۔ کیونکہ یہ کام جب ہو جائے تو اس کی مثل لوٹا نہیں جا سکتا۔ جبکہ امر ہمارے ہاتھ میں ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ کیا ہمارے سوا اس کی کوئی خواہش رکھتا ہے؟ عباس کہنے لگے میرا گمان ہے اللہ تعالیٰ کی قسم ایسا ہو گا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی اور سب مسجد کی طرف لوٹے تو حضرت علی نے تکبیر سنی۔ فرمایا: یہ کیا ہے؟ حضرت عباس نے کہا یہ وہی ہے جس کی میں نے تجھے دعوت دی لیکن تو نے انکار کر دیا۔ حضرت علی نے کہا: کیا یہ ہو گا؟ عباس کہنے لگے ایسا کام کبھی رد نہیں ہوا۔ اور محمد بن عمر نے کہا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر نکلے جبکہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت علی۔ عباس اور زبیر رضی اللہ عنہم پیچھے رہ گئے۔ یہ وہ وقت ہے جب حضرت عباس نے حضرت علی سے یہ بات کہی رضی اللہ عنہم۔

Marfat.com

اور اسے عبدالرزاق نے زہری سے معنوی طور روایت کیا۔ عبدالرزاق نے کہا: معمر ہمیں کہتے تھے: ان دونوں میں سے تمہارے نزدیک کس کی رائے زیادہ صحیح تھی؟ ہم کہتے تھے کہ عباس۔ تو وہ انکار کرتے۔ اور عبدالرزاق نے ابن المبارک سے انہوں نے مالک سے ذکر کیا: فرمایا کہ ابن ابجر سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو ابوسفیان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ کیا تم پر قریش میں سے قلیل گھرانہ اس امر پر غالب آ گیا؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر آپ چاہیں تو میں اسے گھوڑ سواروں اور پیادوں سے بھر دوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: تو اسلام اور اہل اسلام کا دشمن ہی رہا پس اس میں سے اسلام اور اہل اسلام کا کوئی نقصان نہ ہوا۔ بیشک ہم نے ابوبکر صدیق کو اس کا اہل سمجھا۔

اور مدائنی نے ابوزکریا العجلانی سے انہوں نے ابن حازم سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا: کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا جبکہ ابوسفیان آپ کے ساتھ تھے۔ پس آپ نے ابوسفیان پر اپنی آواز بلند کی تو ابوقحافہ نے فرمایا: اے ابوبکر! ابن حرب سے اپنی آواز کو پست رکھو۔ حضرت ابوبکر نے عرض کی: اے ابوقحافہ! اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ساتھ گھر بنائے جو کہ بنے نہیں تھے۔ اور کئی گھر ڈھا دیئے جو کہ دور جاہلیت میں بنے ہوئے تھے اور ابوسفیان کا گھر ان میں سے ہے جنہیں ڈھا دیا گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کارکنوں کا ذکر

جب امر خلافت آپ کے سپرد ہوا تو آپ نے بنی امیہ کے کارکن مقرر کرنے میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کی چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ خلیفہ بنائے گئے اور عرب مرتد ہو گئے آپ نے کئی لشکر ترتیب دیئے۔ گیارہ لشکروں پر گیارہ جھنڈے باندھے چنانچہ ایک جھنڈا حضرت خالد بن ولید مخزومی کے لئے باندھا اور انہیں طلحہ بن خویلد الاسدی پھر مالک بن نویرہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ اور ایک جھنڈا حضرت عکرمہ بن ابی جہل کے لئے باندھا اور انہیں مسیلمۃ بن یمامتہ

Marfat.com

بن المطوح بن الحارث کے ساتھ نبرد آزما ہونے کے لئے بھیجا۔ اور ایک جھنڈا مہاجر بن ابی امیہ المخزومی کے لئے باندھا اور انہیں اسود بن کعب بن عوف العنسی کے لشکروں کے ساتھ لڑنے اور قیس بن کسوح کے خلاف ابناء (ایرانیوں کی اولاد) کی مدد کرنے کے لئے بھیجا۔ اور ایک جھنڈا خالد بن سعید بن العاص بن امیہ کے لئے باندھا اور انہیں شام کے محاذوں کی طرف بھیجا۔ اور ایک جھنڈا خذیفہ بن محصن علقانی کے لئے باندھا جو کہ علقان بن شرحبیل ابن عمرو بن مالک بن یزید ذی الکلاع سے تھے اور نہیں اہل دبار کی طرف بھیجا اور یہ عمان کے قدیم شہروں میں سے ایک ہے۔ اور ایک جھنڈا عرفجہ بن ہرثمہ کے لئے باندھا اور انہیں مہرہ کی طرف بھیجا۔ اور حضرت شرحبیل بن حسنہ کو حضرت عکرمہ بن ابی جہل کے پیچھے بھیجا۔ چنانچہ جب وہ یمامہ سے فارغ ہوئے تو قضاعہ میں جا ملے۔ اور ایک جھنڈا طریفہ بن حاجم کے لئے باندھا اور انہیں بنو سلیم اور ان کے ہوازنی ساتھیوں کی طرف بھیجا اور ایک جھنڈا سوید بن مقرن بن عائذ المزنی کے لئے باندھا اور انہیں تہامہ یمن کے عامل کی طرف بھیجا۔ اور ایک جھنڈا حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے لئے باندھا اور انہیں بحرین کی طرف بھیجا۔ پس ہر امیر اپنے لشکر کے ساتھ مل گیا۔ یہاں تک کہ مرتدین کی لڑائیاں ختم ہو گئیں۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق کی فتح کے لئے بھیجا۔ اور ان کے پیچھے غیلان بن غنم بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن علال بن وہیب الفہری کو بھیجا۔ اور دونوں کی قعقاع بن عمرو کے ساتھ مدد کی۔ اور شام کی طرف لشکر تیار کیے۔ پس حضرت خالد بن سعید بن العاص کو بھیجا اور ان کے پیچھے ذوالکلاع عکرمہ بن ابی جہل۔ عمرو بن العاص اور ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا۔ اور ایک جھنڈا یزید بن ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے عظیم لشکر کے لئے باندھا جو کہ بہت بڑا لشکر تھا جسے جنگ کے لئے بھیجا گیا اور آپ اپنے بھائی معاویہ بن ابوسفیان سے افضل تھے۔ اور انہیں خالد بن ولید کے عوض تیار کیا گیا۔ اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے لئے جھنڈا باندھا اور انہیں حمص کی

Marfat.com

طرف بھیجا ابوعبیدہ جابیہ میں اترے۔ اور شرحبیل بن حسنہ اردن میں اور کہا گیا کہ بصرہ میں اترے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قریات میں اترے۔ اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے اور ان کے بعد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے۔ آپ کے اعمال بھی بنی امیہ سے تھے۔

پس اس سے تجھے معلوم ہو گیا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ انبیاء علیہم صلوٰۃ اللہ وسلامہ اجمعین کے بعد تمام انسانی مخلوق سے افضل ہیں اور استاذ محمد البکری رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہر ولی اور عارف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سمندروں سے پانی کا ایک قطرہ ہے اور یہ جیسا کہ دیکھ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف شکوہ ہے رافضیوں کی قلت عقل سے ہے ان کی بصیرت کس قدر بے نور اور ان کی طبیعت کس قدر قبیح ہے۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ اگر رافضی پرندے ہوتے تو گدھ ہوتے اور اگر چار پائے ہوئے تو گدھے ہوتے کیونکہ گدھ صرف بوسیدہ ہڈیوں پر اترتے ہیں جبکہ گدھے انتہائی کند ذہن ہوتے ہیں۔

اور ابوبکر بن حجتہ نے ثمرات الاوراق میں ابن جوزی کی کتاب الحمقی والمغفلین کے نانویں باب سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ عقل مندوں کے ایک گروہ سے بے وقوفوں کے کام صادر ہوئے اور وہ انہیں درست سمجھتے ہوئے انہیں پر بضدر ہے پس وہ اس ضد کی وجہ سے احمق غفلت شعار ہو گئے۔ ان میں سے پہلا احمق ابلیس ملعون ہے۔ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے میں اپنے کو درست قرار دیا اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کو غلط کہا۔ پھر کہنے لگا کہ مجھے اس دن تک مہلت دے دے جس دن کہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ پس اس کی لذت گناہ میں ڈالنے میں ہو گئی گویا وہ اس کی وجہ سے جلاتا ہے اور اپنا دائمی عذاب بھول گیا پس اس کی حماقت جیسی حماقت ہے نہ اس کی غفلت جیسی غفلت۔ صلاح الصفدی نے کہا: کہ کسی پر ایسا پتھر نہیں مارا گیا جو کہ ابونواس نے اپنے اس قول میں ابلیس لعین پر مارا ہے۔ مجھے ابلیس کی غفلت اور اس نے جو نیت ظاہر کی اس کی

Marfat.com

خباثت پر تعجب ہے کہ اس نے سجدہ کرنے میں آدم پر تکبر کیا اور اس کی اولاد کو کھینچنے والا بن گیا۔

ابلیس کا فرعون کے پاس آنا

دوسرا فرعون اپنے ربوبیت کے دعویٰ میں اور اس قول کے مطابق فخر کرنے میں احمق ہے کہ کیا میرے لئے مصر کی بادشاہی نہیں اور یہ نہریں میرے نیچے جاری ہیں تو اس نے اس نہر کی وجہ سے تکبر کیا جسے اس نے جاری کیا نہ اسے اس کی ابتداء و انتہا کا پتہ اور حکماء نے اس کی مثال بیان فرمائی کہ ابلیس فرعون کے پاس آیا فرعون نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا: ابلیس۔ اس نے کہا تو کس لئے آیا ہے؟ اس نے کہا تیرے پگلے پن پر تعجب کرتے ہوئے آیا ہوں۔ کہنے لگا وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ میں نے اپنے جیسی مخلوق سے عداوت کی اور اسے سجدہ نہ کیا تو مجھے مردود اور ملعون قرار دے دیا گیا۔ اور تیرا دعویٰ ہے کہ تو معبود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم یہ سخت حماقت اور پاگل پن ہے۔

اور اسی طرح نصاریٰ اپنے اس قول میں احمق ہیں کہ عیسیٰ معبود ہیں اور ابن معبود ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ یہودیوں نے انہیں سولی پر چڑھا دیا یہ انتہائی کند ذہنی اور غفلت ہے۔

اور اسی طرح رافضیوں کا حال ہے کہ یہ جانتے ہوئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی بیعت کا اقرار فرمایا۔ حضرت ابوبکر کے دور کی بنو حنیفہ کی قیدی خاتون سے بیٹا حاصل کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی شاہزادی ام کلثوم کی شادی کی پھر کوئی رافضی ان دونوں حضرات کو سب و شتم کرتا ہے اور کوئی کافر گردانتا ہے اور اپنے گمان میں ان سب باتوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت طلب کرتے ہیں جبکہ آپ کی محبت کو پس پشت ڈال چکے ہیں۔

احمق کون؟

اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر میرے

Marfat.com

پاس کوئی شخص آ کر کہے کہ میں نے اس امر پر طلاق کی قسم کھائی کہ آج کسی احمق سے کلام نہیں کروں گا پھر اس نے کسی رافضی یا نصرانی سے کلام کی تو میں اسے کہوں گا کہ تیری قسم ٹوٹ گئی۔ دیناری نے آپ سے سوال کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عزت بخشے یہ دونوں احمق کیونکر ہو گئے؟ فرمایا اس لئے کہ ان دونوں نے دو سچوں کی مخالفت کی۔ پہلا سچا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جنہوں نے نصاریٰ سے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں انہوں نے کہا کہ نہیں اور اپنی جہالت اور حماقت کی وجہ سے انہیں پوجنے لگے اور دوسرا سچا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے متعلق فرمایا کہ یہ دونوں ادھیڑ عمر جنتیوں کے سردار ہیں۔ انتھی

یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر احمق:

اور بعض ائمہ نے ذکر فرمایا کہ رافضہ تو یہود و نصاریٰ سے بھی گئے گزرے ہیں اور وہ اس طرح کہ یہود سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے بہتر کون ہیں؟ انہوں نے کہا: اصحاب عیسیٰ علیہ السلام۔ اور رافضہ سے پوچھا گیا کہ سب سے برے کون ہیں؟ انہوں نے کہا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام شعرانی رضی اللہ عنہ نے ذکر فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت ابوبکر اور عمر نے آپ پر ظلم کیا؟ فرمایا: نہیں کیونکہ قرآن کریم انہیں بری قرار دیتا ہے پوچھا گیا وہ کیسے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ولا ترکنوا الی الذین ظلموا" یعنی ظالموں کی طرف جھکاؤ مت رکھو۔ جبکہ ہم نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں کی طرف مائل تھے اور آپ نے حضرت عائشہ بنت ابوبکر اور حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہم سے نکاح فرمایا۔ دیکھئے یہ استنباط کس قدر حسین ہے۔ اور باب العلوم کے لئے یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔

Marfat.com

حضرت علی کے دل میں صدیق اکبر کا مقام

حکایت:

اور میں نے تاریخ کی بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوتی تو سلام کہنے میں پہل کرتے ایک دن ملاقات ہوئی تو آپ نے سلام کہنے میں تاخیر کی حتیٰ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سلام کہنے میں پہل کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ میرا معمول یہ ہے کہ وہ مجھ پر سلام کہنے میں پہل کیا کرتے ہیں سوائے آج کے دن کے معلوم نہیں آج انہوں نے معمول کے خلاف کیوں کیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو بلا بھیجا اور خلاف معمول کرنے کی وجہ پوچھا آپ نے عرض کی: یارسول اللہ! شب گذشتہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں داخل ہوا ہوں اور اس میں ایک عظیم محل دیکھا کہ اس جیسا اس میں کوئی اور نہیں دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ کہا گیا: یہ اس کے لئے ہے جو سلام میں پہل کرتا ہے۔ تو میں نے چاہا کہ وہ محل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے ہو۔ اس لئے میں نے تاخیر کی اور انہوں نے سبقت کی اور یہ اللہ کی کتاب ہے جو کہ ان کے درمیان محبت اور رحمت کا پتہ دیتی ہے۔ "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم" محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور وہ جو آپ کے ساتھی ہیں کفار کے مقابلہ میں طاقتور اور آپس میں بڑے رحمدل ہیں۔

امام جعفر کا فتویٰ

اور حضرت امام جعفر بن محمد الباقر رضی اللہ عنہما کو خبر پہنچی کہ عراق والوں کا ایک گروہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر مقدم سمجھتا ہے۔ آپ نے انہیں اس سے منع کرنے کو لکھ بھیجا اور فرمایا: کہ اگر میں حاکم ہوتا تو تمہارے خونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور قرب حاصل کرتا۔

Marfat.com

روافض کی تین قسمیں

اور مجھے بعض رافضیوں نے خبر دی کہ ان کی تین قسمیں ہیں ایک قسم کے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے ہیں اور انہیں کوستے نہیں اور دوسری قسم کے لوگ بغض رکھتے ہیں اور کوستے ہیں۔ جبکہ تیسری قسم کے لوگ بغض رکھتے ہیں نہ کوستے ہیں اور ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ سوائے امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے۔ اللہ تعالیٰ ان سے بغض رکھنے والوں کو رسوا کرے۔ کیونکہ روافض نے ان کی جناب میں ایسے امور پر اتفاق کیا ہے جو کہ اس جناب کے لائق نہیں۔ اور میں ان میں سے ایک فریق کو بحمدہ تعالیٰ رغبت دلاتا رہا ہوں یہاں تک کہ میں نے ان میں سے اکثر کو سنا ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور ان میں سے ایک نے مجھے کہا کہ ہمیں ان دونوں حضرات کی یہ فضیلت معلوم نہیں تھی اور باطن کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے رہی ان کی دلیل اور برہان تو اسے شیخ الاسلام احمد البکری نے اپنی کتاب الذخیرہ میں ایسی وجوہ کے ساتھ باطل فرمایا ہے کہ یہ تالیف ان کی متحمل نہیں۔ البتہ ان کے رد پر توجہ کرنا اور ان کے عقائد کی کمزوری اور ابتری کے ساتھ اس کے بطلان پر دلیل قائم کرنا سر برآوردہ ارباب علم کے لائق ہی نہیں کہ ان کی خرافات اور لغزشوں پر توجہ کریں اور اس بارے میں مناظرہ کے لئے بہترین دلیل وہ حکایت ہے جسے صاحب محاضرات نے شیخ الاسلام بلقینی سے انہوں نے ابوالیسر احمد بن عبداللہ بن الصائغ سے انہوں نے ابوالعباس احمد بن عبدالرحمٰن المقدسی سے۔ انہوں نے ابوالمحاسن اسید بن فارس الصفار سے انہوں نے محمد بن مقائل الماشغوری تک اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہوئے ذکر فرمایا کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنی چور نے شیعہ قاضی کی دلیل کو باطل کر دیا اور جسے چور باطل کر دے اور اس پر علماء اہل سنت کو توجہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں اور سنی چور اور شیعہ قاضی کا مناظرہ اس حکایت میں ہے کہ چور نے سحری کے وقت قاضی کو پکڑ لیا تو قاضی اسے معذرت کرنے لگا اور کہنے لگا کہ میں عالم فاضل ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ میں امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی محبت اور تمام اہل

Marfat.com

اسلام پر ان کی فضیلت کا عقیدہ رکھتا ہوں جبکہ اہل رشد و ہدایت اسلاف پر طعن نہیں کرتا۔ اور یہ میرا واضح عقیدہ ہے اور فیصلہ کرنے میں مذہب شافعی پر اعتماد کرتا ہوں اور میرے سارے شہر والے اسی عقیدے پر ہیں۔

چور نے اسے کہا: کہ تیرا عقیدہ اور اعتماد اچھا ہے۔ لیکن اگر تجھے کوئی کہنے والا کہے کہ حضرت علی کس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ہونے کے مستحق ہوئے؟ تیرا کیا جواب ہوا؟ قاضی نے کہا کہ حضرت علی تمام صحابہ کرام اور اہل قرابت سے افضل ہونے کے اس لئے مستحق ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نسب اور حرمت میں زیادہ قریب۔ اصل اور منصب سب سے پاکیزہ ہیں چور نے کہا: کیا اس وجہ سے آپ کو تمام مہاجرین انصار سابقین اور اولین صادقین پر فوقیت حاصل ہے؟۔ قاضی نے کہاں ہاں۔ چور نے کہا: پھر تو حضرت عباس افضل ہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "واولو الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ" یعنی اللہ کی کتاب میں بعض رشتے دار بعض کے زیادہ قریب ہیں اور اس بات پر اہل اسلام کا اجماع ہے کہ اگر ایک شخص فوت ہوا اور اس نے چچا اور چچازاد چھوڑا تو مال چچازاد کی بجائے چچا کو ملے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قاضی نے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ہجرت نہیں کی۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہجرت کا شرف حاصل ہے چور نے کہا کہ پھر رشتے داری کی علت باطل ہو گئی اور فضیلت صرف ہجرت کے لئے ہوئی۔ قاضی نے کہا ہاں۔ چور نے کہا پھر حضرت جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لئے ہجرت ثابت ہے اور وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد ہیں تو اگر کوئی تجھ سے اس مسئلہ میں جھگڑا کرے کہ وہ علی سے افضل ہیں تو تیرا کیا جواب ہوگا؟ قاضی نے کہا: کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پلک جھپکنے تک بھی شرک نہیں کیا نہ ہی آپ سے قبول اسلام میں قدرے توقف یا دوسری سمت جھکاؤ معلوم ہوا۔ اور آپ جعفر

Marfat.com

اور عباس رضی اللہ عنہما دونوں سے ہی ایمان لانے میں مقدم ہیں۔ چور نے کہا کہ پھر تو دوسری وجہ باطل ہوئی اور فضیلت ایمان میں مقدم ہونے کی ہے۔ قاضی نے کہا: ہاں چور نے کہا: کہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایمان لانے میں سب سے مقدم ہیں قاضی نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ شرک سے ایمان کی طرف منتقل ہوئے۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ یہ اس شیعی قاضی کا مفروضہ ہے ورنہ حضرت صدیق اکبر سے لمحہ بھر کے لئے بھی بعثت شریفہ سے پہلے شرک ثابت نہیں جیسا کہ اسی کتاب میں امام قسطلانی شارح بخاری کے حوالے سے امام ابوالحسن الاشعری کا قول منقول ہے جس کا معنی یہ ہے کہ بعثت شریفہ سے قبل اور بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمیشہ ایمان پر رہے۔ محمد محفوظ الحق عفرلہ ولوالدیہ)

چور نے کہا کہ جس نے شرک نہیں کیا کیا تمہارے نزدیک وہ اس سے افضل نہیں جس نے شرک کیا؟ قاضی نے کہا کیوں نہیں۔ چور نے کہا: بتاؤ کون افضل ہے عائشہ یا خدیجہ رضی اللہ عنہما یا ان دونوں کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ ازواج جنہوں نے شرک نہیں کیا؟ قاضی نے کہا: کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔

چور نے کہا: کہ پھر ایمان میں مقدم ہونا باطل ہوا۔ قاضی نے کہا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایمان میں مقدم۔ یقین میں محکم اور برہان میں بالکل واضح ہونے کے ساتھ ساتھ نسبی اتصال اور سبب کی قوت یعنی سسرال کی نسبت بھی حاصل ہے چور نے کہا: کیا جو بھی زیادہ قریبی ہوگا افضل بھی ہوگا؟ قاضی نے کہا: ہاں چور نے کہا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ؟ قاضی نے کہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چور نے کہا کہ پھر قرابت کی علت باطل ہوئی۔ قاضی نے کہا کہ حضرت علی کو ایمان میں مقدم ہونے کے ساتھ ساتھ جہاد کا شرف بھی حاصل ہے۔ چور نے کہا کہ اس وجہ سے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایمان سے مقدم ہے اور انہیں فضیلت جہاد حاصل ہے۔ کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ پر سب سے پہلے ایمان

Marfat.com

لائے۔ جہاد کیا اور تصدیق کی طرف سبقت کی اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت مدد کی جبکہ آپ کے گھر والوں، رشتے داروں اور قریبیوں میں سے کسی نے مدد نہ کی۔ پس آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کرنے میں سب سے جلدی کی۔ لوگوں کو آپ کی بیعت کی طرف دعوت دی۔ آپ کی خدمت میں اپنے اموال خرچ کئے اور آپ کی خاطر بڑے بڑے حوادث کا مقابلہ کیا۔

قاضی نے کہا کہ ابوبکر کو حضرت علی پر تقدم کیونکر حاصل ہوسکتا ہے جبکہ وہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ انہیں ایک شیطان عارض آتا ہے کیونکہ آپ نے کہا ہے کہ ایک شیطان مجھے عارض آتا ہے جب تم ایسی کیفیت دیکھو تو میرے قریب مت آؤ چور نے کہا: مجھے قسم ہے کہ آپ نے یہ بات مہاجرین وانصار کے سرکردہ حضرات کے سامنے کہی۔ لیکن روئے زمین پر کوئی صاحب دانش وبصیرت ایسا نہیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مجنون یا فاتر العقل سمجھتا ہو۔ اور آپ کی حالت ایسی ہوتی تو صحابہ کرام اور اہل قرابت پر چھپی نہ رہتی اور وہ سب کے سب آپ کو خلافت سے دور رکھنے کے لئے یہ دلیل کبھی ترک نہ کرتے کہ یہ تو مجنون ہیں انہیں علاج کی ضرورت ہے نہ کہ انہیں امت کی امامت اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت سپرد کی جائے اور یہ اس کی جہالت ہے جس کی طرف سے آپ کے بارے میں یہ بات پہنچی اور اس نے ایسی گفتگو کی یہ بات تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے کہ ہر کسی کے لئے ایک شیطان ہے۔ عرض کی گئی: آپ کے لئے بھی؟ فرمایا: میرے لئے بھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری امداد فرمائی چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات صرف اس لئے فرمائی کہ آپ کے غصے کے وقت ذرا احتیاط کریں۔

قاضی نے کہا: کیا ابوبکر نے یہ نہیں کہا کہ میں تمہارا والی بنایا گیا ہوں جبکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ چور نے کہا کہ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ان میں ایک وجہ یہ ہے کہ آپ نے یہ بات انصار کے خلاف بطور دلیل فرمائی کیونکہ بنی ہاشم نسبی بلندی کے اعتبار سے آپ سے

Marfat.com

اعلیٰ اور اچھے ذکر اور مذہب کے اعتبار سے ان کی مشہوری دور دور تک ہے۔ اس دلیل سے آپ انہیں بتا رہے ہیں کہ اس امر کا استحقاق نسبی برتری کے ساتھ وابستہ نہیں اور نہ ہی وہ قریش کے مقابلے میں نسبی ہاشم کے ساتھ موقوف ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ائمہ قریش سے ہیں۔ قاضی نے کہا کہ یہ بات پایہ ثبوت کو کیسے پہنچ سکتی ہے جب کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ میرے منصب سے مجھے فارغ کر دو۔ میرے منصب سے مجھے فارغ کردو؟ چور نے کہا: آپ نے یہ اس لئے فرمایا کہ اس امر کو درست رکھنے کے لئے امامت کا شدید بوجھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ آپ کی فضیلت، عقل، پرہیزگاری، خوف خدا اور دیانت داری کی وجہ سے ہے نہ اس لئے کہ آپ اسے نبھا نہیں سکتے تھے۔ اور صاحب فضیلت کے شایاں نہیں کہ اسے امامت کا منصب پیش کیا جائے تو وہ اسے فوراً قبول کر لے اور کود پڑے۔ کیونکہ اس سے اس کے متعلق بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ورطہ تہمت میں گر جاتا ہے۔

قاضی نے کہا کہ ابوبکر کے لئے یہ کیسے ثابت کرتے ہیں جبکہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ منبر پر کہہ رہے ہیں جسے سیاہ و سرخ سب سن رہے ہیں۔ خبردار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ایک اچانک امر تھا جس کے شر سے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ جو دوبارہ ایسا کرے اسے قتل کر دو چور نے کہا کہ یہ جب ہے کہ ہم کسی چیز میں شک کریں لیکن اس بات میں ہمیں شک ہے نہ تمہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صاحب عقل و بصیرت تھے مجنون نہ تھے۔ اور یہ کلام اگر اس مفہوم پر محمول کی جائے جو تم کہتے ہو تو اس کے قائل کی طرف سے جنون ہوگا۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی امامت کو ثابت کرنے اپنی قیادت کا جھنڈا باندھنے اور اپنی خلافت کی طرف دعوت دینے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آپکے آپ کے لئے عہد باندھنے اور اپنے وصال کے بعد لوگوں کو ان کی اتباع کی طرف بلانے کے محتاج ہیں تو جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ایسی ہوگی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت لازماً باطل قرار پائے گی اور جب تو آپ کو بھی قتل کرنا واجب ہے اور شوریٰ میں آپکے عہد پر عمل واجب نہیں

Marfat.com

ہے۔

اس بات کا مقصد تو یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ امت میں افضل تھے۔اور حجت اور مناظرہ کے ساتھ خلافت حاصل کرنے کے مستحق تھے جب کہ آپ کے بعد والے مرتبہ اور قوت میں کم و پیش ہیں اور اس طریقے سے خلافت کا استحقاق نہیں رکھتے۔اور آپ کا یہ کہنا کہ یہ ایک اچانک امر تھا یعنی کسی غور اور تحقیق کے عمل میں لائے بغیر ہی مکمل ہو گیا اور اسے اچانک کہنے کی گنجائش تھی۔اور وقی اللہ شرھا کا معنی یہ ہے کہ اس پر کسی اختلاف کے شر سے اور اس کی تکمیل کے وقت شیرازہ بکھرنے سے بچا لیا۔اور آپ کا یہ کہنا کہ جو دوبارہ ایسا کرے اسے قتل کر دو اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ انصار کے قول کی طرح جو آئندہ ایسی بات کرے کہ ایک امیر ہم میں سے ہے اور ایک امیر تم میں سے۔اور امر خلافت کو قریش کی بجائے ان کی غیر کی طرف نکالنے کی بات کرے۔اور دین میں دونوں کاموں کا ارتکاب حرام اور اہل اسلام کے درمیان فتنہ ہے۔

قاضی نے کہا کہ جب تو ابو بکر کو علی رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہے تو تو حضرت علی سے چشم پوشی کرتا ہے۔چور نے کہا جو اس کا قصد کرے وہ گمراہ۔ہدایت سے خالی اور توفیق سے محروم ہے جبکہ یہ تو سب سنت کی اتباع اور شریعت حسنہ پر چلنا ہے اور اگر بات یوں ہوتی جیسے کہ تیرا مذہب اور گمان ہے اور جسے تو اپنے ضمیر میں چھپائے ہوئے ہے تو پھر جس نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم پر فضیلت دی تو اس نے ان سے چشم پوشی کی۔اور ان کی فضیلت سے منہ موڑا۔اور ایسی بات کوئی مسلمان کہتا ہے نہ ایسا صاحب ایمان کا عقیدہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپ نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو کندھوں پہ اٹھا رکھا تھا۔تمہاری سواری بہترین ہے اور تم بہترین سوار ہو اور تمہارا باپ تم دونوں سے بہتر ہے اور اس سے آپ کی مراد چشم پوشی یا ان دونوں کی فضیلت سے عدول کرنا نہیں تھا لیکن آپ نے یہ سچائی کوشش کے ساتھ بیان فرمائی اور اپنی گفتگو میں حق کا قصد فرمایا۔

Marfat.com

قاضی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اٹھایا۔ چور نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اٹھانے کے قضیئے کا کوئی انکار نہیں لیکن آپ نے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اٹھایا جب کہ وہ بچی تھیں اسی طرح حضرت ابوالعاص ابن ربیع کی صاجزادی امامہ رضی اللہ عنہا کو اپنے کندھے پر اٹھایا۔ اور یہ ایسی روایت میں ہے جو کہ ثقہ محدثین سے مروی اور مشہور ہے۔ قاضی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علی سے ہوں اور علی مجھ سے ہے۔ چور نے کہا کہ ہم اس کا رد کرتے ہیں نہ اسے ممنوع قرار دیتے ہیں لیکن یہ تو نسب میں ہے۔ قاضی نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا کہ تو میرا بھائی ہے چور نے کہا کہ میری عمر کی قسم ہے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار فرمائی۔ اور اس کی طرف سراً اور جہراً اشارہ فرمایا لیکن کیا یہ بات آپ کی فضیلت اور بلندی مرتبہ کے لئے فرمائی یا حقیقی طور پر؟۔ کہنے لگا کہ یہ مجازاً فرمائی چور نے کہا کہ پھر ہم اور تم دونوں گروہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مجھے اپنے بھائیوں کا کس قدر شوق ہے جو میرے بعد آئیں گے پس مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں تو آپ نے مسلمانوں کو اپنا بھائی فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا کہ میرا بھائی رفیق اور ساتھی ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابوبکر کو باپ (کی طرح محترم) قرار دوں اور علی کو بھائی، اور تعریف، قرب اور فضیلت میں مبالغہ میں باپ بھائی سے افضل ہے جیسا کہ وہ حقیقت میں بھی ایسا ہے پھر آپ نے فرمایا: مجھے امت کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں بھاری رہا۔ پھر ابوبکر کو اس کے ساتھ وزن کیا گیا تو وزن بھاری رہا۔

قاضی نے کہا یہ حدیث سنو۔ ہمیں حمزہ نوفلی نے بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے میرے چچا نے اپنے باپ اپنے دادا سے خبر دی۔ اس نے کہا کہ مجھے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے خبر دی آپ نے فرمایا کہ مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی۔ وہ فرماتی ہیں کہ مجھے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے حضرت علی کے کراماً کاتبین سے خبر

Marfat.com

دی۔ ان دونوں نے کہا کہ جب سے ہم نے ان کی صحبت اختیار کی ہے ان پر ہم نے کوئی گناہ نہیں لکھا۔ تو ان کے برابر کون ہو سکتا ہے اور ان جیسا کون ہو سکتا ہے؟ یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حضرت علی کے متعلق۔

چور نے کہا یہ بھی سنو مجھے میرے باپ میرے دادا سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابو بکر کے دونوں نگہبان فرشتے تمام نگہبان فرشتوں پر اس لئے فخر کرتے ہیں کہ وہ دونوں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں ہیں اور یہ اس لئے کہ جب سے وہ دونوں اس کی صحبت میں آئے ہیں انہیں کوئی گناہ لکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ قاضی نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غار کی رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر کسی بے چینی اور گھبراہٹ کے بغیر بسر کی۔ چور نے کہا کہ اس میں یہ وہم پیدا کرنا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں بے چین اور گھبرائے ہوئے تھے اور یہ تیرے مذہب کے خلاف ہے۔ قاضی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دو کے دوسرے جبکہ دونوں غار میں تھے جبکہ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے چور نے کہا کہ حزن اور ہے گھبرانا اور ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صرف اس لئے غمگین ہوئے کہ کہیں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی صدمہ پہنچے اور یوں اسلام کی فصیل منہدم ہو جائے پس نظام اسلام میں خلل واقع ہو جائے اور اس کا شیرازہ بکھر جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کی عبادت ختم ہو جائے تو آپ کا غم صرف اس لئے تھا تو آپ کا اکثر غم صرف اللہ سبحانہ تعالیٰ کے دین پر تھا آپ اپنی جان، مال، اولاد اور اہل خانہ کے لئے مطلقاً نہیں گھبرائے۔ اور یہ ہو بھی کیسے سکتا تھا جبکہ آپ اہل خانہ اولاد مال اور شہر سے جدا ہو کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں قبائل کی دعوت اسلام دیتے ہوئے باہر نکل آئے۔

Marfat.com

ثانی اثنین کی آیت میں فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر دلالت کی چھ وجوہ

رہا ارشاد باری تعالیٰ ثانی اثنین اذ ھما فی الغار رالخ تو اس آیت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر دلالت چھ وجوہ سے ہے۔ پہلی وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا تو انہیں رتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا قرار دیا۔ پس فرمایا ثانی اثنین دوسری وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ایک ہی مکان میں اکٹھے جمع ہونے کی وصف سے موصوف قرار دیا کیونکہ اس نے ان دونوں کے درمیان الفت پیدا فرمائی پس فرمایا اذ ھما فی الغار۔

تیسری وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں صحبت میں حضور علیہ السلام کی طرف منسوب فرمایا۔ پس رتبہ کے تقاضے کے مطابق دونوں میں جمعیت فرمائی اس لئے فرمایا اذ یقول لصاحبہ۔

چوتھی وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت کی خبر دی پس فرمایا لا تحزن۔ پانچویں وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ برابر ان دونوں کے ساتھ ہے پس فرمایا ان اللہ معنا۔ اور چھٹی وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سکینہ اتارا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو سکینہ کبھی جدا ہوا ہی نہیں۔ پس فرمایا فانزل اللہ سکینتہ علیہ۔ پس آیت غار سے یہ چھ مواقع ہیں جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں جن پر تجھے اور تیرے سوا کسی اور کو بھی طعن کرنا اور ان پر اعتراض کرنا ممکن نہیں۔

قاضی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون“ تمہارے دوست صرف اللہ اس کا رسول اور ایمان والے ہیں جو کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ (المائدہ آیت ۵۵) اور اس آیت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ چور نے کہا اسی کی مثل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا اور وہ اللہ

Marfat.com

تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشاد ہے "یاایھا الذین امنوا من یرتدمنکم من دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم" اے ایمان والو! تم میں سے اپنے دین سے جو پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔ مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہیں کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے (مائدہ آیت ۵۴) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد فتنہ ارتداد رونما ہوا جس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب گھبرا گئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں مرتدین سے جنگ لڑنے کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان سے صرف نماز پڑھنا ہی قبول فرمالیں اور زکوۃ رہنے دیں۔ کیونکہ نماز قواعد اسلام میں سے افضل ہے لیکن آپ نے ان کی بات قبول نہ فرمائی۔

قاضی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" وہ لوگ جو اپنے مال دن اور رات خرچ کرتے ہیں چھپا کر اور ظاہر کر کے ان کے لئے ان کے رب کے ہاں ان کا اجر وثواب ہے اور انہیں کچھ اندیشہ نہ غم (البقرہ آیت ۲۷۴) یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں نازل ہوئی۔ آپ کے پاس چار دینار تھے ان میں ایک دینار آپ نے چھپا کر ایک دینار ظاہر کر کے ایک دیناروں میں اور ایک دینار رات کو خرچ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان کے اظہار اور آپ کے مرتبہ سے آشنا کرنے کے لئے اس کی خبر دی۔ چور نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے اسی کی مثل آیت کریمہ میں

Marfat.com

فرمایا ''واللیل اذا یغشی والنهار اذا تجلّٰی وما خلق الذکر والانثی ان سعیکم لشتّٰی ''رات کی قسم جب چھا جائے اور دن کی قسم جب چمک اٹھے۔اس کی قسم جس نے نر اور مادہ کو پیدا فرمایا بیشک تمہاری کوشش جدا جدا ہے۔پس اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال کو مختلف نوعیت کے قرار دیا۔ پھر فرمایا ''فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی ''تو جس نے (راہ خدا میں) اپنا مال دیا اور ڈرتا رہا اور اچھی بات کی تصدیق کی۔ ''الذین یوتی ماله یتزکّٰی ومالاحد عنده من نعمته تجزی الا ابتغاء وجه ربه الا علٰی ولسوف یرضٰی ''(سورۃ واللیل ۳۰) جو اپنا مال اپنے کو پاک کرنے کے لئے دیتا ہے اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں جس کا اسے بدلہ دینا ہو سوائے اس کے کہ وہ اپنے پروردگار کی خوشنودی کا طالب ہے اور وہ ضرور خوش ہوگا۔ یہ آیات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئیں۔اور میں نہیں سمجھتا کہ تجھ جیسے ارباب فہم ودانش پر ان آیات میں مذکورہ فضیلت مخفی رہے۔ کیونکہ مسلمانوں میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم صرف ربّ اعلی کی رضا میں خرچ کیے حتی کہ آپ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی اطاعت میں فقر کی وجہ سے اپنی چادر کو جوڑنے کے لئے کانٹے ٹانکے۔

قاضی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجد الحرام کمن امن باللّٰه والیوم الآخر وجاهد فی سبیل اللّٰه لا یستوون عنداللّٰه ''(التوبہ آیت ۱۹) کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا اس شخص کی طرح ٹھہرالیا جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر نہیں ہیں یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں اتری۔ چور نے کہا کہ اسی کی مثل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے بھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓـئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

Marfat.com

خَبِیْـــرٌ o'' تم میں سے کوئی بھی برابری نہیں کرسکتا جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے راہ خدا میں مال خرچ کیا۔ اور جہاں کیا ان کا درجہ ان لوگوں سے بہت بڑا ہے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سب کے ساتھ بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ (الحدید آیت ۱۰) یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی آپ نے اپنا مال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نثار کردیا اور آپ نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں اس وقت لڑائی کی جب مشرکین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جمع ہو کر ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور کفار کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کیا اور انہیں دفع کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سے اس کی خبر دی۔

قاضی نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت ساری امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض ہے۔ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی امت میں سے ہیں تو اس فریضہ میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ'' آپ فرما دیجئے (یا رسول اللہ!) میں تم سے اس پر قرابت کی محبت کے بغیر کچھ معاوضہ نہیں مانگتا۔ (الشوریٰ آیت ۲۳) اور اہل بیت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ان سب سے افضل ہے۔ چور نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے بھی اس کی مثل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "والذین جاءوا من بعدهم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انك رؤف رحیم'' اور جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے متعلق بغض نہ رکھ۔ اے ہمارے پروردگار! بیشک تو روف رحیم ہے (الحشر آیت ۲۲) اور امت میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امام

Marfat.com

السابقین اور اول الصادقین ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب ایمان پر واجب کر دیا کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے استغفار کرے۔ اور استغفار صرف اسی کے لئے ہوگا جس سے محبت ہوگی تو یوں آپ کی محبت فرض ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی۔ اور آپ کا بغض کفر ہے۔

قاضی نے کہا کہ پھر مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت قرآن کریم میں دکھاؤ۔

چور نے کہا: جی ہاں دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وھو الذی جعلکم خلائف الارض رفع بعضکم فوق بعض درجات'' اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب کیا اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی بخشی (الانعام آیت ۱۶۵) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''ویجعلکم خلفاء الارض'' اور تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ (النمل آیت ۶۲)
پس اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اس کے نزدیک خلفاء کا مرتبہ اور درجہ سب سے بلند اور عظیم ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ'' (النور آیت ۵۵) اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح کہ اس نے ان سے پہلوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے اس دین کو مستحکم کر دے گا جو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور وہ ضرور ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔ پس ان کی خلافت کو تورات انجیل اور قرآن مجید میں ذکر فرمایا۔ اور ان کے ساتھ وعدہ فرمایا کہ انہیں خلیفہ بنائے گا اور یہ وعدہ ان کے لئے پورا فرمایا اور ان کے زمانے والوں پر ان کی اطاعت فرض فرمائی۔ اور اس آیت کے بعض حصے میں تسلی بخش دلیل اور شفا بخش محبت ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ تم جو فضیلت وارد کرو گے اس کی مثل ہمارے پاس بھی ہے اور تم جو منقبت ظاہر کرو گے اس جیسی ہمارے پاس بھی ہے اور تم ہماری فضیلت کے رد میں جو حیلہ گری کرو گے ہمارے پاس اس کے دفعیہ میں قطعی

Marfat.com

دلائل اور روشن براہین ہیں۔ اور جو خبر بھی وارد کی جاتی ہے۔ اور جو حدیث مسند بیان کی جاتی ہیں ہمارے پاس اس کی بے شمار تاویلات اور اس کے علم کے بے انداز متون و ماخذ ہیں۔

اگر تم ایسی اخبار کو فضیلت کا دارومدار قرار دیتے ہو تو ہم کہیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اور اگر تم کہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت شجاعت کی وجہ سے ہے تو سرکار علیہ السلام نے اس کی گواہی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے بھی دی۔ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اسد اللہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے متعلق سیف اللہ فرمایا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے چچا عباس کی ترازو میں ہوں۔

جب قاضی نے اس کی خوش گفتاری، اچھا انداز بیان، قادر الکلام ہونا، مناظرے میں ثابت قدمی، استدلال میں قوت، آثار کی معرفت اور اخبار کی روایت سنی تو اس پر حجت لازم ہو گئی اور وہ راہ راست پر قائم ہو گیا۔ یہ ہے ایک سنی چور کا الزام شیعی عالم کے لئے۔

امام عبدالوہاب الشعرانی کا عقیدہ

سیّدی عبدالوہاب الشعرانی نے منن میں فرمایا کہ مجھ پر اللہ کا یہ بھی انعام ہے کہ میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کو اسی آنکھ سے دیکھتا ہوں جس سے میں ان کے بزرگواروں کو دیکھتا اگر مجھے انہیں پانے کا شرف حاصل ہوتا۔ یہاں تک کہ گویا میں نے الحمد للہ تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کر لیا صرف وہ تعظیم ہی نہیں جو کہ ہمارے دلوں میں واقع ہوتی ہے چنانچہ کئی دفعہ ہماری محبت میں شیطان تعصب ڈال دیتا ہے بخلاف اس کے جس کی صحابہ کرام سے محبت اس کے تابع ہو جیسے اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہنچی کیونکہ ایسا شخص اپنے عقیدے میں عصبیت سے محفوظ ہے۔

اور مفتی حرمین محب طبری سے ہمیں یہ روایت پہنچی کہ شریف ابانمی نے ان سے کہا کہ تم نے کس وجہ سے ابوبکر کو حضرت علی پر ان کی کثرت علم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

Marfat.com

قرابت کے باوجود افضل قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: یا سیّدی! ہم نے حضرت ابوبکر کو اپنی رائے کے ساتھ مقدم نہیں کیا نہ ہی اس میں ہمارا کچھ دخل ہے۔ یہ تو اس لئے ہے کہ آپ کے جد اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر کے دروازے کے سوا مسجد میں کھلنے والے تمام دروازے مجھ سے بند کر دو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور ہم نے یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صحیح سند کے ساتھ پڑھی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسے ہمارے دین کے لئے چن لیا ہم نے اسے اپنی دنیا کے لئے چن لیا شریف نے کہا ہے ٹھیک محبّ طبری نے کہا: رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت انہیں اہل اسلام کے لئے چن لیا، شریف نے کہا درست ہے۔ پس حضرت عثمان؟ محبّ طبری نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امر خلافت کو ان حضرات کے باہمی مشورہ پر مقرر کر دیا جن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے راضی گئے۔ تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مقدم کر دیا۔ شریف نے کہا پھر معاویہ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: وہ مجتہد ہیں جیسا کہ حضرت علی اسی طرح مجتہد تھے شریف نے کہا اگر آپ ان دونوں کا زمانہ پاتے تو جنگ میں کس کا ساتھ دیتے؟ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا۔ شریف نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزاءِ خیر عطا فرمائے۔ پس اے بھائی! اس عالم کی نفیس کلام دیکھ جس میں عصبیت کا شائبہ تک نہیں، کیونکہ آپ نے اس سب معاملے میں اپنے لئے کوئی اختیار نہیں رکھا۔ تو پتہ چلا کہ ہم پر واجب ہے کہ ہم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی وجہ سے محبت کریں اور اسی طرحِ ان کی اولاد سے محبت کریں نہ کہ حکم طبع کی وجہ سے۔ اور حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے مقدم رکھیں جس طرح کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ انہیں اپنی اولاد پر ترجیح دیا کرتے تھے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے کہ تم میں سے کوئی صاحب ایمان نہیں ہو سکتا حتی کہ اپنے اہل و عیال اور سب لوگوں

Marfat.com

سے زیادہ مجھ سے محبت کرے۔

صحابہ سے بغض کا نتیجہ

ایک دفعہ حضرت امام المسلمین مولا علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا کہ آپ پر حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو کیوں مقدم کیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کی صاحبزادیوں سے شادی فرمائی۔ اگر وہ دونوں مجھ پر ظلم کرنے والے ہوتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی صاحبزادیوں سے نکاح نہ فرماتے اور نہ ہی ان کی طرف مائل ہوتے۔ اور شیخ عبدالغفار القوصی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب الوحید فی علم التوحید میں ذکر فرمایا کہ اکابر علماء میں سے ان کا ایک ساتھی تھا۔ وہ مر گیا اس کی موت کے بعد آپ نے اسے دیکھا تو اس سے دین اسلام کے متعلق پوچھا اس نے جواب میں توقف کیا، فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ یہ برحق نہیں؟ اس نے کہا برحق ہے۔ میں نے اس کا چہرہ دیکھا تو لک کی طرح سیاہ ہے جبکہ اپنی زندگی میں اس کا رنگ سفید تھا۔ میں نے پوچھا کہ اگر دین اسلام برحق ہے تو کس چیز نے تیرا چہرہ سیاہ کر دیا جیسا کہ میں دیکھ رہا ہوں؟ تو اس نے مدہم آواز میں کہا کہ میں تعصب اور خواہش کی بناء پر بعض صحابہ کو بعض پر مقدم گردانتا تھا۔ فرماتے ہیں کہ یہ عالم ایک ایسے شہر سے تعلق رکھتا تھا جو کہ رفض کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ انتہی

خسف روافض کا واقعہ

اور محب طبری رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت بیان کی کہ چند رافضی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر انوار کے خادم کے پاس بہت سا مال و دولت لائے تا کہ وہ اسے حرم کے منتظم تک پہنچا دے اور اس کے عوض وہ انہیں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے جسم منتقل کرنے دے منتظم نے خفیہ طور پر اسے قبول کر لیا۔ خادم کو سخت تشویش لاحق ہوئی۔ اب صرف اتنا وقت باقی رہ گیا کہ رات ہو اور وہ لوگ کدالیں۔ تھیلے لے کر آ جائیں اور کھودنا

Marfat.com

شروع کر دیں اور وہ چالیس افراد تھے محب طبری فرماتے ہیں کہ مجھے خادم نے بتایا کہ رات کے وقت وہ اشراء مسجد میں داخل ہوئے تو سب کے سب زمین میں دھنسا دیئے گئے اور اس دن تک کسی کا نام ونشان نہ ملا۔ اور منتظم حرم کو جذام کی بیماری لگ گئی حتی کہ اس کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور وہ بری حالت میں مرا۔ پھر روافض کے جس گروہ نے ان چالیس افراد کو بھیجا تھا انہیں دھنسائے جانے کی خبر پہنچی تو وہ مدینہ عالیہ میں ایسی ہیئت میں داخل ہوئے کہ انہیں کوئی پہچان نہ سکے۔ اور کسی حیلے سے خادم الحرم کو ایک غیر آباد گھر میں لے گئے اور اس کی زبان کاٹ دی اور ناک کان بھی کاٹ دی۔ اس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اس پر دست کرم پھیرا۔ صبح کے وقت وہ بالکل صحیح وسالم تھا انہوں نے دوبارہ حیلہ کر کے اس کی زبان کاٹ دی اور اسے سخت زدوکوب کیا۔ پھر سرکار علیہ السلام کی تشریف آوری ہوئی اور اس پر دست کرم پھیرا تو سب دکھ درد ختم۔ انہوں نے تیسری مرتبہ حیلہ کیا اسے زدوکوب کیا اس کی زبان کاٹ دی اور دروازے پر تالا ڈال دیا چنانچہ اس پر پھر کرم ہوا۔ سرکار علیہ السلام نے دست کرم پھیرا اور وہ مکمل شفایاب ہو گیا۔

شیخ عبدالغفار القوصی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح ہمیں خبر پہنچی کہ ایک شخص حضرت ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق بدگوئی کیا کرتا تھا اس کے اہل خانہ اسے منع کرتے لیکن وہ اس سے باز نہ آیا تو اللہ نے اسے ایسے خنزیر کی شکل میں مسخ فرما دیا جس کی گردن میں بہت بڑا زنجیر تھا۔ اس کی اولاد لوگوں کو اس کے پاس لاتے کہ اسے دیکھیں۔ پھر وہ چند دنوں کے بعد مر گیا تو اس کی اولاد نے اسے گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ شیخ عبدالغفار القوصی فرماتے ہیں کہ میں نے اسے اس کی زندگی میں اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ خنزیروں کی طرح چیختا اور روتا تھا۔ پھر مجھے شیخ محب الدین الطبری نے خبر دی کہ وہ اس شخص کے لڑکے سے ملے اور اس نے آپ سے یہ سارا واقعہ بیان کیا اور یہ کہ وہ اسے پیٹتا اور کہتا تھا کہ ابوبکر وعمر کو گالیاں دو لیکن اس نے ایسا نہ کیا۔ انتہی

اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اصحاب رسول صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں یہ کافی نہیں کہ ان کے ساتھ عادت کے طور پر محبت کرے ہم پر تو یہ واجب ہے کہ اگر ہمیں ان سے محبت کی پاداش میں عذاب دیا جائے تو بھی ان کی محبت سے باز نہ آئیں جیسا کہ عذاب دینے کی وجہ سے ہم اپنے ایمان سے باز نہیں آتے جیسا کہ حضرت بلال، صہیب اور عمار رضی اللہ عنہم کے ساتھ یہ واقعات پیش آئے اور کیسا کہ خلق قرآن کے مسئلہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو صورت حال درپیش ہوئی۔ تو جس نے حب صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ مشقتیں برداشت نہیں کیں جوان حضرات نے کیں تو اس کی محبت داغدار ہے۔ انتھی

پس اے بھائی! اپنے جی میں غور فکر کر۔ کبھی تیری محبت مجازی ہو سکتی ہے حقیقی نہیں تا کہ تو اس محبت کا ثمرہ قیامت کے دن حاصل کر سکے۔ کلام شعرانی اختتام پذیر ہوئی۔

اور میں نے اپنے ماموں العالم الشیخ علی المالکی کو فرماتے ہوئے سنا کہ رافضی کی موت جب قریب آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی صورت خنزیر کی بنا دیتا ہے۔ وہ اس وقت تک نہیں مرتا یہاں تک کہ اس کی شکل خنزیر کی شکل میں مسخ ہو جائے۔ اور یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ وہ رفض پر مرا ہے اور اس سے روافض خوش ہوتے ہیں اور اگر اس کا چہرہ موت کے وقت نہ بدلے تو وہ غمگین ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو سنی مرا ہے اور اکثر یہ امر شنیع عراق عجم کی اکثریت کو لاحق ہوتا ہے۔ باوجود یہ کہ وہ اہل سنت و جماعت تھے۔ لیکن جب ان پر اسماعیل شاہ حاکم ہوا اس نے ان میں یہ رفض ظاہر کیا اور انہیں اس پر برانگیختہ کیا اور جب وہ چلتا تو اس کے آگے کھلم کھلا طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعن طعن کی جاتی۔ اور وہ اپنے لشکر میں صرف اسی کو بھرتی کرتا تھا جو کہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں بدگوئی کرتا جیسا کہ قطب نے الاعلام میں ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ یہ خبر فاتح مصر سلطان سلیم تک پہنچی اور اس نے اس کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور سرزمین شام کی طرف رجوع کیا تو قانصوہ الغوری اس کے درپے ہوا اور رسد کو منقطع کر دیا کیونکہ وہ بباطن اسماعیل شاہ کے مقاصد کی طرف مائل تھا۔ اور بعض نے کہا کہ وہ شیعہ تھا۔ سلطان سلیم کو کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے اسے قتل کر

Marfat.com

دیا اور اس کی مملکت مصریہ پر اسے غلبہ حاصل ہو گیا اور یہ سب کچھ سنت کی مدد کی برکت تھی۔

فائدہ:

اور رسالہ قیروانیہ کے شارحین میں سے بعض نے نقل کیا کہ امام مالک کے مذہب میں سرے سے کوئی بدعتی نہیں پایا جاتا۔ اور ہمارے شیخ الاجھوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے کہ مالکی علماء میں سے نہیں پایا جاتا۔ جبکہ ان کے علاوہ بھی بدعتی پائے جاتے ہیں۔

تنبیہہ:

میں نے اپنے شیخ المراغی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی املاء میں پڑھتے ہوئے سنا کہ جو وجود صدیق کا انکار کرے کافر نہیں ہوتا اور جو اس کی صحابیت کا انکار کرے کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی صحبت قرآن کریم کے ساتھ ثابت ہے۔ اور یہ اس بنیاد پر ہے کہ لازم کا لازم، لازم نہیں ہے اور مجھے ہمارے شیخ استاد محمد زین العابدین البکری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۷۱ھ میں حرم مکی میں اس وقت یہ مسئلہ بیان فرمایا جبکہ میں نے آپ کی خدمت آپ کے جد امجد قطب اکبر محمد البکری طاب ثراہ کا قصیدہ حائیہ پڑھا جس کا مطلع یہ ہے

تنکب عدوی فاسیوف ذوابح

اور اس میں سے ایک شعر یہ ہے

لئن کان مدح الاولین صحائفا

فانا لایات الکتاب فواتح

یعنی اگر اسلاف کی تعریف صحائف ہیں تو ہم آیات کتاب کا آغاز ہیں۔ فرمایا آغاز کتاب سے مراد الم ذالک الکتاب ہے پس الف ابوبکر ہے۔ اور لام اللہ اور میم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ انتھی

اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے قول ''واتبع سبیل من اناب الی'' یعنی اس کی راہ کی پیروی کر جو میری طرف متوجہ ہوا۔ اس سے مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسے بغوی نے ذکر کیا۔ اور اہل تفسیر نے ''ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعة'' (یعنی فضیلت اور

Marfat.com

وسعت والے قسم نہ اٹھالیں۔) کے بارے میں فرمایا کہ یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں آپ کی فضیلت مخفی نہیں اور آپ کے فضائل کی شمع بجھائی نہیں جا سکتی۔ اور غور کرنے والے کے لئے اس میں اس حدیث پاک کا اشارہ ہی کافی ہے "ماخلا ابا بکر فان له ایادی یجازیه الله بها یوم القیامة" یعنی سوائے ابو بکر صدیق کے کہ اس کی ہمدردی اور تعاون کا صلہ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ رہی آپ کی وسعت تو ہمیں ہمارے استاذ محمد زین العابدین الصدیق نے دوسرے سفر کے دوران بیت المقدس بتایا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ۳۶۰ کرسیاں تھیں اور ہر کرسی پر ہزار دینار کا حلہ تھا۔ انتھی۔

اور قرطبی نے اپنے تذکرہ میں فرمایا "باب ماجاء ان کل عبد یذر علیه من تراب حفرته وفي الرزق والا جل وبیان قوله تعالیٰ مخلقه وغیر مخلقته" ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مولود پر اس کی قبر کی مٹی بکھیری جاتی ہے ابو عاصم النبیل نے فرمایا: ہم حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے لئے اس جیسی اور کوئی فضیلت نہیں پاتے کیونکہ دونوں کی طینت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طینت ہے اسے ابن سیرین کے باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث عوان کی حدیث سے غریب ہے ہم نے اسے صرف ابو عاصم النبیل کی حدیث سے لکھا ہے اور آپ اہل بصرہ کے ایک معتمد فاضل ہیں۔

اور سیوطی نے اپنی جامع میں روایت فرمائی کہ ابو بکر و عمر کو میں نے مقدم نہیں کیا بلکہ انہیں اللہ نے مقدم فرمایا ہے اسے ابن النجار نے انس سے روایت کیا۔ انتھی۔

اور آپ کی یہ روایت بھی ہے کہ میری امت پر میری امت میں سے سب سے زیادہ مہربان ابو بکر ہے۔ اور دین کے معاملے میں زیادہ مضبوط عمر۔ حیا میں سب سے سچا عثمان۔ ان میں سب سے بڑا قاضی علی۔ علم الفرائض کا سب سے زیادہ ماہر زید بن ثابت سب سے بڑا قاری ابی اور حلال و حرام کا علم زیادہ رکھنے والا معاذ بن جبل ہے رضی اللہ عنہم۔ اور ہر

Marfat.com

امت کا امین ہے جبکہ اس امت کا امین ابوعبیدہ بن الجراح ہے۔ ابویعلی کے لئے اپنی مسند میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انتھی اور انہیں کی روایت ہے سب سے پہلے زمین مجھ پر سے کھلے گی پھر ابوبکر سے اور پھر عمر سے۔ پھر میں بقیع والوں کے پاس آؤنگا پس وہ میری معیت میں جمع کیے جائیں گے پھر ہم اہل مکہ کا انتظار کریں گے۔ انتھی

حکایت:

حکایت بیان کی گئی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تو آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نشانات کی پیروی کرتے رہے اور آپ کے فعل سے مشابہت اختیار کرتے کبھی کبھی حضرت عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما کے پاس جاتے اور ان سے پوچھتے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کے وقت گھر میں تنہا ہوتے تو آپ کے معمولات کیا ہوتے؟ تو کہا جاتا ہے کہ ہم نے رات کے وقت آپ کو نماز اور قیام میں زیادہ مصروف نہیں دیکھا۔ صرف یہ ہوتا کہ جب رات کی تاریکی چھا جاتی تو سحری کے وقت اٹھتے اور دونوں گھٹنے کھڑے کر کے ان پر دونوں طرف سے بازوؤں کا حلقہ بنا کر سرینوں کے بل بیٹھ جاتے اور اپنا سر اپنے زانوؤں پر رکھ لیتے۔ پھر اسے آسمان کی طرف اٹھاتے اور لمبا سانس لیتے اور واخ کہتے تو آپ کے منہ سے دھواں اٹھتا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ روتے اور کہتے کہ عمر سب کچھ کر سکتا ہے سوائے دھویں کے۔ اور اس کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خوف کی شدت نے آپ کا دل جلا دیا تھا اسی لئے آپ کے پاس بیٹھنے والے کو آپ سے بھنے ہوئے جگر کی مہک آتی تھی اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ان اسرار نبوت کے تحمل کی تاب نہ تھی جو آپ کی طرف ڈالے گئے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں اور اس سے سب سے زیادہ ڈرتا ہوں پس معرفت کاملہ معروف کے جلال و جمال کو کھول دیتی ہے۔ اور دونوں ہی بہت عظیم امر ہیں جن کے سامنے حدیں عاجز ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اسے ثابت قدم نہ رکھتا اور اس کی قوت نہ دیتا جسے ثابت قدم رکھنے کا ارادہ فرماتا

Marfat.com

ہے تو کوئی بھی ذرہ برابر جلال و جمال پر واقفیت حاصل نہ کر سکتا۔ جبکہ دونوں طرفوں کی انتہاء کو (جو کہ خلق کے لائق ہے) حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پایا چنانچہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ میرے سینے میں جو کچھ پلٹا گیا میں نے اسے ابوبکر کے سینے میں پلٹ دیا۔ اور اگر اسے جبریل علیہ السلام ابوبکر کے سینے میں پلٹتے تو برداشت نہ کر سکتے کیونکہ یہ ظاہری مماثلت والے کی طرف سے نہ ہوتا۔ لیکن جب اسے صدر نبوت علی "صاحبہا الصلوت والتسلیمات" میں ڈالا گیا جو کہ ظاہراً جنس بشریت سے ہے تو اس کے مماثل جسد صدیق میں سرایت کر گیا۔ اور اس کے واسطہ سے آپ نے اسے برداشت کرنے کی ہمت پائی اور اس کے باوجود آپ کا قلب جل گیا باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل فرمودہ کتاب میں آپ کے متعلق ذو باس شدید فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق فرمایا "قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید (الفتح آیت ۱۶)" ان پیچھے چھوڑے جانے والے عرب بدوؤں سے فرما دیجئے کہ عنقریب تمہیں ایسی قوم کی طرف دعوت دی جائے گی جو کہ سخت جنگ جو ہے اور آپ کی جنگ کی شدت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جب عرب مرتد ہو گئے تو آپ روئے زمین کے سب لوگوں کے خلاف جنگ کرنے کے پختہ ارادے سے اکیلے ہی تلوار بے نیام کئے کھڑے ہو گئے جبکہ آپ کے ساتھ کوئی دوسرا نہیں ہے کہ ان میں سے جو شدت اور شجاعت میں مشہور و معروف تھا اس کی عاجزی اور کمزوری حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں قدرت راسخہ کے قیام اور آپ کے ارادہ جنگ کے وقت اس کے صلح طلب کرنے کے وقت ظاہر ہو گئی۔ اور آپ نے اسے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو) فرمایا کہ میں تو تیری امداد کی امید کرتا تھا تو اپنی درماندگی لے کر میرے پاس آ گیا۔ اور یہ سب کچھ اسی جلال کا نتیجہ ہے جو کہ آپ کے سینے میں ڈالا گیا۔ پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا اور یہ اسی شجاعت کی عظمت ہے جس سے آپ نے زمین والوں کا مقابلہ کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گواہی دی جبکہ وہ اس میں قطعاً بے داغ ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام

Marfat.com

سے زیادہ بہادر ہیں۔ اگر یہ شجاعت نہ ہوتی تو (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے) زبردست صدمے اور عظیم حادثے کے وقت یہ نہ کہتے کہ وہ تو رسول ہیں جنہوں نے اپنا پیغام پہنچا دیا۔ اور یہ آپ کے سینے کی وسعت، علم کی کثرت اور فضیلت کے کمال کی وجہ سے ہے۔ اس لئے کہ آپ نے وہ اسرار نبویہ اور اخلاق ربانیہ برداشت کئے جنہیں آپ کے سوا اور کوئی انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول "ولا یاتل اولو الفضل منکم السعة" کا اشارہ اسی طرف ہے اور تجھ پر مخفی نہ رہے کہ جلال ایک قاہر بادشاہ ہے ہر صاحب قدرت پر غلبہ حاصل کرتا ہے اور اس کے تحمل سے ہر قوی کمزور پڑ جاتا ہے اور بادشاہ جمال کے سوا اس کے لشکر کوئی لوٹا سکتا ہے نہ اس کی تدبیر کو روک سکتا ہے پس یہ بیماری کے لئے بمنزلہ دوا کے ہے۔ اسی لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایسے خصائص سے نوازا گیا جو کسی اور نے نہیں پائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق فرمایا "لاتحزن ان اللہ معنا" باوجود یہ کہ اس کا فرمان ہے "ان اللہ لا یحب الفرحین" "بیشک اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ اور اصولیوں نے ذکر کیا ہے کہ کسی شے کا حکم دینا اس کی ضد سے روکنا ہے اور حزن کی ضد فرح ہے، تو گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابو بکر! میں نے تجھ غم سے روکا ہے پس غم نہ کر اور تجھے خوش ہونے کا حکم دیا ہے لہٰذا خوش ہو جا اور اگر یہ خصوصیت نہ ہوتی تو آپ امر خلافت کے ساتھ قائم رہ سکتے نہ اس وقت پامردی سے ثابت قدم رہ سکتے جبکہ دوسرے گھبرا گئے۔

اور یہی وہ حکمت ہے جس کی وجہ سے آپ کی اولاد اس جمال کو ظاہر کرتی ہے جس میں دیگر حضرات میں سے کوئی ان کا شریک نہیں کیونکہ ان میں ایک جبلی اور فطری شے ہے جس نے انہیں اس وقت ڈھانپ لیا جب یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پشت میں تھے حتیٰ کہ اگر کسی وقت اس سے باہر نکلنے کا ارادہ کریں تو خاصیت کی وجہ انہیں یہ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے تو ان پر صرف وہی اعتراض کرتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب عام ہو۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی مانگتے ہیں۔ اور میں نے اپنے شیخ استاذ محمد زین العابدین البکری کا مشاہدہ

Marfat.com

کیا جب آپ ۱۷۰ھ میں حج سے واپس ہوئے۔ آپ وادی سلمی میں اپنے خیمے میں فروکش تھے اور میں نے دیکھا کہ آپ کے سامنے بعض غلام بعض دوسروں پر تلواریں کھینچے ہوئے ہیں اور اس کے باوجود آپ مسکرا رہے ہیں اور فرمارہے ہیں "ولوشاء ربلك مافعلوه" اگر تیرا پرودگار چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو اس وقت مجھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد "لاتحزن ان الله معنا" یاد آیا۔ ہمارے شیخ استاد محمد البکری فرماتے ہیں کہ معیت حاصل ہے حتیٰ کہ لفظ میں بھی حاصل ہے۔ پس یوں کہا جاتا ہے صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خلیفہ رسول اللہ مہاجر مع رسول اللہ یعنی رسول پاک علیہ السلام کے ساتھی۔ آپ کے خلیفہ۔ آپ کی معیت میں ہجرت کرنے والے۔ پس معیت ہر حال میں شامل ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی معیت خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کلا ان معی ربی سیھدین" ہرگز نہیں۔ میرا پروردگار میرے ساتھ ہے مجھے راہ دے گا۔ پس معیت صرف آپ کو حاصل ہے نہ کہ آپ کے صاحب کو جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت آپ کو اور آپ کے صحابی کو حاصل ہے۔ اسے خمیسی نے ذکر کیا۔ اور یہاں معیت بمعنے حفاظت، امداد، دشمن پر غلبہ اور ظہور کلمہ کے معنوں میں ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی معیت علمیہ ہر موجود کے ساتھ متعلق ہے نیک ہو یا فاجر اور یہیں سے اس شخص کو جلد سزا ملنے کا سبب معلوم ہوتا جو کہ آل صدیق رضی اللہ عنہ کو تکلیف دیتا ہے اور اس کا اشارہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہوتا ہے۔ "ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا لهم عذاب الیم فی الدنیا والاخرة" جو لوگ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلانے کو پسند کرتے ہیں ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے کیونکہ یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بہتان طرازوں کے حادثہ کے دوران اتری۔

حضرت صدیق کا پیغام حضرت علی کے نام رضی اللہ عنہما

اور میں پسند کرتا ہوں کہ وہ پیغام ذکر کروں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔ تو میں کہتا ہوں کہ ابوالحسن علی بن الحسین بن ابراہیم

Marfat.com

بن راحل نے روایت کی فرمایا کہ ہمیں ابوالقاسم عبدالرحمٰن ابن موسیٰ الامدی نے بیان کیا۔ فرمایا کہ ہمیں شیخ جلیل ابوبکر عبداللہ بن الحسین بن عفان النوفلی نے بیان کیا۔ فرمایا ہمیں ابوعبداللہ محمد بن منصور بن عبدالتستر ی نے مکہ معظمہ میں (اللہ تعالیٰ اس کی نگہبانی فرمائے) ۳۹۴ھ میں بیان فرمایا۔ فرمایا ہمیں ابوحیان علی بن محمد التوحیدی البغدادی البرجندی نے شیر میں ۵۸۵ کے آخر میں بیان کیا۔ فرمایا کہ ایک رات ہم قاضی اجل احمد بن بشیر المروزی السامری یا العامری کے پاس بغداد میں شارع مازبان پر واقع دار ابی جشان میں باتیں کر رہے تھے کئی موضوعات پر باتیں ہوتی رہیں اللہ کی قسم ابوحامد بالغ النظر روایت میں ذمہ دار معاملہ فہم یا فرمایا کہ ہر فضا میں سانس لینے والے اور ہر آگ سے شعلہ لینے والے تھے پس سقیفہ بنی ساعدہ اور خلافت کے واقعہ کی بات چل نکلی۔ ہم میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے انداز میں گفتگو کی۔ کسی شے کی تعریض کی اور کسی فن کی طرف کھینچا تو اس نے کہا کیا تم میں سے کسی شخص کو خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وہ پیغام یاد ہے جو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور آپ کا جواب اور اس مناظرہ کے بعد آپ کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے کہا: واللہ ہمیں معلوم نہیں۔ فرمایا کہ یہ مخفی خزائن میں سے ہے اور میں نے جب سے اسے یاد کیا ہے صرف مھلبی ابومحمد کے دور وزارت میں اس کے لئے روایت کیا ازاں بعد اس نے مجھ سے خلوت میں اسے لکھ لیا اور کہا کہ روئے زمین پر اس سے زیادہ معقوق اور واضح رسالہ نہیں ہے۔ اور بیشک وہ علم وحکمت، فصاحت وفقاہت، بہترین سوچ دین اور انتہائی گہرائی پر دلالت کرتا ہے تو ابوبکر عبادانی نے کہا: اے قاضی صاحب! اگر آپ ہم پر پورا احسان کرتے ہوئے اس کی روایت فرمائیں تو ہم اسے سن لیں اور اسے آپ سے روایت کریں کیونکہ ہم مھلبی کی نسبت اسے زیادہ محفوظ کریں گے۔ اور ہمارا حق آپ پر زیادہ واجب ہے۔

قاضی صاحب نے بیان کرنا شروع کر دیا اور کہا کہ ہمیں مکہ معظمہ میں (اللہ تعالیٰ اس کی نگہبانی فرمائے) خزاعی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں ابی میسرہ نے خبر دی فرمایا۔

Marfat.com

کہ ہمیں محمد بن ثلیح نے بیان کیا یا ابن ملیح کہا۔ فرمایا کہ مجھے عیسیٰ بن دءاب نے بیان کیا فرمایا ہمیں صالح بن کیسان اور یزید بن رومان نے جو کہ عبدالملک بن مروان کا معلم تھا بیان کیا دونوں نے فرمایا کہ ہمیں ہشام بن عروہ نے اپنے باپ عروہ بن زبیر سے بیان کیا۔ فرمایا مجھے ابوالنفاخ مولیٰ ابی عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب مہاجرین اور انصار کے درمیان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فیصلہ ہو گیا اور آپ احترام و وقار کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے گرچہ آپ ہمیشہ اسی طرح رہے لیکن درمیان میں قدرے تشویش لاحق ہو گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا شر دور کر دیا۔ اس کی تنگی مٹادی اور خیر آسان فرمادی اس کا نقصان دور کر دیا۔ اور اس کا مکر مسترد ہو گیا۔ نفاق کی کمر ٹوٹ گئی اور اختلاف رفع دفع ہو گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے توقف، ذہنی اختلاف اور لیت ولعل کی خبر پہنچی اور آپ نے پسند نہ کیا کہ یہ حالت طول کھینچے۔ عداوت ظاہر ہو۔ اختلاف بڑھیں اور اس کی وجہ سے جاہل دھوکے باز یا حیلہ گر عقل مند یا کمزور دل جلد رام ہونے والے خوشامدی کو مداخلت کا موقعہ ملے۔ چنانچہ آپ نے مجھے بلایا میں آپ کے پاس تنہائی میں اس وقت حاضر ہوا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوا آپ کے پاس اور کوئی نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے لئے روشنی اور مددگار تھے جن کی رائے سے آپ روشنی حاصل کرتے اور ان کی زبان سے گفتگو کرتے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ اے ابوعبیدہ! آپ کی پیشانی کس قدر بابرکت اور آپ کے دونوں رخساروں کے مابین کس قدر خیر کا بیان ہے۔ اور قسم ہے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں محتاط مقام اور قابل رشک مرتبہ پر فائز تھے۔ واللہ عرفہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے بارے میں ہماری موجودگی میں بے پناہ ہجوم میں فرمایا کہ ابوعبیدہ اس امت کا امین ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے کئی دفعہ اسلام کو عزت بخشی۔ آپ کے ہاتھوں اس کے شگاف درست فرمائے۔ آپ ہمیشہ دین کی پناہ گاہ اور ایمان والوں کے لئے سایہ رحمت

Marfat.com

اپنے اہل وعیال کا سکون اور اپنے بھائیوں کے مددگار رہے ہیں۔

میں نے آپ کا ارادہ ایک ایسے امر کے لئے کیا ہے کہ اس کے مابعد خطرات کا ڈر ہے۔ اور اس کی اصلاح ایک نیک کام ہے اور آپ کے جانے اور مدد کرنے سے اگر اس کا زخم مندمل نہ ہوا اور آپ کے دم پھونک سے اس کا شعلہ نہ بجھا تو ناامیدی واقع ہوگی اور شدید خطرات کا سامنا ہوگا اور آپ کے بعد اس سے زیادہ تلخ اور گھمبیر۔ اور اس سے زیادہ مشکل اور پریشان کن صورت حال پیدا ہو جائے گی۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ آپ کی وجہ سے یہ کام مکمل ہو جائے اور آپ کے ہاتھوں اس کی شیرازہ بندی ہو جائے پس آپ نرمی اور بردباری اختیار کرتے ہوئے حوصلے سے کام کریں اور اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے رسول علیہ السلام کے لئے اور اس گروہ کے لئے خیر خواہی کریں دراں حالیکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی کسر نہ چھوڑیں نہ کسی تکلیف کو خاطر میں لائیں اور اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ آپ کا مددگار راہنما اور آپ کو بصیرت عطا فرمانے والا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اور اسی کی طاقت، قوت اور توفیق ہے۔

اے ابو عبیدہ! حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں اور ان کے لئے اپنا بازو جھکائے رکھیں اور ان کا مرتبہ اس عظیم ذات کے ہاں جو کل ہم سے جدا ہوئے ایک حقیقت ہے ان سے کہئے کہ سمندر غرق کرنے والی طغیانی سے دوچار ہے۔ خشکی میں پھوٹ پڑی ہے، فضا مکدر ہے، رات تاریک ہے آسمان حسین ہے زمین اجاڑ ہے چڑھنا محال، اترنا مشکل، حق نہایت شفیق و مہرباں، باطل دشمن سخت گیر، خود بینی شر کا قائد ہے کینہ ہلاکت کا جاسوس ہے اشارہ کنایہ کرنا فتنے کو ہوا دینا ہے۔ جدائی عداوت کے جراثیم پیدا کرتی ہے شیطان اپنے بائیں ہاتھ پر تکیہ لگائے ہوئے اور دائیں کے ساتھ جال پھیلائے ہوئے اپنے پیروکاروں کے لئے آغوش کھولے ہوئے اختلاف و انتشار کی انتظار کر رہا ہے اور پہلے اللہ تعالیٰ پھر اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پھر اس کے دین کے ساتھ عناد کرتے ہوئے امت کے مابین بغض و عداوت کے بیج بو رہا ہے فسق و فجور کا وسوسہ ڈالتا ہے۔

Marfat.com

دھوکا فریب کرتا ہے شر والوں کو آرزوئیں دلاتا ہے اپنے دوستوں کی طرف باطل اور جھوٹ کا القاء کرتا ہے جو کہ ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے اس کی عادت ہے۔ جب سے ماضی بعید میں رب کریم نے اسے ذلیل فرمایا ہے اس کا دستور ہے کہ اس سے وہی بچے گا جس نے حق کو مضبوطی سے تھاما باطل سے نگاہیں بند رکھیں اور دشمن دین کا سر پوری شدت اور کوشش کے ساتھ اور نفس کو اللہ تعالیٰ کی رضا میں اس کی ناراضگی سے بچ کر جھکاتے ہوئے کچلا۔

اب مفید گفتگو کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ خاموشی نے نقصان دیا ہے اور اس سے خطرات ہیں اللہ کی قسم ہے اس نے آپ کو ہدایت کی بات کی جس نے آپ کی گمشدہ چیز کو گھر پہنچا دیا۔ اور اس نے آپ سے صاف گوئی سے کام لیا جس نے آپ کے لئے اپنی دوستی کو آپ کو عتاب کر کے زندہ کیا۔ اور اس نے خیر کو پسند کیا جس نے آپ کی معیت میں باقی رہنے کا ارادہ کیا۔ یہ کیا ہے جس کا آپ کو نفس نے فریب دیا ہے؟ جسے آپ کا قلب دوا سمجھتا ہے جس پر آپ کی رائے جمی ہے، جس کے سامنے سے آپ نگاہیں چراتے ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ کو ناراضگی سرایت کر رہی ہے جس کے ساتھ آپ کا سانس پھول رہا ہے اور نظام تنفس بڑھ رہا ہے۔ اور آپ اپنی زبان سے نہیں کہتے؟۔

کیا فصاحت کے ساتھ بولنے کے بعد گونگا پن ہے۔ واضح بیان کرنے کے بعد چھپانا ہے؟ یا دین اسلام کے سوا کوئی اور دین یا اخلاق قرآن کے سوا کوئی اور خلق یا سیرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی اور سیرت ہے؟ کیا میرے جیسے کو بیماری سرایت کر جائے گی یا اُسے خشک سالی پھیل جائے گی۔ یا بادشاہ ہے جس پر فضا تنگ ہو جائے گی یا اس کی آنکھ میں چاند گرہن لگ جائے گا۔ یہ ذہنی تحفظ کے ساتھ پیچھے ہٹنا کیا ہے اور زبان سے گنگنانا کیا؟ آپ آزاد ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو ہمارا قبول کرنا۔ اللہ تعالیٰ کیطرف ہجرت کے لئے اور اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کے لئے ہمارا اپنے وطنوں، مالوں، اور اہل وعیال سے نکلنا آپ کو معلوم ہے جبکہ آپ

Marfat.com

اسوقت ابھی بچپنے اورنوعمری کی آغوش میں تھے نشیب وفراز سے بے خبر۔ آپ نہیں جانتے تھے کہ کس چیز کا ارادہ کیا جاتا ہے نہ ہی اپنی ضروریات کو حاصل کرسکتے تھے۔ سوائے اس لگن کے جس پر آپ اپنے اس مقصد کی طرف چلتے تھے جس کی طرف آپ کو پھیرا گیا۔ یہی آپ کا مطمع نظر تھا دراں حالانکہ آپ کی قدر ومنزلت غیر معروف تھی نہ آپ کی فضیلت کا انکار۔ جبکہ ہم اس دوران ایسے حالات کا سامنا کرتے رہے جو پہاڑوں کو زائل کر دیں ایسے خطرات برداشت کرتے رہے کہ پیشانیوں کو بوڑھا کر دیں ان کی گہرائیوں میں غوطہ زن اوران کی موجوں پر سوار رہے۔ ان کی ذلتیں اور سختیاں جھیلتے رہے کڑوے گھونٹ پیتے اور مناسب حالات سے استفادہ کرتے رہے ہم اس کی بنیاد مضبوط اور رابطے پختہ کرتے رہے۔ جبکہ آنکھیں حسد کے ساتھ دیکھتی تھیں۔ ناک تکبر سے برباد سینے غصے سے بڑھکتے۔ گردنیں فخر سے تنی ہوئیں۔ پلکوں میں مکروفریب کی تیز نگاہی اور زمین خوف سے کانپتی تھی۔ شام کے وقت صبح کی امید اور صبح کے وقت شام کی امید نہیں ہوتی تھی اور ہم اپنے امر اسلام کا دفاع موت کا گھونٹ پی کر ہی کر سکتے تھے اور کسی بھی مقصد تک تلخیاں برداشت کر کے ہی پہنچتے تھے۔ کسی محفل میں جاتے تو زندگی سے مایوس ہو کر اٹھتے تھے۔ ان سب حالات میں ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے والدین، ماموں، چچا کا مال، جائیداد، ہر قلیل وکثیر خوش دلی آنکھوں کی ٹھنڈک، سخاوت، عزائم کی پختگی عقلوں کی درستی چہروں کی مسکراہٹ اور زبانوں کی فصاحت کے ساتھ فدا کرتے تھے۔ یہ ان مخفی اسرار اور پوشیدہ اخبار کی طرف اشارہ ہے جن کا آپ کو استحضار نہیں۔ اور اگر آپ کا بچپنا نہ ہوتا تو آپ ان میں سے کسی چیز کا انکار نہ کرتے۔ اب کیا صورت حال ہے کہ آپ کا دل غمزدہ، آپ کا حال معلوم، آپ کا حصہ پورا، آپ کا غیب معلوم، آپ میں نفع موجود، صلاحیت پیش نظر، آپ کا امر سمجھا جا چکا ہے اور قلیل آپ میں کثیر ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو پختگی تک پہنچا دیا ہے۔ آپ کے لئے خیر کو پختہ اور پورا کر دیا ہے۔ آپ کی مراد آپ کے سامنے کر دی ہے۔ آپ کو فیروزمندی آپ کی آنکھوں کے سامنے دکھا دی ہے۔

Marfat.com

آپ جو سن رہے ہیں میں علم کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔ اپنے زمانے کا انتظار کیجئے اس کی طرف اپنے ارادے کو بلند کریں۔ اس شخص کے متعلق تجسس چھوڑ دیں کہ اگر غلطی کرے تو آپ کے لئے قوت کا باعث نہیں ہوگا اور اگر عطا کرے تو آپ ت جہ انہیں ہوگا معاملہ ادھورا ہے اور اس کے متعلق دلوں میں درد ہے۔ آپ اس امت کے لئے ایک نمونہ ہیں پس جھگڑے کا خواب نہ دیکھیں۔ اور اس کی سیف براں میں اس میں کجی پیدا نہ کریں اور اس کا میٹھا پانی ہے اسے کڑوا نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے اس امر (خلافت) کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے مجھے فرمایا: اے ابوبکر! یہ اس کے لئے جو اس سے بے رغبت ہو نہ کہ اس کے لئے جو اس کی خاطر لڑائی کرے۔ اور یہ اس کے لئے ہے جو اس سے اپنے آپ کو کمزور اور ناتواں سمجھتا ہے نہ اس کے جو اس کے لئے بڑا بنتا ہے اور یہ اس کے لئے ہے جو کہتا ہے کہ یہ تیرے لیے ہے نہ کہ اس کے لئے جو کہے کہ یہ میرے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے (سیّدہ رضی اللہ عنہا) کے رشتے کے متعلق مشورہ کیا۔ چند ایک قریشیوں کا ذکر آیا۔ میں نے عرض کی علی بن ابی طالب کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا ابھی وہ بالکل نوعمر ہے۔ میں نے عرض کی: کہ جب آپ کا دست کرم اس کی حفاظت اور آپ کی نگاہ کرم اس کی نگہبانی فرمائے گی تو دونوں کو برکت نصیب ہوگی اور ان پر نعمتوں کا نزول ہوگا۔ علاوہ ازیں میں نے آپ کی حمایت میں کئی ایک باتیں کیں اور سرکار علیہ السلام کو آپ کی طرف راغب کیا جب کہ مجھے اس بارے میں آپ کی طرف سے کسی حاجت کا علم نہیں تھا تو میں نے جو کچھ کہا اس وقت مجھے آپ جس طرح میرے لئے ہیں اس دور میں آپ کے لئے میں آپ سے بہتر تھا۔

اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کے متعلق آپ سے تعریضا (اشارۃ) فرمایا تھا تو آپ کے علاوہ کسی اور کے لئے اشارہ فرمایا ہوگا اور اگر آپ کے متعلق فرمایا تھا تو آپ کے غیر سے خاموش نہیں رہے ہوں گے۔ اور جب آپ کے دل میں کوئی چیز کھٹکتی ہے

Marfat.com

تو آپ کا فیصلہ پسند کیا جائے گا۔ صحیح بات سنی جائے گی اور حق کی اطاعت کی جائے گی۔ قسم بخدا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صورت میں واصل بحق ہوئے جبکہ آپ اس جماعت سے راضی تھے۔ اور اس کے متعلق پر حذر رہتے۔ آپ کو اس چیز سے تکلیف ہوتی جس سے اسے تکلیف ہوتی۔ اس چیز سے پریشان ہوئے جو اسے پریشان کرتی۔ اس سے خوش ہوتے جس سے اسے خوشی ہوتی۔ اسی سے راضی ہوتے جس سے امت راضی ہوتی اور اسے ناپسند ہوتی۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اصحاب۔ مل بیٹھنے والوں۔ عزیز و اقارب میں سے کسی کو نہ چھوڑا جسے کسی فضیلت کے ساتھ منفرد نہ کیا ہو۔ جسے کسی مرتبہ کے ساتھ مخصوص نہ کیا ہو جسے کسی خصوصی حالت سے نوازا نہ ہو کہ اگر امت اس کی بیعت پر جمع ہو جائے تو اس کے پاس اس کا انتظام، کفالت اور ضرورت کا سارا اہتمام ہوگا تاکہ امت حق پر قائم رہنے اور باطل سے بچنے پر مددگار ہو۔

کیا آپ گمان کر سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو بے کار منتشر، لڑتے جھگڑتے بے نصیب۔ فتنہ باطل میں مبتلا حق سے برگشتہ چھوڑ دیا؟ کہ کوئی منتظم نہ قائد، کوئی محافظ نہ پہرے دار، کوئی پلانے والا نہ بچانے والا، کوئی راہ دکھانے والا نہ حدی خواں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم آپ نے اپنے پروردگار کی طرف اشتیاق کا اظہار کیا نہ اس کے رضوان کی طرف چلنے کی دعا مانگی مگر اس وقت جب آپ نے روشنی کو عام۔ ہدایت کو واضح، ہلاکت اور تباہی کے مقامات کو پرامن اور درشت وسخت مہمات کو آسان کر دیا۔ اور آپ کی رحلت کے لحات اس وقت آئے جب آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے شرک کے دماغ کے پرخچے اڑا دیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نفاق کے تار و پود بکھیر دیئے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق فتنے کی ناک کاٹ دی۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے شیطان کی آنکھ میں تھوک دیا اور بھرپور انداز میں اپنے دہن اقدس اور دست کرم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کو کھلے عام بیان فرمایا۔

ازاں بعد یہ حضرات مہاجرین اور انصار آپ کے پاس اور آپ کے ساتھ ایک ہی گھر

Marfat.com

میں اور ایک ہی قطعہ زمین میں جمع ہیں۔ اگر یہ حضرات آپ کے لئے کھڑے ہو جائیں اور آپ کے لئے مجھے اس منصب سے ہٹانا چاہیں اور مجھے آپ کے متعلق حکم دیں تو میں اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دیتا ہوں اور آپ کے بارے میں ان کی رائے کی طرف پھر جاتا ہوں۔ اور اگر صورت حال دوسری ہو تو آپ بھی اس کار خیر میں داخل ہو جائیں جس میں اہل اسلام داخل ہوئے ہیں اور ان کی مصلحتوں پر مددگار۔ ان کی مشکلات کو کھولنے والے۔ ان کے بھولے بھٹکوں کو صحیح راستے پر چلانے والے اور ان کے کجرووں کو روکنے والے بنیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکی اور تقویٰ پر تعاون کا حکم دیا اور حق پر ایک دوسرے کی مدد کرنے پر ابھارا ہے۔ ہمیں چھوڑیئے تاکہ ہم اس دنیوی زندگی کو کینہ سے پاک سینوں کے ساتھ پورا کریں۔ اور ہم اللہ عزوجل کے حضور بغض و عناد سے پاک قلوب کے ساتھ حاضر ہوں۔ اس کے بعد (واضح رہے کہ) لوگ کمزور ہیں۔ ان کا ساتھ دیں ان پر مہربانی کریں اور ان کی خاطر نرم روی اختیار فرمائیں اور ہماری وجہ سے اپنے آپ کو غم میں نہ ڈالیں۔ کینہ کے پودے کو کٹا ہوا شر کے پرندے کو گرا ہوا اور کسی قیل وقال اور ملامت و بحث کے بغیر فتنے کا دروازہ بند رہنے دیں اور ہم جو کچھ کہتے ہیں اس پر اللہ وکیل ہے اور ہم جس حالت میں ہیں اللہ تعالیٰ اسے جانتا دیکھتا ہے۔

حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف جانے کے لئے اٹھنے لگا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے لئے دروازے کے پاس ذرا رکنا کیونکہ مجھے آپ سے ایک مفید بات کرنا ہے اسے سن کر جائیں۔ فرماتے ہیں کہ میں ٹھہر گیا مجھے نہیں معلوم کہ میرے بعد کیا کچھ ہوا۔ البتہ آپ مجھے دروازے پر چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملے۔ پس فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنا۔

حضرت عمر کا پیغام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام

کہ نیند خوابوں سے آلودہ۔ جھگڑا جنگ کا باعث اور خواہش لاجواب کرنے والی ہے اور ہم میں سے ہر کسی کا ایک مقام معلوم۔ حق مشہور یا مقسوم اور خبر ہے جو کہ ظاہر ہے یا چھپی

Marfat.com

ہوئی۔اور سب سے زیادہ دانا وہ ہے جو کہ بھاگے ہوئے کو الفت و محبت عطا کرے اور نرمی کرتے ہوئے دور کو قریب کرے۔ ہر کام کو اپنی ترازو پر تولے۔اور اپنی خبر کو اپنے ظاہر و آشکار کے ساتھ نہ ملائے اور اپنے عطیہ کو اپنی کمزوری کی جگہ متعین نہ کرے دینی طور پر ہو یا دنیوی طور پر۔ گمراہی ہو یا ہدایت اس پہچان میں کوئی خیر نہیں جس کو کچھ اجنبیت شامل ہو۔ اس عمل میں کوئی بہتری نہیں جو طاقت میں استعمال کیا جائے۔اور ہم اونٹ کی سرین اور دم کے درمیان کے پیوند والے چمڑے کی طرح نہیں ہیں ہر جلنے والا اپنی آگ میں جلتا ہے ہر راستہ اپنی منزل تک ہے،اور اس جماعت کی اس حد تک خاموشی عاجزی اور کمزوری کی وجہ سے نہیں نہ ہی ان کی گفتگو بست و کشاد کے لئے ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہر متکبر کی ناک کاٹ دی ہے ہر ظالم کی کمر توڑ دی ہے اور ہر کذاب کی زبان بند کر دی ہے۔اب حق کے بعد سوائے گمراہی کے کیا ہے؟اور عقل مند کے لئے روشن حق کا مشاہدہ کافی ہے۔

تو یہ بڑائی کیا ہے جو کہ آپ کے سر کے آشیانہ میں بسی ہے؟اور یہ غم و غصہ کیا ہے جو کہ آپ کے سانس میں پھیلا ہوا ہے؟یہ زہر کیا ہے جو کہ آپ کے پیٹ میں سرایت کر گیا؟ تنکا کیا ہے جس نے آپ کی آنکھ کی پتلی پر پردہ ڈال دیا اور آپ کی ناک کو برباد کر دیا؟یہ پاؤں کا ورم اور پائمالی کیسی جس سے آپ کی عاجزی اور طبعی اضمحلال پر دلالت ملتی ہے؟یہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے آپ بے پہچان ہو گئے ہیں اور اس کی بنا پر آپ نے بغض اور اجنبیت کو اس شدت کی وجہ سے جسے آپ بروئے کار لائے ہیں اور اس کی طرف تیزی سے چل رہے ہیں اختیار کر لیا ہے؟ تجربہ کار سکھایا نہیں جاتا اور پاک دامن کی حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے گفتگو کی ضرورت نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے جب کہ یہ امر مقید و محدود تھا۔اس میں کسی کو طمع تھی نہ طلب اور آپ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کوئی قول مشہور نہیں نہ ہی آپ کے بارے میں قرآن کریم نازل ہوا۔اور نہ ہی حضور علیہ السلام نے

Marfat.com

آپ کے متعلق حتمی فیصلہ دیا جبکہ ہم میں کسریٰ کی کسرویت اور قیصر کی قیصریت نہیں ہے اور یہ دونوں فارسی اور رومی ایسی قوم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کی پناہ ہمارے تیروں کا نشانہ ہمارے نیزوں کی آماجگاہ اور ہماری حکومت کے تابع کر دیا بلکہ ہم نبوت کے نور، رسالت کی روشنی، حکمت کے ثمرہ، رحمت کے بقیہ، نعمت کے عنوان اور تحفظ کے سایہ میں ہیں اس امت کے درمیان جو کہ حق وصداقت کے ساتھ ہدایت پانے والی اور ہر بست وکشاد کے وقت امن میں ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نفیس دل، مضبوط بازو، مددگار ہاتھ اور نگہبانی کرنے والی آنکھیں ہیں۔ کیا آپ ایسا کوئی گمان کر سکتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امت کا شیرازہ بکھیرتے اسے دھوکا دیتے اور ناجائز طریقے سے اس پر قبضہ جماتے ہوئے اس امر خلافت پر کود پڑے؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے امت کی عقلیں اکھاڑ پھینکیں اور اس کی آنکھیں ٹیڑھی کر دیں؟ اس کے عہد و پیمان اٹھا لئے اور اس کی عقلیں زائل کر دی ہیں؟ اس کے سینوں سے اس کی غیرت سلب کر لی اور اس کے جگروں سے ان کی پختگی کھینچ لی؟ اس کا نقصان کر دیا اور اسے اس کے اصل مقام سے ہٹا دیا؟ اس کی شرم وحیا کو دھچکا لگایا اور اس کے تول کو ماپ میں بدل دیا۔ اس کی بیداری کو نیند اور درستی کو خرابی میں تبدیل کر دیا؟

اگر ایسا ہے تو پھر تو ان کا جادو ظاہر اور مکر مضبوط ہے۔ ہرگز ایسا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کس سوار اور پیدل لشکر کیساتھ؟ کس نیزے اور بھالے کے ساتھ؟ کس قوت اور احسان کے ساتھ؟ کس طاقت اور توانائی کے ساتھ؟ کس ذخیرے اور تیاری کے ساتھ؟ کس امداد اور شدت کے ساتھ؟ کس قبیلے اور کنبے کے ساتھ؟ کس دست و بازو اور مدد کے ساتھ؟ اور کونسے اسلحہ اور فراخی کے ساتھ؟ البتہ آپ کے نزدیک وہ (ابوبکر صدیق) اس علامت کی بنا پر جو آپ نے ان کے لئے مقرر فرمائی ہے مضبوط محاذ اور عالی دربار والے ہو گئے ہیں نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے امت سے کنارہ کشی کی تو وہ ان کے غم میں نڈھال ہو گئی وہ اس کے لئے جھک گئے تو وہ ان سے وابستہ ہو گئی اس سے علیحدہ ہو گئے

Marfat.com

وہ آپ کی طرف مائل ہوئی۔ آپ نے اسے بچایا وہ آپ پر مجتمع ہوگئی۔ ایک عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا۔ ایک عظیم مقصد ہے جس تک اللہ تعالیٰ نے انہیں پہنچایا ہے ایک نعمت ہے جس کا حسن اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا۔ ایک احسان ہے جس کا شکران پر اللہ تعالیٰ نے واجب فرمایا اور ایک امت ہے جس کی طرف ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے نظر فرمائی ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کئی دفعہ ان پر خلافت کے گھیرا ڈالا جب کہ انہوں نے اس کے فتنوں کی وجہ سے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ اور نہ ہی اس کے وقت کے منتظر تھے اور اللہ تعالیٰ مخلوق کو زیادہ جانتا ہے۔ اپنے بندوں پر زیادہ مہربان ہے اور ان کے لئے وہ کچھ پسند فرماتا ہے جو ان کے لئے بہتر ہے۔

اور آپ ایسے مقام پر ہیں۔ کہ گھرانہ نبوت، معدن رسالت اور پناہ گاہ حکمت میں آپ کا مرتبہ ڈھکا چھپا نہیں۔ اور آپ کے پروردگار نے آپ کو جو علم عطا فرمایا ہے اس میں آپ کے حق کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن آپ کے لئے ایسا مزاحم ہے کہ اس کا کندھا آپ کے کندھے سے عظیم۔ اس کا قرب آپ کے قرب سے زیادہ موثر اس کے قوی آپ کے قوی سے زیادہ مضبوط۔ اس کی عمر آپ کی عمر سے بلند، سفید بال آپ کے سفید بالوں سے زیادہ ایسا پرہیزگار جس کی سیادت کی رگ قبل بعثت کے زمانہ میں موج زن۔ جسکی شاخ اسلام اور شریعت میں تروتازہ۔ اس کے لئے کئی مواقع حاصل، جہاں آپ کا موسم بہار کا مکان نہ موسم گرما کا، جانور نہ قربانی، کوئی اونٹ نہ اونٹنی اس کے اگلوں میں ذکر نہ پچھلوں میں ان مواقع پر آپ نے بازو ہلایا نہ انگلی۔ اور نہ وہاں آپ کا کوئی متبادل نہ حرکت۔

اگر آپ اپنی گفتگو میں اپنے آپ کو معذور سمجھتے ہیں تو ہمیں اس بارے میں معذور سمجھیں جو آپ نے دوسروں سے سنا۔ اور اگر آپ کے دل میں اس امر کے متعلق کوئی بات ہے تو آپ کو ایسی نئی صورت حال کا سامنا کرنا ہوگا۔ جو آپ کو پہلا بھلا دے گی۔ اور دوسروے سے غیر متوجہ کردے گی۔ اور اگر اس کے بارے میں عمل نہ ہوتا جس کے متعلق اور جس پر ہم نے اس کے ساتھ تعریض کی جو ہمارے دلوں میں ہے تو آپ خاموش نہ رہتے

Marfat.com

اور اپنی بعض حاجات کی طرف آپ بھی اسے دوست بنا لیتے۔ رہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو وہ ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مقدس کا دانہ آپ کی سوچ کا بندھن، آپ کے رازوں کا خزانہ آپ کے غم کا ٹھکانہ آپ کی رائے اور مشورہ میں آپ کے حکم کی قرارگاہ آپ کی ہتھیلی کا باطن اور آپ کی نگاہ کرم کا نشانہ رہے اور یہ سب کچھ حضرات مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کے آنے جانے والوں کے بالکل سامنے ہے اور ان کی شہرت کو اس پر دلیل کی ضرورت نہیں۔ اور میری عمر کی قسم آپ قرابت کے اعتبار سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں جبکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں قربت کے اعتبار سے زیادہ قریب اور شرف صحبت کے حوالے سے زیادہ پختہ ہیں۔ قرابت گوشت اور خون ہے جب کہ قرب جان اور روح ہے اور اس فرق کو اہل ایمان پہچانتے ہیں اسی لئے وہ سب ان کی طرف چل نکلے۔ اور آپ جب بھی کسی چیز میں شک کریں اس بات میں شک نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ کی حمایت کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ اور اس کی خوشنودی طاعت والوں کے لئے ہے تو آپ بھی اس اچھے عہد و پیمان میں داخل ہو جائیں جس میں مسلمان داخل ہو چکے کہ یہ آج آپکے لئے بہتر ہے اور کل کے لئے نفع بخش۔ اور آپ اپنے دل سے اسے نکال پھینکیں جو کہ آپ کے حلق میں معلق ہے اور اپنے سینے کا غصہ تھوک دیں کہ اگر مدت میں درازی اور وقت میں فراخی ہوئی تو آپ اسے خوشی ناخوشی کھاتے اور طوعا اور کرہا پیتے رہیں گے جبکہ آپ کی بات کا جواب دینے والا اس کے سوا کوئی نہیں ہوگا جو آپ کی سنے گا اور آپ کا کوئی پیروکار اس کے سوا نہیں ہوگا جسے آپ کے بارے میں طمع ہو گی۔ آپ کی کھال کھینچے گا۔ چہرہ نوچے گا۔ آپ کے معمولات پر عیب رکھے گا۔ آپ کی خدمت کے ساتھ اپنی جلن کا اظہار کرے گا۔ اس وقت ندامت سے آپ کے دانت بجیں گے اور آپ خون کے گھونٹ پئیں گے۔ پھر آپ اپنی بیت جانے والی عمر اور اپنی قوم کے گزرے ہوئے افراد کی وجہ سے افسوس کریں گے اس وقت آپ آرزو کریں گے کہ کاش وہ گھونٹ پی لیتے جس کا انکار کیا اور اسی حالت کی طرف لوٹ جائیں جسے آپ نے حقیر جانا

Marfat.com

اور ہمارے اور آپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے جو کہ پورا ہو کے رہے گا۔ ایک غیب ہے جسے وہ ظاہر فرمائے گا اور ایک انجام ہے جس کے نفع ونقصان کی امید ہے اور وہی وارث، لائق تعریف بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ناتوان اور مضمحل سا چلنے لگا۔ انتشار کے خطرے اور اُمت کے مستقبل کے بارے میں پریشان گویا میں دماغ کے بل چل رہا ہوں حتی کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ آپ کو میں نے تنہا بیٹھے ہوئے پایا۔ چنانچہ ساری گفتگو تفصیل سے بیان کر دی۔ اور یوں آپ تک پیغام پہنچا کر بری الذمہ ہو گیا۔ اور میں نے نرمی سے بات کی جب آپ نے پیغام سن لیا اور اسے یاد کر لیا اور اس کا اثر آپ کے اعضاء میں سرایت کر گیا تو آپ نے مثال بیان فرماتے ہوئے شعر پڑھا جو اس شخص کے متعلق پڑھا جاتا ہے جسے کوئی امر شدید پیش آئے اور وہ اس سے عہدہ برا ہونا چاہتا ہو۔

اس کا مغالطہ حل ہوا اور مشکل دور ہوگئی

پھر فرمایا اے ابو عبیدہ! کیا یہ سب کچھ اس قوم کے دلوں میں ہے سب اس پر پختہ ہیں؟ میں نے کہا: میرے پاس آپ کے لئے اس کا کوئی جواب نہیں ہے میں تو دین کا حق پورا کرنے والا ملت کے انقباض کو دور کرنے والا اور اس امر کے شگاف کو بند کرنے والا ہوں۔ جسے اللہ تعالیٰ میرے دل کی دھڑکن اور نفس کی گہرائی سے جانتا ہے۔

تاخیر بیعت کی وجہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم میرا اس گھر کے گوشے میں بیٹھ رہنا اختلاف کے قصد۔ نیکی کے انکار اور مسلمانوں پر کمند ڈالنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق نے مجھے ادھمویا کر دیا اور آپ کی جدائی کے غم نے نڈھال کر دیا۔ اور یہ اس لئے کہ آپ سے تشریف لے جانے کے بعد جہاں جاتا ہوں میرا غم تازہ اور صدمہ پھر سے نیا ہو جاتا ہے۔ اور آپ کے جا ملنے کا شوق مجھے اس کے علاوہ

Marfat.com

کسی امر کی طمع سے کافی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے عہد پر پابند بیٹھا اسے دیکھ رہا ہوں اور اس سے جو منتشر ہو چکا اسے اپنے عمل میں مخلص اور معاملات کو سپرد خدا کرنے والوں کے لئے تیار کیے گئے ثواب کی امید میں جمع کر رہا ہوں علاوہ ازیں مجھے نہیں معلوم کہ میرے خلاف کوئی محاذ تیار ہو رہا ہے نہ ہی میرے سابقہ حق کو کوئی روکنے والا ہے اور جب میری وجہ سے وادی کی آنکھیں ٹھنڈی اور میری وجہ سے مجلس میں جمعیت ہے تو ایسی چیز خوشگوار نہیں جو کسی مسلمان کو بری لگے اور دل میں گفتگو ہے اگر میری سابقہ بات اور گزشتہ عہد نہ ہوتا تو میں پورے طور پر اپنے جذبات کا اظہار کرتا اور اس کی گہرائی میں پوری صلاحیتوں سے اتر کر بات کرتا لیکن میں مہر بلب ہوں حتی کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں۔ اور مجھ پر نازل پریشانیوں پر اس کے حضور صبر کرتا ہوں۔ اور میں صبح آپ لوگوں کی جماعت میں حاضر آؤں گا اور آپ کے صاحب کی بیعت کروں گا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس امر کا فیصلہ فرمائے جو کہ ہو کر رہے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا گواہ ہے۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے پاس لوٹ کر آیا اور بڑی بڑی ساری باتیں کہہ ڈالیں اور کوئی شیریں اور تلخ بات نہ چھوڑی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صبح کے وقت مسجد میں آمد کا بھی ذکر کر دیا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور محفل میں سے ہوتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں جا بیٹھے اور آپ کی۔ بیعت کی کلمات خیر کہے۔ آپ کے اوصاف جمیلہ بیان کئے۔ کچھ دیر بیٹھے رہے پھر جانے کی اجازت طلب کی۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس جماعت میں آپ ہیں وہ (غلطی پر جمع ہونے سے) محفوظ و معصوم ہے۔ اور جس امت میں آپ ہیں اللہ تعالیٰ نے اس پر رحمت فرمائی ہے۔ آپ ہمارے معزز و محترم ہیں۔ آپ کی ناراضگی سے ہم اللہ تعالیٰ کا خوف کرتے ہیں اور آپ کی خوشنودی سے ہمیں اس کی رحمت کی امید ہے۔ اگر میں نے اس کا مشاہدہ نہ کیا ہوتا جسے آپ نے قبول کیا ہے تو آپ کو بلایا نہ جاتا۔ اور البتہ اللہ تعالیٰ نے آپ

Marfat.com

کی پشت سے وہ بوجھ اتار دیا جسکی وجہ سے میرے کولہے بوجھل ہیں۔ اور وہ کس قدر سعادت مند ہے جسے اللہ تعالیٰ کفایت کی نظر سے دیکھے اور نگہبانی کی آنکھ سے ملاحظہ فرمائے۔ ہم آپ کے ضرورت منداور آپ کی فضیلت کے معترف اور اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں۔

پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ چلنے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے اعزاز میں آپ کو وداع کرنے اور آپ کا ذہن معلوم کرنے کے لئے ساتھ چلے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تمہارے صاحب کی بیعت سے انہیں ناپسند کرتے ہوئے نہیں بیٹھا رہا نہ ہی ان سے ڈر کر آیا ہوں اور میں جو کچھ کہتا ہوں کسی علت کی وجہ سے نہیں کہتا کیونکہ مجھے اپنی نگاہ کی حد۔ اپنے قدم کی آماجگاہ اپنی کمان کے تیر اور اپنے تیر کا نشانہ معلوم ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تکذیب سے بچتے ہوئے اور ان کی معذرت کو باطل قرار نہ دیتے ہوئے فرمایا: اے ابوالحسن! اپنی علیحدگی سے صرف نظر کریں۔ اپنے راز کو قائم رکھیں عصا کو اس کی چھال میں اور ڈول کو اس کی رسی کے ساتھ رہنے دیں یعنی اختلاف سے پرہیز اور اتفاق برقرار رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ آگے پیچھے اس کا محافظ ہے۔ اگر ہم عیب جوئی کریں تو انتشار کی آگ بھڑکے گی۔ بال کی کھال اتاریں گے تو خونریزی ہوگی۔ اور اگر ہم خیر خواہی کریں گے تو بڑھیں پھولیں گے۔

اور میں نے آپ کا وہ شعر بھی سنا جو کہ ایک غم آلود سینے سے صادر ہوا۔ اگر میں چاہتا تو میں آپ کی بات پر ایسی بات کرتا کہ آپ اسے سن کر اپنے کہے پر نادم ہوتے آپ نے گمان کیا کہ آپ اپنے گھر کے گوشہ میں اسے لئے بیٹھے رہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی نے نڈھال کر دیا کیا اکے لئے آپ کو ہی نڈھال کیا اور آپ کے سوا کسی پر اثر نہیں ہوا؟ بلکہ آپ کی جدائی کا صدمہ اس سے کہیں بڑا اور زبردست ہے اور اس صدمہ کا حق یہ ہے کہ جماعت کے اتحاد کو کوئی بات کر کے پارہ پارہ نہ کیا جائے جو اس وقت کسمپرسی کی حالت میں ہے۔ اور اس کے اچھوں کی عیب جوئی نہ کی جائے جس کی نتیجے میں شیطان کے

Marfat.com

مکروفریب کا خطرہ باقی رہے۔ اور ہمارے اردگرد یہ عرب ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم اگر دن کے آغاز میں ہماری عداوت پر جمع ہو جائیں تو ہم اس کی شام کی طرف نہیں جھانک سکتے۔

اور آپ کا گمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا ملنے کا شوق کسی اور چیز کی طمع سے کافی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف شوق یہ ہے کہ آپ کے دین کی مدد اور اس بارے میں اولیاء اللہ کی پشت پناہی ان کی امداد کی جائے۔ اور آپ نے گمان کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے عہد پر پابند بیٹھے ہیں۔ اس سے جو کچھ علیحدہ ہو گیا اسے جمع فرما رہے ہیں تو اس کے عہد پر پابندی اس کی خلق پر مہربانی۔ اس کے بندوں کی خیر خواہی اور ان توانائیوں کو خرچ کرنا ہے جن کی وجہ سے ان کی اصلاح ہو اور وہ اس کی طرف ہدایت پائیں۔ اور آپ نے گمان کیا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے خلاف کوئی محاذ تیار ہو رہا ہے۔ اور آپ کے خلاف کونسا محاذ تیار ہوا۔ اور کونسا حق آپ سے چھپایا گیا۔ جبکہ آپ کو وہ سب کچھ معلوم ہے جو کل شام حضرات انصار نے چھپ کر اور علی الاعلان کہا۔ اور ظاہر و باطن میں پلٹے کھائے۔ کیا انہوں نے آپ کا نام لیا۔ آپ کی طرف اشارہ کیا یا آپ نے ان کی مرضی پائی؟ اور یہ مہاجرین ہیں ان میں سے کس نے اپنی زبان سے کہا یا انگلی یا آنکھ سے اشارہ کیا یا اس کے دل میں کھٹکا ہو کہ آپ ہی وہ شخصیت ہیں جو اس امر خلافت کے لائق ہے؟ کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ آپ کی وجہ سے لوگ گمراہ یا کافر ہو گئے یا انہوں نے آپ کی رغبت کی یا آپ سے دشمنی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کو بیچ ڈالا۔ خدا کی قسم میرے پاس عقیل بن زیاد الخزرجی آیا اور اس کے ساتھ سرخس بن یعقوب خزرجی بھی تھا اور دونوں نے کہا کہ علی امامت کی انتظار میں ہیں اور اپنے کو سب سے زیادہ مستحق سمجھتے ہیں اور جو بھی سند خلافت پر بیٹھے اس کا انکار کرتے ہیں لیکن میں نے ان کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ اور میں نے ان کی یہ بات بھی ان کے منہ پر دے ماری جو انہوں نے یہ کہا کہ علی وحی کے انتظار میں ہے اور فرشتے سے مناجات کے درپے ہے۔ میں نے کہا کہ یہ ایک ایسا امر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لپیٹ دیا ہے۔ کیا

Marfat.com

یہ امر آسانی سے کھلنے والی گرہ کے ساتھ وابستہ یا گنجائش کی اطراف کے ساتھ بندھا تھا جن کا ازار بند کی گرہ کی طرح کھولنا آسان ہے؟ ہرگز نہیں اللہ کی قسم عنایت خداوندی شامل حال ہے۔ اور شجرہ اسلام قد آور ہے۔ بحمد اللہ ہر لکنت فصاحت میں بدل چکی ہے اور ہر مسئلہ بے غبار ہے۔

اور یہ کہنا بھی آپ کی عجیب شان ہے کہ اگر میری سابقہ بات اور گزشتہ عہد و پیمان نہ ہوتا تو میں پوری طرح غصے کے جذبات کا اظہار کرتا کیا کسی کے لئے دین اسلام نے اپنے ماننے والوں پر اپنے ہاتھ اور زبان سے غصہ نکالنے کا حق چھوڑا ہے؟ یہ جاہلیت ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے زبان کاٹ دی ہے اس کے جڑ توڑے کو اکھاڑ پھینکا ہے اس کی رات کو لپیٹ دیا ہے۔ اس کے سیلاب کو زیر زمین کر دیا ہے اور اس کے بدلے رحمت خوشبودار ماحول، رضا مندی اور رضوان عطا فرمائے۔ آپ کا گمان ہے کہ آپ خاموش ہیں۔ میری عمر کی قسم جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اسے پسند فرماتا ہے۔ اور جس نے اس کی رضا کو پسند کیا اور اس کے ہاں کی نعمت کو طلب کیا وہ اپنی زبان کو روک لیتا ہے اور منہ بند رکھتا ہے اور اپنی کوشش اس کے علاوہ دیگر اچھائیوں میں صرف کرتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوحفص! ذرا مہلت دیجئے اللہ کی قسم میں نے جو کچھ کہا اور جو کچھ کوشش کی کسی مصیبت اور سختی کے ارادے سے نہیں اور جس چیز کا میں نے اقرار کیا اس سے پھر جانے کے خواہش سے نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں لوگوں میں سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والا وہ شخص ہے جس نے پھوٹ ڈالنے کو پسند کیا اور اندرون خانہ منافقت کی اور ہر حادثے میں اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہی سکون حاصل ہوتا ہے۔ اور تمام حوادث میں اسی پر بھروسہ ہے۔ اے ابوحفص! آپ اپنی محفل کی طرف مطمئن دل۔ ٹھنڈے جذبات اور وسعت قلبی کے ساتھ واپس چلے جائیں۔ آپ نے جو سنا اور کہا اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی مدد اور احسن توفیق سے صرف اور صرف ایسی صورت حال ہے جو کہ پست کو مضبوط کرے بوجھ اتارے ثقل دور کرے۔ الفت جمع کرے مصیبت رفع کرے اور نزدیکی

Marfat.com

پیدا کرے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ واپس مڑ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کے بعد سب سے مشکل مقام جو کہ میری پیشانی پر گزرا۔ انتھی

حکایت:

اور بعض کتابوں میں یہ حکایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں جب ہجرت کی اور اپنے اہل وعیال کو مکہ معظمہ (اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے) میں چھوڑ گئے۔ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ آئے اور اپنے بیٹے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے اور ان کی دو صاحبزادیوں حضرت اسماء اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تمہارے لئے کیا چھوڑ گیا ہے؟ دونوں نے چھوٹے چھوٹے پتھر لے کر ہانڈی میں ڈالے اور اسے ڈھانپ دیا اور اپنے دادا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اس پر رکھا اور کہا کہ ہمارے لئے یہ چھوڑ گئے ہیں۔ دادا نے سمجھا کہ وہ دنیا کا مال ہے پس کہنے لگے اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے اپنے بیٹے ابوبکر کے متعلق گمان نہ تھا کہ اپنی اولاد کو دنیا کے لئے چھوڑ جائے گا۔ اور رونے لگے تو دونوں نے کہا کہ آپ خوش رہیں اللہ تعالیٰ کی قسم والد محترم ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ بھی چھوڑ کر نہیں گئے۔ پس حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔

مجھے ہمارے شیخ استاذ محمد زین العابدین البکری (اللہ تعالیٰ ہم پر ان کے فیوض وبرکات کی مہک افاضہ فرمائے) نے بیان کیا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک محفل میں خاموش بیٹھے تھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: موت ایک دروازہ ہے اور سب لوگوں کو اس میں داخل ہونا ہے۔ اے کاش مجھے پتہ چلتا کہ دروازے کے بعد گھر کیسا ہے؟ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے مخاطب!

اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق عمل کرے گا تو گھر نعمتوں کا گھر ہے اور اگر خلاف

Marfat.com

کرے گا تو آگ ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ دو مقام ہیں ایک شخص کے لئے ان دونوں کے سوا کچھ نہیں۔ اے مخاطب! ان دونوں میں سے اپنے لئے جو پسند کرتا ہے، کر لے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: بندگان خدا کے لئے فردوس کے علاوہ کوئی منزل نہیں اور اگر اس سے کوئی لغزش ہو جائے تو پروردگار بخشنے والا ہے۔

اور ہمیں عالم امت ہمارے شیخ الفیشی سے ان کی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت کی گئی کہ میں اور ابوبکر ایک ہی طینت سے بنائے گئے ہیں۔

اور میں نے صوفیہ کے استاذ ہمارے شیخ سیف الدین السلمی رحمۃ اللہ علیہ کو سنا کہ فرما رہے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض میں مبتلا ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی زیارت کو آئے جب آپ کو بیمار دیکھا تو سخت افسوس کی وجہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے جب نبی پاک علیہ السلام شفایاب ہوئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھنے آئے تو سرکار علیہ السلام کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوئے کہ شفایاب ہو گئے اور یہ شعر پڑھے: محبوب بیمار ہوا تو میں نے اس کی زیارت کی تو غم کی وجہ سے میں بیمار ہو گیا۔ محبوب کو شفا ہوئی وہ مجھے دیکھنے آیا تو اسے دیکھ کر مجھے شفاء ہو گئی۔

اور ہمیں یہ روایت پہنچی کہ کوئی دن نہیں گزرتا تھا جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر ایک مرتبہ نہ آئیں۔ صبح یا شام۔ اور جب ہجرت کا حکم ہوا تو آپ ایک دن میں دو مرتبہ تشریف لائے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا کوئی نیا حکم صادر ہوا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مجھے ہجرت کا حکم دیا گیا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس مقصد کے لئے دو اونٹنیاں تیار کر رکھی تھیں ایک اپنے لئے اور ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے۔

اور ہمیں روایت پہنچی کہ جب بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام سے مشورہ طلب فرماتے اور ان کی آراء مختلف ہوتیں۔ وہ ایک چیز کا مشورہ دیتے جبکہ ابوبکر صدیق

Marfat.com

رضی اللہ عنہ دوسری چیز کے متعلق مشورہ دیتے تو حضور علیہ السلام ابوبکر کی رائے پر عمل فرماتے جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے فدیہ کے بارے میں ہوا۔ اور صحیح یہی تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کے سیاق میں فرمایا "فکلوا مما غنتمم حلالا طیبا" یعنی مال غنیمت میں سے کھاؤ جو کہ حلال پاک ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے غنیمت کا نام دیا۔ اسے حلال فرمایا اور اسے طیب قرار دیا تو اس کی رائے دینا صحیح ہے۔

اور ہمیں روایت پہنچی کہ جب اہل مکہ نے سہیل بن عمیر کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے عہد کی تجدید کے لئے بھیجا تو اس نے وہ کچھ لکھا جو کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی آرزو کے خلاف تھا اور آپ نے تنگی محسوس کی۔ چنانچہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا: اے ابوبکر! کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ فرمایا بالکل ہم حق پر اور دشمن باطل پر ہے۔ کہا پھر ہم اپنے دین کے بارے میں یہ عیب دار شرط کیوں آنے دیں؟ فرمایا اے عمر! حضور علیہ السلام خواہش سے بات نہیں فرماتے وہ تو صرف وحی خداوندی ہے جو آپ کی طرف کی جاتی ہے حضرت عمر کہنے لگے اے ابوبکر! آپ نے مشکل حل کر دی اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات حل فرمائے اور یہی صورت حال اس وقت پیش آئی جب حدیبیہ کے سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے کفار نے روک دیا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے: اے ابوبکر! کیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں تھا کہ ہم مکہ میں داخل ہوں گے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ سرکار علیہ السلام نے اسی سال کے بارے میں فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے مشکل حل کر دی اللہ تعالیٰ آپ کی مشکل حل کرے۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ حدیث وارد ہے کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا اور اس کے باوجود وہ حضرت ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی تھے۔ آپ کی رائے سے روشنی حاصل کرتے اور آپ کے فعل کی اقتداء کرتے۔ کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ ان کی رائے کا تو حضور علیہ اسلام بھی احترام فرماتے تھے۔ اور وہ

Marfat.com

یہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابوبکر کی رائے کے احترام کا حکم دیا ہے۔ تو عمر کے لئے ان کی تقلید اور اتباع واجب ہو گئی۔ اور ہمیں یہ حدیث پہنچی کہ میں ابوبکر کے ساتھ ایسے بھیجا گیا ہوں جیسے دوڑ کے دو گھوڑے۔ ہم دوڑے اور میں اس سے آگے نکل گیا تو اس نے میری پیروی کی اور اگر وہ مجھ سے آگے نکل جاتا تو میں اس کی پیروی کرتا۔

(قدرت کے ارادہ ازلی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت ثابت تھی جسے یہاں آگے نکل جانے سے تعبیر فرمایا۔ جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نبوت کے سوا تمام مدارج روحانیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی بدولت موجود ہیں۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

ثانویت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اور تو ظاہر میں دیکھتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے تھے اور آپ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے ہجرت میں دوسرے۔ واقعہ اسراء پر ایمان لانے میں دوسرے۔ میلاد میں دوسرے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت پیر جبکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یوم ولادت منگل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ کو جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تیرھویں تاریخ کو پیدا ہوئے۔ حکم اسلام پر پابندی میں دوسرے اور آپ کے بعد خلیفہ اور مزار میں دوسرے ہیں۔ اور قرآن کریم کے کتنے اسرار ہیں جن میں آپ ثانی اثنین ہیں۔ اسی لئے آپ کے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ازلی اشارات ہوتے جنہیں ان دونوں کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے فرماتے: اے ابوبکر کیا جانتے ہو فلاں دن کہ دن نہیں؟ اور تبسم فرماتے تو عرض کرتے: ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور اس کا معنی یہ ہے کہ کیا تجھے معلوم ہے جب ایام کی تخلیق سے پہلے ایسا ایسا ہوا۔ تو بارگاہ نبوت علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات میں آپ کی صحبت ازلی ہے۔

Marfat.com

اور ہمیں روایت پہنچی کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قاب قوسین او ادنٰی تھے آپ کو تنہائی محسوس ہوئی تو آپ نے دربار خداوندی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو قلب پاک کو اطمینان اور اپنے ساتھی کی آواز سے انس حاصل ہوا۔ اور یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک منفرد کرامت ہے۔

واصلح لی فی ذریتی کی باقی بحث

ہم اللہ تعالٰی کے قول واصلح لی فی ذریتی کی طرف لوٹتے ہیں۔ پہلے گزر چکا کہ جار اور مجرور (یعنی لی) کو مقدم کرنا خصوصیت کا فائدہ دیتا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ میرے لئے میری اولاد کی ایسی اصلاح فرما جو کہ میرے لائق ہو کہ میری آل کے بارے میں مجھے راضی اور میری آنکھوں کو ٹھنڈا کرے اور اللہ تعالٰی نے آپ سے رضا کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ فرمایا ولسوف یرضٰی یعنی عنقریب راضی ہو جائے گا۔

آل صدیق کی دارین میں سعادت کی قرآنی دلیل

اور بعض نحویوں نے کہا ہے کہ قرآن پاک سے آل صدیق کے لئے دارین کی سعادت کی دلیل ملتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی نے قرآن پاک میں فرمایا "وسنیسرہ للیسرٰی" یعنی ہم اس کے لئے آسان راہ آسان کردیں گے۔ اور سین کا معنی ہے عنقریب مشکل حل ہو جائے گی۔ نیز فرمایا ولسوف یرضی ۔ اور وہ ضرور راضی ہوگا اور سوف طویل مدت کی ڈھیل کے لئے ہے۔ پس آسانی دنیا کے لئے ہے اکور رضا آخرت کے لئے اور یہ اچھا استدلال ہے۔

نکتہ ادبیہ

اللہ تعالٰی نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا "فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنٰی فسنیسرہ للیسرٰی" یعنی جس نے راہِ خدا میں مال دیا اور اُس سے ڈرتا رہا اور اچھی بات یک تصدیق کی تو ہم اس کے لئے آسان راہ آسان کردیں

Marfat.com

گے۔ جبکہ آپ کے غیر کے بارے میں فرمایا: واما من بخل واسغتنی وکذب بالحسنیٰ فسنیسّرہ للعسریٰ ''یعنی جس نے بخل کیا اور لاپرواہی کی اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اس کے مشکل راہ آسان کر دیں گے۔ تو اس میں علم بدیعی کی اصطلاح کے مطابق طباق بدیعی ہے۔ اور وہ اس میں تاویل کے مطابق پانچ کے مقابلے میں پانچ ہیں اور علم بدیع کے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ پانچ سے زائد نہیں ہوتا۔ اور اس نے متنبّی کے قول سے استدلال کیا ہے اور ہم

ازورھم وظلام اللیل لشفیع لی

وانثنی وضیاء الصبح یغری بی

تو یہاں پانچ کو پانچ کے مقابلے میں لایا گیا ہمارے شیخ علامہ یٰس الشامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پانچ پر اضافہ ممکن ہے اور اس کے وجود کی نفی نہیں کر سکتے۔ اور علامہ شامی کے قول کے مطابق میں نے صفدی کے لامیۃ العجم کی شرح میں پانچ سے زیادہ بھی دیکھا ہے فرمایا کہ جب امیر علی روذ باری سے میدان عرفات میں بعض افاضل کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

علی راس عبدتاج عزیزینه

وفی رجل حرقید ذل یشینه

تو اس نے ارتجالا جواب دیا۔

تسر کثیبا مکر مات تعزہ

وتبکی کریما حادثات تھنیه

شارح نے کہا کہ یہ بظاہر انتہائی مطابقت ہے لیکن غور کرنے والے پر واضح ہے کہ یہ دو وجہوں سے ناقص ہے۔ پہلی وجہ چھ کا مقابلہ چھ سے تاویل کے بغیر کیا۔ دوسری وجہ چار کا مقابلہ چار کے ساتھ تاویل کے ساتھ کیا۔ کیونکہ سرور کے مقابل حزن ہے لیکن حزن سے رونا پیدا ہوتا ہے اس لئے اسے اس کے قائم مقام قرار دیا۔ اور تاویل بلاغت کے مرتبہ کو گرا دیتی

Marfat.com

ہے۔ جبکہ قرآن کریم میں حسن اور احسن ہے۔ اور تو دیکھ رہا ہے کہ اس کا مقام کس قدر ہوگا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ اس نے مال عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور اچھی بات کی تصدیق کی اور اس کے ساتھ آسانی اور رضا کا وعدہ فرمایا اس میں وہی جھگڑا کرے گا جس کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے اندھا۔ اس کے دل کو بے نور اور جسے علم کے باوجود گمراہ فرما دیا۔

تنبیہہ:

اور حرف کا علم رکھنے والوں میں سے بعض نے فرمایا ہے کہ آل صدیق کے ناموس کے دوام اور اس کی عزت کے دنیا کے خاتمے تک قائم رہنے کی دلیل اللہ تعالیٰ کے قول ''فی ذریتی'' کی رمز سے ملتی ہے کیونکہ جمل کبیر کے مطابق اس کی گنتی ۱۴۱۰ ہے۔ اور اسے دنیا کے مکمل ہونے کی مدت گمان کیا جاتا ہے جیسا کہ ان کے بعض نے اسے ذکر فرمایا پس یہ حضرات رہتی دنیا تک عزت اور سیادت کے ساتھ غالب رہیں گے اور اس مدت کا استنباط اہل تحقیق کے معتمد عالم دین مصطفیٰ لطف اللہ الرزنامجی نے دیوان مصری میں اللہ تعالیٰ کے قول ''لا یلبثون خلافلك الا قلیلا'' سے فرمایا ہے آپ کے الفاظ یہ ہیں کہ جب ہم تکرار سے آنے والے حروف کو گرادیں تو باقی یہ گیارہ حرف رہ جائیں گے (ل ای ب ث و ن خ ف ک ق) جن کی گنتی جمل کبیر کی رو سے ۱۳۹۹ بنتی ہے۔ ان پر حروف کے عدد زیادہ کرتے ہیں جو کہ گیارہ ہیں تو مجموعی طور پر ۱۴۱۰ بنتے ہیں اور یہ ذریتی کے مطابق ہیں۔

اور میں نے سر برآوردہ علماء کے سرخیل ہمارے شیخ یوسف الفیشی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ محمد البکری یعنی الکبیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہمارے پیچھے ایک ہی سجادہ پر بیٹھتے ہیں (فیہ مافیہ)۔ اور اس سے اس استنباط کی تصحیح کی تقویت ملتی ہے۔

استاذ بکری نے فرمایا کہ ان میں سے ہر زمانے میں ایک سردار ہوتا ہے جس کی حق کے ساتھ تائید کی جاتی ہے جو کہ شک کو مٹانے والا ہوتا ہے۔

Marfat.com

نسب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا احترام

ہمیں روایت پہنچی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہوئیں اور کہنے لگیں: اے فاطمہ! اپنے والد بزرگوار سے عرض کریں کہ آپ کی ازواج ابن بی قحافہ کی بیٹی کے متعلق آپ کی خدمت میں عدل کی درخواست کرتی ہیں۔ چنانچہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا پچھلے پہر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں جبکہ آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے آپ دروازے پر کھڑی ہوگئیں اور امہات المومنین کا مطالبہ دو مرتبہ دہرایا لیکن آپ خاموش رہے اور تیسری مرتبہ فرمایا: اے فاطمہ! جسے مجھ سے محبت ہے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرے۔ آپ لوٹ آئیں۔ ازواج مطہرات نے فرمایا کہ تو نے ہمارے متعلق کچھ بھی نہیں کیا۔ پس سب مل کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بارگاہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مرتبے کے اعتبار سے وہ میرے برابر تھیں۔ اور میں نے زینب سے زیادہ خوف خدا رکھنے اور صلہ رحمی کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

انہوں نے زینب سے کہا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ابن ابی قحافہ کی بیٹی کے متعلق عدل کی درخواست کرو۔ چنانچہ انہوں نے جا کر اور دروازے پر کھڑے ہوکر یہ مطالبہ خدمت عالیہ میں پیش کر دیا۔ جبکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے تیسری مرتبہ فرمایا: اے زینب: ان میں کوئی ایسی خاتون ہے جس کا باپ ابوبکر ہو۔

خلفائے راشدین جنتی ہیں

جلال نے اپنی جامع میں روایت کی میرے بعد کا متولی جنتی ہے اور جو اس کے بعد متولی ہوگا جنتی ہے اور تیسرا اور چوتھا جنتی ہے۔

Marfat.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی توبہ

ابن عساکر نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے رویت کی کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ''انی تبت الیك'' توبہ کے کئی اطلاق ہیں۔ کفر سے توبہ، گناہوں سے توبہ، نیکیاں دیکھنے سے توبہ، اور ماسوی اللہ سے توبہ۔ رہی کفر سے توبہ اس سے پہلے قسطلانی کی شرح بخاری میں یہ قول نقل کیا جاچکا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کسی بت کو کبھی سجدہ نہیں کیا۔ رہی گناہوں سے توبہ تو آپ گناہوں سے محفوظ ہیں۔ رہی نیکیوں کو دیکھنے اور ان پر اعتماد کرنے سے توبہ تو آپ کا مقام اس سے کہیں بلند ہے۔ رہی نفس کو دیکھنے سے توبہ تو بعید نہیں کہ آپ کی توبہ اسی قسم کی ہو جو کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرح ہے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے صادر ہوا کہ ''فانهم عدولی الارب العالمین'' اور یہ مجتہد مطلق ابوالحسن البکری کے قول کے معنی میں ہو'' واستغفر اللہ مماسوی اللہ''۔

رہا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ''لقد تاب اللہ علی النبی والمهاجرین والانصار'' (اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام۔ مہاجرین اور انصار پر رحمت سے توجہ فرمائی) تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد والوں کی توبہ ان کے مرتبہ ومقام کے لائق ہوگی۔ رہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب توبہ تو اس کا معنی آپ کا ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف بلند ہونا ہے۔ اور ہر مقام اپنے سے اونچے مقام کے اعتبار سے کوتاہی ہے۔ اور کمالات الٰہیہ لامتناہی ہیں۔ اور کامل کمالات کو قبول کرتا ہے جیسا کہ ہمارے شیخ حافظ السنۃ الشیخ محمد بابلی نے اس کی تقریر فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول ''لیغفرلك اللہ ماتقدم من ذنبك وماتاخر'' جیسے اقوال میں یونہی کیا جائے گا۔

استطراد:

میں نے اپنے شیخ استاذ محمد زین العابدین البکری کو فرماتے ہوئے سنا کہ شب معراج جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور جبرئیل علیہ السلام آپ سے جدا ہوگئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جبریل: کیا دوست اپنے دوست سے

Marfat.com

ایسے مقام پر جدائی اختیار کرتا ہے؟ تو جبرئیل نے عرض کی: آپ جب آگے بڑھیں گے تو حجابات کو چیر کر آگے گزر جائیں گے لیکن جب میں آگے بڑھوں گا تو جل جاؤں گا ہم میں سے ہر ایک کا مرتبہ معین ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے مانوس ہونا آپ کے شایان شان نہ ٹھہرایا گیا کہ حسنات الابرار سیئات المقربین۔ اور غزوہ بدر کے دن مشرکین پوری زیب وزینت اور تیاری کے ساتھ گروہ در گروہ آئے جبکہ اہل اسلام انتہائی بیکسی میں تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرنے لگے یا اللہ! اگر یہ جماعت ختم کر دی گئی تو پھر زمین میں تیری عبادت کبھی نہیں کی جائے گی۔ تو اسے بھی آپ کے شایان قرار نہ دیا گیا۔ گویا رب العزت فرماتا ہے۔ کہ عین ممکن کہ اگر یہ شہید کر دیئے گئے تو میں نئی مخلوق لے آؤں جو میری عبادت کریں اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر'' اور یہ اچھی کلام ہے اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

استنباط:

اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیك'' سے دلیل ملتی ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنی حاجت پیش کرنا چاہے تو اس سے پہلے کوئی عمل صالح کرے جیسے دونفل یا صدقہ یا توبہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے تو اس کی دعا قبول ہوگی جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنے احسان کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ''اولئك الذین نتقبل عنهم احسن ما عملوا ونتجاوز عن سیئاتهم'' یہ اس اصلاح کا معنی ہے جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کے لئے طلب کی۔ تو ان کے اچھے اعمال مقبول ہیں۔ اور ان کے برے اعمال سے اللہ تعالیٰ درگزر فرماتا ہے اور یہ قرآن کریم کی نص کے ساتھ ثابت ہے۔ پس معترض کا اعتراض کیسا یا جھگڑنے والے کا جھگڑا کیسا ہے؟ اور ہمارے قصیدے کا ایک شعر ہے جو ہم نے اپنے استاذ محمد البکری (اللہ تعالیٰ ان کی برکات ہم پر لوٹائے) کی شان میں کیا ہے

Marfat.com

فکیف تنصب میزان علی رجل

تجاوز اللہ فضلا عن مساویہ

یعنی اس شخص کے اعمال کے لئے ترازو کیسے نصب کیا جائے گا جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کی کوتاہیوں سے درگزر فرما چکا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

بہت پہلے اسلام لائے۔ آپ کو صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ آپ حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر کے پاس آتے جبکہ دونوں غار میں تھے۔ غزوہ طائف میں آپ کو تیر لگا اور اپنے والد بزرگوار کی خلافت کے دور میں وفات پائی۔

حضرت اسماء ذات النطاقین رضی اللہ عنہا۔ آپ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں۔ مدینہ عالیہ کی طرف ہجرت کی جبکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ آپ کے پیٹ میں تھے۔ چنانچہ آپ ہجرت کے بعد اسلام میں پہلے مولود ہیں۔ آپ کی ماں قتیلہ بنت عبدالعزیٰ ہے جو کہ بنی عامر بن لوی سے تھی جو کہ مسلمان نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ آپ کے ہاں ولادت کے وقت سے پہلے بچہ ہوا۔ اور یہ ثابت نہیں اور آپ کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ بدر میں مشرکین کے ساتھ حاضر ہوئے۔ ازاں بعد مشرف باسلام ہوئے اور ان کا بیٹا ابوعتیق محمد بن عبدالرحمٰن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہرہ میں پیدا ہوا۔ اور صحابہ کرام میں ان کے سوا ایسے چار افراد معلوم نہیں جنہیں حضور علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہوا اور ان کا بعض، بعض میں سے ہو۔

اور محمد بن ابی بکر۔ حجۃ الوداع کے سال پیدا ہوئے۔ اور مصر میں شہید کئے گئے۔ وہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وہاں کا حاکم بنا کر بھیجا اس لئے کہ انہیں آپ کی ہمشیرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے متعین فرمایا تھا۔ ابھی راستے میں ہی تھے کہ دارالخلافہ سے آنے والا ایک ایلچی مل گیا جس کے پاس آپ نے ایک خط پایا جو کہ

Marfat.com

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے کاتب مروان نے دھوکے سے لکھا تھا جس سے ان کا مدینہ منورہ لوٹنا ضروری ہوگیا۔ اور پھر وہ کچھ ہوا جو ہوا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ کو نائب کے طور پر مصر میں لوٹا دیا اور ان کے ساتھ ان کے بھائی عبدالرحمٰن کو کر دیا۔ جب مصر میں داخل ہوئے تو معاویہ بن خدیج نے آپ سے جنگ لڑی اور انہیں شہید کر دیا۔ آپ بہادر تھے شہادت کے وقت اٹھائیس برس کے تھے۔ آپ کی والدہ اسماء بنت عمیس الخثعمیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

ام کلثوم بنت ابی بکر۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔ اور وادی صعید میں قریش میں سے بنوطلحہ تھے اور وہ طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور ان کے تین فرقے ہیں۔ بنو اسحاق، اور کہا جاتا ہے کہ اسحاق، دادا نہیں بلکہ ایک جگہ کا نام ہے جس کے قریب انہوں نے حلف اٹھائے کنایہ کے طور پر اس کا نام اسحاق رکھ دیا بنوقصہ اور ان کے بیشمار شعبے ہیں جو کہ شہروں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ اور بنومحمد جو کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ اور مذکور بنوطلحہ کے مکانات برجین اور طحا میں ہیں لوگ گمان کرتے ہیں کہ طلحہ کی اولاد بنو محمد ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے ہے جب کہ ایسا نہیں کیونکہ محمد بن ابوبکر کی اولاد میں طلحہ نہیں ہے طلحہ تو عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہے اور اس کا بھائی ابراہیم بن طلحہ بن عمر ابن عبیداللہ بن معمر مذکور اس کی ماں فاطمہ بنت قاسم سے ہے اور یہ فاطمہ ام یحیٰی اور ام ابی بکر بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر بن العوام ہے رضی اللہ عنہا۔ اور ان بھائیوں سے بنوطلحہ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر التیمی تھے جو کہ بنوزبیر اور اہل صعید کے جعافرہ کے ساتھ تھے۔

اور یہ فاطمہ بھی قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب کی بیٹی ہے جس کی ماں کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر ہے اور اس کی ماں زینب بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہے۔ پس اس فاطمہ بنت قاسم سے طلحہ الجواد کا بیٹا ابراہین بن طلحہ پیدا ہوا اور زینب بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے علی بن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد پیدا ہوئی جنہیں زیانبہ کے نام

Marfat.com

سے جانا جاتا ہے اور وہ بنو جعفر ہیں جو کہ مصر میں صعید کے علاقے میں ہیں۔ اور ان میں سے ثعلب ہیں۔ اور اسی وجہ سے مذکور بنو طلحہ بنو جعفر کے ساتھ تھے پس طلحہ اور جعفر قتل کر دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا ان کی اولاد کے بارے میں ثابت اور قبول فرمائی۔ اور ان کی صلاح کو ظاہر فرمایا ان میں امراء ہیں۔ علماء ہیں، اقطاب ہیں، اور تو دیکھتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی وجہ سے مذاہب اربعہ کو قوت بخشی جو کہ اہل سنت کے طریقے ہیں۔ ان کے حنفی قطب اکبر سیّدی شمس الدین الحنفی البکری ہیں۔ ان کے مالکی خاتمہ المفسرین ہمارے شیخ احمد الوارثی البکری ہیں ان کے شافعی استاذ محمد زین العابدین البکری اور ان کے حنبلی قاضی القضاۃ عز الدین عبد العزیز بن عبد المحمود البکری البغدادی ہیں اور ان چاروں میں سے ہر ایک جیسے اور حضرات بھی ہیں جن پر ان کے امام کو فخر ہے۔ بلکہ ان میں سے ابو الحسن البکری جیسے مجتہد مطلق ہیں۔

شیخ عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو الحسن البکری کو کہتے ہوئے سنا جبکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے میں نے حواس کو گنتے ہوئے صبح کی میں شافعی اور مالک کی طرح ہوں۔ ہمارے شیخ متقی عالم کبیر شیخ یوسف الفیشی نے فرمایا کہ ان کا صاحبزادہ محمد کہتا تھا کہ میں یوں نہیں بلکہ اس سے بھی عظیم ہوں۔ انتھی

ان میں سے عضد ہیں ان میں سے ابن الوردی صاحب البہجہ ہیں ان میں سے محمد بن بدر الجمال، سلطان سلمان کے وزیر ہیں اور آپ ایک عالم عامل عادل پاکیزہ متقی تھے۔ آپ نے کئی خیرات جاری فرمائیں۔ اور لق و دق صحراؤں میں کئی تکیے تعمیر کیے ان میں سے فخر رازی ہیں۔ ان میں سے قطب فرد سیّدی محمد الغمری ہیں جیسا کہ مجھے اس کی قاضی مصطفیٰ الہیی نے شیخ السنۃ حافظ المورخ الشیخ محمد بابلی سے نقل کرتے ہوئے خبر دی جب کہ انہوں نے امام شناوی کے محلہ روح الغریبہ میں درس دیا۔ مجھے اسی طرح خبر دی۔ ان میں سے ملا حکار ہیں جیسا کہ مجھے ہمارے استاذ کے بیٹے شیخ زین العابدین نے خبر دی اور یہ ان کے متعلق کوئی عجیب و غریب بات نہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اولئك الذين نتقبل

Marfat.com

عنهم احسن ما عملوا ونتجاوز عن سیئاتهم الخ'' اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی حیات ظاہری میں اور بعد از وفات جن کی مسلسل نگہبانی اور امداد فرماتے رہے ہوں۔ ان کی ناراضگی کی وجہ سے ناراض اور ان کی رضا کی وجہ سے راضی ہوں اور یہ حضرات شجاعت، حمایت اور جہاد والا خاندان ہے۔ استاذ اکبر نے فرمایا جب کہے: اے تیم بن مرہ ہم آپ کے پاس حاصر ہو جاتے ہیں قریش میں سے اس کے ایسے ساتھی ہیں جو کہ اس کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔

نسب صدیقی کی حمایت کے واقعات

سیّدی عبدالوہاب الشعرانی نے فرمایا: کہ استاذ محمد البکری الکبیر کے نسب کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف صحیح ہونے کی ایک دلیل یہ ہے جو میں نے مکہ معظمہ میں دیکھی کہ بعض حاسدوں نے سیّدی محمد کی غیبت کی۔ میں نے انہیں روکا مگر وہ باز نہ آیا، پھر میں نے امام ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے میرے بیٹے کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ تو اس کی وجہ سے مجھے آپ کے نسب کے صحیح ہونے کا پتہ چلا۔ اسی طرح ایک اور واقعہ ہوا کہ حضرت شیخ ابوالحسن رضی اللہ عنہ کی محفل میں کسی نے مجھے برے لفظوں میں یاد کیا۔ آپ خاموش رہے۔ مجھے اس کی خبر ملی تو میں نے اپنے جی میں اسے برا محسوس کیا۔ تو خواب میں امام ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ میں اپنے بیٹے الحسن کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ رضی اللہ عنہ وعن والدہ۔ آمین۔ منن کا اقتباس پورا ہوا۔

اور مجھے بنی وفا! کے سردار ابوالتخصیص (اللہ تعالیٰ ان کے برکات سے ہماری مدد فرمائے)۔ نے بیان کیا کہ جب استاذ عبدالرحمٰن البکری رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے قتل کا واقعہ رونما ہوا جبکہ وہ خیمے کے اندر تھی اور لشکر کا گھوڑا سوار دستہ گزر رہا تھا۔ ان میں سے ایک نے بندوق چلا دی قضائے الٰہی سے استاذ محترم کی بیٹی کو لگی اور اسے قتل کر دیا۔ جب اسے دفن کیا گیا تو اس کے لئے سونے کی تاروں والا پردہ بنایا گیا۔ سیّدی ابوالتخصیص فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

میرے دل میں بات آئی یا سبحان اللہ اب بکری عورتوں کے لیئے بھی ایسا کیا جانے لگا ہے۔ چلیئے مردوں میں تو ہم نے تسلیم کرلیا ہے۔ یہ بات صرف میرے دل میں کھٹکی جس کا میں نے کسی پر اظہار نہیں کیا اس رات میں سویا تو میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا جبکہ آپ اس صاحبزادی کی قبر کے پاس کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں: اے عبدالوہاب! میری اولاد کے متعلق تجھے کیا ہے؟ عرض کی اے خلیفہ رسول علیہ السلام! میں نے صرف دل میں کہا تھا۔ فرمایا اگر یہ نہ ہوتا کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور یہ کلمہ فرمایا کہ میری اولاد کے بارے میں بچو۔

مجھے امیر موسیٰ العادلی نے غازی پاشا اور غیطاس کے ہمارے استاذ محترم پر ان کے بعض رشتے داروں سمیت ظلم و زیادتی کرنے کے واقعہ کے بارے میں جس کی وجہ سے استاذ محمد البکری کو شدید صدمہ پہنچا حکایت بیان کی۔ مجھے امیر موسیٰ مذکور نے بتایا کہ میں نے خواب میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو عرض کی: اے حضرت صدیق! یہ ظالم آپ کے بیٹے محمد کے ساتھ اس قسم کا سلوک کر رہے ہیں۔ یہ کیا صورت حال ہے؟ فرمایا کہ ہم نے ان میں سے قریبی کو سلب کرلیا ہے اور اجنبی کو قتل کر دیا ہے یہ بعینہ آپ کے الفاظ کی حکایت ہے اور آپ سچے ہیں۔ اور ازاں بعد آپ کی صداقت ظاہر ہوئی کہ غازی پاشا قتل کر دیا گیا اور غیطاس طاعون کی بیماری میں مبتلا ہوا اور یہ لوگ قدیم سے ہی دشمنوں کے فتنے میں مبتلا ہیں۔ اور حسد ایک دستور ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سنت الٰہیہ کے طور پر جاری رہا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حسد کو نعمت کے ساتھ ملا دیا ہے نعمت بڑی ہوگی تو حسد بڑا ہو چھوٹی ہو تو حسد چھوٹا ہوگا۔ اور خلافت کا گھرانہ محسود ہے۔ اور جب بھی ان پر کوئی حاکم مسلط ہوتا ہے اسے موت کے بغیر سکون نہیں ملتا۔ ازاں بعد دوسرا حاکم کھڑا ہو جاتا ہے اور اسے پہلے کا حشر بھول جاتا ہے اور یونہی یہ سلسلہ جاری ہے اور مجھے میری یہ باتیں بھلی معلوم ہوتی ہیں۔

اولاد صدیق کے تیروں کا وعدہ قہر ہے۔ ان سے ایک طرف رہ ورنہ تیرے لئے

Marfat.com

تاریکی ہے۔

اور تجھے کیا ہے جسے ریاست نے کم عقل بنا رکھے ہے جبکہ قوم کے پیروکاروں کی جنگ کے سامنے آگ ہے۔

سیاہ اژدھا جن کی زہر ایک گھڑی کی زہر ہے، سیاہ گنجے سانپ، کیا سیاہ سانپ اور کیا چیتا۔

سخاوت کے بادل جن کی کفدست سمندر پر برستی ہے۔ دشمن پر لوٹ لوٹ کر حملہ کرنے والے جن سے زمانہ ڈرتا ہے۔

ثابت قدم گھوڑ سوار، بازوں کی طرح پیاسے، لشکر کو ان کے شکست دینے کے بعد نقصان پورا ہونے کی امید نہیں کی جا سکتی ایسے نیزہ باز کہ اگر جنگ کے دن سامنے آئیں تو تلوار اور نیزے کا خود ان کی تصدیق کرتا ہے۔

ان کے سامنے جمال وجلال سب ظاہر، اور ان کی نظم ونثر کے الفاظ موتی کی طرح ہیں۔

ایسے بادشاہ ہیں کہ ان کے حسن و جمال کا دوپہر کا سورج اور چودھویں رات کا چاند بھی اقرار کرتا ہے۔

بلند وبالا پہاڑ جن کا مضبوطی میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور کون مقابلے میں آئے جبکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے مددگار ہیں۔

حمایت کرنے والے، ہدایت دینے والے، اپنے وقت کے مرجع الخلائق سردار برستے بادل اور عطا کرنے میں شہرت یافتہ، فضیلت میں سبقت کرنے والے، بزرگی میں سردار، مقتدا، طلسم اسرار اور والی راز دار ہی ہوتے ہیں۔

عظیم بزرگی والے انسانوں کے مرجع، پہلے سے ہی سبقت یافتہ اور ان کا مرتبہ امر بالمعروف اور ''نهي عن المنكر'' ہے۔

ان کی خوبیاں روشن، ان کے مرتبے بلند، آؤ آؤ کوئی حصار ان کا احاطہ کرے۔ ان

Marfat.com

تعریفیں قرآن کی نص میں وارد ہیں۔ میری عمر کی قسم، اللہ کی قسم یہ ہے قابل فخر بات۔

تو ان سے محبت کرنے والے اور ان سے بغض رکھنے والے تقسیم ہو گئے ان کے لئے نفع اور ان کے لئے خسارہ۔

اور اس نفع کا میں زیادہ حقدار ہوں اور بلندی شان میرا حق ہے، جبکہ ان کی بلندی کی وجہ سے میرے غیر کے لئے ذلت ہے۔

اگر میرے غیر کا شعر زیانب کے متعلق ہے تو میرا شعر آل صدیق کے بارے میں ہے جس سے عزت بڑھتی ہے۔

علاوہ ازیں میں ان میں سے ہوں میں نے اپنی حاجات پالیں اور ان کے مابین میری عزت اور شہرت ہے۔

مجھ سے بچ کر رہ۔ تو اس شخص سے کیا چاہتا ہے جسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف امداد و اعانت حاصل ہے؟

اولاد صدیق کے لئے نبی پاک کی دعا

پھر تجھ پر مخفی نہ رہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد کے متعدد ہونے اور اطراف زمین شام، بغداد، یمن، حجاز اور مصر میں سکونت پذیر ہونے کے باوجود ان کی خلافت کا دستور مصر میں ہے پھر امام کامل سیّدی محمد البکری نے اپنی کتاب الکوکب الدری فی مناقب الاستاذ محمد البکری میں فرمایا کہ آپ کی کرامات میں سے وہ واقعہ ہے جو آپ کے متعلق بیان کیا گیا کہ ایک سال آپ نے حج کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر انوار کی زیارت کی۔ جب آپ روضہ مبارک اور منبر شریف کے درمیان بیٹھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے مشافہۃ خطاب فرمایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ میں اور تیری اولاد میں برکت فرمائے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھرانے کو عظیم بزرگی، کثیر علم اور آخر زمانے تک بے نہایت برکات عطا فرمائی ہیں اور ضروری ہے کہ اس گھر میں ایک ایسا ہو جو ان پر خلیفہ ہو۔ اور اس امر کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔

Marfat.com

جس میں کوئی شبہ نہیں۔ اور اس طرف صاحب ترجمہ استاذ محترم رضی اللہ عنہ نے اپنے قصیدہ بائیہ میں اشارہ کیا ہے۔

فی کل عصر منهم سیّد

موید بالخلق ماحی الریب

یعنی ان میں سے ہر دور میں ایک سردار ہے جو کہ حق کی طرف سے موید اور شک مٹانے والا ہے۔ انتھی کہا جاتا ہے جسے شیخ ابوالسرور البکری نے عام قرار دیا اس سے زیادہ خاص وہ ہے جو ان کے جد امجد استاذ البکری طاب ثراہ نے کیا ہے۔

فدونك بالی فالتزمه فانه

هوالباب باب الله والبیت اعجب

کہ میرے دروازے کو لازم کر لے کیونکہ وہی باب اللہ ہے اور گھر اس سے بھی زیادہ عجیب ہے کیونکہ وہ محمد زین العابدین اور ان کا بیٹا محمد زین العابدین ہے اور اس کے بھائی تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے سوا انکار فرمایا۔ اور ان کے بیٹے کا بیٹا محمد زین العابدین ہے۔ اس کے بھائی تھے جبکہ وہ اس کے ساتھ منفرد ہوئے۔ اور آپ کی خلافت کی تصریح آپ کے جد امجد نے آپ کے وجود سے پہلے فرمائی بلکہ آپ کے باپ کے وجود سے بالکل پہلے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا۔

علی انها من عزها ودلا لها

باصفر اتباعی ،قومی تقتدی

یعنی اس کی عزت و راہنمائی کی وجہ سے میرے پیروکاروں اور میری قوم میں سب سے چھوٹے کی اقتدا کرے گی۔ اور ہمارے استاذ اپنے جد امجد کے سب سے چھوٹے بھائی ہیں اور میرا ورد محمدی ہے۔ اور اس سب سے زیادہ صریح ان کا وہ قول ہے جس میں انہوں نے محمد اور پھر احمد کا ذکر کیا ہے۔ اور ظاہری ترتیب کے برعکس محمد کو احمد سے پہلے ذکر کرنے کی حکمت دو امر ہیں۔ پہلا تو حرف قافیہ ہے دوسرا امر یہ کہ احمد سے اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا ظاہر

Marfat.com

نہیں فرمایا جو کہ مرتبہ خلافت پر فائز ہو جبکہ محمد کی اللہ تعالیٰ نے زین العابدین کے ساتھ تائید فرمائی۔ اور اعلیٰ انعام ان کے جد امجد کا وارثت کاملہ کے طور پر ان کے تمام احوال میں ظاہر ہونا ہے اسی لئے وہ پہلے ذکر کئے جانے کے مستحق ہوئے۔ اور وہ ابن الفارض کے قول کے کس قدر مستحق ہیں۔

کل الوری اولاد آدم اننی

فخرت بصحو الجمع من دون اخوتی

یعنی ساری مخلوق اولاد آدم ہے۔ میں اپنے بھائیوں کے سوا سب کے ہوش میں آنے پر فخر کرتا ہوں۔ بلکہ وہ قائل کے اس قول کے کس قدر مستحق ہیں۔

فانی وان کنت الاخیر زمانہ

لات بمالم تستطعہ الاوائل

یعنی میں گرچہ اس کے آخری زمانے میں ہوں وہ کچھ لانے والا ہوں جس کی پہلوں میں طاقت نہیں۔

Marfat.com

شیخ الاسلام محمد زین العابدین کا ترجمہ (تعارف)

ہم آپ کا کچھ تعارف ذکر کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ ہم پر ان کی برکتیں لوٹائے) تو ہم کہتے ہیں کہ آپ اہل تحقیق کے سردار۔ ارباب تصدیق کی سند۔ جن کے ظہور کی وجہ سے آل عتیق کو شرف حاصل ہوا اور ان کے وجود سے دنیا نے تبسم کیا۔ سر مکتم۔ رمز مطلسم۔ شیخ الاسلام الاستاذ محمد زین العابدین بن محمد زین العابدین بن محمد بن الحسن تاج العارفین بن محمد ابوالبقاء جلال الدین بن عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد ابن احمد بن محمد بن عوض بن عبدالخالق بن عبدالمنعم بن یحیٰی بن الحسن بن موسیٰ بن یحییٰ بن یعقوب بن نجم عیسیٰ بن شعبان بن عیسیٰ بن داؤد بن محمد بن نوح بن طلحہ ابن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن ابوقحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النصر بن کنانہ ابن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ ہیں میرے آباؤاجداد تو اے جریر جب تو محافل جمع کرے تو ان جیسا کوئی لاؤ۔

مصر کے شیخ السنہ۔ العالم المورخ الشیخ عبدالسلام اللقانی فرماتے ہیں: کہ تمام نسبوں میں اس وقت جھوٹ داخل ہو گیا ہے لیکن بکریہ مصریہ کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نسبت میں کوئی جھوٹ نہیں کیونکہ یہ بالکل صحیح اور یقینی ہے۔ انتھی۔

رہا آپ کا نسب جو کہ آپ کے جدامجد کی والدہ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہے تو وہ یہ ہے السیدہ الشریفہ فاطمہ بنت ولی اللہ تعالیٰ السیّد تاج الدین بن السیّد شریف یزحم بن السیّد الشریف حسان ابن السیّد الشریف سلیمان بن السیّد الشریف محمد بن السید الشریف علی بن السیّد الشریف محمد بن عبدالملک بن الحسن المکفوف ابن السیّد علی بن الحسن

Marfat.com

المثلث بن الحسن المثنی بن الحسن اسبط ابن فاطمہ الزہراء علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

آپ کے جد امجد استاذ اکبر حضرت ابوالمکارم فرماتے ہیں: بحمد اللہ تعالیٰ میری والدہ کی طرف سے جدہ محترمہ بنی مخزوم سے ہیں۔ مجھے قریش کے تین گھروں نے جنم دیا ہے بنوتیم۔ بنومخزوم اور بنو ہاشم۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے دانے اور گٹھلی کو پھاڑا اور عرش کا قصد فرمایا۔ میرا صرف اسی پر اعتماد اور صرف اسی پر بھروسہ ہے۔ اور آپ کے ایک قصیدے کے شعر میں۔ جب معزز قوم کے بیٹے فخر کریں اور معزز بنیں جبکہ بہادروں کی پشتیں ہل گئی ہوں۔

تو ان کے درمیان مجھے وہ فخر ہے جو کہ ایک معزز کو مٹی پر حاصل ہے جو کہ تیم سے آل ہاشم کی طرف منتقل ہوتا ہے تو میرے جد امجد ابوبکر حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست ہیں جبکہ حضور علیہ السلام کا وست فضیلت ومکارم کا پروردگار ہے۔ میری دادی حضرت بتول رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی ہیں جبکہ میری جدہ مادری بنومخزوم سے ہے کوئی ہے ہم پایہ؟

اور مذہب مالکیہ میں مفتی بہ قول یہ ہے کہ شریف ہونا ثابت ہو جاتا ہے گرچہ ماں کی طرف سے ہو اور یہی فتویٰ الشیخ حنفیہ الشیخ حسن الشرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ رہا ارشاد خداوندی ادعوھم لاباء ھم ھو اقسط عند اللہ یعنی انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے بلایا کرو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔ تو افعل التفضیل شرکت کو نہیں روکتا اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاعر جاہلیت کا قول سنا۔

بنونا بنو آباء نا بناتنا

بنوھن ابناء الرجال الاباعد

یعنی ہمارے بیٹوں کے بیٹے ہماری اولاد ہیں اور ہماری بیٹوں کے بیٹے دور کے مردوں کی اولاد ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کے شاعر کو

Marfat.com

ہلاک فرمائے قوم کی بہن کا بیٹا انہیں میں سے ہے۔ اس حدیث کو جلال الدین السیوطی نے اپنی جامع میں نقل فرمایا ہے اور یہ ہمارے لئے ماں کی وجہ سے بیٹے کے شریف ہونے کے متعلق دلیل ہے۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام حسن بن فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا: میرا یہ بیٹا سیّد ہے۔

اور اس فرمان کے باوجود رہا ارشاد خداوندی: ماکان محمد ابا احد من رجالکم یعنی حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں تو اس کے متعلق دو جواب دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے پہلا یہ ہے کہ یہ خطاب قریش کے لئے ہے۔ بنو ہاشم کے لئے نہیں یہ غور طلب ہے۔ کیونکہ عام کی نفی سے خاص کی نفی لازم آتی ہے جبکہ اس کا عکس نہیں۔ تو قریش کی نفی سے بنو ہاشم کی نفی لازم ہوتی اور بنو ہاشم کی نفی سے نفی قریش لازم نہیں آتی اور وجود خاص سے وجود عام لازم آتا ہے اور اس کا عکس نہیں۔ اور یہ اصول کا مسئلہ ہے جس پر کہ سب کا اتفاق ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس وقت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما رجولیت یعنی سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے اور باپ ہونے کی نفی رجال کے لئے ہے۔ تو اطفال کے منافی نہیں۔ اور معتبر ہے تو اس سے یہ بات پختہ ہوگئی کہ صاحب ترجمہ کو سیادت اور علوی ہونے کی عزت دونوں حاصل ہیں۔ آپ کی تربیت یتیمی میں ہوئی جیسا کہ اپنے خاص بندوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا دستور ہے۔ آپ کو آپ کے حقیقی بھائی شیخ الاسلام شیخ احمد البکری رحمۃ اللہ علیہ نے پالا۔ آپ کی نشو ونما تقویٰ اور عزت نفس کے ساتھ ہوئی۔ سربرآوردہ علماء کرام سے علوم حاصل کیے جیسے حلبی اور آپ جیسے دیگر حضرات۔ اور تمام فنون میں برتری حاصل کی۔ جامع ازہر میں اس کے قوانین کے مطابق معتبر درس دیئے۔ اور علماء کے ساتھ ان کے علوم میں شرکت حاصل کی جبکہ وہ آپ کے علوم میں شریک نہ ہو سکے۔ آپ کا ایک مختلف المقاصد دیوان ہے جس میں اسرار طریقت درج فرمائے اور توحید اور اسم اعظم کے متعلق آپ کے کئی رسائل ہیں جو کہ آپ کے بلند مقام کا پتہ دیتے ہیں۔ آپ نے کئی دفعہ شام اور حجاز کا سفر کیا اور شام حجاز اور مصر کے علماء کا آپ کی

Marfat.com

جلالت علمی اور توقیر و تعظیم پر اجماع ہے وہ آپ کے سامنے ادب سے بیٹھتے۔ عارفین آپ کی فضیلت کے معترف ہیں اور آپ نے خلافت بکریہ کی ذمہ داری پورے طور پر نبھائی۔ مکہ معظمہ کے عہدہ قضا کو قبول نہ فرمایا۔ البتہ مصر میں آپ فتویٰ دیتے رہے اور طریقہ شاذلیہ کے مٹنے کے بعد اسے عہد لینے۔ ذکر کی تلقین کرنے۔ سجادہ پر بیٹھنے اور سفید جھنڈا اونچا کرنے کے ساتھ زندہ کیا۔

اور آپ سے سرکشوں کے قتل اور منکرین کے سلب کی کرامات اور خوارق کا ظہور ہوا جس کا انکار نہیں ہوسکتا۔ آپ اپنے خورد ونوش لباس۔ رہائش اور سواری میں بادشاہوں کی طرح تھے۔ آپ کے پاس دنیا سرنگوں اور ذلیل ہو کر آتی۔ میں نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ آپ کی صحبت میں گزارا۔ میں نے آپ کو دنیاداروں کے سامنے دنیا حاصل کرنے کے لئے کبھی عاجزی کرتے نہیں دیکھا۔ آپ کی معیت میں دو دفعہ میں نے سفر کیا ایک دفعہ شام کا اور دوسری دفعہ حجاز کا۔ میں نے کسی کو آپ سے زیادہ وسیع الاخلاق اور عزت نفس والا نہ دیکھا۔ میں نے شام اور حجاز کے علماء کو آپ کے سامنے شاگردوں کی طرح دیکھا۔ کیونکہ آپ کی شخصیت ایسی ہے جنہیں قرآن کریم کا فہم عطا فرمایا گیا ہے۔ آپ کو جمع وتفریق کی زبان عطا فرمائی گئی ہے۔ آپ عجیب کشف کے مالک ہیں جس پر جمال مطلق کا مشاہدہ غالب ہے۔ آپ ظالموں اور باغیوں پر انتہائی بہادر ہیں۔ آپ اس وقت عارف زمانہ ہیں میں نے بحمد اللہ تعالیٰ ایک سو سے زاید اکابر عارفین کی خدمت کی ہے آپ سے زیادہ عارف باللہ میں نے نہیں دیکھا۔

میں نے اپنے شیخ۔ عالم امت اور عظیم متقی شیخ یوسف الفیشی کو فرماتے ہوئے سنا کہ محمد زین العابدین البکری توحید کے متعلق ایسی کلام کرتے ہیں کہ وہاں تک ان کے والد اور جد امجد نہیں پہنچے۔ اور میں نے عالم کبیر جن کی جلالت علمی پر اجماع ہے شیخ خیر الدین مفتی رملہ کو صاحب ترجمہ رضی اللہ عنہ سے عرض کرتے ہوئے سنا جبکہ علماء شام آپ کی مجلس میں موجود تھے اور آپ نادر معارف بیان فرما رہے تھے۔ اے شیخ محمد! اے بکری! آپ فہم میں ہمارے

Marfat.com

ساتھ نزول فرمائیں اللہ تعالیٰ کی قسم یہ کلام ہمارے فہم سے بعید ہے اور ہم اسے حل کرنے سے عاجز ہیں۔

اور میں نے دیار مصریہ کے عالم الشیخ شہاب الدین القلیوبی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ مجھے استاذ محترم صاحب ترجمہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف بھیجا اور مجھے فرمایا کہ شیخ شہاب الدین کے پاس یہ شعر کہہ دینا۔

بیدی الوجود موافقا ومخالفا

وھوالموافق ان ذالعجیب

(یعنی وجود میرے قبضے میں ہے موافقت کروں مخالفت جبکہ وہ موافق ہی ہے اور یہ عجیب بات ہے) اور پوچھنا کہ اس کا معنی کیا ہے؟ جب میں نے آپ سے یہ کہا تو شیخ شہاب الدین نے لمبا سانس لیا اور مجھے فرمایا: ان سے کہنا کہ یہ سب کچھ آپ کی طرف سے ہے۔ پھر مجھے فرمایا: اے ابراہیم! میں نے کئی مرتبہ آپ کی زیارت کی۔ اور مجھے دربان نے روک دیا۔ میں نے عرض کی کہ میں استاذ محترم کے دربان الحاج محمد کو آپ کے متعلق نصیحت کروں گا اور اسے آپ کا تعارف کرا دوں گا تو آپ نے تبسم فرمایا اور فرمانے لگے راحت مشرقہ ورحت مغربیہ۔ شتان بین مشرق ومغرب۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی دربان سے مراد سے کوئی اور ہے۔ پھر مجھے کہنے لگے کہ لوگوں کے لئے آپ کی دہلیز پر کھڑے ہونا ہی کافی ہے۔

اور میں نے مصر کے ملک العلماء الشیخ ابراہیم المامونی کو فرماتے ہوئے سنا کہ سلسلہ بکریہ کے تمام فضائل شیخ محمد زین العابدین البکری میں سمٹ گئے ہیں۔

اور میں نے کئی دفعہ وسیع دنیا کے عالم ہمارے شیخ عبدالرحمٰن آفندی مفتی سلطنت کو سنا جب مذاکرہ کے وقت استاذ محترم صاحب ترجمہ کسی مشکل معنی کے فہم کی بات کرتے تو کہتے یہ ہے فہم

اور میں نے استاذ محمد باعلوی کو ۱۰۷۰ھ میں رابغ میں سنا جبکہ وہ استاذ صاحب سے

Marfat.com

کوئی گفتگو کر رہے تھے جس میں سے مجھے کسی بات کی سمجھ آئی اور کسی کی سمجھ نہ آئی۔ پھر آپ سے حضور سلطان المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم آپ اپنے مزار پر انوار میں زندہ ہیں اور آپ کو سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں بڑا مقام حاصل ہے اور کچھ کان میں باتیں کیں۔

پھر ہمارے استاذ محترم رضی اللہ عنہ سیّد باعلوی حاضرین کا تعارف کرانے لگے۔ پھر میرا تعارف کرایا۔ تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اسے میں پہچانتا ہوں یہ متمم الانوار ہے باوجودیکہ میں نے آپ کو صرف اسی مجلس میں دیکھا اس سے مجھے بے نہایت خوشی ہوئی۔

اور میں نے شیخ ابوالمواہب البکری کے ساتھی عارف کبیر سیّدی محمد المصری السائح کو فرماتے ہوئے سنا کہ الف حروف کا قطب ہے اور محمد بکری مردوں کا قطب ہے۔ پس الف ااا ہے اور یہ قطب ہے۔ میں نے ان کا ایک حال کہا۔ فرمایا یہ گردش کے پیچھے ہے۔ پھر میں ۱۰۷۲ھ میں ہمارے شہر کی جامع مسجد میں ان سے ملا تو میں نے پوچھا کہ گردش فارغ ہوگئی یا نہیں۔ فرمایا اللہ کی قسم وہ اس مقام سے رہ گیا۔

اور جب ہم حرم مکی میں تھے تو استاذ صاحب نماز عصر سے چاشت تک ہم سے غائب رہے ہمیں آپ کی خبر تک نہ ملی۔ ہم سمجھتے تھے کہ آپ اپنے گھر والوں کے پاس ہیں جبکہ گھر والے سمجھتے کہ ہمارے پاس ہیں۔ جب دن کا چاشت کا وقت ہوا تو آپ ہمارے پاس آئے کہ رنگ اڑا ہوا اور عمامہ کھلا ہوا ہے اور کہنے لگے میرے متعلق کیا پوچھتے ہو؟ پھر آپ نے مجھے ایک نظم لکھائی جس کا مطلع یہ ہے جذبتنی ید العنایة جذبة یعنی مجھے عنایت خداوندی کے ہاتھ نے کھینچ لیا اور اپنے جدامجد کا یہ قول کئی بار پڑھا۔

واللہ لولا ان یقال صبا ومال

قلت الذی قد قلت لی فی کل حال

اللہ کی قسم! اگر یہ نہ ہوتا کہ مجھے کہا جائے کہ بے دین ہوگیا ہے تو میں وہ کچھ کہتا جو تو نے ہر حال میں مجھ سے کہا ہے۔ تو ہمیں اس سے شیخ مصری کے کشف کا صحیح ہونا معلوم ہوا

Marfat.com

کہ استاذ سے مقام قطبانیت فوت ہو گیا۔

اور جب آپ قدس شریف کی زیارت سے خانقاہ واپس لوٹے تو میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ کی قسم میں ایسی تلوار کھینچوں گا کہ قیامت تک نیام میں نہیں آئے گی اور اس کے بعد دلیل ظاہر ہو گئی۔

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قبر برزخ کی کھڑکی کے قائم مقام ہے تو اسے چھوٹا سا دیکھتا ہے جبکہ اس کے پیچھے برزخ کی فضا ہے۔

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ انسان کی عمر کا حساب اتنی مدت نہیں ہوگا جتنی مدت اپنے دستر خوان پر بیٹھتا ہے اور فرمایا رات اور دن ایک لپٹا ہوا دفتر ہے۔ جس میں ایک سفید صحیفہ ہے جب کھولا جاتا ہے تو دن ہوتا ہے اور اس میں ایک سیاہ صحیفہ ہے جب اسے کھولا جاتا ہے تو رات ہوتی ہے۔ جب دفتر مکمل ہو جائے گا تو قیامت قائم ہو جائے گی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم اگر ایک شخص آئے اور میرے کان سے پکڑ کر مجھے خان الخلیلی لے جائے اور مجھے بیچنے کے لئے آواز لگائے میں مخالفت نہیں کروں گا اور اسے مان لوں گا۔ انتہی

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں یوم تجد کل نفس ماعملت من خیر محضرا وما عملت من سوء (یعنی جس دن ہر جان نے جو اچھا کام کیا حاضر پائے گی اور جو برا کیا) اس کا لطف اور وسعت رحمت دیکھو کہ لطف و کرم فرماتے ہوئے اس کے حاضر ہونے کی صراحت نہیں فرمائی اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد اولم یروا انا ناتی الارض ننقصها من اطرافها (یعنی کیا انہوں نے دیکھا کہ ہم زمین کو اس کی اطراف سے سمیٹ رہے ہیں) کے متعلق فرمایا کہ زمین کی اطراف میں مشرکین ہیں اور وہ اطراف ہیں اور زمین کے وسط میں مسلمان ہیں اور وہ متوسط اور عدل کرنے والے ہیں تو زمین کا مشرکین سے سمٹنا مسلمانوں میں اضافہ ہے۔ میں نے عرض کی اے استاذ محترم! آیت کے آخری حصے میں اس کی صراحت ہے کہ فرمایا افهم الغالبون تو اس سے خوش ہوئے اور

Marfat.com

مجھے دعا دی۔

اور میں نے خلیج مصر میں منعقدہ آپ کی محفل سماع میں آپ کو سنا کہ آپ کی آنکھیں بند ہیں اور فرما رہے ہیں کہ تجلی کے لئے معزز قوم ہے یہ مکہ ہے یہ مدینہ ہے۔

شیخ محمد زین العابدین البکری کی کرامات

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ ۱۰۵۷ھ میں مشہور واقعہ رونما ہوا جس میں صناجق قاسمیہ قتل کئے گئے اور اس میں ان کے تمام متاع وسامان لوٹ لئے گئے۔ ان میں سے امیر محمد المقرقع ہے جو کہ مصر کے سردار تھے اور ان میں سے امیر ابراہیم بن جی پاشا ہیں پھر بادشاہ نے انہیں مصر کی طرف لوٹنے کا حکم دیا اور اس کے متعلق ایک حکم نامہ مصر کے نائب کو لکھ بھیجا تو لشکر سے ڈرتے ہوئے ان کے بارے میں کسی نے گفتگو کرنے کی جسارت نہ کی تو امیر محمد جو کہ حاکم تھے ان کے حمایتی ابراہیم آغا مستحفظان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آغا نے کہا کہ یہ کام سوائے شیخ محمد البکری کے اور کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ کسی غرض ومرض سے منسوب نہیں ہیں اور میں اس وقت جامع ازہر میں مقیم تھا۔ پس میرے پاس ہمارے ساتھی شیخ یوسف آئے اور ان کے ساتھ امیر محمد کا ایک چھوٹا سا بیٹا تھا اور مجھے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ استاذ شیخ محمد البکری کے گھر چلیں تاکہ میرے باپ کے لوٹنے کی سفارش کریں۔ پس میں اس کے ساتھ استاذ محترم کے پاس حاضر ہوا اور اس بارے میں آپ سے بات کی آپ اسی دن سوار ہوئے اور میدان میں پاشا کے ساتھ گفتگو کی۔ پاشا نے سفارش قبول کر لی۔ پھر اس کے بعد لشکر میں ہل چل مچ گئی۔ اور انہوں نے پاشا پر غلبہ حاصل کر لیا اور ان کے نہ لوٹنے پر باہم قسمیں اٹھائیں۔ حضرت استاذ محترم تک بھی یہ بات پہنچ گئی۔ آپ جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ ان کا داخلہ بہر حال ضروری ہے یوں یا یوں تھوڑا وقت گزرا ہوگا کہ وہ مصر میں داخل ہو گئے اور امیر محمد المقرقع کو پھر سے حاکم بنا دیا گیا اور بالکل ظاہر کرامت ہے۔

ایک کرامت آپ کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں میں سے شیخ علی الصغیر نامی ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ ایک معتبر منصب پر فائز تھے۔ آٹھ ماہ کے بعد انہیں معزول

Marfat.com

کر دیا گیا۔ انہوں نے مجھے سوال کیا کہ حضرت استاذ محترم سے بات کروں کہ آپ اس سلسلے میں سفارش فرمائیں اور اس منصب پر دوبارہ فائز ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائیں۔ جب میں استاذ محترم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا میرے ساتھ شیخ الغرب محمد الحمادی بھی تھے۔ مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور فوراً فرمانے لگے کہ مناصب ظاہری میں جس کے لئے چاہو سفارش کروں گا لیکن مناصب باطنی میرے اختیار میں نہیں ہیں تو استاذ محترم کے کشف سے مجھے شیخ علی الصغیر رضی اللہ عنہ کی بات کے درست ہونے کا پتہ چل گیا۔

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ عید کا دن تھا آپ نے مجھ پر لازم فرمادیا کہ مجلس چھوڑ کہ کہیں نہ جاؤں اور فرمایا: یہ جمع وتفریق کا دن ہے اور جو بھی داخل ہوتا اور چلا جاتا ہے اس کے بعد مجھے وحشت محسوس ہوتی ہے تو آج کے دن مجھے انس عطا کرو کیونکہ مجھے تمہاری باتوں سے انس محسوس ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ اس شرط پر رہوں گا کہ آپ مجھے بتائیں کہ شیخ جلال الدین کا وارث کون ہے؟ فرمایا: ابوالحسن۔ میں نے کہا ابوالحسن کا وارث کون؟ فرمایا: شیخ محمد البکری۔ میں نے پوچھا شیخ محمد البکری کا وارث کون؟ فرمایا والد محترم زین العابدین۔ میں نے عرض کی زین العابدین کا وارث کون؟ میرا بھائی احمد۔ میں نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا کہ میں جبکہ آپ رو رہے تھے۔ پس آپ کے صرف میں کہنے سے میں اپنے وجود سے غائب ہو گیا۔ پھر مجھے افاقہ ہوا تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کے پاس امراء۔ علماء۔ قراء۔ مساکین۔ فقراء اور پیشہ ور حضرات میں سے جو بھی آتا ہے اسے عطا فرما رہے ہیں تو جس کے متعلق دل میں خیال گزرتا ہے اپنا ہاتھ خزانہ مخفی میں ڈالتے اور چاندی سے اس قدر مٹھی بھرتے کہ کچھ گر جاتی اور اسے عطا فرما دیتے۔ میں نے عرض کی یا سیّدی! آپ کا خزانہ قدرت کا خزانہ ہے ورنہ اس میں اتنی گنجائش کہاں مجھے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم اس کا تیرے سوا کسی کو علم نہیں۔ تو نے پہچان لیا ہے تو اسے لازم رکھنا۔

اور آپ کی ایک کرامت یہ ہے ایک سپاہی نے اسمیہ نامی بستی ٹھیکے پر لے لی جو کہ

Marfat.com

بحیرہ میں ہمارا پڑوسی تھا ہم نے اسے یہ بستی اپنے مرحوم ساتھی عباس آغا سے دلائی اور پڑوسی کے حق کا احترام کرتے ہوئے ہم جو نیکی کر سکتے تھے اس کے لیے پوری کوشش کی اور اس کے باوجود وہ ہمارے لئے ہر غدر۔ عداوت اور اذیت مسلط کرتا دل میں چھپائے رکھتا اور ہماری بے حرمتی میں وہ کچھ کر گزرا جو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام فرمایا تھا حتیٰ کہ اس نے ہمارے گھروں میں آگ پھینک دی اور ہم پر ظالم مسلط کر دیئے اور حرام کے ارتکاب میں اپنے مددگاروں کی مدد کرنے لگا جبکہ میں کسی چیز کی وجہ سے حرکت میں نہ آیا۔ پھر اس کی مسلسل ایذاء رسانی سے میں دل تنگ ہو گیا تو میں نے اپنی والدہ اور بھائیوں سے کہا: آج کے دن سے مجھ پر گواہ رہو کہ میں اپنے استاذ بکری کا ذکر تک نہیں کروں گا اور میں انہیں کیونکر یاد کروں جبکہ ۱۲ سال ہونے کو آئے یہ ظالم ایذاء رسانی کے ساتھ ہم پر مسلط ہے۔ شیخ بکری تو صرف اپنے دشمنوں پر ہوشیار ہیں۔ رہے آپ کے پیروکار تو ان پر تو پردہ ڈالے رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں غیرت وحسد کی وجہ سے اس نے استاذ محترم کی شان میں بھی غیر شائستہ زبان استعمال کی۔ مجھے والدہ محترمہ نے ایسی بات سے بارہا منع فرمایا جبکہ میرا پختہ ارادہ یہی تھا۔ میں اس رات سویا تو استاذ محترم رضی اللہ عنہ کا خیمہ اسمنیہ کے غربی دروازے کے سامنے لگا ہوا دیکھا جبکہ آپ کے ساتھی میرے پاس گھر میں ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ استاذ صاحب کہاں ہیں؟ تو انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ جد امجد سیّدی فاضل مغربی کے ہاں انہیں سلام کرنے گئے ہیں۔ میں تیزی سے باہر نکلا۔ راستے میں ہی ملاقات ہو گئی آپ کے پیچھے بے شمار مخلوق ہے۔ جب میں نے آپ کی دست بوسی کی تو آپ نے ایک چھڑی میرے ہاتھ میں تھما دی جبکہ اپنے صاحبزادے شیخ زین العابدین کو دوسری چھڑی عطا فرمائی اور ہمیں دونوں چھڑیوں کے ساتھ اپنے آگے آگے چلنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ ہم ان سیڑھیوں تک جا پہنچے جو کہ سمندر کی طرف والے دروازے کو چڑھتی ہیں۔ بس مجھے اور اپنے صاحبزادے کو پکڑ کر ایک طرف لے گئے اور فرمایا: اگر ہم ایک چیز کی طرح ملے جلے نہ ہو گئے ہوتے تو میں تمہیں اس گفتگو پر اشارہ نہ کرتا۔ البتہ جس گفتگو کا اشارہ فرمایا میں سمجھ نہ

Marfat.com

سکا۔ پھر میں نے اپنا معاملہ پیش کیا تو آپ نے مجھے جواب عطا فرمایا اور مجھے اس کا بھی پتہ نہیں کہ کیا فرمایا۔ جب میں نیند سے بیدار ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ اس ظالم کی بابت صرف میری خاطر تشریف لائے تو نماز عصر کا وقت نہیں ہوا اور ابھی دن پھرا نہیں کہ کاشتکار وہاں سے چلے گئے اور اس کا شہر اجڑ گیا اور اس نے اسے بیچ دیا اور وہاں سے نکل گیا۔ تو صرف اس کے وہاں سے نکلتے ہی اسی دن کی تاریخ سے بستی آباد ہوگئی۔ جسے ریاست بحیرہ کے سب لوگوں نے حضرت استاذ محترم البکری رضی اللہ عنہ کی کرامت شمار کیا۔

ایک کرامت یہ ہے کہ جب آپ ۱۰۷۰ھ میں حج سے واپس ہوئے تو ہم دھناء میں آپ کے خیمہ میں آپ کی خدمت میں بیٹھے اولیاء اللہ کے واقعات بیان کر رہے تھے کہ آپ اچانک کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یاستار یاستار۔ ایسا کئی مرتبہ کہا۔ جیسا کہ کوئی خوفزدہ اور مرعوب شخص ہو۔ میں نے کہا کیا ہوا آپ کا مقصد کیا ہے کہ ایسا کر رہے ہیں؟ جیسا کہ آپ کو خوش کرنے کے لئے میری عادت ہے فرمایا: اے ابراہیم! صناجق اور اکابر کے بے شمار گھر مصر میں اجڑ گئے۔ میں نے آپ سے عرض کی: آپ اپنی ہتھیلی کے ساتھ مارتے ہیں کیا آپ قتل کر رہے ہیں اور سفارش کر رہے ہیں اور آپ نے ایک گروہ کی سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایت کر رکھی تھی اور آپ کی بارگاہ میں ان کے نام بھی پیش کر رکھے تھے اور جس گروہ کی شکایت کی گئی تھی ان میں سے ایسے حضرات بھی تھے جن میں میرا ایک مقصد تھا جو کہ استاذ الشیخ ابوالمواہب کے صاحبزادے کے مقصد کے عین موافق تھا۔ پس میں ان کے حق میں دعا کرنے کے لئے آپ سے گفتگو جاری رکھتا نہ ان کیخلاف دعا کرنے کے لئے اور میں استاذ محترم کے صاحبزادے کے ساتھ مل کر ان کی طرف حضرت کے دل کو کھینچنے کی کوشش کرتا کہ ہوسکتا ہے۔ آپ ان کے حق میں دعا فرمادیں تو ظاہراً تو معلوم ہوتا کہ آپ ہمارے ساتھ ہیں جبکہ میں دیکھتا تھا کہ باطن میں آپ ان سے پہلوتہی فرماتے ہیں۔ ان کو ختم کرنے کا پختہ ارادہ کیے ہوئے ہیں۔ پس ہم استاذ محترم کے صاحبزادے سے تنہائی میں کہتے کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے ان کے بارے میں اسم اعظم

Marfat.com

کے ساتھ بھی دعا کریں وہ تمہارے باپ سے نہیں بچ سکتے اور ان کی ناراضگی کے ہوتے ہوئے ہمارا راضی ہونا ان کے لئے قطعاً مفید نہیں۔ تو جب ہم مصر میں داخل ہوئے تو ہم نے ذی الفقاریہ کی ہلچل دیکھی تو ان میں کسی کو قتل کیا جا چکا ہے اور کسی کو شہر بدر کیا جا چکا ہے اور دھناء میں فرمایا ہوا استاذ محترم رضی اللہ عنہ کا قول سچا ثابت ہوا کہ بہت سے گھر خراب ہو گئے۔

اور آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ ۱۰۶۳ھ میں نے شیخ العرب شریف بن حمادہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بیت اللہ الحرام کا سفر کیا اور سفر سے پہلے میں استاذ محترم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی توجہ اور دعا حاصل کی۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا: اے ابراہیم: تیرا جانا اور واپس آنا خیر وعافیت سے ہو۔ راستہ میں اگر کوئی تکلیف درپیش ہو تو مغرب کی سمت تین قدم چلنا اور یوں کہنا کہ اے ابوالعیون میں آپ کی کفایت میں ہوں اور مجھے کچھ دینار عطا فرمائے۔ چنانچہ میں نے سفر کیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اس کی نگہبانی میں رہا حتیٰ کہ میں نے حج کیا اور واپس ہوا اور میں عقبہ میں پہنچا اور عقبہ سے نکلتے مجھے ایک ایسی الجھن درپیش ہوئی کہ میں موت کے کنارے پہنچ گیا۔ میں زمین پر ٹھہر گیا جبکہ خچر کی لگام میرے ہاتھ میں ہے اور میں اس حد تک پہنچ گیا کہ حرکت تو کیا بول بھی نہیں سکتا ہوں۔ تو میں نے اپنے جی میں کہا اے ابوالعیون! میں آپ کی کفایت میں ہوں کیونکہ میں مغرب کی طرف اپنے استاذ محترم کے حکم کے مطابق تین قدم چلنے سے بھی عاجز آ گیا۔ میرے جی میں ابھی بات پوری نہیں ہوئی کہ میں شیخ محمد البکری کو دیکھتا ہوں کہ خود پہنے کمر بستہ ہیں اور آپ پر قبا سے قدرے کم قمیض ہے اور مجھے اشارہ فرما رہے ہیں کہ کھڑے ہو جاؤ۔ سلامتی کے ساتھ جاؤ۔ میں کھڑا ہو گیا۔ واللہ مجھ پر کوئی شدت ہے نہ تھکاوٹ اور سفر کا اضمحلال اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنی ہمت فرمائی کہ مصر میرے قدموں کے تلے آ گیا اور یہ ایک ایسا امر ہے جس کا میں نے مشاہدہ کیا ہے۔

اور آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ ایک سال آپ نے بیت اللہ الحرام اور نبی پاک

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر انوار کی زیارت کا قصد فرمایا۔ جب آداب زیارت پورے ہوگئے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مواجہہ اقدس کے عین سامنے واپسی کی اجازت کے لئے کھڑے ہو گئے کہ آپ کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ انور اور حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے چہرے چمکنے لگے۔ حضرت استاذ محترم آقا علیہ السلام کے حضور ادب سے سر جھکائے خاموش کھڑے رہے۔ جبکہ آپ کے خدام کہہ رہے تھے کہ سواریاں تیار ہیں اور چلنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ استاذ صاحب ان کی جلد بازی پر حیرت زدہ تھے کہ آپ دربار محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰت والتسلیمات میں کشفاً حاضر تھے۔ استاذ محترم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رخ انور آہستہ آہستہ غائب ہونے لگا جس طرح کہ چاند بدلی کے نیچے چھپ جاتا ہے حتیٰ کہ غائب ہو گیا پھر آپ کی متابعت میں حضرت ابوبکر اور یونہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے بھی غائب ہو گئے اور اس کرامت کو میں صاحب ترجمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہا ہوں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا

ایک کرامت یہ ہے کہ جب آپ بیت المقدس اور مزارات انبیاء علیہم السلام کی زیارت کے لئے چلے تو آپ کو بعض ظالموں کی طرف سے تعصب اور ایذاء رسانی کے ارادے کی خبر پہنچی۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ اپنی کرسی پر بیٹھے ہیں اور آپ ہاتھ میں حسنی تلوار برہنہ لئے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میں پہلا شیشہ نہیں ہوں جسے کائنات میں توڑا گیا ہے اور آپ پر کیفیت طاری ہو گئی میں نے عرض کی کہ شکستگی انہیں پر ہے تو آپ نے مجھے فرمایا تمہارا منہ نہ بگڑے اور بیشک ہمارا لشکر ہی غالب ہے۔ پھر میں نے آپ کو دیکھا کہ جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے دربار شریف میں داخل ہوئے تو آپ کے چہرے کا رنگ خون کی طرح سرخ ہو گیا اور مجھے فرمایا کہ سورۃ طٰہٰ پڑھو چنانچہ میں نے ساری سورت حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کے حضور پڑھی اور ہم نے ملائکہ کے اجسام کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ دعا مانگی جو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے استاذِ محترم رضی اللہ عنہ کی برکت سے میری زبان پر جاری فرمائی جس میں دشمنوں پر تباہی تھی۔ پھر استاذ محمد البکری رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی: یا کلیم اللہ! یا رسول اللہ! میں سیّد الرسل علیہم الصلوات والتسلیمات کے وزیر کا بیٹا ہوں۔ قیامت کے دن میں حضرت ابوبکر اور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کروں گا کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پناہ طلب کی تھی۔ آپ نے میری دستگیری نہ فرمائی۔ اور آپ فرعونوں کو زیادہ جانتے ہیں۔ آپ مجرب نسخہ مانگیں کوئی طبیب نہ مانگیں۔ باوجودیکہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور کلیم ہیں انہوں نے نکلنے پر مجبور کیا حتیٰ کہ آپ نے دعا کی: اے ہمارے پروردگار! ان کے اموال تباہ کردے اور ان کے دلوں پر شدت فرما۔ جبکہ میں آپ کی خدمت میں اس کا شکوہ کرتا ہوں جس نے ایسے ایسے کام کیے۔ پس ملائکہ عظیم حرکت میں آ گئے۔ گروہ در گروہ آ رہے ہیں۔ اور ہم واپس ہوئے اور ہم نے حضرت کلیم علیہ السلام کی زیارت میں طی ارض یعنی زمین کے سمٹنے کا مشاہدہ کیا۔ ابھی آٹھ دن گزرنے نہیں پائے تھے کہ ان میں سے بعض کے مرنے کی خبر پہنچ گئی اور لوگوں نے اس کی موت کے کئی طریقے ذکر کیے اور اس کے مطعون ہونے کی صورت ذکر کی۔ میں نے اس کی تحقیق نہیں کی کہ اسے ذکر کرسکوں اور بعض پر امیر ناراض ہو گیا اور اسے معزول کر کے شدت کے ساتھ قید و بند میں ڈال دیا۔ پس اس نے حضرت استاذ محترم کی خدمت میں دو کاغذ ترکی زبان میں اپنے قلم سے لکھ کر بھیجے جس سے آپ کے قلب مقدس کو اپنی طرف مائل کرنا مراد تھا جن کا ہمارے ساتھی امیر حسن آفندی نے میرے لئے عربی میں ترجمہ فرمایا اور ان کا معنی یہ تھا کہ میں اللہ تعالیٰ۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے جد امجد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرما دیں کیونکہ ہماری جو رسوائی ہوئی وہ آپ کے بارے میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے ہوئی اور مجھے دربار خداوندی سے امید ہے کہ آپ کی برکت سے ہم اس سختی سے خلاصی پالیں گے اور اس کے عوض ہم آپ کے متعلق ایسا طرز عمل اپنائیں گے جس سے ہمارا پردہ رہ جائے اور ہم آپ کی خدمت کو لازم کریں گے

Marfat.com

اور متنبی کے اس شعر کی گواہی پیش کی۔

وللارض من زاد الكرام نصيب

سخیوں کے دستر خوان میں زمین کا ہی حق ہے۔ باوجودیکہ متنبی کا لفظ من کاس ہے من زاد نہیں۔ لیکن اس نے اپنے فہم وفضیلت کی وجہ معلوم کرلیا کہ حضرت استاذ البکری رضی اللہ عنہ کو کاس کے لفظ سے خطاب نہ کیا جائے جو کہ عیاش لوگوں کی علامت ہے۔ پس اس نے اس لفظ سے زاد کی طرف رخ پھیرلیا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وتزودوا فان خیر الزاد التقویٰ۔ نیز اس میں اپنی طرف سے انکساری ہے جیسا کہ فقیر کو زادِ سفر کی ضرورت ہوتی ہے اور اس سے ہمیں ابن المعتز رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

جب مجھے متنبی کے شعر سے اس کے گواہی لینے کا پتہ چلا اور ابوالطیب کے لفظ سے روگردانی کرنے کی وجہ معلوم ہوئی تو میں نے متاثر ہوکر اس کے لئے دعا مانگی اور استاذ محترم رضی اللہ عنہ نے پہلی بات جو کی وہ یہ تھی۔

اجادت بوصل حين لاينفع الوصل

یعنی اس نے وصل کی اس وقت سخاوت کی جبکہ وصل کا فائدہ کچھ نہیں۔ پس مجھے پتہ چل گیا کہ اس کا کام تمام ہوا۔ گرچہ استاذ صاحب نے اس کے بعد محفل کی تمنا سے موافقت فرماتے ہوئے اس کے لئے خلاصی کی دعا فرمائی میرے نزدیک وہ بے اثر تھی۔ کیونکہ میں بحمد اللہ تعالیٰ استاذ محترم کے احوال کو لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ چنانچہ وہ شخص اور اس کے ساتھی قتل کردیئے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل ختم کردی اور ان میں سے اس کے سوا کوئی باقی نہ رہا جسے استاذ صاحب کے بارے میں حسن عقیدت کا شرف حاصل تھا اور امیر موسیٰ العادل کا خواب اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول درست نکلا کہ جس نے میری بیٹے محمد کو ستایا۔ اگر قریب ہے تو ہم اسے سلب کرلیں گے اور اگر اجنبی ہوا تو ہم اسے قتل کر دیں گے۔

اور آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ ایک شخص بدری نامی مصر میں ستار بجانے والوں کا

Marfat.com

سر براہ تھا اور وہ اکثر شیخ احمد الکبری رضی اللہ عنہ کو سنایا کرتا تھا۔ ایک دن انتہائی غمزدہ صورت میں آپ کی خدمت میں آیا۔ شیخ بکری نے فرمایا کہ تیرے غمگین ہونے کی کیا وجہ ہے؟ کہنے لگا یا سیّدی! میں آپ کو ستار بجا کر سناتا تھا وہ مجھ سے گم ہو گئی۔ استاذ محترم نے کافی سارے دینار نکالے اور فرمایا اے بدری! ان میں سے جتنی ضرورت ہے لے لو اور ستار خرید لو۔ اس نے کہا یا سیّدی! واللہ میں آپ کے پاس اس لئے نہیں آیا۔ خود میرے پاس بے شمار دینار موجود ہیں۔ حضرت شیخ احمد البکری نے فرمایا کہ میں تو یہی کچھ کرسکتا ہوں۔ بدری کہنے لگا کہ جو ستار گم ہوا ہے پوری دنیا میں اس کی مثل نہیں تو اسے حضرت استاذ محترم جن کا تعارف کرایا جا رہا ہے نے فرمایا کہ اس کا پتہ میں تجھے دیتا ہوں۔ وہ حسرت زدہ اٹھا اور استاذ محترم کے قدم چومنے لگا۔ اور کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

استاذ محترم کے بھائی شیخ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اس کا پتہ کیسے دیں گے؟ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ تو ہمارے استاذ صاحب ترجمہ نے فرمایا: اے بدری! قرافہ کے قبرستان میں چلے جاؤ اور جد امجد شیخ محمد البکری رضی اللہ عنہ کے مزار شریف میں داخل ہو کر دو رکعت نفل ادا کرو اور قرآن کریم کی دس آیات تلاوت کرو۔ اپنے ساتھ ستار لے جانا اور وہاں جد امجد کے دربار میں اسے عمل میں لانا۔ ازاں بعد عرض کرنا یا شیخ محمد! یا بکری! آپ کی اولاد کو جس ستار کے ساتھ سنایا کرتا تھا گم ہو گئی ہے اور مجھے آپ کی طرف آپ کے بیٹے محمد بن زین العابدین نے بھیجا ہے مجھ پر فضل کریں اور میرا ستار مجھے لوٹا دیں۔ بدری کہتے ہیں وہاں گیا اور شیخ محمد البکری نے مجھے جو حکم دیا تھا سب کچھ کیا۔ جب میں نے وتر یعنی اس کی تار کو چھیڑا تو مجھے یوں خیال گزرا کہ مشائخ بکریہ کے تابوت خوشی سے ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے ہیں اور میں نے عرض کی اے استاذ محمد بن زین العابدین! آپ کے بیٹے نے مجھے آپ کی خدمت میں اس کام کے متعلق بھیجا ہے۔ ازاں بعد میں وہاں سے نکل آیا۔ جب میں لمبی قبر تک پہنچا تو میرے پیچھے ایک خوبرو دراز قد کا شامی آدمی آیا جس نے چھوٹا سا

Marfat.com

شامی صندوق اٹھا رکھا تھا۔ اس نے مجھے ہاتھ لگایا۔ میں اس کے پیچھے ایک کمرے میں پہنچا۔ اس نے گمشدہ ستار نکالا اور کہا یہ لو اپنا ساز۔ میرے ہوش اڑ گئے۔ وہ شخص غائب ہو گیا اور مجھے نظر نہ آیا۔ اس نے وہ ساز پکڑا اور خوشی سے اسے بجاتا ہوا دروازے سے داخل ہوا اور تینوں مشائخ کی عمارت میں داخل ہوا اور کہنے لگا کہ میں تو شیخ محمد البکری کے سلام سے ابتداء کروں گا کیونکہ آپ نے مجھے میری حسرت کی چیز واپس کی ہے اور اس کرامت میں کوئی شک نہیں ہے اور شاید کہ استاذ صاحب ترجمہ نے جد امجد کے اس قول سے دلیل لی ہو۔ ہمارے صحن کی طرف جو کہ عرفان کا قبلہ ہے اور چند لمحے ہمارے آستانے پر رخساروں کو خاک آلود کر اور زمانے کی جس گردش کا تجھے کھٹکا اور ڈر ہے اس کے لئے ہمیں پکار۔ ہماری امید کرنے والا محروم نہیں لوٹایا جاتا۔

اور میں نے آپ کے صاحبزادے شیخ زین العابدین کی ایک کرامت دیکھی (اللہ تعالیٰ انہیں حاسدوں کی آنکھوں سے محفوظ رکھے) اور وہ یہی کہ ہم ان کے والد محترم استاذ محمد البکری کی محفل میں بیٹھے تھے کہ استاذ صاحب اٹھے اور اپنے گھر چلے گئے۔ میں نے بھی واپس ہونا چاہا تو مجھے استاذ صاحب کے صاحبزادے نے روک لیا اور فرمایا کہ آج کی رات ہمارے ساتھ باتیں کرو اور آپ باب قیطون سے اس چبوترے کی طرف اترے جو کہ ازبکی حوض کے اوپر ہے میں نے آپ کے لئے اس پر مصلیٰ بچھا دیا اور میرے پاس ایک اور مصلا تھا جسے میں نے زمین پر بچھایا اور اس پر بیٹھ گیا۔ اچانک ایک سائل آیا جس نے استاذ صاحب کے صاحبزادے سے کچھ مانگا۔ (اللہ تعالیٰ دونوں کی مدت عمر میں وسعت فرمائے) آپ نے اپنا ہاتھ اندر کی جیب میں ڈالا لیکن سائل کو عطا کرنے کے لئے کچھ نہ پایا۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور مجھے فرمایا اے ابراہیم! اپنا مصلیٰ اٹھاؤ اور اس کے نیچے جو کچھ ہے فقیر کو دے دو۔ میں نے مصلیٰ اٹھایا تو اس کے نیچے میں نے بالکل نیا نصف دینار پایا گویا ابھی ڈھالا گیا ہے جو کہ چوتھائی دینار سے زیادہ وسیع تھا۔ چنانچہ میں نے وہ فقیر کو تھما دیا اور مجھے ثابت ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے خزانہ غیب سے ہے۔ اس امر کا میں نے اپنے سر کی آنکھوں

Marfat.com

سے مشاہدہ کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور صاحب ترجمہ استاذ محترم کی ایک کرامت یہ ہے کہ ۱۰۷۱ھ میں جب آپ نے بیت اللہ الحرام کا قصد فرمایا تو بارشوں کی قلت کی وجہ سے خشک سالی کا دور تھا اور حجاز مقدس میں مہنگائی بہت تھی اور وہاں ٹڈی دل بھی اتر آیا جس سے وہاں کے رہنے والوں کا بہت نقصان ہوا۔ انہوں نے اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے دعا مانگنے پر اتفاق کیا اور مکہ معظمہ میں اعلان کر دیا۔ چنانچہ سلطان حجاز مولانا زید بن محسن (اللہ تعالیٰ ان کی امارت کی بنیادیں مضبوط فرمائے) آئے اور کعبہ معظمہ کے سامنے بیٹھ گئے اور آپ کے سامنے سادات بنی حسن۔ عرب کے علماء مشائخ۔ حجاج کے امیروں اور اطراف اکناف عالم کے مسلمانوں کا زبردست ہجوم تھا۔ کعبۃ اللہ کا دروازہ کھلا تھا اور بنی شیبہ کے مشائخ دروازے کے پاس کھڑے تھے۔ لوگ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے۔ پھر قرآن کریم کی تلاوت اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام عرض کرنے کے بعد اب صرف دعا باقی رہ گئی حرم کے مشائخ اور علماء کی گردنیں اس مرتبہ عالی کی طرف آگے آنے کے لئے اٹھ رہی تھیں اس پر ہجوم محفل میں ایک اضطراب برپا تھا اور سلطان زید سر جھکائے بیٹھے تھے۔ پھر آپ نے سر اٹھایا تو صاحب ترجمہ استاذ محترم کو سامنے سے وقار اور حسن کے ساتھ آتے ہوئے دیکھا۔ سلطان فوراً یہ کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے کہ یہ پرانے حقدار ہیں اور انہیں آگے ہونے کا حق ہے۔ پس سب لوگ کھڑے ہو گئے اور بنو الحسن کے سردار زید بن محسن نے کہا یا شیخ محمد! یا بکری! آپ ہی کا حق ہے پس آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ پس آپ آگے بڑھے۔ کعبہ شریف کی طرف منہ کیا۔ آنکھیں بند کیں پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا۔ اور شہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف ایسی زبان سے شروع کیا جو کہ بحر ربانی اور فیض صمدانی سے معمور تھی اور ایسی دعاؤں میں مستغرق ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ کے خزانہ غیب سے شکار کیا تھا جبکہ لوگ بلند آواز سے آمین کہہ رہے تھے۔ پس آسمان چمکنے اور گرجنے لگا۔ بادل گھر کر آ گئے اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ حتیٰ کہ سب لوگ بھیگ گئے۔ انہوں نے میزاب رحمت سے

Marfat.com

اپنی مشکیں بھرلیں اوران میں سے استاذ البکری کے ساقی کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس نے چودہ مشکیں بھریں اور مکہ مشرفہ میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ یہ استاذ محمد البکری کی برکت ہے اور یہ ایسی کرامت ہے جس کا انکار نہیں ہوسکتا۔

اور آپ کی کرامات میں سے اہل اسلام کی کفار کے ساتھ جنگ کے میدانوں میں ان کے دور دراز علاقوں میں آپ کا حاضر ہونا ہے حالانکہ آپ مصر کی میونسپلٹی کی حدود کے اندر تشریف فرما ہوتے۔ عین جنگ کے دوران اکثر آپ کو مشرکین کے ہجوم میں دیکھا گیا اور دیار مصریہ میں واپس آ کر انہوں نے اس کی خبر دی اور ان سے ہم نے اکثر ایسا ہی سنا۔ اور سیّدی عبدالوہاب الشعرانی نے المنن الوسطیٰ میں ذکر فرمایا کہ ایسی کرامت کا ظہور ولی سے ہوتا رہتا ہے۔ کئی دفعہ اسے خود بھی اس کا پتہ نہیں ہوتا۔

اور آپ کی کرامات میں سے وہ گفتگو بھی ہے جس میں آپ دورہ وجودیہ والوں سے منفرد ہیں اور وہ زبان جس سے آپ کے معاصر علماء آپ کے مقام سے کمتر ہونے کی وجہ سے مانوس نہیں ہیں ان کے علاوہ کسی کی بات ہی کیا ہے اور آپ کی وصیتوں میں سے ایک وصیت وہ ہے جو کہ آپ نے ۱۰۶۱ھ میں ایک مکتوب میں مجھے فرمائی اپنے پروردگار کی رحمت کے نشانات کی طرف دیکھو۔ جس نے نشان کی پیروی کی اسے خبر ملی اسے ہی مل بیٹھنا اور شامل ہونا نصیب ہوا اور گھر والے سے واصل اور متصل ہوا۔ جدا نہیں ہوا۔ کیونکہ عارف کا وجود تینوں جہانوں (دنیا۔ برزخ۔ آخرت) کے وجود میں کسی زمان اور مکان سے مقید نہیں ہوتا۔ نہ ہی محو۔ ثبوت اور امکان کے ساتھ موصوف۔ بندہ صالح ایک متلاطم سمندر۔ چمکتی بجلی۔ نغمہ سرا پرندہ۔ بساط قرب اور حجابات قدرت کی طرف اسرار کے ساتھ محو پرواز غریب الوطن۔ کثیر غموں والا۔ جس کا گھر دور اور مزار قریب۔ اس کا کوئی مقام نہ اعتبار جس کے حال کو ثبوت وقرار نہیں اجنبی مشہور اور وہ ہر حقیقت کے ساتھ اور ہر طریقت میں موصوف ہے یہ اس کا بعض حال ہے اور ہر معلوم حقیقت کہی بھی نہیں جاسکتی۔

Marfat.com

مرتبہ صدیقیت

صدیقیت درجات ولایت میں سے ہے اور یہ مخصوص قوم کے لئے مخصوص گنتی کے ساتھ مخصوص مقام ہے لیکن یہ گنتی درجات میں ہے۔ اشخاص کے ساتھ نہیں کیونکہ کئی دفعہ ایک مرتبہ میں دو شخص یا چار یا اس سے بھی زائد ہوتے ہیں جبکہ کئی دفعہ ایک مرتبہ میں ایک ہی ہوتا ہے جیسے قطب اور کئی دفعہ دو آدمی بمنزلہ ایک آدمی کے ہوتے ہیں اور کبھی اس کے برعکس اور ظاہر میں ولایت کا طلب کے بغیر کوئی راستہ نہیں۔ وہ تو ایک اچک ہے جو کہ بندے کو قابو کر لیتی ہے کسی حالت میں بھی ہو۔ پس اس کے عین کو بدل کر پلک جھپکنے سے پہلے خالص ولی بنا دیتی ہے اور اس میں بندے کا اپنا قصد نہیں ہوتا کیونکہ یہ ہبہ ہے کسب نہیں۔ اور آپ نے اپنے طبقات میں ابوسلیمان دارانی کے مناقب میں نقل فرمایا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عارف پر اس کے بستر پر وہ فتوحات نازل فرماتا ہے جو کہ اس کے غیر کے لئے نماز میں کھڑے ہونے کی صورت میں نازل نہیں فرماتا پھر منن میں فرمایا: اے میرے بھائی! تجھے معلوم ہو کہ وہ صدیقیت جسے تو اعمال کے ساتھ طلب کرتا ہے وہ تو ہماری اصطلاح میں منہیات کو ترک کرنے کا نام ہے تو جس نے ممنوعات کو ترک کرنا پختہ کر لیا اور اس کا نفس موت۔ مرغوبات سے منقطع ہونے۔ مصروفیات زمانہ اور اپنی منفعت کوشی اور طبیعت کی سختی سے نکلنے اور خواہشات کو ترک کرنے میں پختہ ہونے کی طرف جھک گیا تھوڑی ہوں یا زیادہ تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے جیسوں کے لئے ممکن حد تک استقامت کی سعادت حاصل کر لی اور یہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اور انبیاء علیہم السلام کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کسی بشر کو حاصل نہیں اور جسے بھی یہ مقام حاصل ہوا وہ اس میں سے اسے بطور وراثت ملا۔ اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مقام تسلیم سے اپنا حظِ وافر ملا اور حدیث پاک میں آپ پر خلت کا اسم بولا گیا چنانچہ فرمایا: ان اللہ یتجلی للا خلاء الثلاثۃ محمد وابراھیم وابی بکر یعنی اللہ تعالیٰ تین خلیلوں حضرت محمد وابراہیم علیہما السلام اور ابوبکر رضی اللہ عنہ پر تجلی فرمائے گا یعنی

Marfat.com

خاص تجلی۔ اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول نے ثابت فرمایا انما مثلک یا ابابکر کمثل ابراھیم' یعنی اے ابوبکر تیری مثال تو حضرت ابراہیم کی طرح ہے۔ یہ اس خلت کے ثبوت کی طرف اشارہ ہے جو کہ نفس۔ مال اور اولاد کو اللہ رب العالمین کے حضور سونپ دینے کا نام ہے چنانچہ آپ اپنی جان۔ مال اور اولاد کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے زیادہ نچھاور کرنے والے تھے۔ انتھی

اور امام شعرانی نے اپنے طبقات میں ابن عطاء رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہوئے کہا کہ ابن عطاء فرماتے ہیں کہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مخلوق کے کاموں کی تدبیر نسیم نبوت کی قوت سے بہرہ ور ہو کر تلوار سے کرتے تھے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے تو حضرت عمر آگے بڑھے اور حدود الٰہیہ کو کوڑے کے ساتھ قائم کیا جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کے امور کی تدبیر کوڑے کے ساتھ نہ کر سکے چنانچہ آپ نے کوڑا ایک طرف کر دیا آپ کے امر کو وہ استقامت نہ ملی جو کہ آپ کے دونوں ساتھیوں کو حاصل ہوئی۔ تو جب آپ کو شہید کر دیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مخلوق کے کاموں کی تدبیر تلوار کے سوا کسی چیز کے ساتھ نہ کر پائے کیونکہ آپ نے اسی کو درست جانا۔

اور انہیں سے دوسری حکایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نسیم رسالت کی۔ حضرت عمر نسیم نبوت کی حضرت عثمان نسیم اصطفاء کی اور حضرت علی نسیم محبت کی مہک لیتے تھے۔ چنانچہ ان کے اشارات کا بیان وہی مخصوص کرامت تھی جو ان کی اپنی اپنی پسند تھی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پسندیدہ ذکر لا الٰہ الا اللہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پسندیدہ ذکر اللہ اکبر۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پسندیدہ ذکر سبحان اللہ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پسندیدہ ذکر الحمد للہ تھا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دارین میں غیر اللہ کا مشاہدہ نہیں کرتے تھے اس لیے لا الٰہ الا اللہ کہتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو اس کی عظمت کے سامنے چھوٹا دیکھتے تھے اس لیے آپ اللہ اکبر کہتے تھے۔

Marfat.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے سوا کو منزہ نہیں دیکھتے تھے کیونکہ سب اسی کے ساتھ قائم اور نقصان کے معترف اور جو قائم بالغیر ہو وہ ناقص۔ اس لئے سبحان اللہ کہتے تھے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھانے اور روکنے۔ پسندیدہ اور غیر پسندیدہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمت دیکھتے تھے اس لئے الحمد للہ کہتے تھے۔ انتہی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ ذلیل ہوا جس نے اپنا کام کسی عورت کے سپرد کر دیا۔ احنف کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر کی کلام سنی حتیٰ کہ آپ چلے گئے۔ حضرت عمر کی کلام سنی حتیٰ کہ آپ چلے گئے۔ حضرت عثمان کی کلام سنی حتیٰ کہ آپ چلے گئے اور حضرت علی کی کلام سنی حتیٰ کہ آپ چلے گئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے ان میں سے کسی کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ بلیغ نہ پایا اور وارد ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کافر سے فرمایا جس نے غار کو جاتے ہوئے آپ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھا کہ یہ ایسا شخص ہے جو مجھے راستہ بتاتا ہے اور ابن جوزی سے حکایت کی گئی کہ آپ منبر پر تھے کہ آپ سے سوال کیا گیا جبکہ نیچے خلیفہ وقت کے خدام اور خواص بیٹھے تھے اور وہ دو فریق تھے سنی اور شیعہ تو آپ سے کہا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل الخلق کون ہے؟ ابوبکر یا علی؟ فرمایا کہ حضور علیہ السلام کے بعد دونوں میں سے افضل وہ جس کی صاحبزادی اس کے نکاح میں ہے۔ دونوں فریق خوش ہو گئے اور آپ نے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مراد لئے تھے۔ آپ کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں جو کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں تھیں جبکہ شیعہ سمجھے کہ ابنتہ کی ضمیر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹتی ہے اور وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

اور کتاب الحقائق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مجھے روایت کی گئی کہ جس رات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا میں خواب میں دیکھتا ہوں گویا قیامت قائم ہے اور لوگ کھڑے ہیں۔ گویا میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں

Marfat.com

ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے تیز تیز چل رہے ہیں۔ میں نے عرض کی: حضور! کدھر کا ارادہ ہے؟ فرمایا: حساب سے پہلے ابوبکر کے متعلق شفاعت کرنے جا رہا ہوں۔ میں نے عرض کی میں بھی حضور کے ساتھ آ جاؤں؟ تو فرمایا: مجھ سے علیحدہ رہو میں آپ کی ہیبت سے کانپ گیا اور بیدار ہو گیا اور میں نے دل میں کہا کہ جب ابوبکر جیسی شخصیات یوں ہیں تو دوسرے حکام کا حال کیا ہوگا؟

شیخین کے دشمنوں پر ملائکہ کی لعنت

اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ عرش رحمٰن کے تین سو ساٹھ پائے ہیں۔ ہر پایہ دنیا کے ساٹھ ہزار گنا کی طرح ہے ہر دو پایوں کے درمیان ساٹھ ہزار چٹانیں ہیں۔ ہر چٹان دنیا کے ساٹھ ہزار گنا کے برابر ہے ہر چٹان میں ساٹھ ہزار جہان ہے۔ ہر جہان جنوں انسانوں کے ساٹھ ہزار گنا کے برابر ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے استغفار کرنے کا حکم دل میں ڈال رکھا ہے جو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتے ہیں اور ان سے بغض رکھنے والے کو قیامت تک لعنت بھیجتے ہیں۔ ابلیس ملعون پر اس کی سات لاکھ سال کی عبادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک بار لعنت فرمائی جس سے اس کی ساری عبادت ضائع ہو گئی تو جنہیں یہ ملائکہ جن کی کثرت ہم نے ابھی بیان کی ہے لعنت بھیجتے ہیں تو اس کے ہوتے ہوئے اور صدیق وفاروق کے بغض کے ہوتے ہوئے ان کی عبادت کیسے باقی رہے گی؟

اور چیزیں اپنی ضدوں سے امتیاز پاتی ہیں تو جن کے لئے یہ ملائکہ استغفار کرتے اور ان کے لئے جنت کی دعا کرتے ہیں تو ملائکہ ابرار کی طرف سے استغفار کے مقابلے میں ان کے گناہ اور بوجھ کیونکر باقی رہ سکتے ہیں اور اس سب سے زیادہ عجیب وہ روایت ہے جسے صاحب تاریخ الخمیسی نے نقل فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کی: یا اللہ! قیامت کے دن ابوبکر کو درجے میں میرے ساتھ کر دے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے آپ کی دعا قبول کر لی ہے۔ اسی طرح

Marfat.com

منتقی میں اسے حافظ حسین بن بشر نے اور ملا نے اپنی سیرت میں میمون بن مہران سے انہوں نے ضبتہ بن محصن سے روایت کیا۔

اور اسی کتاب الحقائق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت منقول ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار میں تھے۔ آپ کو شدید پیاس لگی جس کا شکوہ آپ نے حضور علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات سے کیا تو سرکار علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ غار کے اوپر کی طرف جاؤ اور پانی پی لو۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ میں غار کے اوپر کی طرف گیا اور میں نے شہد سے زیادہ میٹھا دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ مہکتا پانی پیا۔ پھر میں حضور علیہ السلام کی طرف لوٹا تو فرمایا: پانی پی لیا؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا: اے ابوبکر! کیا تمہیں خوشخبری نہ سناؤں؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں یارسول اللہ۔ فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے جنتی نہروں کے منتظم فرشتے کو حکم دیا کہ جنت الفردوس کی ایک نہر غار کے اوپر کی سمت میں جاری کردے تاکہ ابوبکر پانی پی لے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا یہ مقام ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں اور اس سے بھی افضل۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا تیرے ساتھ بغض رکھنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا گرچہ اس کے پاس ستر انبیاء کے عمل ہوں۔ اسے ملا نے اپنی سیرت میں اور اسی طرح الریاض النضرہ میں روایت فرمایا۔

اور کتاب الحقائق سے مروی کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورج کو اس سفید موتی سے بنایا جو کہ دنیا کے ۱۴۰ گنا کے برابر ہے اور اسے ایک ریڑھی پر رکھا جس میں تین سو ساٹھ دستیاں لگائیں اور ہر دستی میں سرخ یاقوت کی زنجیر ہے اور ساٹھ ہزار ملائکہ مقربین کو حکم فرمایا کہ اسے اپنی پوری قوت کے ساتھ جو کہ اللہ تعالیٰ نے خاص انہیں عطا فرمائی ہے ان زنجیروں کے ذریعے کھینچیں جبکہ سورج اس ریڑھی پر ایک کشتی کی طرح ہے اور وہ اس سبز گنبد میں گھوم رہا ہے۔ اہل زمین پر اپنے جمال کی روشنی ڈالتا ہے اور ہر روز خط استواء پر کعبہ شریف کے اوپر کھڑا ہو

Marfat.com

جاتا ہے کیونکہ وہ زمین کا مرکز ہے اور کہتا ہے: اے میرے رب کے فرشتو! جب میں کعبہ کے سامنے جو کہ ایمان والوں کا قبلہ ہے پہنچتا ہوں تو مجھے اس کے اوپر سے گزرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے اور فرشتے اسے اپنی پوری قوت سے کھینچتے ہیں کہ کعبہ کو عبور کرے لیکن وہ نہیں مانتا۔ اور فرشتے اس سے عاجز آجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف الہام فرماتا ہے تو وہ ندا دیتے ہیں: اے سورج! تجھے اس شخص کی عزت کا واسطہ جس کا نام تیرے رخ روشن پر نقش ہے اپنی سابقہ سیر کی طرف لوٹ۔ جب وہ یہ سنتا ہے تو مالک کی قدرت کے ساتھ حرکت میں آجاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کون شخص ہے جس کا نام اس پر نقش ہے؟ فرمایا: وہ ابوبکر صدیق ہے۔

اے عائشہ! جہان کو پیدا کرنے سے پیشتر اللہ تعالیٰ کے علم قدیم میں تھا کہ وہ ہوا کو پیدا فرمائے گا۔ ہوا پر یہ آسمان بنائے گا۔ اور پانی کا سمندر بنائے گا اور اس پر جیسے چاہے گا عجلہ یعنی ریڑھی کی طرح کی مخلوق بنائے گا اس عجلہ کو دنیا کو روشن کرنیوالے سورج کی سواری بنائے گا اور سورج جب خط استواء کے اوپر پہنچے گا تو فرشتوں پر سرکشی کرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک نبی کو تمام نبیوں سے افضل پیدا فرمائے گا اور وہ نبی۔ اے عائشہ! تیرا شوہر ہے۔ دشمنوں کی خواہشات کے بالکل خلاف اور سورج کے چہرے پر اس کے وزیر ابوبکر صدیق مصطفیٰ کا نام نقش فرمادیا۔ تو جب فرشتے اسے اس کی قسم دیتے ہیں تو وہ ڈھل کر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے چلنا شروع کر دیتا ہے اور اسی طرح جب میرا گنہگار امتی جہنم کی آگ پر سے گزرے گا اور جہنم کی آگ اس پر ہجوم کرنے کا ارادہ کریگی تو اس کے دل میں اللہ کی محبت اور اس کی زبان پر اس کے نام کے نقش کی حرمت کی وجہ سے آگ پیچھے کو دوڑے گی اور کسی اور کو ڈھونڈے گی۔ انتھی بلفظہ۔

اور اسی کتاب سے ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ سنت کیا ہے؟ تو فرمایا: شیخین کی محبت سرکار علیہ السلام کے دونوں داماد (حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہما) کی عقیدت۔ جمعہ اور عیدین کی حاضری اور موزوں پر مسح کرنا۔ انتھی اور

Marfat.com

اسی سے ہے کہ خبر میں وارد ہے کہ ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ہر شخص اپنے حال کی زبان کے ساتھ بات کر رہا تھا تو اپنی بات کے سچے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر دنیا ساری کی ساری میرے پاس ہوتی تو میں فقراء کو دے دیتا حتیٰ کہ وہ امیر لوگوں کے محتاج نہ ہوتے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر دنیا ساری کی ساری میرے پاس ہوتی تو میں اسے امیر لوگوں کی طرف لوٹا دیتا حتیٰ کہ فقراء کے دل اس میں مشغول نہ ہوتے۔

اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر دنیا ساری کی ساری میرے پاس ہوتی تو ایک شخص کو ہی دے دیتا تا کہ صرف ایک ہی کا حساب ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ کریم ہے کہ ایک کا حساب کرے اور اسے مخلوق کے درمیان رسوا فرمائے۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر دنیا ساری کی ساری میرے پاس ہوتی تو میں اسے کافر کے منہ میں ڈال دیتا تا کہ اس کو پتہ چلے کہ اس کے کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں نیز دنیا اس کے سوا کسی کے لائق نہیں۔

اور اسی سے منقول ہے کہ خبر میں وارد ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: یارسول اللہ! آپ کس چیز کے ساتھ بھیجے گئے ہیں؟ فرمایا: عقل کے ساتھ۔ پوچھا آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ فرمایا: عقل کا۔ عرض کی: عقل کیا ہے؟ فرمایا اس کی حد نہیں ہے۔ لیکن جس نے اللہ تعالیٰ کے حلال کو حلال جانا اور اس کے حرام کو حرام جانا وہ عقلمند ہے۔ اس کے بعد اگر مجاہدہ کرے تو عابد کہلائے گا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: دین کا راستہ کیا ہے؟ فرمایا: جس نے عقل کو امیر۔ خواہش کو اسیر کیا۔ عرض کی قیامت کے دن کس چیز کی وجہ سے نجات ہوگی؟ فرمایا: دنیا میں عقل کے مطابق کام کرتے کرتے تھک جانے سے۔ عقل ایک گہرا سمندر ہے جس کے کنارے کی حد نہیں اور عقل کے سمندر میں ایسے جواہرات ہیں جن کی قیمت نہیں۔ عقل تجھے جو حکم دے اسے اختیار کر اور جس سے روک دے اس سے رک جا۔ جب تو نے ایسا کیا تو تو درجہ

Marfat.com

اجتہاد تک پہنچ گیا۔ پھر تو دنیا میں بے رغبت ہوگا اور یہ دار فنا ہے اور جب تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے تو تو کریم ہے۔

اے ابوبکر! جسے عقل نہیں اس کی لوگوں کے ہاں کوئی عزت نہیں اور جس کا دین نہیں اس کے لئے کوئی شرف نہیں۔ جس کا تقویٰ نہیں اس کی کوئی قیمت نہیں۔ جسے پرہیزگاری حاصل نہیں اس کی کوئی عزت نہیں۔

اور اسی کتاب سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے تھے اور جبریل علیہ السلام آپ سے گفتگو کر رہے تھے۔ اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے تو جبریل نے کہا کہ یہ ابوبکر ہیں اسے آسمان والے زمین والوں کی نسبت زیادہ جانتے ہیں۔ پھر کہا: یارسول اللہ! کیا آپ ان سے محبت فرماتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ کہا یہ آپ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔ بارہ سال سے ان کی داڑھ میں درد ہے لیکن آپ سے صرف اس لئے نہیں کہا کہ اس کی وجہ سے آپ کو تکلیف ہوگی اور یہ ان کی عظیم محبت پر دلیل ہے۔ انہیں میری طرف سے سلام کہیں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے ابوبکر! جسے تو نے مجھ سے چھپایا وہ صورت حال ظاہر ہوگئی تجھے خوشخبری ہو جبریل تم پر سلام کہہ رہا ہے اور مزاج پرسی کر رہا ہے۔ تو نے اپنے درد دنداں کی بات مجھ سے کیوں نہ کہی؟ عرض کی: مجھے علم ہے کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں اور جادوگروں نے جب عصا دیکھا تو ایمان لے آئے اور میں نے قضا دیکھی تو صبر کیا۔ انتھی۔

سیّدہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھایا

اور جب فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا جنازہ تیار ہوگیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: اے ابوبکر! آگے بڑھیں اور سیّدہ کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ فرمایا: آپ کی موجودگی میں؟ فرمایا: ہاں ان کی نماز جنازہ آپ کے سوا کوئی نہیں پڑھائے گا۔ پس حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا جنازہ حضرت ابوبکر صدیق نے امام بن کر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مقتدی بن کر پڑھا۔ میں نے اسے تاریخ خمیسی سے بالمعنی نقل کیا۔

Marfat.com

آیت ثانی اثنین کے چار نکات

اور کتاب العقائد میں یوں فرمایا کہ الاتنصروہ فقد نصرہ اللّٰہ اذا خرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار" یہ آیت چار چیزوں پر مشتمل ہے۔ (۱) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غیر کو عتاب ہے۔ (۲) رسول کریم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد کرنے کا وعدہ ہے۔ (۳) کفار کی شکایت ہے۔ (۴) اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف ہے۔ چنانچہ الاتنصروہ عتاب۔ فقد نصر اللّٰہ وعدہ۔ اذ خرجہ الذین کفروا شکوہ اور ثانی اثنین اذھما فی الغار تعریف ہے۔

باپ کا حق

اور اسی کتاب سے منقول کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے ابوبکر! اپنے باپ کی زیارت کر آؤ۔ عرض کی: یارسول اللہ! وہ بوڑھا اندھا ہے اور غیر مسلم ہے۔ میں اس کے پاس جانا پسند نہیں کرتا۔ فرمایا: اس کے پاس جاؤ۔ عرض کی: طواف کعبہ کرلوں پھر جاتا ہوں۔ فرمایا: اس کے پاس جاؤ۔ تیرے باپ کا حق کعبہ کے حق سے زیادہ عظیم ہے گرچہ کافر ہے۔

تنبیہ: جب تو اللہ تعالیٰ کے قول والذین آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی اور اپنی دعا میں حضور علیہ السلام کے اس قول کو ساتھ ملا کر کہ یا اللہ! ابوبکر کو قیامت کے دن درجے میں میرے ساتھ کر دے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرما لیا ہے اسے منتقی میں حافظ حسین بن بشر نے۔ اور ملا نے اپنی سیرت میں اسی طرح روایت کیا ہے" غور کرے تو تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے خلفاء کے اپنی بڑائی بیان کرنے کو عجیب و غریب نہ سمجھے جیسا کہ ابوالمکارم سیّدی محمد البکری رضی اللہ عنہ کا قول ہے درجات عزت نے قسم کھائی ہے کہ وہ ہمارے سوا دیکھے نہ جائیں اور اس پر ہمارے پاس عہد و پیمان آئے ہیں اور ہمارا فخر پہلوں کی وجہ سے نہیں۔ وہ تو ہمارے اور ان کی وجہ سے ہے زبانیں

Marfat.com

ہم پر گردش کر رہی ہیں یعنی تمام عالم کی زبانوں پر ہمارا تذکرہ ہے۔

اور جیسا کہ آپ نے فرمایا: کہ نانویں فلک سے تحت الثریٰ تک کوئی ایسا مقام باقی نہیں جہاں ہمارا لشکر جلوہ گر نہ ہو۔ اور اگر کوئی قوم اپنے معبود کے قرب کی تمنا کرے اور ہمارے آستانہ کی خدمت نہ کرے تو قرب نہیں پا سکتی۔

نیز جیسا کہ آپ نے فرمایا: اگر متقدمین کا فخر صحیفے ہیں تو ہم کتاب کی پہلی آیات ہیں۔ جو شخص ہماری خوشنودی چاہتا ہے وہ اپنے آپ کو عزت والا سمجھے کیونکہ جب تک پرندے درختوں پر نغمہ سرا ہیں۔ عزت ہمارے لئے ہی ہے۔

اور جیسا کہ آپ نے فرمایا: پہلے اور بعد میں زمانہ اس سے بانجھ ہو گیا ہے کہ آفاق میرے جیسے کا احاطہ کریں یعنی میرے جیسا کوئی پائیں نیز جیسا کہ آپ نے فرمایا: کہ سربلند ائمہ میرے قدم چومتے ہیں اور میرے دروازے میں خدام کی طرح حاضر ہیں اور میرا ہاتھ تو چومنے والے سے درجوں اونچا ہے گرچہ بادلوں کا سا فیض لائے اور جیسا کہ فرمایا: ان کے مرید کے لئے مراد سے فائق مراد ہے اور میں ضامن ہوں اور جو کہتا ہوں حقیقت پر مبنی ہے پس ان کی عطاء کثیر اور وسیع ہے اور اس کے سوا پائی جائے تو بہت کم اور محدود۔

اور جیسا کہ ہمارے استاذ سیّدی محمد زین العابدین البکری (اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں وسعت فرمائے) کا قول ہے کہ جو شخص ہماری طرف محبت اور دوستی کے ساتھ منسوب ہے وہ اس سے پاک ہے کہ برائی دیکھے اور اس کا نگہبان ولی ہے اور ہماری خلافت کے دلائل ترتیل سے پڑھے گئے ذکر کی نص قطعی سے حق وصداقت کے ساتھ آئے ہیں۔

اور جیسا کہ آپ نے فرمایا: تو ہمارے احوال سے بچے یا ملے یہ شدید عذاب والے کی طرف سے شدت کے تیر ہیں۔ ہمارے حال سے حال میں ایسے تیر ہیں جو کہ دشمنوں کو تیز بھالے کے ساتھ ہلاک کر دیتے ہیں۔

اور جیسا کہ آپ کے بھائی استاذ عبدالرحمٰن البکری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر میدان میں ان سے گھوڑ سوار ڈرتے ہیں اور ان سے بڑے بڑے بہادر بھی لرزہ براندام ہیں۔ تمام

Marfat.com

شیر اور عرب و عجم کے سارے بہادران کے دبدبے کو تسلیم کرتے ہیں۔

اور اس جیسے بے شمار اقوال ہیں جن کا کثرت کی وجہ سے شمار نہیں ہو سکتا اور جسے ان کے دیوانوں پر اطلاع ہے وہ عجیب و غریب اقوال دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر ان کی برکات لوٹائے اور ہمیں ان کی محبت عطا فرمائے۔

اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ یہ حضرات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں جیسا کہ قرآن مجید نے بیان فرمایا جبکہ حضرت صدیق دونوں جہانوں میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ اس پر غور کر۔ اسے خالص دودھ پائے گا جو کہ پینے والوں کے لئے انتہائی خوشگوار ہے اور قرآن و سنت اور اجماع اہل سنت سے تجھ پر وہ حقیقت واضح ہو چکی جس سے تجھے آل صدیق کے مقام اور مرتبہ کا پتہ چلتا ہے اور اس کے بعد سوائے صاف چمکتے حق کے انکار کے کچھ باقی نہیں رہ جاتا تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات کے بعد کس چیز پر ایمان لائیں گے اور آیات اور ڈرانے والے بے ایمان قوم کے کچھ کام نہیں آتے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

کوڑھ دور ہونا

مجھے عرب الجمادات کے شیخ محمد الحمادی نے ۱۰۷۲ھ میں بیان کیا کہ شباس الغربیہ بستی کے ایک شخص کو کوڑھ کی بیماری لاحق ہو گئی اور وہ کئی سال تک اس میں مبتلا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ذکر صدیق کا الہام فرمایا۔ چنانچہ اس کا پسندیدہ ذکر ابوبکر ابوبکر ہو گیا دن رات یہی کہتا اس سے زائد کچھ نہیں کہتا تھا۔ تو ابوبکر ابوبکر کے ورد کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اسے کوڑھ سے شفا عطا فرما دی اور راوی کی قابل اعتماد گروہ نے تصدیق کی۔

اور مجھے عالم امت ہمارے شیخ یوسف الفیشی نے بیان فرمایا کہ امام جلال الدین السیوطی سے آل صدیق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میں ان حضرات کے متعلق کیا کہوں جن کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تعریف فرمائی ہے۔ انتھی۔

اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ جسے حسد نے اندھا کر دیا اور جس پر خدا تعالیٰ کا غضب ہوا وہ

Marfat.com

ان حضرات کی شان میں بکواس صرف اس لئے کرتا ہے کہ ان کے لباس۔ سواریاں اور رہائش گاہوں کی نعمتیں ظاہر دیکھتا ہے اے کاش وہ سوچتا کہ اس بندہ خدا پر کیا قباحت لازم آتی ہے جو کہ ظاہری باطنی اور سری جہری طور پر اللہ تعالیٰ کی نعمت میں پلتا ہے اور اس سے اس پر جو کچھ واجب ہے اس کا اہتمام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کلام سنتا ہے۔ قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق یعنی آپ فرما دیجئے یا رسول اللہ! کہ کس نے اللہ تعالیٰ کی آرائش کو حرام کیا جو اس نے اپنے بندوں کے لئے ظاہر فرمائی اور پاکیزہ رزق؟ اور حضور علیہ السلام کا ارشاد سنتا ہے کہ پاکیزہ کھاؤ۔ نرم پہنو اور اچھے عمل کرو اور ہمیں ہمارے شیخ الاستاذ محمد البکری کی طرف سے روایت پہنچی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تین سو ساٹھ کرسیاں تھیں اور ہر کرسی پر ہزار دینار کا حلہ تھا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ امیر صحابہ کرام میں سے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی بیویوں میں سے ایک بیوی کے ساتھ آٹھویں حصے کے چوتھائی حصہ پر اسی ہزار دینار کے ساتھ صلح کی گئی۔

مجھے خاتمہ اہل ادب۔ حجۃ لسان العرب ہمارے شیخ یٰس الشامی رحمۃ اللہ علیہ نے ازہر میں لکھوایا کہ امام فخرالدین رازی بکری کے ہزار غلام تھے اور آپ کے دائیں جانب بادشاہ بیٹھا جس کے ہزار غلام تھے اور آپ کے بائیں طرف بادشاہ بیٹھا تھا اس کے ہزار غلام تھے اور ایسا اتفاق ہوا کہ ایک محفل میں تین ہزار غلاموں نے آپ کی خدمت کی۔ اور امام الائمہ ناصر السنۃ ہمارے امام حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی تین سو ساٹھ لونڈیاں تھیں۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس سال بھر میں ایک رات بسر فرماتے تھے اور اسی کی مثل آپ کے پاس حلے تھے۔ ہر روز ایک حلہ زیب تن فرماتے۔ اور امام عبداللہ بن مبارک جن کے تعارف میں امام شعرانی نے فرمایا کہ ان کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے کہ ہزار غلام تھے اور آپ کا دسترخوان دو ریڑھیوں پر کھینچ کر لایا جاتا تھا اس میں کئی دفعہ اونٹوں کا بھنا ہوا گوشت ہوتا۔ اور جب آپ ہارون رشید سے ملنے بغداد

Marfat.com

میں داخل ہوتے تو ہارون رشید کی ماں نے لگاموں کی جھنکار۔ گھوڑوں کی ہنہناہٹ۔ پاؤں کی دھمک اور شور سنا جو پورے بغداد میں سنائی دے رہا تھا تو اس نے طاق کا پردہ اٹھا کر دیکھا اور کہا یہ کون بادشاہ آ رہا ہے؟ تو اسے بتایا گیا کہ یہ صوفیہ کے امام حضرت عبداللہ بن المبارک آ رہے ہیں۔ کہنے لگی یہ ہے بادشاہ۔ میرا بیٹا بادشاہ نہیں۔ اور امام مالک کے شاگرد امام اشہب کے ہزار غلام تھے اور ان کی گزر بسر بادشاہوں کی سی تھی اور ہمیں لیث بن سعد سے خبر پہنچی کہ اس نے وادی کو اس کا خراج مہنگا کرنے کے لئے کئی حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا اور اس پر زکوٰۃ واجب نہ تھی۔ اسے ایک عورت نے سو رطل شہد کا سوال کیا تو اس نے اس کے لئے وصولی کی رسید لکھی تو سبقت قلم کی وجہ سے سو مطر لکھ دیا۔ اس کے بارے میں اس سے رجوع کیا گیا تو اس نے کہا کہ علم ہم سے زیادہ معزز نہیں اور اسے سو مطر عطا کر دیئے۔

اور ہمیں خبر پہنچی کہ سیّدی علی وفا رضی اللہ عنہ کے تین سو غلام تھے اور وہ آپ کے سامنے سونے کے جڑاؤ کے ساز و سامان کے ساتھ چلتے اور ایسا اتفاق ہوا کہ آپ باب زویلہ سے نکلے تو سامنے سے ابن زنبور نامی وزیر آ گیا۔ وہ ایک طرف ہٹ گیا حتیٰ کہ استاذ صاحب گزر گئے۔ وزیر نے اپنے دل میں کہا: انہوں نے ہمارے لئے دنیا کا کوئی حصہ چھوڑا ہی نہیں۔ تو استاذ صاحب نے اسے پیغام بھیجا کہ ہم نے تمہارے لئے دنیا کی رسوائی اور آخرت کا عذاب چھوڑ دیا ہے اور امام محمد بن الحسن کے ہزار غلام تھے اور آپ سونے سے جڑاؤ کی گئی زین کے ساتھ خچر پر سوار ہوتے اور آپ کے دروازے عراقی تھے اور دہلیزوں پر سونے اور چاندی کا جڑاؤ تھا۔ اسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سفرنامے میں ذکر کیا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ مجھے امام مالک کی معیشت کی تنگی یاد آ گئی جس پر میں نے انہیں چھوڑا تھا اور میں رونے لگا۔ تو مجھے محمد بن الحسن نے فرمایا: اے ابو عبداللہ! جو کچھ تو دیکھ رہا ہے تجھے پریشان نہ کرے۔ یہ سب کچھ حقیقتاً حلال اور جائز کمائی سے ہے۔ ہر سال زکوٰۃ نکالتا ہوں اور مجھے گمان نہیں کہ اس میں جو کچھ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق مجھ سے مطالبہ فرمائے آدمی کا وہ مال اچھا ہے جو دوست کو خوش کرے اور دشمن کو جلائے۔ امام شافعی

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے مجھے ایک ہزار دینار قیمتی خلعت پہنائی اور تین ہزار درہم زادراہ عطا فرمایا۔ اور آپ نے اپنے سارے مال کے متعلق مجھے پیشکش فرمائی کہ نصف حصہ لے لو لیکن میں نے معذرت کر دی۔

اور امام شاطبی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ عالم کے لئے مال اور مرتبہ ضروری ہے تاکہ مخلوق میں کسی کے سامنے عاجزی نہ کرے اور اس کا محتاج نہ ہو۔ انتھی۔

تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور اجماع امت تو معترض کس وجہ سے اعتراض کرتا ہے۔

اھل اللہ پر اعتراض سے بچو

امام شعرانی نے منن میں فرمایا ہے کہ اے بھائی! اپنے زمانے کے علماء میں سے کسی پر بھی اعتراض کرنے سے پرہیز کرو گرچہ دل سے ہی ہو۔ جب وہ دنیا کی وسعت اور لباس اور سواریوں کی کثرت میں امام مالک اور آپ کے علاوہ دیگر علماء سابقین کی طرح ہوں کیونکہ یہ تیرے جاہل ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ اولیاء اور علماء رسل علیہم السلام کے نقش قدم پر ہیں۔ ان میں سے کسی کے پاس مال تھا اور کسی کے پاس نہیں تھا جیسے حضرت سلیمان اور عیسیٰ علی نبینا وعلیہما السلام اور سیّدی عبدالقادر الجیلی۔ سیّدی مدین۔ ابراہیم بن ادہم اور سیّدی احمد الزاہد رضی اللہ عنہم۔ ان میں سے ہر ایک ایسے مقام پر کھڑا ہے جس میں وہ کامل ہے وہاں اسے دنیا کی وسعت نقصان دیتی ہے نہ تنگی۔ تو اے بھائی سیّدی محمد البکری یا سیّدی محمد الرملی پر جب وہ اعلیٰ نسل کے گھوڑوں پر سواری کریں۔ نفیس کپڑے پہنیں تو اعتراض نہ کر کیونکہ یہ اعتراض جہالت اور حسد کی وجہ سے ہے اور تیرے متعلق میرا گمان ہے کہ ان کے پاس دنیا کا جو ساز وسامان ہے اگر تجھے مل جائے تو اسے تو کبھی نہ لوٹائے اور اکابر نے اپنے شاگردوں کو دنیا میں بے رغبتی پر اس خطرے کے پیش نظر ابھارا ہے کہ کہیں طمع کی ذلت میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر دنیا ان کے پاس کسی طمع اور میلان کے بغیر آئے تو اللہ تعالیٰ کے دربار کا ادب یہ ہے کہ اسے قبول کیا جائے اور میں نے سیّدی محمد البکری کو اور نہ ہی ان کے والد

Marfat.com

بزرگوار کو کبھی طلب دنیا میں عاجزی کرتے دیکھا۔ وہ تو ان کے پاس طلب اور مانگنے کے بغیر آتی ہے۔ اپنے بچپنے سے اب تک ان کے پاس رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں محمد نامی شخصیتوں کی عمر میں اسلام اور اہل اسلام کے لئے وسعت فرمائے اور ان پر دنیا اور طالبین کی کثرت فرمائے اور ہمیں ان کے زمرے میں جمع فرمائے۔ انتھی۔

اور اسی ضمن سے آپ کا یہ فرمان ہے: اسرار الٰہیہ جو کہ قلوب عارفین کے سپرد کئے گئے ان کے پاس خدا کی امانت ہے اور یہ ایک عہد و پیان ہے اور ان سے عہد و پیان کو پورا کرنے اور مالک کو امانتیں واپس کرنے کا مطالبہ ہوگا کسی دوسرے سے نہیں چنانچہ ان رازداروں کو اگر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو بھی راز ظاہر نہیں کرتے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو تصریح کی بجائے اشارہ کرنے کی قوت بخشے جیسے سیّدی محمد البکری۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حاسدوں کی نظروں سے محفوظ رکھے۔ تو اس کا کوئی حرج نہیں کیونکہ اشارہ کرنے والوں کی حالت پر علماء یقین نہیں کر سکتے۔ چنانچہ شیخ عبدالعزیز المنوفی نے حضرت ابوعبداللہ القرشی رضی اللہ عنہ سے حکایت بیان کی کہ ایک مرتبہ قرشی سے کہا گیا یا سیّدی! آپ ہمارے سامنے کچھ حقائق کیوں بیان نہیں فرماتے؟ آپ نے فرمایا آج میرے کتنے شاگرد ہیں؟ کہا گیا چھ سو آدمی۔ فرمایا: ان میں سے چار چن لو۔ تو انہوں نے الشیخ قطب الدین القسطلانی شیخ عماد الدین۔ ابن صابونی اور قرطبی کو چن لیا۔ جو کہ مکاشفات اور کرامات والے تھے تو شیخ نے فرمایا: واللہ اگر میں تم سے اسرار و حقائق کی ایک بات کہہ دوں تو سب سے پہلے میرے قتل کا فتویٰ دینے والے یہی چار حضرات ہوں گے۔ انتھی۔

اور ضمن میں آپ کی کلام میں سے یہ ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے انعام میں سے میرے درس کے لئے ملائکہ اور جنات کا کثرت سے حاضر ہونا ہے اور اسی لئے میں ہمیشہ حاضرین کی سمجھ میں آنے کی پابندی کے بغیر مسلسل کلام کئے جاتا ہوں اور بہت کم فقراء ایسے ہیں جو اسے سمجھیں اور میں نے اپنے زمانے میں کسی کو اس قدم پر سوائے سیّدی محمد البکری کے نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکات سے نفع بخشے۔ قریب نہیں کہ آپ کی محفل میں حاضرین

Marfat.com

میں سے کوئی شخص اس غالب کرم میں سے کچھ سمجھ سکے جو کہ ان ملائکہ اور جنات اور ان جیسے بلند مرتبت حضرات کے ساتھ متعلق ہوتا ہے جو کہ وہاں حاضر ہوتے ہیں کیونکہ آپ کی محفل میں ملائکہ اور جن وانس کے اکابر علماء کی کثرت سے حاضری ہوتی ہے جسے اس حقیقت کا علم نہیں جو ہم نے بیان کی ہے کئی دفعہ کہہ دیتا ہے کہ اس کلام سے کیا حاصل؟ کیونکہ اسے حاضرین تو سمجھ نہیں سکتے اور اگر اس پر وہ راز کھل جاتا جو ہم نے ذکر کیا تو وہ سیّدی محمد البکری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ادب سے پیش آتا کیونکہ آپ اقطاب۔ اوتاد اور ابدال کی گردشوں اور اسرار شریعت پر اطلاع میں زمانے کے نوادرات میں سے ہیں۔ انتھی۔

نیز امام شعرانی نے فرمایا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ مجھے اس سے بچایا کہ اکابر علماء میں سے کسی کو ختنہ کی محفل کی طرف چلنے کی دعوت دوں اور یہ صرف علماء کے احترام کی عظمت کے لئے ہے اور ایک دفعہ ایسا واقعہ ہوا کہ میرے شاگردوں میں سے ایک شخص نے میری اجازت کے بغیر اپنے بیٹے کے ختنہ کے موقع پر میرے حوالے سے سیّدی الشیخ العالم العامل الراسخ سیّدی محمد البکری بن الشیخ ابوالحسن رضی اللہ عنہ کو دعوت دے دی۔ جب میں نے آپ کو اس محفل میں دیکھا تو تمنا کی کہ زمین مجھے نگل گئی ہوتی اور میں آپ کو اس میں چلتا ہوا نہ دیکھتا باوجودیکہ اس سے پہلے آپ کی عادت نہیں کہ آپ کبھی کسی کے ہاں گئے ہوں اور میں جانتا ہوں کہ آپ کی طبیعت ایسی چیزوں کو ناپسند کرتی ہے۔ آپ نے دعوت صرف اس لئے قبول فرمائی کہ آپ پر حیا کا غلبہ ہے تو کسی کو نہیں چاہیے کہ ایسی شخصیت کو ایسے پروگرام کی دعوت دے کیونکہ اس میں علماء کی توہین ہے کیونکہ زفاف تو صرف عورتوں کے ساتھ مخصوص لفظ ہے۔ (جبکہ جس ختنے کے پروگرام میں حضرت شیخ کو دعوت دی گئی اس پر بھی اس کے مشابہہ نام لینے زُفہ بولا جاتا تھا) الخ۔

نیز فرمایا: اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہے کہ علماء صالحین میں سے جب کسی کو دنیاداروں کا سا قیمتی لباس پہنے۔ نفیس گھوڑوں اور خچروں پر سواری کرتے اور لونڈیوں اور امیرزادیوں سے نکاح کرتے دیکھتا ہوں تو ان پر اعتراض وانکار کرنے میں جلدی نہیں کرتا کیونکہ یہ شرع

Marfat.com

شریف میں جائز ہے تو جو اس کا انکار کرتا ہے جاہل خطا کار ہے یا حسد کرنے والا دشمن۔تو ایسے لباس پہننے والا اپنے مالک کے مال سے اس کی اجازت سے فائدہ لیتا ہے جبکہ اس سے حسد کرنے والا بد بخت محروم ہے۔نیز اللہ تعالیٰ کے کسی بندے اغنیاء اور متکبرین کی صورت میں عاجزی اور انکساری کرنیوالے ہوتے ہیں تو ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی جمع فرمادی۔ان میں سے حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی۔سیّدی ابوفاء وسیّدی مدین۔سیّدی ابوالحسن البکری اور آپ کے صاحبزادے سیّدی محمد ہیں رضی اللہ عنہم۔ تو ایسے حضرات خورد ونوش فرماتے ہیں اور سامان برتتے ہیں جبکہ انشاءاللہ ان کا راس المال کم نہیں ہوتا اور اس کی دلیل ان کے علوم و معارف کا ہمیشہ ترقی وعروج پر ہونا ہے حالانکہ وہ علمی دفاتر کا مسلسل مطالعہ نہیں کرتے ان میں سے ایک بندہ خدا اپنی زوجہ کے ہمراہ نرم بستر پر صبح تک آرام کرتا ہے پھر اٹھتا ہے تو اس کے قلب سے حکمت کے چشمے جاری ہوتے ہیں اور ان کے حال کی زبان حاسدوں سے کہتی ہے کہ قل موتوا بغیظکم یعنی اپنے غصے میں گھٹ کر مر جاؤ تو اگر ان حضرات کی کرامات عمل کی طرح ہوتیں تو جب سو جائیں اور عمل میں کمی کریں تو باطل ہو جاتیں۔اسے خوب سمجھو۔باوجودیکہ انکے پاس جو کچھ ہے انہیں طلب اور طریقت میں ذلیل ہوئے بغیر ملا ہے بخلاف ان کے غیر کے۔انتھی۔

اور فشنی نے شرح الاربعین میں روایت کی کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی منگنی کی بات کی تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ بچی ہے آپ کے لائق نہیں لیکن میں اسے آپ کی خدمت میں بھیج دیتا ہوں اگر حضور کے آستان کرم کے لائق ہو تو میرے لئے سعادت کاملہ ہے۔آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل امین جنتی ورقے پر اس کی صورت لے کر حاضر آیا اور کہا: بیشک اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کی زوجیت میں داخل فرمایا ہے۔پھر حضرت ابوبکر اپنے گھر گئے اور کھجوروں کا ایک طباق اوپر سے ڈھک کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ اور ان سے عرض کرنا: یارسول

Marfat.com

اللہ! یہ ہے وہ جس کا آپ نے ابوبکر سے ذکر فرمایا ہے۔ اگر آپ کے لائق ہو تو آپ کو مبارک ہو اور اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چھ برس کی تھیں۔ جب عائشہ چلی گئیں اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر پیغام پہنچا دیا تو فرمایا اے عائشہ! ہم نے قبول فرمایا۔ ہم نے قبول فرمایا۔ پھر سرکار علیہ السلام نے ان کے کپڑے کا پلہ کھینچا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ کام اجنبی سا لگا۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کر دیا تو آپ نے فرمایا: بیٹی! رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بدگمانی مت کرنا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں سے وراء تیرا نکاح ان سے کر دیا جبکہ میں نے زمین میں تجھے ان کے نکاح میں دے دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کبھی اس قدر خوش نہ ہوئی جس قدر مجھے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس قول سے خوشی ہوئی کہ میں نے تجھے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نکاح میں دے دیا ہے۔

اور کہا جاتا ہے کہ پہلی محبت جو اسلام میں واقع ہوئی وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کو سب سے زیادہ محبت تھی اور آپ کے بے شمار فضائل ہیں۔ آپ کی ازواج مطہرات میں سے کسی کے بستر میں نبی پاک علیہ السلام پر وحی نہیں آئی سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے۔ دوسری ازواج کی جائے صرف آپ کو جبریل امین علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا سلام پیش کیا۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ یہ تخصیص حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد کی ہے کیونکہ ان پر بھی جبریل علیہ السلام نے رب کریم کی طرف سے حضور علیہ السلام کے ذریعے سلام پہنچایا جیسا کہ سیرت کی کتاب میں ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ) اور آپ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات میں سے افضل ہیں۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ہزار دو سو احادیث روایت کیں۔ انتہی۔

Marfat.com

ہم اللہ تعالیٰ کے قول "ووصینا الانسان بوالدیہ" کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وہ تعظیم اور آپ پر ایسی توجہ ہے کہ مخفی نہیں کیونکہ لازم کرنے یا واجب کرنے کی بجائے وصیت کے ساتھ تعبیر کی گئی اور یہ علماء کرام کے اس قول سے مستثنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انسان کا ذکر مذمت کے انداز میں فرمایا ہے کیونکہ یہاں تعریف کے طور پر بیان فرمایا گیا اور ہر عام سے بعض کو خاص کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قتل الانسان ما اکفرہ۔ انسان ہلاک ہو جائے اسے کس چیز نے کافر بنا دیا؟ وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا اسے انسان نے اٹھا لیا بیشک وہ ظالم جاہل ہے۔ یایھا الانسان ما غرك بربك الکریم۔ اے انسان تجھے تیرے رب کریم کے متعلق کس چیز نے دھوکا دیا۔ یایھا الانسان انك کادح الی ربك کدحا فملاقیہ۔ اے انسان تو اپنے پروردگار کی طرف کوشش کرتا ہے بس اس سے ملاقات ہوگی۔ ان الانسان لفی خسر۔ بیشک انسان خسارے میں ہے انّ الانسان لظلوم کفار۔ بیشک انسان البتہ ظالم ناشکرا ہے۔ بل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا۔ بیشک زمانے میں انسان پر ایک ایسا وقت آیا کہ یہ قابل ذکر چیز نہ تھا۔

حملتہ امہ کرھا یعنی اس کی ماں نے اسے تکلیف کے ساتھ اٹھایا۔ اس میں باپ کے مقابلہ میں ماں پر زیادہ توجہ ہونے کی تاکید ہے اور حدیث میں ہے تیری ماں پھر تیری ماں (کی خدمت کر) پھر تیرا باپ۔

اور وان اعمل صالحا ترضاہ یعنی میں ایسا عمل صالح کروں جو تجھے پسند ہو اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی حتیٰ کہ آپ نے ایسے اعمال کیے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے عمل کی جنس سے جزا عطا فرمائی اور آپ کے حق میں فرمایا: ولسوف یرضی۔ ہمارے شیخ الفیشی فرماتے ہیں کہ بکری گھرانے کی خاصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی موت کے وقت فتنے میں مبتلا نہیں کیا جاتا اور اس

Marfat.com

سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ راضی ہوتے ہیں۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ کے افعال جزا کے طور پر ہیں اگر کوئی کار خیر کرلے تو جزائے خیر اور اگر برا کام کرلے تو اسی قسم کا بدلہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فاذکرونی اذکرکم۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ ولئن شکرتم لازدنکم۔ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں ضرور ضرور زیادہ عطا کروں گا۔ ومکروا ومکر اللّٰہ انہوں نے مکر کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی۔ فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عاھد علیہ اللّٰہ فسیؤتیہ اجرًا عظیما۔ جس نے اسے توڑا تو اس کا وبال اسی پر ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد پورا کیا تو وہ اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ ان تستفتحوا فقد جاء کم الفتح اگر تم فتح طلب کرتے ہو تو تمہارے پاس فتح آ گئی۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میرے بیٹے سلیمان کے لئے اسی طرح ہو جا جس طرح تو میرے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے داؤد! اپنے بیٹے سلیمان سے کہہ دو کہ وہ میرے لئے اسی طرح رہے جس طرح تو میرے لئے رہا میں اس کے لئے اسی طرح رہوں گا جس طرح تیرے لئے رہا۔

اور جس نے ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے جواب کے بارے میں غور کیا جو کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بعد کہ انی جاعلك للناس اماما قال ومن ذریتی (یعنی میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ عرض کی اور میری اولاد سے؟) انہیں کہا کہ لاینال عھدی الظالمین یعنی میرا وعدہ ظالموں کو شامل نہیں ہوگا اور جس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حکایت کے طور پر اللہ تعالیٰ کے اس قول کے درمیان غور کیا کہ واصلح لی فی ذریتی یعنی میری خاطر میری اولاد میں صالحیت قائم فرما پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اولئك الّذین نتقبل عنھم احسن ماعملوا ونتجاوز عن سیئاتھم یعنی وہ لوگ ہیں کہ ہم ان کے اچھے اعمال قبول فرماتے ہیں اور ان کی برائیوں سے درگزر فرماتے ہیں تو اس کے لئے حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر پورے

Marfat.com

لطف وکرم کا اظہار ہوگا اور خصوصیت' افضلیت کے منافی نہیں۔ دیکھو اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور اس قدر انعام اور قرب ہے کہ حضرت خلیل وکلیم علیٰ نبینا وعلیہما السلام دونوں نے آرزو کی کہ اس امت میں سے ہوں۔ اور سیّدی عمر بن الفارض رضی اللہ عنہ کا اپنی عاجزی کے مقام میں یہ قول دیکھو۔

واذا سئلتك ان اراك حقيقة

فاسمح ولا تجعل جوابي لن ترى

جب میں تجھ سے سوال کروں کہ تجھے حقیقتاً دیکھ لوں تو کرم فرما اور مجھے لن ترانی کا جواب نہ دے۔ یہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکایت میں اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ رب ارني انظر اليك قال لن ترانی۔ اور اللہ تعالیٰ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حکایت فرماتے ہوئے یہ قول انعمت علي وعلي والدي یعنی جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام فرمایا یعنی اسلام اور ہدایت کے ساتھ۔ اور اسے نعمت کے ساتھ تعبیر فرمایا کیونکہ اس کا انجام قابل تعریف ہوتا ہے اور جو اصل کے لئے ثابت ہے۔ فرع کے لئے بھی ثابت ہے مگر جسے نص جدا کر دے اور ہم نے کوئی نص نہیں دیکھی جو اس نعمت سے آپ کی اولاد کو آپ سے علیحدہ کر دے بلکہ ہم نے وہ نص دیکھی ہے جو کہ اس نعمت کو ان میں پختہ کرتی ہے اولئك الذين نتقبل عنهم احسن ما عملوا ونتجاوز عن سيئاتهم في اصحاب الجنة وعد الصدق الذي كانوا يوعدون۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے شکر نعمت اور عمل صالح کی دعا کے بعد جس کی وجہ سے آپ اپنے پروردگار کو راضی کرتے ہیں۔ اپنی اولاد کی اصلاح سے زیادہ اہم کوئی چیز نہیں سمجھی لہٰذا اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کیونکہ انسان پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس سے زیادہ باعظمت ہو سوائے اپنے بیٹے کے۔ اسی لئے ابوالمکارم سیّد محمد البکری فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پر فخر نہیں کرتا بلکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھ پر فخر کرتے ہیں۔ اسے عبدالقادر محلی نے روایت کیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بیٹا

Marfat.com

اپنے باپ کی نیکیوں سے ایک نیکی ہے اس کا عکس نہیں۔ تو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ اپنی میزان میں محمد البکری جیسوں کو دیکھتے ہیں جو کہ حاملین عرش میں سے شمار کیے جاتے ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ان پر فخر کرتے ہیں۔

اور عالم امت ہمارے شیخ الفیشی نے روایت فرمائی۔ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن البکری نے بیت المقدس میں اللہ تعالیٰ کے قول ویحمل عرش ربك فوقهم یومئذ ثمانیة (یعنی اس دن تیرے پروردگار کا عرش آٹھ حضرات اپنے اوپر اٹھائیں گے) کی تفسیر میں درس دیا تو فرمایا اور ان میں سے ایک یہ فقیر ہے۔

تنبیہ: بیٹے کی دو قسمیں ہیں۔ صلبی بیٹا اور قلبی بیٹا اور عارفین کے نزدیک قلبی بیٹا صلبی بیٹے سے پہلے ہے اور کبھی بیٹے میں دونوں امور جمع ہوتے ہیں جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد جن کی صالحیت کی گواہی دی گئی ہے جن کی خطاؤں سے درگزر کیا گیا اور ان سے اچھے اعمال قبول کیے گئے اور قلبی بیٹا اور صلبی بیٹا اس کی نیکیاں ہیں جس کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور شاید اپنی اولاد کی اصلاح کے لئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعا کی یہی حکمت ہے تاکہ انہیں اپنی میزان میں حسنات کی صورت میں پائیں اور یہ بات طے شدہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہر کار خیر کا احاطہ کیا ہے جو آپ کو قرب خداوندی عطا کرے۔ اب صرف اولاد باقی رہ گئی اور وہ اطاعت یا معصیت کی وجہ سے حسنات ہیں یا سیئات۔ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خوف لاحق ہوا کہ آپ کی اولاد کے ذریعے کہیں یہ امر آپ سے ضائع ہو جائے چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے ان کے متعلق دعا مانگی جسے رب کریم نے ان کے مقصد کے مطابق قبول فرمالیا اور آپ کی حسنات میں سے زین العابدین۔ ابوالمواہب۔ تاج العارفین۔ ابوالسرور۔ عبدالرحیم۔ احمد زین العابدین اور ہمارے استاذ محمد زین العابدین جیسی شخصیات کو کیا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے آپ کی زندگی میں وسعت فرمائے اور آپ کے وجود کی برکت سے آپ کے جد امجد کے موسم لوٹائے۔ پس آپ سے زین العابدین اور ابوالمواہب ظاہر ہوئے اور آپ کی نیکیوں میں

Marfat.com

شمس الدین الحنفی فخر الدین رازی۔ ملا حنکار۔ ابن الوردی۔ الغمری اور عبد القادر البغدادی الحنبلی بھی ہیں...... بلکہ تمام صحابہ کرام آپ کے تلامذہ اور قلبی اولاد ہیں اور جس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول پر غور کیا کہ وہ تو ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے تو وہ اس بارے میں اہل سنت کے اجماع کا اشارہ معلوم کر لیتا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے شیخ۔ ان کے سردار اور بزرگ ہیں۔ آپ نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن۔ آپ کی وراثت اور مرتدین کے ساتھ جنگ کرنے کے متعلق وہ علم عطا فرمایا جو کہ ان پر مشتبہ تھا اور یہ بات معلوم ومشہور ہے اور ان سے عالی مقام ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان اسرار کی ذمہ داری سونپی جو آپ کے علاوہ کسی کو نہیں سونپی۔

امام سیّدی عبد الوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ نے الدرر المنثورہ فی بیان زبد العلوم المشہورہ میں فرمایا: رہا علم تفسیر القرآن کا خلاصہ تو اے بھائی! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اس کی ہمت سے زیادہ ذمہ داری نہیں سونپی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز ایسی وسیع لغت میں اتاری ہے جس کی مخلوق کے فہموں میں گنجائش ہے۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ ذمہ داری نہیں سونپی گئی کہ وہ اس پر عمل کریں جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھا جو کہ مقام رسالت کے ساتھ خاص ہے اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی کو مکلف نہیں کیا گیا کہ وہ اس پر عمل کریں جسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سمجھا جو کہ مرتبہ صدیقیت کے ساتھ خاص ہے۔ اور عالم دین کو مکلف نہیں کیا جاتا کہ وہ اس پر عمل کرے جو اکابر اولیاء نے سمجھا جو کہ دائرہ ولایت کبریٰ کے ساتھ خاص ہے اور عام اہل ایمان اس امر کے مکلف نہیں ہیں کہ اس پر عمل کریں جو اکابر علماء کے فہم میں آیا اور تسلسل اسی طرح ہے تو کسی نے کسی کے فہم کو نادرست قرار نہیں دیا مگر اپنی کوتاہی کی وجہ سے اور آپ نے اس مسئلہ میں طویل کلام فرمائی پس اس طرف رجوع کر۔ پس اس سے تجھے روشن ہو گیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے باپ ہیں اور آپ کے بعد ان میں سے

Marfat.com

افضل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی شمار فرمایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت مخفی نہیں۔ وہ ایسا سمندر ہیں جس کا ساحل نہیں۔ تو جس سمت سے آئے گا انہیں سمندر پائے گا۔

مرویات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے سوچا کہ یہاں آپ کی احادیث کو اچھے سیاق کے ساتھ مختصر طریقے سے بیان کردوں اور ہر حدیث کے بعد بیان کرتا جاؤں کہ اس کی تخریج کس نے فرمائی اور انشاء اللہ تعالیٰ میں مسند میں ان کے طرق کے ساتھ علیحدہ بھی بیان کروں گا۔

۱- حدیث ہجرت جسے بخاری مسلم اور دیگر حضرات نے روایت فرمایا۔

۲- سمندر کی حدیث هو الطهور ماء ہ الحل میتته یعنی اس کا پانی پاک اور مردار یعنی مچھلی حلال۔ دار قطنی۔

۳- السواك مطهرة للفم مرضاة للرب۔ مسواک سے منہ پاک اور رب کریم راضی ہوتا ہے۔ احمد۔

۴- ان رسول الله صلی الله علیه وآلہ وسلم اکل کتفاثم صلی ولم یتوضاء۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کے بازو کا گوشت کھایا پھر بغیر کلی کئے نماز ادا فرمائی۔ البزار۔ ابو یعلی۔

۵- کھانا کھانے کے بعد وضو کی ضرورت نہیں۔ بزار

۶- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جوتے بجانے سے منع فرمایا۔ ابو یعلی۔ بزار

۷- آخری نماز جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے پیچھے ادا فرمائی آپ ایک کپڑا زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔

۸- جسے اچھا لگے کہ قرآن کریم کو تر و تازہ پڑھے جیسا کہ اتارا گیا تو وہ ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود کی قرات کے مطابق پڑھے۔ احمد

Marfat.com

۹- آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے ایسی دعا سکھائیں جو میں اپنی نماز میں پڑھوں۔ فرمایا: یوں کہو: اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم (بخاری۔ مسلم) یا اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا جبکہ تیرے سوا گناہ کوئی نہیں بخش سکتا پس میرے لئے مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ بیشک تو ہی غفور رحیم ہے۔

۱۰- جس نے نماز فجر پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم میں ہے تو اللہ تعالیٰ کے عہد میں مداخلت نہ کرو تو جس نے اسے دھوکا دیا اللہ تعالیٰ اس سے باز پرس فرمائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں اس کے منہ کے بل الٹا پھینکے گا۔

۱۱- کسی نبی علیہ السلام کی روح قبض نہیں کی گئی یہاں تک کہ اس کا کوئی امتی اس کی امامت کرے۔ (بزار)

۱۲- اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ (ابویعلی)

(اقول وباللہ التوفیق قبر پر یا اس کی طرف سجدہ کرنا حرام ہے البتہ تعظیم کرنا جائز ہے۔ اہل اللہ کے مزارات کو بوسہ دینا علماء امت کے نزدیک جائز ہے اسے سجدہ قرار دینا جہالت ہے۔ چنانچہ ابن حجر نے شرح بخاری میں فرمایا: استنبط بعضھم من مشروعیته تقبیل الارکان جواز تقبیل کل من یستحق العظمته من آدمی وغیرہ نقل عن الامام احمد انه سئل عن تقبیل منبر النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم وتقبیل قبرہ فلم یربه باسا ونقل عن ابن الصنف یمانی احد علماء مکة من الشافعیه جواز تقبیل المصحف واجزاء الحدیث وقبور الصالحین۔ یعنی ارکان کعبہ کے چومنے سے بعض علماء نے بزرگان دین وغیرہم کے تبرکات کا چومنا ثابت کیا ہے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی

Marfat.com

نے پوچھا کہ حضور علیہ السلام کا منبر یا قبر انور چومنا کیسا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ اور ابن ابی الصنف یمانی سے جو کہ مکہ معظمہ کے شافعی علماء میں سے ہیں منقول ہے کہ قرآن کریم اور حدیث کے اوراق اور بزرگان دین کی قبریں چومنا جائز ہیں۔ نیز شیخ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ استنبط بعض العارفين من تقبيل الحجر الاسود تقبيل قبور الصالحين۔ حجر اسود کے چومنے سے بعض عارفین نے بزرگان دین کی قبر کا چومنا ثابت کیا ہے۔ محمد محفوظ الحق غفر لہ ولا والدہ)

۱۳- میت پر زندوں کے رونے سے گرم پانی کا چھڑکا جاتا ہے۔ (ابو یعلی)

(اقول و باللہ التوفیق۔ اس سے مراد کافر میت مراد ہے یا وہ میت جس نے ورثاء کو اس پر رونے کی وصیت کی ہو۔ جیسا کہ اشعۃ اللمعات میں حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت فرمائی۔ محمد محفوظ الحق غفر لہ ولا والدہ)

۱۴- اللہ تعالیٰ کے فرائض صدقات ہیں (بخاری وغیرہ)

۱۵- آگ سے بچو گرچہ کھجور کے ایک حصہ کے خیرات کے ساتھ ہی ہو کیونکہ اس سے ٹیڑھا سیدھا ہو جاتا ہے۔ بری موت دور ہو جاتی ہے اور بھوکے کے ہاں یہ صدقہ وہاں پہنچا ہے جہاں شیطان کی جگہ ہے۔ (ابو یعلی)

۱۶- ابن ابی ملیکہ سے ہے آپ نے فرمایا کہ کئی دفعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے نکیل چھوٹ جاتی تو آپ اپنا بازو مار کر سواری کو بٹھاتے۔ خدام نے کہا: آپ ہمیں حکم کیوں نہیں دیتے کہ ہم آپ کو پکڑا دیں تو فرمایا کہ میرے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگوں (احمد)

۱۷- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو جبکہ ان کے ہاں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے حکم دیا کہ غسل کرلے اور دعائیں مانگے۔

(بزار۔ طبرانی)

۱۸- رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا حج افضل ہے؟ فرمایا: العج

Marfat.com

والثج۔ بلند آواز سے تلبیہ کہنا اور قربانی کرنا (ترمذی اور ابن ماجہ)

۱۹- رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اہل مکہ کی براءت کے لئے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکتا اور کوئی برہنہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا۔

(احمد)

۲۰- کہ اس نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور کہا: اگر میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے نہ چومتا (دارقطنی)

۲۱- میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنتی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔ (ابویعلی)

۲۲- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوالہیثم بن التیہان کے گھر جانے کی حدیث طوالت کے ساتھ (ابویعلی)

۲۳- حدیث سونا سونے کے بدلے برابر برابر۔ چاندی چاندی کے بدلے برابر برابر۔ زاید دینے والا اور زاید طلب کرنے والا آگ میں ہے۔ (ابویعلی اور بزار)

۲۴- وہ ملعون ہے جس نے کسی کو نقصان پہنچایا اس کے ساتھ مکر کیا (ترمذی)

۲۵- بخیل۔ دھوکہ دینے والا۔ خیانت کرنے والا اور برائی میں راسخ انسان جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور سب سے پہلے وہ غلام جنت میں داخل ہوگا جو کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور اپنے مالک کا حکم مانتا ہے۔ (احمد)

۲۶- حدیث ولاء اس کے لئے جو آزاد کرے۔ (الضیاء المقدسی)

۲۷- حدیث۔ ہمارا کوئی وارث نہیں۔ ہم جو چھوڑ جائیں صدقہ ہے۔ (بخاری)

۲۸- حدیث۔ اللہ تعالیٰ جب کسی نبی کو لقمہ کھلائے پھر اسے قبض کرلے تو اسے اس کے لئے کر دیتا ہے جو اس کے بعد قائم ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

۲۹- حدیث۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی جو کہ برا بھلا کہتا ہے۔ الخ (بزار)

۳۰- حدیث۔ تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے ہے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اس کا

Marfat.com

مقصد نان ونفقہ ہے (بیہقی)

۳۱- حدیث۔ جس کے قدم اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہوئے انہیں اللہ تعالیٰ آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ (بزار)

۳۲- حدیث۔ مجھے لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ الخ (بخاری ومسلم وغیرہم)

۳۳- حدیث۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور قبیلے کا بھائی خالد بن ولید کیا ہی اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار پر بے نیام فرمایا ہے۔ (احمد)

۳۴- حدیث۔ سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو کہ عمر سے بہتر ہو۔ (ترمذی)

۳۵- حدیث۔ جسے مسلمانوں کا حاکم بنایا جائے اور وہ ان پر عدل وانصاف کے خلاف کسی کو مسلط کر دے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس سے کوئی بدل یا معاوضہ قبول نہیں فرماتا حتیٰ کہ اسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے اور جس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چیز دی اس نے بے حرمتی کی اور جسے استحقاق کے بغیر اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چیز دی گئی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (احمد)

۳۶- ماعز اور ان کے رجم کے واقعہ پر مبنی حدیث (احمد)

۳۷- حدیث۔ اس نے اصرار نہیں کیا جس نے استغفار کیا گرچہ ایک دن میں ستر مرتبہ اعادہ کرے۔ (ترمذی)

۳۸- حدیث۔ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کے متعلق مشورہ فرمایا۔ (طبرانی)

۳۹- حدیث۔ من یعمل سوء یجز بہ نزول والی حدیث (ترمذی) (ابن حبان وغیرہما)

۴۰- حدیث۔ تم یہ آیت پڑھتے ہو یایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم (احمد۔ ابن حبان)

۴۱- حدیث۔ ان دو کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

۴۲- حدیث۔ الٰہی طعن اور طاعون سے بچا (ابویعلیٰ)

Marfat.com

۴۳- حدیث مجھے سورت ھود نے بوڑھا کر دیا (دار قطنی نے علل میں تخریج فرمائی)

۴۴- حدیث۔ میری امت میں شرک چیونٹی کے چلنے سے بھی زیادہ مخفی ہے الخ (ابویعلی وغیرہ)

۴۵- حدیث۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے وہ دعا سکھائیں جو صبح اور شام کے وقت پڑھوں الخ (الھیثم بن کلیب نے اپنی مسند میں تخریج فرمائی جبکہ ترمذی وغیرہ کے نزدیک یہ مسند ابی ہریرہ سے ہے۔

۴۶- حدیث۔ لا الٰہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) کا ورد اور استغفار لازم کرو۔ کیونکہ ابلیس کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں کے ساتھ ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے انہیں خواہشات کے ساتھ ہلاک کر دیا اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ (ابویعلی)

۴۷- حدیث۔ جب آیت لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الخ اتری تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں آپ سے سرگوشی کے انداز میں بات کروں گا۔ (بزار)

۴۸- حدیث۔ ہر ایک کے لئے وہ عمل آسان کر دیا جاتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا۔ (احمد)

۴۹- حدیث۔ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ گھڑا یا اس نے اس چیز کو مجھ پر لوٹایا جس کا میں نے حکم نہیں دیا تو اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنانا چاہیے (ابویعلی)

۵۰- حدیث۔ نجات کس میں ہے؟ فرمایا لا الٰہ الا اللہ میں (احمد وغیرہ)

۵۱- حدیث۔ باہر جاؤ اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ میں باہر نکلا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی الخ (ابویعلی) اور یہ حدیث ابی بکر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے محفوظ ہونے کے اعتبار سے زیادہ غریب ہے۔

۵۲- حدیث۔ میری امت کی دو قسمیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی مرجئہ اور

Marfat.com

قدریہ۔(دارقطنی نے علل میں تخریج فرمائی)

۵۳-حدیث۔اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو(احمد۔نسائی۔ابن ماجہ اور یہ آپ سے کئی طرق سے مروی ہے)

۵۴-حدیث۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کام کا ارادہ فرماتے تو دعا مانگتے یا اللہ میرے لئے خیر فرما اور اختیار فرما(ترمذی)

۵۵-حدیث۔قرضے کی دعا اللھم فرّج لھم الخ(بزار۔حاکم)

۵۶-حدیث۔ہر وہ جسم جس کی حرام سے نشو ونما ہوئی تو وہ آگ کے زیادہ لائق ہے اور ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا جسے حرام غذا دی گئی۔ (ابویعلی)

۵۷-حدیث۔جسم کی ہر چیز زبان کی تیزی کا شکوہ کرتی ہے۔(ابویعلی)

۵۸-حدیث۔اللہ تعالیٰ شعبان کے درمیان کی رات میں نزول اجلال فرماتا ہے پس کافر اور دل میں کینہ رکھنے والوں کے سوا سب کی بخشش فرماتا ہے۔(دارقطنی)

۵۹-حدیث۔دجال مشرق کی خراساں نامی سرزمین سے نکلے گا جس کی پیروی ایسی اقوام کریں گی جن کے چہرے ڈھال کی طرح ہوں گے۔(ترمذی۔ابن ماجہ)

۶۰-حدیث۔مجھے ۷۰ ہزار ایسے افراد عطا کئے گئے جو حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے الخ(احمد)

۶۱-حدیث شفاعت پوری طوالت کے ساتھ کہ لوگ ایک نبی سے دوسرے نبی علیہ السلام کے پاس جائیں گے(احمد)

۶۲-حدیث۔اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری میں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا(احمد)

۶۳-حدیث۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت انصار کے متعلق وصیت فرمائی کہ ان کے نیک کو قبول کرنا اور ان کے خطا کار سے درگزر کرنا۔(بزار

Marfat.com

طبرانی)

۶۴- حدیث۔ قریش اس امر کے والی ہیں۔ ان کا نیک ان کے نیکوں کے تابع اور ان کا گنہگار ان کے گنہگار کے تابع ہے (احمد)

۶۵- حدیث۔ میں ایسی سرزمین کو جانتا ہوں جس کا نام عمان ہے اس کی وادی پر سمندر ترشح کرتا ہے وہاں عرب کا ایک قبیلہ ہے اگر ان کے پاس میرا قاصد آئے تو اس پر کوئی تیر یا پتھر نہیں چلائیں گے۔ (احمد۔ ابویعلی)

۶۶- حدیث۔ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا گزر امام حسن کے پاس سے ہوا جبکہ وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ آپ نے انہیں اٹھالیا اور فرمایا میں قربان۔ نبی علیہ السلام کے مشابہ ہے نہ کہ علی کے رضی اللہ عنہ۔ (بخاری) ابن کثیر کہتے ہیں کہ مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ یہ آپ کے اس قول کی قوت رکھتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسن کے مشابہ تھے۔

۶۷- حدیث۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام ایمن کی زیارت کو جایا کرتے (مسلم)

۶۸- حدیث۔ پانچویں دفعہ چور کو قتل فرمایا۔ (ابویعلی)

۶۹- حدیث۔ واقعہ غزوہ احد (طیالسی طبرانی)

۷۰- حدیث۔ ایک دفعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا کہ میں نے دیکھا کہ آپ اپنے سے کسی چیز کو روک رہے ہیں جبکہ مجھے کوئی چیز نظر نہیں آرہی تھی۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ! آپ کس چیز کو روک رہے ہیں؟ فرمایا کہ دنیا میرے لئے پھیل رہی تھی تو میں نے اسے کہا کہ مجھ سے دور ہو جا۔ تو اس نے مجھے کہا کہ آپ مجھے پانے والے نہیں۔ (بزار) یہ وہ روایات ہیں جنہیں حافظ ابن کثیر نے مسند الصدیق میں مرفوع احادیث کے زمرے میں ذکر کیا ہے اور ان سے کئی احادیث رہ گئیں جن کا میں نے نووی کے شمار کو پورا کرنے کے لئے تجسس کیا۔

۷۱- حدیث۔ فرد کو قتل کر دو۔ وہ لوگوں میں سے کوئی بھی ہو۔

Marfat.com

(اقول وباللہ التوفیق۔ اس فرد سے مراد وہ شخص ہے جو کہ اجماع امت کی مخالفت کرے اور اپنی خواہش سے علیحدہ راستہ اختیار کرے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار سواد اعظم کی پیروی کرو یعنی عقائد واعمال میں اہل اسلام کی کثرت والی جماعت کی پیروی کرو۔ کیونکہ جس نے علیحدگی اختیار کی وہ تنہا کرکے آگ میں ڈالا جائے گا۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں اسے من انفرد عن الجماعۃ باعتقاد اقول وفعل لم یکونوا علیہ۔ یعنی جو شخص اعتقاد۔ قول اور فعل میں جماعت سے علیحدگی اختیار کرے یعنی عقیدہ اور عمل ایسا اپنائے جو کہ اسلاف کا نہیں۔ تو اسے اہل جنت سے جدا کرکے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

۷۲- حدیث۔ غور کرو تم کن کے گھر بسا رہے ہو اور کن کی زمین آباد کر رہے ہو اور کن کی راہ میں چل رہے ہو۔ (دیلمی)

۷۳- حدیث۔ مجھ پر درود شریف زیادہ پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتے کی ڈیوٹی لگائی ہے تو جب میری امت میں سے کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے اس وقت آپ پر درود شریف پڑھا ہے۔ (دیلمی)

۷۴- حدیث۔ جمعہ سے جمعہ تک درمیان کی مدت کا کفارہ ہے اور جمعہ کے دن کا غسل کفارہ ہے الخ (عقیلی نے ضعفاء میں تخریج فرمائی)

۷۵- حدیث۔ میری امت پر جہنم کی گرمی حمام کی طرح ہوگی۔ (طبرانی)

۷۶- حدیث۔ اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کہ جھوٹ ایمان کیخلاف ہے (ابن لال نے مکارم الاخلاق میں تخریج کی)

۷۷- حدیث۔ جس نے بدر میں حاضری دی اسے جنت کی بشارت دو (دارقطنی نے افراد میں تخریج فرمائی)

Marfat.com

۷۸- حدیث۔ دین یعنی قرض اللہ تعالیٰ کا وزنی جھنڈا ہے وہ کون ہے جو اسے اٹھانے کی ہمت رکھتا ہے؟ (دیلمی)

۷۹- حدیث۔ سورت یٰس کو معمہ کہا جاتا ہے۔ الخ۔ (دیلمی اور بیہقی نے شعب الایمان میں)

۸۰- حدیث- بادشاہ عادل جو کہ عاجزی اختیار کرنے والا ہو زمین میں اللہ تعالیٰ کا سایہ اور اس کا نیزہ ہے ہر دن رات میں اس کے لئے ساٹھ صدیقین کے اعمال اوپر پہنچائے جاتے ہیں (ابوالشیخ۔ ابن حبان نے کتاب الثواب میں تخریج فرمائی)

۸۱- حدیث۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! جو شخص فوت شدہ بیٹے کی ماں سے تعزیت کرے اس کے لئے کیا اجر ہے؟ فرمایا: میں اسے اپنے (عرش کے) سایہ میں بٹھاؤں گا۔ (دیلمی)

۸۲- حدیث۔ یا اللہ! اسلام کو عمر بن الخطاب کے ساتھ پختگی عطا فرما۔ (طبرانی نے اوسط میں تخریج فرمائی)

۸۳- حدیث۔ جو شکار کیا جاتا ہے اور جو خاردار درخت یا کوئی درخت کاٹا جاتا ہے تو تسبیح کی قلت کی وجہ سے (ابن راہویہ نے اپنی مسند میں تخریج فرمائی)

۸۴- حدیث۔ اگر میں تم میں مبعوث نہ کیا جاتا تو عمر مبعوث کیا جاتا الخ (دیلمی)

۸۵- حدیث۔ اگر اہل جنت تجارت کرتے تو گندم کی تجارت کرتے الخ (ابویعلی)

۸۶- حدیث۔ جو شخص اپنے یا کسی دوسرے کی طرف بلاتا ہوا خروج یعنی بغاوت کرے جبکہ لوگوں پر حاکم عادل موجود ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ۔ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اسے قتل کر دو۔ (دیلمی)

۸۷- حدیث۔ جس نے مجھ سے کوئی علم کی بات یا حدیث لکھی تو جب تک وہ علم یا حدیث باقی ہے اس کے لئے اجر لکھا جاتا رہے گا (حاکم نے تاریخ میں تخریج کی)

۸۸- حدیث۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ننگے پاؤں چلا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

Marfat.com

اس کے فرائض کے متعلق سوال نہیں فرمائے گا۔ طبرانی نے اوسط میں تخریج فرمائی
(کیونکہ جس نے اطاعت خداوندی میں اس قدر مشقت برداشت کی کہ اپنی طبعی سہولیات کا بھی اہتمام نہیں کیا وہ فرائض خداوندی سے لاپرواہی کیونکر کرے گا۔
محمد محفوظ الحق غفرلہ)

۸۹- حدیث۔ جسے یہ بات اچھی لگے کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی گرمی سے سایہ عطا فرمائے اور اسے اپنے سایہ میں رکھے تو ایمان والوں پر سخت نہ ہو۔ ان پر مہربان ہو۔ (ابن لال نے مکارم الاخلاق میں اور ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں تخریج فرمائی)

۹۰- حدیث۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی طاعت کی نیت سے صبح کی اس کے لئے اللہ تعالیٰ اس دن کا اجر لکھ دیتا ہے گرچہ خطا ہوئی (دیلمی)

۹۱- حدیث۔ جو قوم جہاد ترک کر دے اللہ تعالیٰ انہیں عام عذاب میں مبتلا فرما دیتا ہے۔ (طبرانی اوسط)

۹۲- حدیث۔ بہتان باندھنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا (دیلمی)

۹۳- حدیث۔ کسی مسلمان کو حقیر مت جانو کیونکہ چھوٹا مسلمان اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا ہے (دیلمی)

۹۴- حدیث۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری رحمت چاہتے ہو تو میری مخلوق پر رحم کرو (ابوشیخ نے ثواب میں اور دیلمی نے تخریج فرمائی)۔

۹۵- حدیث۔ میں نے رسول کریم علیہ السلام سے چادر کے متعلق پوچھا تو آپ نے پنڈلی کے موٹے حصے کو پکڑا۔ میں نے عرض کی: میرے لئے زیادہ فرمائیں تو آپ نے اس موٹے حصے کے ابتدائی حصے کو پکڑا۔ میں نے عرض کی اور زیادہ فرمائیں۔ تو فرمایا اس سے نیچے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم ہلاک ہو گئے۔ فرمایا: اے ابوبکر! درست رہو۔ قرب حاصل کرو نجات پاؤ گے۔ (ابونعیم نے حلیہ میں)

Marfat.com

۹۶-حدیث۔عدل میں میری ہتھیلی اور علی کی ہتھیلی برابر ہے (دیلمی عساکر)

۹۷-حدیث۔شیطان سے پناہ مانگنے میں غفلت نہ کرو کیونکہ گرچہ تم اسے نہیں دیکھتے ہو لیکن وہ تم سے غافل نہیں ہے۔ (دیلمی۔مگر اسے مسند نہیں کیا)

۹۸-حدیث۔جس نے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔
(طبرانی نے اوسط میں)

۹۹-حدیث۔جس نے یہ سبزی کھائی (لہسن) ہماری مسجد کے قریب ہرگز نہ آئے۔
(طبرانی اوسط)

۱۰۰-حدیث۔نماز کے آغاز میں اور رکوع وسجدہ میں ہاتھ اٹھائے (بیہقی نے سنن)

یہ اس وقت کی بات ہے جب تکبیر تحریمہ کے بعد رکوع کرنے کے وقت اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع یدین ہوتا تھا۔ازاں بعد منسوخ ہو گیا جس پر بے شمار احادیث شاہد عدل ہیں۔چنانچہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ابی خیثمہ نے حضرت علقمہ سے روایت کی۔قال قال لنا ابن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الافتتاح وقال الترمذی حدیث بن مسعود حدیث حسن وبہ یقول غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والتابعین۔ایک دفعہ ہم سے عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ کیا میں تمہارے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز نہ پڑھوں؟ پس آپ نے نماز پڑھی اس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے کبھی ہاتھ نہ اٹھائے امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے۔اس سے رفع یدین نہ کرنے پر بہت سے علماء صحابہ کرام اور تابعین کا عمل ہے۔

نیز حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت فرمائی۔قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترفع الایدی فی سبع مواطن عند افتتاح الصلوۃ والاستقبال والصفا والمروۃ والموقفین

Marfat.com

والجمرتین۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سات جگہ ہاتھ اٹھائے جائیں۔ نماز شروع کرتے وقت۔ کعبہ شریف کے سامنے منہ کرتے وقت۔ صفاومروہ پہاڑیوں پر دو موقف۔ یعنی منی اور مزدلفہ میں اور دونوں جمروں کے سامنے۔ اس حدیث کو بزار نے حضرت ابن عمر سے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے۔ بیہقی نے ابن عباس سے طبرانی نے اور بخاری نے کتاب المفرد میں عبداللہ بن عباس سے کچھ فرق کے ساتھ بیان کیا۔

۱۰۱- حدیث۔ حضور علیہ السلام نے ابوجہل کا اونٹ ہدی بنایا۔ اسماعیلی نے اپنی معجم میں۔

۱۰۲- حدیث۔ میری طرف دیکھنا عبادت ہے۔ ابن عساکر

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی توبہ

ہم اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف لوٹتے ہیں جو کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حکایت کے طور پر فرمایا: انی تبت الیك وانی من المسلمین۔ یعنی میں تیری طرف توبہ کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ توبہ میں دو خطاب آئے ہیں۔ ایک عموم کے لئے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! وتوبوا الی اللہ جمیعًا ایھا المؤمنون ایمان والو! سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو اور دوسرا خصوص کے لئے یا ایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی توبہ کرو کہ آئندہ کو نصیحت ہو جائے۔ نصوح ہے نصح سے۔ یہ فعول کے وزن پر نصیحت میں مبالغہ کے لئے ہے۔ اسے نون کے ضمہ کے ساتھ نصوحا بھی پڑھا گیا ہے اس وقت یہ مصدر ہوگا اور اس کا معنی ہے خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے توبہ کرو۔ بعض نے کہا کہ اس کا اشتقاق نصاح سے ہے اور یہ بمعنی خط ہے یعنی بالکل خالص۔ کسی چیز کے ساتھ متعلق ہونا اس کے ساتھ کوئی چیز متعلق ہو اور یہ طاعت پر کسی معصیت کی طرف سمٹے بغیر قائم رہنا ہے جیسا کہ لومڑی سمٹتی۔ اور اس کا نفس قدرت پانے پر معصیت کی طرف لوٹنے کی بات نہ کرے اور گنا صرف اور

Marfat.com

صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ترک کر دے جس طرح کہ اپنے قلب اور شہوت کے اجتماع کے ساتھ اپنی خواہش کی خاطر اس گناہ کا ارتکاب کیا تھا تو جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور خواہش سے پاک دل کے ساتھ حاضر ہوا اور اس نے سنت پر قائم رہتے ہوئے عمل صالح کو اپنایا تو اس کے لئے اچھے خاتمہ کی مہر لگ گئی۔ پس اس وقت اسے گزشتہ اچھائی پہنچ جاتی ہے اور یہ ہے توبہ نصوح اور یہی بندہ بہت توبہ کرنے والا پاک صاف محبوب ہے اور یہ ان کے متعلق خبر دی گئی ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچھائی کا فیصلہ پہلے ہو چکا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین اور جیسا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ توبہ کرنیوالا اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔ ابو طالب مکی نے اسی طرح ذکر فرمایا ہے۔

اور ابو محمد نے فرمایا: تائب پر کوئی شے برتری حاصل نہیں کرتی۔ اس کا دل عرش کے ساتھ متعلق ہے حتیٰ کہ نفس سے جدا ہو جاتا ہے۔ اس کی خوراک صرف اسی قدر ہے کہ زندگی باقی رہے۔ اپنی گزشتہ عمر پر غمگین ہوتا ہے اور مستقبل میں۔ تعمیل امر اور خواہش سے جدا رہنے کی انتہائی کوشش کرتا ہے اور یہ سب کچھ ہر چیز میں علم الیقین استعمال کیے بغیر پورا نہیں ہوتا۔ پھر اعمال صالحہ میں مبالغہ چاہئے تاکہ ان لوگوں میں سے ہو جائے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ویدرءون بالحسنة السیئة اولئك لھم عقبی الدار۔ یعنی وہ نیکی کے ساتھ برائی کو روکتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے ہی دار آخرت کا اچھا انجام ہے یعنی گزشتہ برائیوں کو عملی اچھائیوں کے ساتھ دفع کرتے ہیں۔ اسی لئے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تجھ سے برائی صادر ہو تو اس کے بعد نیکی کر۔ مخفی، مخفی کے ساتھ اور اعلانیہ اعلانیہ کے ساتھ۔ اور معاذ رضی اللہ عنہ کی وصیت میں فرمایا برائی کے پیچھے نیکی اختیار کرو اسے مٹا دے گی۔ ابو محمد فرماتے ہیں کہ اس مخلوق پر توبہ سے زیادہ کوئی چیز واجب نہیں اور ان پر توبہ گم کرنے سے زیادہ شدید عذاب اور کوئی نہیں۔ انتھی۔

اور یہ معلوم ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مقام توحید کی اس حد تک پہنچے ہیں

Marfat.com

کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا ساری مخلوق میں آپ کے سوا کوئی نہیں پہنچا اور ماسواء حق کا ترک کرنا ماسوی اللہ سے آنکھیں بند کرنا اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کی قدر شناسی کرنا اس کے لوازمات میں سے ہے کیونکہ آپ کو امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کا سردار بنایا گیا ہے اور اس سے ساری امتوں پر آپ کی سرداری لازم آتی ہے اور آپ کو سلطان المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وزیر اعظم بنایا گیا ہے۔ آپ کے تمام اموال حسنات۔ تمام اقوال حسنات اور تمام اعمال حسنات قرار دیئے گئے۔ اور آپ کو اس سے اس قدر حصہ ملا ہے کہ ریت کے ذروں۔ بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہے اور حضرت باری تعالیٰ کے سوا اسے کوئی نہیں جانتا۔ تو آپ کو حق سبحانہ تعالیٰ کی جانب غیرت نے پکڑ لیا تو آپ نے غیر مولیٰ سے آنکھ بند کر لی اور کہا: میں ان سب سے تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔ پس کوئی حسنات ہیں نہ درجات جن پر میں بھروسہ کروں یا جن کی طرف مائل ہوں۔ میں ان کی طرف دیکھنے اور ان کے ساتھ ٹھہرنے سے تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں ان مسلمانوں میں سے ہوں جنہوں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا اور تیرے حکم کی لجام کی وجہ سے تیرے ارادے کے سلطان کے سامنے جھک گئے تو تجھ میں ان کی امید تیری معصیت کے وقت کم نہیں ہوتی اور تیری طرف ان کی طاعت سے ان کا خوف زیادہ ہو جاتا ہے پس اپنے مجھے سوا کسی قول یا عمل کے سپرد نہ فرما۔ ابن عطاء اللہ السکندری نے حکم کے آغاز میں کہا ہے کہ عمل پر اعتماد کی علامت یہ ہے کہ لغزش پائے جانے پر امید کم ہو جائے۔

ابن عباد نے ذکر فرمایا: حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ کے پاس نماز عشاء کے بعد حاضر ہوئے اور آپ کو دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ سجدہ گاہ پر نظر ہے اور سر جھکا ہوا ہے اور آدھی رات تک اسی طرح رہے۔ پھر رکوع سجدہ کیا اور دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ فجر کی روشنی کا وقت ہو گیا۔ آپ نے رکوع وسجدہ کیا۔ حضرت جنید نے سنا کہ سجدے میں دعا کر رہے ہیں: اے میرے اللہ! لوگوں نے تجھ سے پانی پر چلنا اور ہوا میں اڑنا مانگا تو تو نے انہیں عطا فرمایا اور وہ اس پر تجھ سے راضی ہو

Marfat.com

گئے اور میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ایک قوم نے تجھ سے کائنات میں تصرف کرنا مانگا۔ تو نے انہیں عطا فرمایا۔ پس وہ اس پر تجھ سے راضی ہو گئے اور میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ یہاں تک کہ آپ نے بیس سے کچھ اوپر مقامات اولیاء شمار کیے۔ پھر سلام پھیرا۔ اور توجہ فرمائی تو مجھے دیکھ کر فرمانے لگے: یہاں کب سے بیٹھا ہے؟ میں نے عرض کی یا سیّدی! نماز عشاء کے بعد سے۔ فرمانے لگے: اے جنید! میں تیرے لئے ایک چیز بیان کرتا ہوں جو تیرے لائق ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں۔ عرش اور جنت وما فیہا کی طرف بلند فرمایا پھر مجھے ساتویں زمین کے نیچے یعنی تحت الثریٰ تک نیچے اتارا۔ پھر مجھے اپنی بارگاہ میں کھڑا کر کے فرمایا: جو چیز تجھے پسند آئی ہو مجھ سے طلب کر میں تجھے عطا کروں گا۔ میں نے عرض کی اے میرے پروردگار! کیا میں نے کوئی چیز دیکھی ہے کہ اسے پسند کرتا؟ فرمایا تو ہے میرا سچا بندہ۔ تو سچائی کے ساتھ میری خاطر میری عبادت کرتا ہے۔ جنید فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی! اے استاذ محترم! آپ نے اس سے اس کی معرفت کیوں نہ مانگی؟ حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ نے ایسی چیخ ماری قریب تھا کہ آپ کی روح پرواز کر جاتی اور فرمایا: تجھ پر افسوس میں نے اس پر اپنے سے غیرت کی کیونکہ مجھے پسند نہیں کہ اسے اس کے سوا کوئی جانے۔ انتھی۔

پس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی توبہ ماسوی اللہ کو دیکھنے سے ہے۔ پس آپ کا اس کے غیر کو دیکھنا آپ کے نزدیک گناہ ہے جس سے آپ استغفار کرتے ہیں۔ آپ کے بیٹے ابوالحسن البکری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ سے اس کے ماسوا سے استغفار کرتا ہوں۔ یعنی اس کی طرف مائل ہونے اور اعتماد کرنے سے نہ کہ دیکھنے سے۔ کیونکہ شے کو دیکھنے سے اس کے متعلق مکمل غور و فکر اور اس کا اعتبار کرنا لازم نہیں۔ ”ینظرون الیك وھم لا یبصرون“ اور سیّدی عمر بن الفارض رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

وان خطرت لی فی سواك ارادة

علی خاطری سھوا قضیت بردتی

Marfat.com

اگر تیرے سوا کے بارے میں میرے دل میں بھول کر بھی ارادہ کھٹک جائے تو میں اپنے ارتداد کا فتویٰ دوں گا۔ یعنی اپنے مقام سے واپس لوٹنے۔ وہ لوٹنا مراد نہیں جو کفر ہے یعنی مرتد ہونا۔

عارف محیی الدین ابوعبداللہ محمد بن العربی نے فرمایا: جس بندے کو مخلوق میں سے کسی صاحب حق پر متوجہ ہونے کی وجہ سے غفلت ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی عبودیت اسی مقدار کے مطابق کم ہوگئی۔ کیونکہ یہ مخلوق اس سے اپنے حق کا مطالبہ کرتی ہے جبکہ اسے اس پر غلبہ ہے تو وہ خالص بندہ خدا نہیں ہوگا اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع ہونے والوں کے نزدیک ان کا مخلوق سے منقطع ہونا سیر و سیاحت اور جنگلوں کو لازم کرنا، لوگوں سے بھاگنا اور جاندار کی ملک سے جدا ہونا ترجیح پاتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کی بدولت پوری کائنات سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ انتھی

چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے خالص بندہ آزاد تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں ماسوا سے آزاد فرما دیا۔ اور غیر کے ہر شائبہ سے ان پر رحمت سے توجہ فرمائی۔ اور اپنی نازل فرمودہ کتاب میں ان کے حق میں یوں گواہی دی ''وما لاحد عندہ من نعمة تجزی الا ابتغاء وجه ربه الاعلی ولسوف یرضیٰ ''یعنی کسی کا اس پر احسان نہیں جس کا صلہ دیا جائے سوائے اپنے پروردگار اعلیٰ کی رضا طلب کرنے کے اور وہ عنقریب راضی ہوگا غیر سے اپنے پروردگار کی طرف رجوع کی وجہ سے۔ پس وہ عبد خالص کہہ رہا ہے کہ جیسے تو نے مجھ پر اپنے غیر سے توبہ کا انعام فرمایا حتی کہ میں نے تیری خاص توحید کے ساتھ تجھے ایک جانا پس میں نے کسی کو تیرا شریک نہیں ٹھہرایا میری خاطر اولاد میں اصلاح مقرر فرما کہ وہ ذات کے اعتبار مجھ سے ہیں اور روح کے اعتبار سے تجھ سے ہیں پس ان میں اپنے اوصاف کی بقاء کے ساتھ ان کے اوصاف کو فنا کر کے ان کی اصلاح فرما۔ پس ظاہر میں ان کے ناسوت کو چمکائے اور باطن میں ان کے لاہوت کو عام ہو۔ اور استاذ محترم ابوالمکارم نے فرمایا ہے۔

Marfat.com

وقام یرقص ناسوت الوجودنا

کشفا فنظھروا لاھوت یخفیا

یعنی ظاہر میں ناسوت وجود ہمارے ساتھ رقص کرنے لگا پس ہم ظاہر ہیں جبکہ لاہوت ہمیں چھپاتا ہے۔

عالم الامت ہمارے شیخ الفیشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن پاک کے بعد میرے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے عظیم معجزہ سیّدی محمد البکری رضی اللہ عنہ کی زیارت ہے اور ہمارے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مصداق استاذ محترم بکری کا یہ قول ہے

فان شئت ان تلقی المحبین کلھم

فحسبك من کل الوری ان ترانیا

یعنی اگر تم تمام محبین کو ملنا چاہتا ہے تو ساری مخلوق سے تجھے یہی کافی ہے کہ ہمیں دیکھ لے۔

اور اے بھائی! حضرت نوح علیہ السلام کا قول دیکھ "رب ان ابنی من اھلی وان وعدك الحق" اے میرے پروردگار! میرا بیٹا میرے اہلِ خانہ سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ برحق ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا۔ ارشاد ہے "انا منجوك واھلك" کہ ہم تجھے اور تیرے اہل خانہ کو بچالیں گے اور اللہ تعالیٰ نے جو انہیں جواب دیا "انه لیس من اھلك انه عمل غیر صالح" کہ وہ تیرا بیٹا نہیں اس کے اعمال غیر صالح ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے جو صدیق اکبر کا قول حکایت فرمایا "اصلح لی فی ذریتی" اور ان کی اولاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیکھ "اولئك الذین نتقبل عنھم احسن ما عملوا ونتجاوز عن سیئاتھم" حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کو ان کے اہل خانہ سے صرف اس کے برے عمل کی وجہ سے نکالا اور اس کا کوئی اچھا عمل نہیں ہے البتہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد کا عمل اگر اچھا ہوا تو قبول کیا جائے گا کیونکہ افعل التفضیل! جو کہ احسن ما عملوا میں ہے وہ اپنے دستور پر نہیں ہے۔ اور ان کا عمل برا ہوا تو اس سے درگزر ہوگی۔

Marfat.com

واذا الحبیب اتی بذنب واحد

جاء ت محاسنه بالف شفیع

یعنی جب محبوب سے ایک خطا ہوتی ہے تو اس کی خوبیاں ہزار سفارشی لے کر آ جاتی ہیں۔ اور یہ ازلی سعادت اور ابدی سیادت ہے جو کہ کسی سبب پر موقوف نہیں جسے آل ابوبکر نے کسی آگے بھیجے ہوئے عمل یا کسی کار خیر کو عمل میں لانے کی وجہ سے نہیں پایا بلکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی سابقہ عنایت ہے۔

''ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم'' اور امام مجتہد مطلق ابوالحسن البکری رضی اللہ عنہ کا اس آیت کی تفسیر میں یہ فرمانا کہ آپ کی دعا جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی پہلی اولاد کے متعلق قبول فرمائی مجھے امید ہے کہ پچھلوں کے حق میں بھی قبول فرمائے گا یا اسی کے ہم معنی گفتگو فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اولئك الذین نتقبل عنهم الخ'' اسے مضارع سے تعبیر کرنا جو کہ اول و آخر۔ حال اور مستقبل کو عام ہے آپ کی امید کو ثابت کرتا ہے کیونکہ وہ اس بارے میں صریح ہے۔

تنبیہ:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کے والدین کے بارے میں نصیحت فرمائی اور آپ نے وصیت کو لازم کیا اور اس پر عمل کیا اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کیا جیسا کہ آپ کے مقام کے لائق ہے۔ اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ''عفوا تعف نسائکم وبروا آباء کم تبر کم ابناء کم'' یعنی پاک دامن رہو تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی۔ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے اور آپ کی اولاد کی صلاح آپ کی نیکی ہے تاکہ انہیں اپنی نیکیوں میں سے پائیں جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ تو گویا آپ عرض کر رہے ہیں: جیسے تو نے مجھے میرے والدین کے بارے میں نصیحت فرمائی میں تیری طرف رغبت کرتا ہوں اور اپنی اولاد کی اصلاح کی تجھ سے پوری جزا مانگتا ہوں تو آپ نے وہی کچھ مانگا جو کہ جائز الوقوع

Marfat.com

ہے۔ اور آپ کا سوال اللہ تعالیٰ کی نصیحت کے عین مطابق ہے اور قبولیت کا مقام حاصل کیا۔ پس وہ کچھ ہوا جو ہوا۔

فوائد:

تسخیر کے فرشتے چار ہیں۔ حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام، اور ان میں سے ہر ایک کے معاون فرشتے ہیں جنہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور ان چاروں فرشتوں میں سے ہر ایک کی مخصوص وقت کی مخصوص دعا ہے تو جس نے اس کی خاص دعا خاص وقت میں مانگی اسی وقت قبول ہوگی اور جو اس دعا اور وقت کو پہچاننا چاہے تو کتاب شمس المعارف الکبری کی طرف رجوع کرے۔

(دوسرا فائدہ) جو شخص کسی مرض، یا ظالم یا جسمانی یا مالی یا اولاد کی مصیبت میں مبتلا ہوا اسے اللہ کی طرف پیش کر دے اس سے پہلے کہ اسے اس کے غیر کی طرف پیش کرے جیسے بیٹا، بیوی، بھائی یا ساتھی وغیرہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ اس پر نازل ہونے والی مصیبت فوراً دور فرما دیتا ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ یہ کبریت احمر اور عجیب و غریب راز ہے۔ اسے اپنے طبقات میں ذکر فرمایا۔

(فائدہ) جب تو چاہے کہ قبولیت تیرے ہاتھ میں ہو تو دو رکعت نماز ادا کر سلام پھرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھ ازاں بعد یہ دعا مانگ۔

یا قوی من للضعیف غیرك

یا قادر من للعاجز غیرك

یا عزیز من للذلیل غیرك

یا غنی من للفقیر غیرك

یعنی اے قوی! کمزور کے لئے تیرے سوا کون ہے؟ اے قادر! عاجز کے لئے تیرے سوا کون ہے؟ اے عزیز! ذلیل کے لئے تیرے سوا کون ہے؟ اے

Marfat.com

غنی! محتاج کے لئے تیرے سوا کون ہے؟ تو قبولیت پالے گا، اسے ابن عباد نے شرح الحکم میں ذکر فرمایا ہے۔

(فائدہ) جب تو چاہے کہے۔

"اللهم انی اسالك بالف احمد وحاء محمد وميم احمد ودال محمد ان تصلی وتسلم علی سیّدنا محمد وان تفعل لی کذا وکذا" مجرب اور نفع بخش ہے۔ ہمارے استادِ محترم شیخ محمد زین العابدین سے مروی ہے۔ اور یہ افضل دعا ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے۔ کیونکہ یہ حمد کی جامع ہے۔ انتھی اگر چہ قبولیت میں تاخیر ہو تو اپنے آپ کو ناامیدی سے بچا۔ صاحب الحکم نے فرمایا: دُعا میں زاری کے باوجود عطا میں تاخیر تیرے ناامید ہونے کا موجب نہ ہو کیونکہ وہ اس چیز میں جو تیرے لئے وہ پسند فرمائے قبول فرمانے کا ضامن ہے نہ کہ اس میں جو تو خود اپنے لئے پسند کرے اور اس وقت میں ضامن ہوں جو وہ چاہتا ہے نہ اس وقت میں جو تو چاہتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا جبکہ آپ نے کہا "ربنا اطمس علی اموالهم واشدد علی قلوبهم الخ" اور فرعون کے غرق ہونے میں چالیس سال کا عرصہ ہے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا "قد اجيبت دعوتكما فاستقيما" یعنی تمہاری دونوں کی دعا قبول کی جا چکی ہے پس ہمارے طریقے پر ثابت قدم رہو۔ "ولا تتبعان سبيل الذين لايعلمون" اور ان لوگوں کی راہ کی پیروی نہ کرنا جو نہیں جانتے اور یہ وہ لوگ ہیں جو کہ قبولیت دعا جلد طلب کرتے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مصر سے فرعونوں کی جڑ کاٹ دی۔

(استطراد) تجھے معلوم ہو کہ اہل مصر بدوی ہوں یا شہری کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم کا نسب معلوم ہے اور ایک قسم کا نسب مجہول ہے۔ تو جو معلوم النسب ہیں وہ عربی قبائل ہیں جیسے بنی ہاشم۔ آل صدیق بنو عدی بنو حرام، بنو محارب بنو قطاب، بنو سعد، بنو جہینہ، بنو ہوازن، بنو لوانہ، بنو مزینہ، اولاد بقر، عزالہ، خراملہ، جواشنہ وغیرہم۔ میں نے مقریزی کی ایک کتاب دیکھی ہے جس کا نام "الاعراب فی سائر من دخل مصر من الاعراب" ہے اس

Marfat.com

میں آپ نے تمام مشرقی قبائل جمع کیے ہیں تو ان لوگوں کے نسب میں کوئی طعن نہیں بلکہ انہیں نسب کی بزرگی اور حسب پر فخر حاصل ہے۔ اور جس قسم کا نسب مجہول ہے تین احوال سے خالی نہیں۔

مجہول النسب مصریوں کے تین احوال

یا تو ان صحابہ کرام اور عربوں کی اولاد سے ہوں گے جو کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی معیت میں اور آپ کے بعد مصر میں داخل ہوئے کیونکہ ولید بن عبدالملک کے دور میں قیس کا ایک خاندان مصر میں آیا جن کی نسل چلی۔ اور جنگل سے ان کے ہاں جو لوگ بھی آئے ان کی تعداد محمد بن سعید کی حکومت میں چھوٹے بڑے ملا کر پانچ ہزار دو سو تک شمار کی گئی اور یہ خمیر سے جدا ہیں۔ اور ان کی تعداد بڑھتی رہی اور وہ پھیلتے پھیپے رہے عرصہ دراز ہو گیا نسب ضائع ہو گئے۔ تو یہ قسم قابل احترام نسب والی ہے اور ان کی محبت واجب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عرب کی محبت ایمان سے ہے اور ان سے بغض منافقت ہے۔

مجہول النسب مصریوں کی دوسری قسم۔ یا تو یہ حضرات ان قبطیوں کی اولاد سے ہوں گے جنہوں نے فتح مصر پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی معاونت کی اور قوت کے ساتھ ان کی مدد کی اور تین انبیاء علیہم السلام ان کے داماد ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا اُم حضرت اسماعیل علیہ السلام کو شرف بخشا۔ یوسف علیہ السلام نے عین الشمس کے مالک کی بیٹی کو بطور کنیز شرف بخشا اور حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماریہ قبطیہ ام ابراہیم کو شرف فرمایا۔ تو اس قسم والے لوگ تکریم و تعظیم کے لائق ہیں۔ کہ ان کے اصول کو تین انبیاء علیہم السلام کے سسرال ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ پھر اسلام میں ان کی نسل چلی اور مدت گزر گئی ان کے متقدمین مسلمان آباء و اجداد ہیں تو اس وجہ سے ان کی بزرگی ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد تم پر مصر فتح ہو گا تو اس کے قبطیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کرنا کیونکہ

Marfat.com

تمہارے لئے ان سے دامادی اور ذمہ داری ہے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں اور ابن رافع نے دلائل النبوۃ میں روایت فرمایا۔ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وصال کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ قبط مصر کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا کیونکہ تم ان پر غالب آؤ گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تمہاری قوت اور مددگار ہوں گے۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہے ان کے ساتھ خیر کی تاکید کرنا کیونکہ وہ تمہارے لئے تمہارے دشمن کے خلاف طاقت اور مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ ہوں گے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ قبطیوں کے ساتھ خیر کی تاکید کرنا کیونکہ تم انہیں اپنے دشمن کے خلاف جنگ میں بہتر مددگار پاؤ گے۔ علاوہ ازیں اور احادیث صحیحہ بھی ہیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے وہ نصرانی تھے تو ان کی مسلمان اولاد کے ساتھ تیرا سلوک کیا ہوگا؟ ان کے لئے ناقابل انکار فضیلت حاصل ہے۔

مجہولین کی تیسری قسم کے لوگ یا تو ہرقل کے اہل کار رومیوں کی اولاد ہوں گے جو کہ مصر میں اس کا لشکر ہے۔ کیونکہ وہاں ہرقلی رومیوں کے لشکر کے اتنے گروہ تھے کہ انہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ مصر میں ان کی اولادیں ہوئیں اور ان کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نعمت عطا فرمائی۔ اور شہروں میں ان کی نسل جاری رہی۔ تو ان کے لئے ایک تو ان کے آباؤ اجداد کی حکومت کا فخر ہے اور خود ان کے لئے اسلام کا فخر ہے۔ کیونکہ ان کے آباء مصر کے بادشاہ اور حکام تھے۔ تو انصاف سے غور کر تو مصر کی ساری رعایا کو باعظمت پائے گا اور اس کی بات پر کان نہ دھر جو کہتا ہے کہ کاشتکار بلکہ غیر کاشتکار فرعون کی جنس سے ہیں کیونکہ اس کلام کی کوئی اصل نہیں۔ اور یہ بات وہ شخص کہتا ہے کہ جسے تاریخ کا علم نہیں۔ اس سے اس کا مقصد مسلمان کی توہین ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مصر سے فرعونوں کی جڑ کاٹ دی اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فلما اسفونا انتقمنا منهم فاغرقنا هم اجمعين"۔ (الزخرف آیت ۵۵) تو جب انہوں نے ہمیں ناراض کر دیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا پھر ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔ اور فرمایا "واترك البحر رهوا انهم جند مغرقون"۔ (الدخان آیت ۲۴) اور

Marfat.com

سمندر کو تھما ہوا رہنے دو بیشک وہ ایسا لشکر ہے جسے غرق کیا جائے گا۔ نیز فرمایا ''ودمّرنا ما کان یصنع فرعون وقومه وما کانوا یعرشون''۔ (الاعراف آیت ۱۳۷) اور ہم نے برباد کر دیا وہ جو کچھ فرعون کیا کرتا تھا اور اس کی قوم اور جو وہ بلند مکان تعمیر کیا کرتے تھے اور یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا فیصلہ جو تو دیکھ رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف ہی شکوہ ہے۔ اسے خوب سمجھ لے کیونکہ یہ مسئلہ اس کتاب کے سوا اور میری کتاب '' ادلة التسیلم فی فضل البحیرة علی سائر الاقلیم '' کے سوا تو کہیں نہیں پائے گا۔ اور مجھے نہیں معلوم کہ مجھ سے پہلے علماء تاریخ میں سے کسی نے یہ کام کیا ہو۔

تنبیہ:

اللہ تعالیٰ کے قول '' ونتجاوز عن سیئاتهم '' میں ایک لطیف حکمت ہے جو کہ آل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت اور لطف و کرم پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نتجاوز فرمایا نہ کر نکفر گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سے جو برائی رونما ہوتی ہے ہم ان پر اس کا شمار ہی نہیں کرتے گویا وہ ان سے بالکل صادر ہی نہیں ہوئی اور ملائکہ نے اسے لکھا ہی نہیں۔ یا تو حق سبحانہ وتعالیٰ کاتب پر نسیان طاری کر دیتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے یا اس سے پہلے کہ فرشتہ اسے برائی کی صورت میں لکھے اللہ تعالیٰ ان کے دل میں توبہ ڈال دیتا ہے پس وہ اسے نیکی کی صورت میں لکھتا ہے یا یہ کسی وجہ سے نہیں صرف ان کی خصوصیت ہے کیونکہ نص صریح تاویل قبول نہیں کرتی اور اللہ تعالیٰ کی کتاب ان کی برائیوں سے درگزر کرنے کی صراحت کرتی ہے تو اسے اس کے ظاہر کے خلاف پر محمول کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ پر اللہ تعالیٰ کے احسان کے مقام میں واقع ہے جبکہ آپ نے اپنی اولاد میں اصلاح کا سوال کیا تو گویا حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: اے ابوبکر! تیرے ہم سے سوال کرنے کی وجہ سے ہم نے تیری خاطر تیری آل کی اصلاح فرما دی اگر وہ اچھا عمل کریں تو ہم ان سے قبول فرمائیں گے اور اگر ان سے برائی سرزد ہوئی تو ہم ان سے درگزر فرمائیں گے۔ اور درگزر کی حقیقت یہ

Marfat.com

ہے کہ شمار ہی نہ ہو۔ کیونکہ جو کسی شے سے درگزر کرتا ہے اس کی طرف توجہ نہیں کرتا اور اس کے کرنے والے پر اسے شمار نہیں کرتا۔ اور سا صورت میں فاعل کی تعظیم وتکریم میں وہ مبالغہ ہے جو کہ اس کے لئے حاصل نہیں جس کی رائیوں کا شمار ہوتا ہے پھر اسے لاحق ہونے والی ندامت اور رسوائی کی وجہ سے معاف کر دیا جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تخصیص فرماتے ہوئے اپنے فضل وکرم سے ان سے درگزر فرمایا۔ ''ذالك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم''۔

پھر تجھ پر مخفی نہ رہے کہ ان کے گھر کا ستون۔ ان کا ممدوح گھر اور شمول واستغراق کے ساتھ انکے قطب دائرہ استاذ ابوالمکارم البکری ہیں۔ کیونکہ استاذ سیّدی عبدالوہاب الشعرانی نے اکابر اولیاء میں سے ہر ایک کا تعارف اس حد کے ساتھ کرایا جو ان کے ذہن میں حاضر ہو اس علامت کے ساتھ جو اسے واضح کرے اور اس تعریف کے ساتھ جو کہ اس کی ذات کی حقیقت کھول دے سوائے سیّدی محمد البکری رضی اللہ عنہ کے۔ کیونکہ امام شعرانی نے ان کا تعارف کرانے سے عاجزی کا اعتراف کیا اور ان کے متعلق فرمایا کہ ان کا معاملہ صرف آخرت میں ہی ظاہر ہوگا۔

حضرت سیّدی محمد البکری رضی اللہ عنہ کا تعارف

اسی لئے میں نے چاہا کہ حصول برکت کے لئے آپ کا کچھ تعارف بیان کروں۔ آپ نے خود اپنے تعارف میں یوں ارشاد فرمایا: فقیر کی ولادت بدھ کی رات ۱۳ ذوالحجہ ۹۳۰ھ کی خاتمے پر ہوئی۔ شیخ ابوالسرور البکری نے فرمایا کہ آپ کا وصال شب جمعۃ المبارک ۱۴ صفر المظفر ۹۹۴ھ کو ہوا پھر حضرت استاذ محترم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے والد بزرگوار استاذ اعظم۔ مجتہد مطلق عالم ربانی ابوالحسن، تاج العارفین البکری الصدیقی کی گود میں نشوونما پائی۔ اللہ تعالیٰ اپنی جنت الفردوس میں انہیں تمام نعمتوں سے نوازے اور حظائر قدس سے ان کو تقدس کے ساتھ مشرف فرمائے اور میں نے اپنی عمر کے ساتویں سال کے اواخر میں قرآن کریم حفظ مکمل کیا۔ اور آٹھویں سال کعبۃ اللہ کے قریب

Marfat.com

مالکی مصلیٰ میں رمضان پاک میں تراویح کی امامت میں قرآن پاک سنایا۔اوراسی سال میں نے ابن مالک کا الفیہ حفظ کیا اور مکہ معظمہ کے جلیل القدر علماء کرام پر پیش کیا۔ان کے شافعی علامہ اسماعیل القیر وانی۔ان کے مالکی عالم کامل محمد الخطاب الکبیر۔اوران کے حنفی مفتی دیار حلبیہ علامہ برکتہ المسلمین ابن بلاد ہیں جو کہ اس سال مکہ شریف میں مجاور تھے۔اوران میں سے ہر ایک نے مجھے ان سب کی مشہور اجازت لکھ دی جس کی روایت اسے اوراس سے جائز ہے اور میں نے امام الحجتہ المجتہد ولی اللہ الشیخ ابواسحاق الشیر ازی کی تنبیہ کا حفظ جو کہ ہمارا امام اعظم محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ عنہ کی فقہ میں ہے اپنی عمر کے دسویں سال کے مکمل ہونے سے پہلے مکمل کیا۔اوراسے اپنے شہر مصر کے اس وقت کے سر برآوردہ علمائے کرام پر پیش کیا۔تو ان کے شافعی شیخ الاسلام ابوالعباس احمد الرملی۔ان کے مالکی محقق العصر ناصر الدین اللقانی اوران کے حنبلی قاضی القضاۃ شیخ الاسلام ابوالحسن طرابلسی ہیں اللہ تعالیٰ سب کے لئے اپنی رحمت عام فرمائے۔اور میں نے اپنے والد بزرگوار کے درسوں میں بحث واستفادہ اورآپ پر مختلف علوم کی قراءت کے لئے حاضر ہونا شروع کیا جو کہ اس وقت سے لے کر آپ کی وفات تک جاری رہا اور یہ حاضری میری قرأت سماعت اور فہم واخذ میں میرے حال کے اختلاف کے حوالے سے مختلف رہی۔اور میں نے قرآن عظیم کی تفسیر کے درسوں میں اپنی قراءت اور دوسروں کی قراءت کے ساتھ کئی بار مکمل حاضری کا شرف پایا۔نیز امام بخاری کی صحیح کے زیادہ حصے کی درایت اوراس کی باقی اس کے باقی حصے کی روایت۔صحیح مسلم اوراس کے علاوہ دوسری کتب سنت۔حدیث کے مجموعے اور کتب فقہ کے درس میں حاضری دی خلاصہ کلام یہ ہے کہ بحث اور خاص شاگردی کے سلیقوں کے طریقے سے میرے والد بزرگوار رضی اللہ عنہ کے سوا میرا کوئی شیخ نہیں۔

اور میں نے سولہویں سال کی حدود میں کار تصنیف کا آغاز کیا پس اس وقت میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کی الاختصار کی شرح کی۔اوراس کے بعد مولفات فقہیہ کے اجزاء اور صوفیہ کے رسائل کاملہ کی شروح لکھیں۔اور مجھے میرے والد بزرگوار رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے قوم کے طریقے پر کہ حق سے فیض پا کر روایت کے بغیر خلق پر پیش کرتے ہیں لوگوں کے سامنے گفتگو کرنے کی اجازت عطا فرمائی گرچہ یہ فیض الہٰی کے گھاٹ سے سیر ہونے کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ اجازت ۹۴۸ھ میں شوال کے آخر میں لوگوں کے سامنے اپنی گفتگو کی مجلس میں عطا فرمائی۔

سیّدنا محمد البکری کا بارگاہ نبوی سے فیض

اور میں نے قرآن کریم۔ حدیث شریف اور فقہ کی قراءت کا آغاز ۹۵۱ھ میں جامع ابیض کے نام سے مشہور مسجد میں کیا جو کہ میرے جد امجد اور والد بزرگوار رضی اللہ عنہما کے نام سے پہچانی جاتی تھی اور اسی سال میرے والد بزرگوار نے لوگوں کی ایک محفل میں فرمایا جبکہ آپ مکہ معظمہ میں اور میں مصر میں تھا کہ میرے بیٹے محمد کو اس سال جو فیض ہوا اگر میری جماعت کے بعض حضرات اور ان کے نامی گرامی فضلا: ساٹھ سال تک مشغول رہیں تو وہاں تک نہیں پہنچیں۔ اور آپ نے آخری حج میں مجھے فرمایا کہ اگر اس دفعہ میری حاضری ہوئی تو تربیت کرنے والا شیخ ہوگا۔ تو جب آپ آئے تو میں آپ سے ملا اور عرض کی: والد بزرگوار! کیا آپ نے میرے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا فرمایا؟ فرمایا: ہاں بلکہ زیادہ میں نے تجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی: میرے بیٹے محمد کے لئے کیا کچھ ہے؟ تو فرمایا: اگر میں قریش کو بتادوں کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا کچھ ہے تو غرور میں مبتلا ہو جائیں گے۔

اور ۱۳ ربیع الاول شریف کی نماز ظہر کے بعد۔ پیر کے دن ۹۵۳ھ ۵۳ سال ۵۸ دن کی عمر میں میرے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی اور دار آخرت کی طرف آپ کے منتقل ہونے سے پہلے آپ کی اجازت سے میں جامع ازہر میں آپ کی تدریس کے مقام پر علوم شرعیہ تفسیر، حدیث اور فقہ پڑھانے کے لئے اور حقائق و تعارف کی زبان میں گفتگو کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ مجھ پر اس قدر احسانات فرماتا رہا کہ ستاروں سے بھی زیادہ بلکہ جب تک گردش فلک قائم ہے انہیں پورے طور پر بیان نہیں کیا جاسکتا اور میں نے

Marfat.com

طریقت میں ترجمان الاسرار کے نام سے ایک منظوم دیوان لکھا کہ اسلوب شعری کے اعتبار سے کئی دفعہ اس کا بعض حصہ قبولیت کے نشانے پر بیٹھتا ہے۔ اور وہ درحقیقت قسم قسم کے مقاصد اور مشارع کا جامع خلاصہ ہے اس کی ظاہری عبارات نورانی اور مفاہیم رحمانی ہیں اس میں گفتگو ایسی صورت کی طرف نکل جاتی ہے جنہیں کند ذہن ایک پست کلام سمجھتا ہے اور اسے معلوم نہیں کہ یہ اوج معنوی ہے اور بیان کا طویل وعریض تفاخر ہے اس کا قصد کرنے والا اس کے ساتھ اس کے باطنی درجات تک بلندی حاصل کرتا ہے جو کہ رفعت کے اعتبار سے ثریا کو ایک طرف کر دیتے ہیں بلکہ بلندی میں اس سے کہیں اوپر ہیں۔ اور وہ سمجھ نہیں سکا کہ کوائف غیب چننا ایک ایسا امر ہے جس کے سامنے ہمتیں حیران اور افکار پریشان ہیں اور اس کے تحت عقلیں دگرگوں۔

بسم اللہ کی ب کا نقطہ

پھر مجھ پر اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل ہے کہ مجھے جامع از ہر میں بسم اللہ شریف کے نقطے کے متعلق گفتگو کرنے کا انعام فرمایا جسے دو ہزار دو سو مجلسوں میں پورا کیا اور آیۃ الکرسی کے اسم جامع کے آغاز میں الف کے بارے میں اس سے بھی زیادہ گفتگو کی۔ اور الہام ربانی کے القاء سے دل سمجھا ہے۔ کہ یہ عمر کا وظیفہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ فقیر کی اولاد میں اللہ تعالیٰ کوئی ایسا پیدا کر دے جو کہ میرے بعد اسے جاری رکھے۔

پھر مجھ پر اللہ تعالیٰ کا ایک انعام یہ ہے کہ میرا نسب خلیفہ اعظم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ متصل ہے۔ فقیر کا نام ابوالمکارم محمد ابوبکر ہے اور میرے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے میری کنیت ابوبکر رکھی۔

دوسری نعمت کی اصل یہ ہے کہ میری جدہ مادری حضرت خدیجہ بنت الحافظ جمال الدین البکری ہیں۔ آپ ایک صالح خاتون تھیں۔ حرمین شریفین کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں تیس سال کے قریب اقامت پذیر رہیں حتیٰ کہ مدینہ شریف میں وفات پائی۔ مدینہ والے محبوب علیہ السلام پر درود وسلام ہو۔ جس رات مصر میں میری ولادت ہوئی آپ نے

Marfat.com

مکہ معظمہ میں خواب میں دیکھا کہ مجھے اٹھا کر آپ کی خدمت میں لے جایا گیا آپ نے مجھے اٹھایا اور کعبہ شریف کے سات چکر یہ دعا کرتے ہوئے لگائے سیدی! میں اسے تجھ سے عالم صالح مانگتی ہوں۔ فرماتی ہیں کہ کعبۃ اللہ کی طرف سے ندا دینے والا کہہ رہا تھا اس کی کنیت ابوالمکارم رکھو۔ میرا لقب زین العابدین ہے۔ اور میرے والد بزرگوار محمد ابوالحسن تاج العارفین ہیں اور پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے متعلق اپنا نسب حسب سابق تحریر فرمایا۔ اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اپنی نسبت بھی ذکر فرمائی۔ پھر فرمایا: بحمد اللہ تعالیٰ میری جدہ مادری بنی مخزوم سے ہیں۔ مجھے قریش کے تین گھروں نے جنم دیا۔ بنو تیم بنو مخزوم اور بنو ہاشم۔ ذالک فضل اللہ تعالیٰ۔

پھر اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے دانہ اور گٹھلی کو پھاڑا اور عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے میرا اس کے سوا کسی پر اعتماد ہے نہ اس کے سوا کسی پر بھروسہ۔ اور اس نے دھوکہ کھایا جس کے دل میں گمان گزرا کہ میں اپنے حسب ونسب پر فخر کرتا ہوں پس اس نے گمان کیا کہ یہ کثرت سے فخر کرنا اور علم بلند کرنا ہے۔ ہرگز نہیں۔ میرے رب کی قسم یہ تو عطایائے الٰہیہ اور احسانات صمدانیہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ مقصد وارادہ کو جاننے والا ہے" ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم "استاذِ محترم کی گفتگو ختم ہوئی۔

اور جب استاذ محترم اپنی عمر کے اٹھارہویں سال میں تھے تو حق تعالیٰ نے آپ کے والد گرامی الشیخ محمد ابوالحسن رضی اللہ عنہ کی زبان پر جامع ابیض میں معاصر علماء کرام کے جم غفیر کی موجودگی میں درس تصوف کے دوران یہ الفاظ جاری فرمائے کہ میں اپنے اس بیٹے محمد کو جو کہ اس قوت حاضر تھے اجازت دیتا ہوں کہ کسی تیاری اور استعداد کے بغیر قوم کی زبان گفتگو کرے اور جس نے خیانت کی نہ رہا۔ پھر استاذ محترم نے اپنے شاگردوں میں سے بعض کو فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ جس نے خیانت کی نہ رہا؟ عرض کی: نہیں فرمایا یہ صاحب درس شیخ کی طرف لوٹتا ہے شیخ جب درس تصوف کے طرف جانے کا ارادہ کرے پس اس کی عقل میں کوئی بات کھٹکے جسے اچھا جانے پس اس کا نفس اس سے مطالبہ کرے کہ اسے درس

Marfat.com

میں لائے تو اگر یہ بات حاصل ہوتی تو اس کی طرف سے خیانت ہوگی۔ اور یہ ایسا مقام ہے کہ اسے صرف اس کے اہل حضرات ہی پہچانتے ہیں۔

اور صاحب ترجمہ استاذ محترم کے والد گرامی استاذ شیخ ابوالحسن کی والدہ عبادت گزار، شب زندہ دار اور صائم الدہر خواتین میں سے تھیں۔ اور ان کا ایک دستور تھا کہ آپ نے اٹھارہ سال جامع ابیض کی چھت کے اوپر خلوت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی لیکن ازراہ ادب کبھی جامع کی چھت پر تھوکا تک نہیں۔ اور عجیب اتفاق کہ آپ اپنے بیٹے ابوالحسن رضی اللہ عنہ کے کجاوے کے مشابہہ تخت رواں پر جسے لوگ اٹھا کر چلتے ہیں بیٹھ کر حج وزیارت کا سفر کرنے اور اچھے ملبوسات زیب تن کرنے پر سخت اعتراض کرتی تھیں۔ اور ہمیشہ سخت کلامی فرماتیں حتی کہ ایک مدت گزر گئی۔ جبکہ آپ ان کے احترام میں از حد مبالغہ فرماتے۔ حتی کہ آپ نے ایک دن ان سے عرض کی: اے بنت شیخ! کیا آپ کو یہ بات پسند ہے کہ میرے اور آپ کے درمیان حاکم عادل رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں انہوں نے غضبناک ہوکر فرمایا: تو کون ہے جو ایسی بات کرے؟ آپ نے کہا کہ عنقریب آپ دیکھ لیں گی جس سے آپ کا انکار زائل ہو جائے گا۔ اور مجھے آپ کی ملامت سے چھٹکارا ملے گا۔ حضرت استاذ فرماتے ہیں کہ اس رات آپ نے اپنی خواب میں دیکھا کہ مسجد نبوی کے اندر موجود ہیں۔ اور روضہ انور میں بے شمار بڑی بڑی قندیلیں ہیں اور ان میں ایک قندیل بہت ہی بڑی ہے جو کہ حسن، روشنی اور صورت میں سب سے زیادہ عظیم ہے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کس کے لئے ہے؟ آپ سے کہا گیا کہ یہ آپ کے بیٹے ابوالحسن کے لئے ہے۔ پھر وہ حجرہ شریفہ کی طرف متوجہ ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ اور مجھے بھی دیکھا کہ میں اس لباس فاخرہ میں ملبوس ہوں۔ جسے پہن کر سرکار علیہ السلام کے دربار عالی میں حاضر ہونے پر اعتراض فرماتی تھیں۔ فرماتی ہیں: کہ میں نے اپنے جی میں کہا اس مقام عالی میں ایسے کپڑے پہنتا ہے۔ فرماتی ہیں: کہ دربار عالیہ سے اس انکار پر مجھے جھڑکی ملی تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں توبہ کرتی ہوں۔ استاذ محترم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

جب سے اب تک انہیں مجھ پر اعتراض کا شائبہ تک نہیں کھٹکا۔ نہ ہی کسی طرح مجھے ملامت فرمائی الکوکب الدری کا اقتباس ختم ہوا۔

کرامت شیخ ابوالحسن الصدیقی رضی اللہ عنہ

یہ آپ کی کرامت مجھ سے عالم امت ہمارے شیخ الفیشی نے بیان فرمائی کہ جب ابوالحسن البکری نے وقوف عرفات فرمایا تو ایک سائل آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مجھ پر قرض ہیں اور صاحب عیال ہوں اور ہم آپ کی غنا کے فضل کے محتاج ہیں آپ نے قلم دوات اور کاغذ منگوایا اور لکھا کہ ہم قدرت کے صراف کو حکم دیتے ہیں کہ اسے ہر روز ایک دینار سونے کا دیا کرے۔ ابوالحسن البکری آپ کا بحوالہ الکوکب الدری ایسا اتفاق ہوا کہ شیخ محمد البکری کی ولادت آپ کے والد گرامی کے حج کے سال ہوئی۔ تو جب آپ مکہ معظمہ پہنچے آپ کی والدہ محترمہ حسب دستور سابق لوٹا پکڑے ہوئے آپ سے ملیں۔ آپ نے اس سے پانی پیا اور والدہ محترمہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ فرمانے لگیں: اے ابوالحسن: امۃ القادر کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے؟ عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا اس کا کیا نام رکھا ہے؟ عرض کی: محمد۔ فرمایا اس کی کنیت کیا رکھی ہے؟ عرض کی: ابوبکر نے فرمایا: اے ابوالحسن! کیا فلاں رات میں بچے کی ولادت ہوئی ہے؟ عرض کی: جی ہاں فرمانے لگیں واللہ جب تیرا یہ بیٹا پیدا ہوا تو ملائکہ اسے اٹھا کر مکہ معظمہ لائے۔ اور مجھ سے کہا یہ آپ کے بیٹے ابوالحسن کا بیٹا ہے۔ ابھی اس کی والدہ نے اسے کپڑے نہیں پہنائے تھے میں نے اسے لے لیا اور اپنی اس چادر میں لپیٹا اور چشمہ زمزم کے پاس لے گئی اور اس کے پانی سے اسے غسل دیا۔ اور اسے زمزم پلایا۔ اور اسے لے کر کعبۃ اللہ کے سات چکر لگائے اور اسے ملتزم کے پاس لائی اور اسے کعبۃ اللہ تعالیٰ کے پردوں کے نیچے رکھ دیا۔ تو میں نے ندا سنی کہ اس کی کنیت ابوالمکارم رکھو۔ پھر فرشتوں نے اسے مجھ سے لے لیا اور اس کی والدہ کی طرف لے گئے اور آپ نے سب علوم شرعیہ اور تمام حکم ربانیہ اپنے والد ابوالحسن رضی اللہ عنہ سے حاصل کیے اور انہیں نہ چھوڑا کہ سنت، حقیقت فقہ، حدیث، تفسیر، نحو، صرف، معانی، بیان، قرات، تصوف وغیرہ

Marfat.com

کے لئے علماء اور عارفین کے طفیلی بنیں۔

آپ کا تعارف از شیخ امام عبدالوھاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ

اور آپ کا تعارف الشیخ العارف القطب الفرد۔ الجامع بالا جماع اور گھوڑ سوار قافلوں کے ذریعے اطراف واکناف عالم میں جنکے محامد پہنچے سیّدی عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ نے اپنے طبقات میں یوں لکھا ہے۔ کہ آپ شیخ کامل علوم دینیہ اور عطایاء حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں راسخ۔ کامل بن کامل سیّدی محمد البکری رضی اللہ عنہ آپ کی شہرت آپ کا تعارف کرانے سے بے نیاز ہے اور کہنے والا ان کے حق میں کیا کہے جن پر اللہ تعالیٰ نے علوم، معارف اور اسرار اس انداز میں بہائے ہوں کہ ہماری معلومات کے مطابق ان کے معاصرین میں سے کسی کے متعلق یہ ثابت نہیں ہیں۔ جیسا کہ آپ کے لئے ثابت ہیں کیونکہ اس امر پر اجماع ہے کہ روئے زمین پر کوئی شہر ایسا نہیں جس میں مصر سے زیادہ علماء ہوں۔ جبکہ مصر میں ان کا ثانی کوئی نہ تھا۔ تو ان کی فضیلت کا انکار صرف وہی کرے گا جسے حسد اور بغض نے گھیر رکھا ہے اور میں نے آپ کی معیت میں دو حج کئے ہیں میں نے کسی کو خلق میں آپ سے زیادہ عظیم۔ ذات میں آپ سے زیادہ کریم، آداب معاشرت میں آپ سے زیادہ باجمال اور گفتگو میں آپ سے زیادہ شیریں بیاں نہیں دیکھا۔ آپ نے ظاہری و باطنی دونوں علوم پڑھائے اور ان میں فتویٰ دیا۔ اور سب شہر والوں نے آپ کی جلالت پر اجماع کیا ہے۔ اور اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ کی طرح آپ کی نشو ونما تقویٰ، پرہیزگاری، زہد اور عزت نفس پر ہوئی۔ یہاں تک کہ دنیا آپ کے پاس ذلیل وخوار ہو کر آئی۔ اور میں آپ کے ان مناقب سے متعارف ہوں جنہیں حضرات سننے کی ہمت نہیں رکھتے۔ اور یہ سب کچھ تجھ پر دار آخرت میں ظاہر ہو گا۔ کیونکہ آپ یقیناً بکری ہیں۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جدا نہیں ہیں اور جو اس مرتبہ پر فائز ہو اس کے مناقب گنے نہیں جاسکتے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف آپ کے

Marfat.com

نسب کے صحیح ہونے پر وہ واقعہ دلیل ہے جو کہ میں نے مکہ شریف میں دیکھا۔ اور وہ یہ کہ حاسدوں میں سے بعض نے سیّدی محمد کا ذکر غیبت کے ساتھ کیا پس میں نے ڈانٹا مگر وہ باز نہ آیا۔ پھر میں نے امام ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ تجھے میرے بیٹے محمد کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس سے مجھے آپ کے نسب کی صحت معلوم ہوئی اور اسی طرح یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک شخص نے حضرت شیخ ابوالحسن رضی اللہ عنہ کی محفل میں مجھے برے لفظوں سے یاد کیا جبکہ آپ خاموش ہیں۔ مجھے یہ خبر پہنچی تو میں نے اپنے جی میں اس کا برا منایا۔ تو میں نے امام ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت کی کہ آپ مجھے فرما رہے ہیں میں اپنے بیٹے حسن کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور معافی چاہتا ہوں۔ فرضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن والدہ آمین۔ یہ تعارف کی انتہاء ہے جسے طبقات میں ذکر فرمایا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے منن میں فرمایا: ہمارے اس دور میں صوفیہ اور علماء عاملین کی ایک جماعت ہے کہ کئی دفعہ ان کا انکار کرنے والا اس قابل نہیں ہوتا کہ ان کا شاگرد ہو جیسے سیّدی محمد ابن الشیخ ابوالحسن البکری اور ان کے علاوہ آپ نے دیگر علماء اور صوفیہ کا ذکر فرمایا۔ اور فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں بعض منکروں پر پیش کیا۔ تو اس نے کہا کہ میں ان سے کسی کا معتقد نہیں ہوں مگر اس وقت جبکہ ان سے کرامت دیکھ لوں۔ میں نے اس سے کہا کہ علم وعمل سے زیادہ باعظمت کونسی کرامت ہے۔ وہ میری بات کی طرف نہ آیا۔ تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور میری عمر کی قسم جو شخص اپنی ساری زندگی سیّدی محمد البکری جیسی شخصیت کو دیکھے اور انہیں علوم وسرار میں ایسی گفتگو کرتا ہوا سنے کہ عقلیں حیران رہ جائیں حالانکہ ان کی عمر ابھی تھوڑی سی ہے اور پھر معتقد نہ ہو تو ایسا شخص اس دور کے تمام اکابر کی مدد سے محروم ہے۔ کیونکہ یہ سیّدی محمد مرتبہ کی ترجمانی میں گفتگو کے اعتبار سے اپنے دور میں حضور سیّدی عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی طرح ہیں۔

اور الاخلاق المقبولیہ میں فرمایا: اور ہمارے اس دور میں ایک جماعت وسعت رزق

Marfat.com

میں اس قدم پر ہے۔ ان میں سے سیّدی محمد البکری ہیں۔ کیونکہ آپ کا کھانے۔ پہننے، سواری کرنے اور نکاح کرنے کا انداز شاہانہ ہے باوجودیکہ اس کی راہ میں آپ کو کوئی پستی لاحق نہیں ہوتی آپ اپنے زمانے کے یگانہ روزگار ہیں۔ اس سلسلے میں اگر آپ کے معاصر فقراء میں سے کوئی ارادہ کرے کہ آپ کی پیروی کرے تو ہلاک و مضمحل ہو جائے۔ اور سوائے پژمردگی اور رسوائی کے کچھ حاصل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ہمیں آپ کی برکات سے نفع بخشے۔

اور بعض نے فرمایا: شیخ عبدالوہاب نے جو شیخ محمد البکری کا تعارف لکھا اور انہیں ان پاکیزہ اوصاف اور قابل تحسین و آفرین مناقب کے ساتھ یاد کیا یہ سب کچھ آپ کی قطبیت غوثیت کے مقام تک پہنچنے سے پہلے ہے۔ خلاصۃ الکلام یہ کہ آپ اس جہان میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی نگاہ کرم میں ہیں اور اپنے اس قول کا مصداق ہیں کہ تو وجود کا شرق و غرب گھوم پھر کر دیکھ میری مثل اور میرا ہم شکل نہیں پائے گا۔ اور فرمایا: میری مثل کون؟ جبکہ میرا باطن کعبۃ الفیض ہے تجھے معمور میں عتیق دکھاتا ہے۔ غور کر تو معمور میں عتیق دیکھ لے گا۔ کیونکہ عتیق پہلے خلیفہ حضرت صدیق ہیں۔ اور محمد البکری سے جو خلیفہ ظاہر ہوتا ہے اس میں تو عتیق دیکھے گا اور وہ صدیق ہے۔ تو آپ کے کلام میں معمور سے مراد وہ ہر زمانے میں صاحب رتبہ حالیہ ہے۔ اسی لیے اسے ال کے ساتھ معرفہ لایا گیا۔ جو کہ حال پر دلالت کرتا ہے جیسے کے اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

الیوم اکملت لکم دینکم

اور ان معنوں پر محمول کرنے کا صحیح ہونا اس قول سے واضح ہے جو کہ اس سے پہلے نصف آخر میں آپ نے فرمایا کیونکہ ظہور میں حق کا جمال روشن ہوگا۔ پھر فرمایا: میرا ہم مثل کون ہے؟ جو کہ سابق شعر میں ہے۔ تو آپ نے بتایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ کا جمال اس سے روزن ہوگا جو آپ سے ظہور پذیر ہو اور وہ آپ کی اولاد اور ان کی اولاد ہے۔ ختم اکبر تک۔ اور ہم نے جو کہا ہے حسن کا صاف طور پر مشاہدہ اس کی تائید کرتا ہے کیونکہ انوار حق کی تجلیات

Marfat.com

ہمارے استاذ محمد زین العابدین میں اور آپ کی اولاد میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے فیوض عطا فرمائے اور آپ ہی اس زمانے میں صاحب رتبہ معمور و منظور ہیں۔ آپ کے جد امجد نے فرمایا پس میرا دروازہ پکڑ اور اُسے لازم کر کیونکہ یہی دروازہ اللہ کا دروازہ ہے۔ اور گھر بہت عجیب ہے کیونکہ ابوالحسن کا نام محمد ابوالحسن ہے۔ اور ان سے محمد زین العابدین ظاہر ہوئے اور محمد زین العابدین سے محمد زین العابدین ظاہر ہوئے۔ نیز محمد زین العابدین سے محمد زین العابدین ظاہر ہوئے اور ہمارے استاذ محمد زین العابدین ظاہر ہوئے پس اب محمد ابوالحسن کے دروازوں محمد بن محمد بن محمد بن محمد پانچوں کو پکڑ لے۔ یہ حضرات مظاہر حق ہیں۔ اور نظائر میں ابن مالک کا قول کس قدر اچھا ہے:

الو ، عالمون علمونا و ارضون شذ والسنونا

بعض عارفین نے فرمایا: سب سے پہلے یہ مرتبہ جنہیں عطا فرمایا گیا سیّدی عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کے بعد ابوالمعز المغربی۔ ان کے بعد سیّدی ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ۔ پھر ان کے بعد سیّدی علی وفا رضی اللہ عنہ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا گیا۔ اور سیّدی علی وفا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جیسا کہ شعرانی نے اخلاق متبولیہ میں سیّدی محمد المغربی الانصاری سے ان کی سیّدی علی وفا تک سند کے ساتھ روایت فرمائی کہ آپ نے لوگوں کی جماعت کے سامنے فرمایا کہ آل صدیق سے محمد البکری نامی ایک شخص ظاہر ہوگا جو کہ احوال میں ہمارے مقام کا وارث ہوگا۔ اور جمع اور تفصیل ذوقی کی زبان پائے گا۔ اور ہمارا مرتبہ ناطقہ پائے گا۔ انتھی۔ پھر ان کے بعد سیّدی شمس الدین الحنفی رضی اللہ عنہ۔ پھر ان کے بعد سیّدی محمد البکری، انتھی پھر آپ کے بعد صاحب زمان اور ختام دوراں پر اجماع فرمایا۔ جو کہ جب چاہے وہ کچھ کہہ دے جو کہ ابن الفارض نے فرمایا: ساری مخلوق اولاد آدم ہے۔ صرف مجھے صحو الجمع کا فخر حاصل ہے۔ میرے بھائیوں کو نہیں۔

وہ استاذ محمد زین العابدین البکری ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حیات میں وسعت فرمائے۔ تو ان حضرات میں سے ہر ایک اپنی ذات میں تجھے عتیق دکھاتا ہے۔ اور یہ بھی صحیح

Marfat.com

ہے کہ آپ نے خلفاء میں سے ہر ایک حقیقت میں شریعت کی علامات اور شریعت میں حقیقت کے نشانات ظاہر کرتا ہے کیونکہ اس توجیہہ پر عتیق سے مراد البیت الحرام ہے اور وہ معمولات شریعت کا مقام ہے۔ اور معمور وہ گھر ہے جو کہ چوتھے آسمان میں ہے اور وہ اسرار حقیقت کا محل ہے۔ پس آل ابوبکر سے ظاہر ہونے والا خلیفہ قول، فعل، لباس اور کھانے پینے میں ایسے مظاہر حقیقیہ کو ظاہر کرتا ہے جنہیں سمجھنے میں علماء کو دقت ہوتی ہے۔ یہاں دوسروں کا کیا مقام۔ اور حقیقت میں وہ شرعیہ ہیں۔ پس ان کی حقیقت سے ناواقف کہہ دیتا ہے کیا تو نے اسے توڑ دیا کہ اس کے حاضرین کو غرق کر دیا۔ اور یہ امر سیّدی محمد البکری کی اولاد کے ساتھ خاص ہے۔

کرامات سیّدی محمد البکری رضی اللہ عنہ

الکوکب الدری میں فرمایا: آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ ایک سال آپ نے حج کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر انوار کی زیارت کی۔ جب روضہ شریف اور منبر کے درمیان بیٹھے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے مشافہۃ خطاب فرمایا اور آپ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ میں اور تیری اولاد میں برکت فرمائے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھرانے والوں کو کثیر آسانیاں اور علم عظیم عطا فرمایا ہے اور زمانے کے خاتمے تک احاطہ برکات کا شرف بخشا ہے۔ اور ضروری ہے کہ گھر میں ایک ایسا فرد ہو جو کہ ان پر خلیفہ ہو اور اس امر کا مشاہدہ ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور استاذ محترم نے اس کی طرف اپنے قصیدہ بائیہ میں یوں اشارہ فرمایا ہے کہ۔

ہر دور میں ان میں سے ایک سردار ہوتا ہے جو کہ حق کی تائید فرماتا ہے اور شک کو مٹاتا ہے اور یہ ایسی کرامت ہے جو کہ میرے نزدیک آپ کے عظیم مناقب میں سے ہے۔ کیونکہ سیّدی عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ کے کشف نے ملک وملکوت کے حجابات کھول دیئے اور آپ نے جنت، دوزخ اور حشر کے بارے میں گفتگو فرمائی اور کہا کہ یہ نقل سے نہیں بلکہ کشف سے بیان کر رہا ہوں۔ اور اس کے باوجود آپ کا کشف سیّدی محمد البکری کے

Marfat.com

اشارات سے ان کے عالی مقام ہونے کی وجہ سے عاجز رہا۔

کرامت

امام شعرانی نے اپنی کتاب عقود العھود میں فرمایا ہے: کہ حسین پاشا امیر عمر بن عیسی پر ناراض ہو گیا جو کہ بحیرہ کے حاکم تھے۔ اور انہیں حاضر کرنے کے لئے سپاہی بھیجے اور ارادہ کیا کہ جیسے ہی حاضر ہو اسے قتل کر دوں گا۔ سپاہیوں نے انہیں حاضر کیا قلیوب کے نزدیک پہنچے تو امیر عمر نے انہیں کہا کہ میں تمہارے احسان کی وجہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے شیخ محمد البکری کے دروازے پر سے گزار دو تاکہ ان سے حسین پاشا کے پاس، سفارش کرنے کو عرض کر سکوں، سپاہی مان گئے، جب استاذ محترم رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر پہنچے۔ ظہر کا وقت تھا استاذ محترم کے متعلق پتہ کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ اس وقت اندرون خانہ ہیں ملاقات ممکن نہیں۔ پس وہ چلے گئے اور استاذ صاحب کی ملاقات نہ ہوئی۔ لیکن سپاہیوں سے فرمایا کہ میں تم سے اتنی درخواست کرتا ہوں کہ مجھے شیخ عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ کے پاس لے چلو۔ انہوں نے قبول کر لیا۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے مطالبہ کیا کہ ان کے بارے میں حسین پاشا سے بات کروں میں نے کہا کہ اس شخص سے میری ملاقات نہیں لیکن میں شیخ محمد البکری کے پاس جاتا ہوں اور آپ کے متعلق ان سے سفارش طلب کرتا ہوں۔ اور یہ کہ آپ کے بارے میں جلد اقدام نمائی فرمائیں اور میں نے ان کے لئے دعا کی۔ سپاہی انہیں لے کر چلے گئے۔ میں نے مدرسہ سے نکل کر شیخ محمد بکری رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کیا اور ان کے بارے میں گفتگو کی۔ تو آپ نے فرمایا: مولانا! میں اس کے متعلق اس کے ماموں کو نصیحت کرتا ہوں۔ اور اس سے زیادہ مجھ سے کچھ نہ فرمایا اور آپ پر ایک شدید کیفیت طاری ہو گئی میں وہاں سے دلگرفتہ ہو کر چلا آیا کہ میں نے وہاں جانے کے متعلق کہا تھا مگر آپ نے مجھے ایسا جواب دیا کہ جس کا کوئی مقصد معلوم نہیں ہوتا۔ ادھر تو یہ صورت حال پیش آئی۔

Marfat.com

امیر عمر کی والدہ نے جو کہ سفید رنگ کی لونڈی تھی جب اپنے بیٹے کے متعلق ایسی صورت میں آنے کا سنا تو پاشا کے حرم میں آئیں۔ اس وقت پاشا اپنے حرم میں موجود تھا۔ اسے خبر ملی کہ امیر عمر پہنچ گئے ہیں۔ وہ لباس پہننے لگا کہ دیوان قصر پہنچے۔ امیر عمر کی والدہ نے آ کر حسین پاشا کے ساتھ اپنے بیٹے کے بارے میں گفتگو کی۔ پاشا نے پوچھا کہ تو کس علاقہ سے ہے کہنے لگی فلاں بستی اور فلاں خاندان سے ہوں۔ پاشا نے پوچھا تمہارا کوئی بھائی بھی ہے؟ کہنے لگی ہاں۔ اس کا یہ نام ہے اور اس کی ایک علامت مجھے معلوم ہے اور اس کے کندھے میں ایک داغ ہے۔ تو اس سے پاشا نے کہا کہ میں تیرا بھائی ہوں دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا اور معانقہ کیا۔ اور استاذ محترم کی کرامت ظاہر ہو گئی اور ان کا مجھے یہ کہنا کہ میں اس کے متعلق اس کے ماموں کو نصیحت کرتا ہوں اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔ پس پاشا امیر عمر کے پاس آئے اور انہیں واقعہ بیان کیا۔ اور انہیں خلعت پہنائی اور انہیں ان کے منصب پر لوٹا دیا۔ شیخ عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسی خلعت کے ساتھ سیدھے میرے پاس آئے اور مجھے سارا واقعہ سنایا اور میرا شکریہ ادا کیا میں نے کہا کہ یہ سیّدی محمد البکری کی برکت ہے اور ان کی خدمت میں اپنی حاضری کا واقعہ بیان کیا اور میں نے کہا کہ ان کی خدمت میں جائیں اور شکریہ ادا کریں پس وہ استاذ محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی توجہ حاصل کی۔

تو اس کشف کے مشمولات پر غور کرو جن کا غیب ایسے شخص پر واضح نہیں جس نے کشف سے حجابات کھول دیئے۔

شیخ محمد مغربی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال ۹۳۷ھ کے اواخر میں ہوا فرماتے ہیں کہ وہ ایک سال بیت اللہ الحرام کے حج کے لئے گئے۔ اور حج شریف میں شیخ محمد البکری موجود تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ عالیہ چلا گیا علی ساکنہا افضل الصلوٰۃ والسلام ایک دن مزار پُر انوار کی زیارت کے لئے داخل ہوا تو دیکھتا ہوں کہ شیخ محمد البکری حرم نبوی میں موجود ہیں اور درس دے رہے ہیں جس کے دوران آپ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ کہوں کہ

Marfat.com

اب میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے مشرق میں ہو یا مغرب میں۔ فرمایا: مجھے پتہ چل گیا کہ آپ کو قطبانیت کبریٰ عطا کی گئی ہے اور یہ اس کی زبان حال ہے میں جلد آپ کی خدمت میں پہنچا اور قدمین شریفین کو بوسہ دیا۔ اور شرف بیعت حاصل کیا اور میں نے اولیاء کو دیکھا کہ پروانوں کی طرح گر رہے ہیں۔ جو حیات ظاہری میں تھے وہ جسموں کے ساتھ اور جو وفات پا گئے وہ روحوں کے ساتھ اور میں نے فوراً ابن الفارض کا بیت پڑھا کہ شش جہات سب کی سب میری طرف عبادات، حج اور عمرہ کے ساتھ متوجہ ہو گئیں۔

کرامت

ایک دن آپ سیر کے لئے نکلے اور اپنے خدام میں سے ایک شخص سے فرمایا: جاؤ ہمارے لئے کھانا خرید کر لاؤ۔ اس نے عرض کی: یا سیّدی! جس کے پاس پیسے ہیں وہ ابھی نہیں آیا۔ استاذ محترم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارا خرچ سوائے واحد احد کے کسی پر موقوف نہیں۔ اور ایک درخت کے پتے کی طرف ہاتھ بڑھایا اسے توڑا اور اس شخص کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اس نے دیکھا تو دینار ہے۔ فرمایا جاؤ اور ہمارے لئے کھانا خرید کر لاؤ۔ حاضرین سب کچھ دیکھ رہے تھے میں نے اسے الکوکب الدری سے نقل کیا ہے۔

اس میں فرمایا کہ تکالیف برداشت کرنا آپ کی کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔ یہاں تک کہ یہ آپ کی جبلت بن چکی تھی خصوصاً منکر اور دشمن سے۔ کیونکہ صاحب فضیلت انسان گو کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہوں حاسد یا دشمن کے وجود سے خالی نہیں۔ حضرت سیّدی ابوالفضل الاحمدی رضی اللہ عنہ نے یوں ہی فرمایا ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کی جبلت میں تمام قابل تحسین اور پسندیدہ اخلاق پھیلا دیئے تھے۔ اور آپ کے دور میں آپ کے ابنائے جنس میں سے کوئی بھی آپ سے زیادہ وسیع الصدر اور تکالیف برداشت کرنے والا نہ تھا۔ اس کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص نے جبکہ آپ درس سے باہر تشریف لا رہے تھے آپ کے چہرے پر تھوک دیا۔ آپ نے اسے ہاتھ کے ساتھ صاف کر دیا اور فرمایا پاک چیز پاک پر ہے اسی طرح ایک شخص نے آپ کے لئے اپنی آستین میں

Marfat.com

گندگی چھپا رکھی تھی۔ جبکہ آپ کسی دوسرے وقت میں درس سے باہر آ رہے تھے۔ آپ نے اسے اس کی آستین میں ہی قابو کر لیا حتی کہ باہر نکل کر اسے پھینک دیا۔ پھر اس شخص کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے۔ اور ایسی بے شمار چیزیں ہیں۔ انتھی۔ اور جس نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وراثت پائی ہو اور اپنے دور کا سیّد الصدیقین ہو اسے یہ حوصلہ کوئی عجیب بات نہیں ایک شخص نے آپ کے جداعلیٰ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں واللہ تجھے وہ گالی دوں گا کہ قبر تک تیرے ساتھ جائے۔ فرمایا: اے میرے بیٹے! تیرے ساتھ جائے گی نہ کہ میرے ساتھ۔

کرامت متعلقہ اسم اعظم حضرت محمد البکری کے وسیلہ سے دعا

الکوکب الدری میں فرمایا کہ آپ کی ایک کرامت یہ ہے جسے شیخ محمد بن ابوالقاسم المالکی نے ذکر فرمایا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے استاذ محترم رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ مجھے اسم اعظم کی تعلیم دیں۔ آپ نے میرے ساتھ وعدہ فرما لیا۔ وعدہ لمبا ہو گیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ میرے ساتھ حضرت کا وعدہ طویل ہو گیا جانے کب تک؟ اچانک دیکھتا ہوں کہ استاذ صاحب رضی اللہ عنہ میرے پیچھے کھڑے ہیں۔ آپ نے مجھ دھکیلا تو اپنے آپ کو جبل قاف کے پیچھے پاتا ہوں۔ میں نے وہاں تین اشخاص کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف پایا۔ میں نے ان پر سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا آپ اس جگہ کیا کرتے ہیں؟ کہنے لگے ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اسے وحدہ لاشریک مانتے ہیں اس کی عبادت کرتے ہیں اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہیں ٹھہراتے اور جب سے ہم پیدا ہوئے ہیں اس وقت سے لے کر آج کے دن تک اس پہاڑ میں اسی حالت پر ہیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک پر ایک دن ذمہ داری ہے پس وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو ہم پر آسمان سے دستر خوان نازل ہوتا ہے اور ہم وہ حلال پاک رزق کھاتے ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا میں تین دن تک آپ لوگوں کے ساتھ رہ سکتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ انہوں نے قبول کر لیا اور اپنی عادت کے مطابق اللہ تعالیٰ سے دعا

Marfat.com

کرتے تو ان پر دستر خوان نازل ہو جاتا۔ جب چوتھا دن آیا تو کہنے لگے کہ آج کا دن تمہارا ہے اگر ہمارے پاس رہنے کا ارادہ ہے تو تم دعا کرو۔ ورنہ نہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے سچی نیت کے ساتھ ہاتھ پھیلائے اور یہ دعا مانگی: یا اللہ! میں تیری جناب میں وہی دعا کرتا ہوں جو تجھ سے تیرے یہ بندے مانگتے ہیں کہ تو ہم پر وہی دستر خوان نازل فرما۔ فرماتے ہیں کہ ابھی کلام پوری نہیں ہوئی کہ دستر خوان اتر آیا انہیں اس سے تعجب ہوا۔ پھر انہوں نے کھانا کھایا۔ جب فارغ ہوئے تو کہنے لگے کہ تجھے اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے پوچھتے ہیں تو نے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگی ہے۔ کہ اس نے تجھے اس کرامت سے نوازا؟ میں نے کہا اگر تم بتا دو تو میں بھی بتا دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو یہ دعا کرتے ہیں۔ ''اللھم انت ربنا ورب کل شئی نسألك ببرکات سیّدی محمد البکری الامانزلت علینا مائدۃ من السماء'' یا اللہ! تو ہمارا رب ہے اور ہر چیز کا رب ہے ہم تجھ سے سیدی محمد البکری کی برکات کے وسیلے سے مانگتے ہیں کہ ہم پر آسمان سے دستر خوان نازل فرما۔ تو ہم پر شیخ کے نام کی برکت سے آسمان سے دستر خوان نازل ہو جاتا ہے۔ اور آج تک ہمارا یہی معمول ہے۔ فرمایا کہ میں نے یوں عرض کی: یا اللہ! میں تجھ سے وہی دعا کرتا ہوں جو یہ تیرے بندے تجھ سے کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمالی۔ ابھی ان کے ساتھ میری گفتگو پوری ہوا ہی چاہتی ہے کہ میری پچھلی سمت سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ سیّد محمد البکری رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے۔ جس نے مجھے کھینچ لیا تو اپنے آپ کو حضرت کی مجلس میں بیٹھا ہوا پاتا ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس سے توبہ کی جو کچھ مجھ سے صادر ہوا۔ انتھی

تجھے اس کی طرف سے اشارہ ہی کافی رہے گا اور اسے جمال کے ساتھ محفوظ محجوب رہنا ہے۔

خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے لے کر ہمارے دور کے قطب ہمارے شیخ محمد بن زین العابدین تک (اللہ تعالیٰ ان کی توجہات کے ساتھ ہماری مدد فرمائے) ان میں سے جو ستارہ بھی غروب ہوا اس کے بعد ''اصلح لی فی

Marfat.com

ذریتی'' کا چاند طلوع ہوا۔ اوران کی اصلاح ہے کہ ان میں سے ہر خلیفہ اپنے ماقبل سے اعظم ہوتا ہےاور یہ وہ دعا ہے کہ قبول فرمائی گئی

بشارت متعلقہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ

یمن کے بوڑھے سے ملاقات اور بات چیت

ہم اللہ تعالیٰ کے قول ''انی تبت الیك وانی من المسلمین'' کی طرف لوٹتے ہیں ''کتاب المختار فی مناقب الاخیار'' سے علامہ ابوالسعادات بن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت شریفہ سے پہلے میں نے یمن کی طرف سفر کیا اور ازد کے ایک شیخ کے پاس ٹھہرا جس نے بے شمار کتابیں پڑھی تھیں اور علم کثیر رکھتا تھا۔ تین سو نوے سال کی عمر تھی۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا میرے خیال سے تو حرم کا رہنے والا ہے۔؟ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا ہاں میں اہل حرم سے ہوں۔ کہا میرے خیال میں تو تیمی ہے؟ میں نے کہا: ہاں میں بنو بن مرۃ سے ہوں میں عبداللہ بن عثمان بن عامر ہوں۔ کہنے لگا تجھ میں ایک چیز باقی رہ گئی۔ میں نے کہا: وہ کیا؟ کہنے لگا میرے سامنے اپنا پیٹ کھولو۔ میں نے کہا یہ کام نہیں کروں گا یا پھر مجھے اصل صورت حال بیان کرو۔

کہنے لگا میں صحیح۔ پاک اور سچے علم میں لکھا پاتا ہوں۔ کہ حرم میں ایک نبی مبعوث ہوگا جس کے کام پر ایک نوجوان اور ایک ادھیڑ عمر آدمی تعاون کرے گا۔ رہا نوجوان وہ تو وہ سختیوں میں بلا تکلف داخل ہونے والا اور مشکلات کو دور کرنے والا ہوگا۔ رہا ادھیڑ عمر کا انسان تو سفید رنگ کمزور جسم والا۔ اس کے پیٹ پر ایک ہوگا اس کی بائیں ران پر ایک علامت ہوگی۔ اور کوئی حرج نہیں اگر تو مجھے اس کا مشاہدہ کرادے جو میں چاہتا ہوں۔ بیشک باقی صفات تجھ میں پوری ہیں سوائے ایک مخفی چیز کے۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ میں نے اپنا پیٹ کھولا۔ اس نے میری ناف سے اوپر ایک سیاہ داغ دیکھا تو کہہ اٹھا کہ کعبہ کے رب کریم کی قسم تو ہی وہ ہے۔ میں پیشگی تجھے اس کام کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس سے بچنا۔

Marfat.com

میں نے کہا: وہ کیا ہے؟ کہنے لگا: اپنے آپ کو ہدایت سے گریز کرنے سے بچانا اور طریقہ وسطی کو مضبوطی سے تھامنا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تجھے جو مال و دولت عطا فرمایا ہے اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یمن میں اپنا مقصد پورا کیا پھر شیخ کو الوداع کرنے اس کے پاس آیا تو اس نے کہا کیا تو میرے وہ چند اشعار لے جائے گا جو کہ میں نے اس نبی علیہ السلام کی شان میں کہے ہیں؟ میں نے کہا: بالکل لے جاؤں گا۔ تو وہ اشعار پڑھنے لگا۔

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ میں اپنے اہل و عیال اور اپنی جان صبہ کر چکا اور میں قبیلے میں ضعیف ہو چکا۔ میں نے ۳۹۰ سال امن کے ساتھ زندگی بسر کی اور آدمی کے لئے گزشتہ ایام میں عبرت ہے۔

اور اس نے کئی ایک اشعار کہے ان میں سے یہ قول بھی ہے۔

مجھ سے میری قوت کا شعلہ بجھ چکا اب بوڑھا ہو چکا ہوں مزدوری نہیں کر سکتا۔ جس شہر میں بھی فروکش ہوا ہوں اللہ تعالیٰ سے آہستہ بھی اور علی الاعلان بھی دعا کرتا رہا ہوں۔ پس رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں میری طرف سے سلام عرض کرنا کیونکہ میں انہیں کے دین پر زندہ ہوں اور قائم ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی وصیت اور شعر یاد کر لئے اور مکہ معظمہ آ گیا جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلان نبوت فرما چکے تھے۔ میرے پاس عقبہ بن ابی معیط، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام اور دیگر سرداران قریش آئے۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا تمہیں کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے یا تم میں کوئی خاص معاملہ رونما ہوا ہے کہنے لگے: اے ابوبکر! ایک زبردست معاملہ اور بہت بڑا حادثہ پیش آ گیا۔ یتیم ابوطالب گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ اگر تو نہ ہوتا تو ہم انتظار نہ کرتے اب جبکہ تو آ گیا ہے تو اس سلسلے تو ہی کافی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں حیلے کے

Marfat.com

ساتھ واپس کر دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ آپ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں ہیں میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ باہر تشریف لائے۔ میں نے عرض کی: اے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ اپنے قبیلے کے مکانات میں نہیں ملتے انہوں نے آپ پر فتنے کی تہمت لگائی ہے اور آپ نے اپنے آباء واجداد کا دین ترک کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! میں تیری طرف اور سب لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں پس اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ۔ میں نے کہا: اس پر آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ فرمایا: وہ بوڑھا جس سے یمن میں تمہاری ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا: یمن میں کئی بوڑھوں سے ملاقات ہوئی اور ان سے خرید وفروخت اور لین دین کیا۔ فرمایا: وہ بوڑھا جس نے تجھے اشعار عطا کیے۔ میں نے عرض کی: یا حبیبی! آپ کو اس کی خبر کس نے دی؟ فرمایا: اس عظیم فرشتے نے جو کہ مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر آتا رہا۔ میں نے عرض کی: اپنا دست کرم بڑھائیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں واپس ہوا اور ان حالیکہ دونوں پہاڑوں کے درمیان رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے مجھ سے زیادہ کوئی خوش نہ تھا۔ انتہی

''انی تبت الیك'' میں تیری بارگاہ میں تیرے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال جواب کرنے اور اس کے بعد ان سے دلیل طلب کرنے سے توبہ کرتا ہوں ''وانی من المسلمین'' اور میں قولاً عملاً اور اعتقاداً تیرے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مرتبہ مقام کے لائق یہی ہے غور کرو۔

مسئلہ توبہ

اور صاحب القوت نے یوں فرمایا کہ توبہ سے تو نبی علیہ لسلام اپنے کو بڑا نہیں جانتے تو اور کون ہے؟ اور ہر مقام کی ایک توبہ ہے۔ اور ہر مشاہدہ ومکاشفہ کے لئے توبہ ہے۔ توبہ اس توبہ کرنے والے اور رجوع کرنے والے کا حال ہے جو کہ مقرب بارگاہ خداوندی ہے اور اس

Marfat.com

کے ہاں محبوب ہے۔ انتھی

توبۃ النصوح کی حقیقت

اور قرآن کریم میں ہے "واتبع سبیل من اناب الی" اس کی راہ کی پیروی کرو جو کہ میری طرف رجوع کرتا ہے۔ تفسیر میں فرمایا کہ وہ ابوبکر ہے۔ پھر قوت میں منیب پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مقام ہے اس کا جو کہ کئی اشیاء کی آزمائش میں مبتلا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہے تاکہ اپنے مولا کو دیکھے یعنی اپنے قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف یا اشیاء کی طرف دیکھے یا اپنی ہمت کے ساتھ اس کی طرف اور ان کی طرف پابندی کرتا ہے۔ یا اپنے قلب کے ساتھ اس کے حضور یا ان چیزوں کے سامنے اعتکاف کرتا ہے۔ یا اپنے وجد کے ساتھ اس کی طرف یا ان کی طرف مطمئن ہوتا ہے یا اسے اس کی طرف بھاگتے ہوئے طلب کرتا ہے۔ پس اس پر ہر ماسویٰ کے مشاہدہ کی وجہ سے گناہ ہے۔ اور اس پر ہر ماسویٰ کی طرف سکون پانے میں عتاب ہے جیسا کہ اس کے لئے ہر گواہی میں علم ہے اور سکون میں ہر اظہار سے متعلق ایک حکم ہے۔ تو اس کے گناہ لاتعداد ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی بھی کوئی حد نہیں یہ ہے توبہ نصوح کی حقیقت۔ اور ایسا تائب اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے والا اپنی طرف سے احسان کرنے والا راحت پانے والا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا گناہ سیدھا اور اس کے ہاں اس کا مقام اور حال سلیم ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر توبہ کرنے والے آزمائش میں پڑے ہوئے کو پسند فرماتا ہے۔ انتھی۔

توبہ کے حوالے سے لوگوں کی اقسام

بعض ائمہ نے فرمایا ہے کہ توبہ میں لوگوں کی چار اقسام ہیں۔ ہر قسم میں ایک جماعت ہے۔ ان میں سے ہر جماعت کا ایک مقام ہے ان میں کوئی گناہ سے تائب اور رجوع پر قائم ہے۔ اپنی مدت حیات تک نافرمانی کی طرف لوٹنے کے متعلق دل میں کھٹکا تک نہیں لاتا۔ اپنے برے اعمال کے بدلے میں صالح حسنات اختیار کرتا ہے۔ یہ ہے خیرات کے ساتھ

Marfat.com

سبقت کرنے والا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنے والا اور یہی توبہ نصوح ہے۔ اور اسی کا نفس مطمئنہ مرضیہ ہے۔ اور اس سے جو قریب ہے وہ ایسا بندہ خدا ہے جس نے توبہ کا پختہ عہد باندھا اور اس کی نیت قائم رہنے کی ہے معصیت کی کوشش کرتا ہے نہ اہتمام۔ البتہ اس کے قصد کے بغیر کبھی اس پر گناہ داخل ہو جاتے ہیں اور ارادہ یا گناہ صغیرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو یہ ایمان والوں کی صفات میں سے ہے اس کی استقامت کی امید ہے کیونکہ وہ اس کے راستے میں ہے۔ اور یہ انہیں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللّمم ان ربك واسع المغفرۃ'' (سورۃ النجم آیت ۳۲) جو لوگ بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں مگر شاذ و نادر بے شک آپ کا پروردگار وسیع مغفرت والا ہے۔ اور ایمان والوں کی وصف میں داخل ہے جن کے بارے میں ارشاد فرمایا ''والذین اذا فعلو فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللّٰہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللّٰہ لم یصروا علی مافعلوا وھم یعلمون'' (آل عمران آیت ۱۳۵) اور وہ لوگ کہ جب کوئی برا کام کر بیٹھیں یا اپنے آپ پر ظلم کریں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا گناہ کون بخشتا ہے اور وہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے دراں حال کہ وہ جانتے ہیں۔ اور اس کا نفس لوامہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم فرمائی ہے کہ وہ متوسط لوگوں میں سے ہے۔ اور یہ اس لئے کہ گناہ نفوس پر ان کی صفات کے مقاصد اور ان کی جبلتوں کی طبائع اور زمین کی نباتات اور رحموں میں ایک سے دوسری تخلیق میں اطوار کی ترکیب کی نشو و نما اور فتنوں کے ایک دوسرے میں ملنے سے داخل ہوتے ہیں اسی لئے اس کے بعد ارشاد فرمایا ''ھو اعلم بکم اذ انشاکم من الارض واذ انتم اجنۃ فی بطون امھتکم'' (النجم آیت ۳۲) وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تمہیں زمین سے پیدا فرمایا اور جب کہ تم حمل کی صورت میں اپنی ماؤں کے شکموں میں تھے۔ اسی لئے کجی کی وجہ سے اس نفس کو پاک سمجھنے سے منع فرما دیا جسے زمین سے پیدا کیا گیا اور

Marfat.com

اسے ارحام میں مخلوط نطفوں سے مرکب کیا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم لمن اتقیٰ" "پس اپنے نفسوں کو پاک نہ کہو وہ خوب جانتا ہے کہ کون پرہیز گار ہے اور وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے پیروکار ہیں چنانچہ فرمایا "وسیجنبھا الاتقی" (اللیل آیت ۱۷) اور اس سے دور رکھا جائے گا نہایت پرہیز گار تو اس کی یہ وصف اس کی ابتدائی حالت میں ہے اسی لئے اس کی تخلیق کو ابتلاء کے ساتھ موصوف فرمایا کہ امشاج نبتلیہ فجعلناہ سمیعا بصیرا تا کہ ہم اسے آزمائیں اس لئے ہم نے اسے سننے ولا دیکھنے والا بنا دیا۔ اور اس کی شرح طوالت چاہتی ہے اور بات ترکیبات نفوس اور اس کی جبلی فطرتوں کی طرف نکل جائے گی۔ اور اس دور میں یہ ایک اجنبی علم ہے۔ اور اس کی علامت ہمارے شیخ شیخ الصوفیۃ والعارفین الشیخ محمد الدمیاطی تھے۔ اور مجھے گمان نہیں کہ اس وقت ہمارے استاذ شیخ محمد البکری کے سوا کوئی اسے جانتا ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کے ساتھ ہماری امداد فرمائے۔ اور ایسے عبد کے معنی میں یہ حدیث ہے جو کہ وارد ہوئی کہ مومن آزمایا ہوتو بہ کرنے والا ہے مومن خوشے کی طرح ہے کبھی جھک جاتا ہے اور کبھی لوٹ آتا ہے تو اس بندے کا اپنے نفس کو حقیر سمجھنا اور دنیا میں اس کی طرف نہ دیکھنا اسے پہچاننے کے لئے اس پر مقرر رہے۔

تیسرا بندہ وہ ہے جو کہ اپنے حال میں اس دوسرے شخص کے قریب ہے۔ ایک بندہ ہے جس سے گناہ کا صدور ہوتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے پھر گناہ کی طرف لوٹتا ہے۔ پھر قصد اور کوشش کے ساتھ اور طاعت پر ترجیح دے کر اس پر حرص کرتا ہے مگر توبہ کے لئے سوچتا ہے کہ کرلوں گا اور اپنے نفس سے اس پر استقامت کی بات کرتا ہے اور توابین کے مقامات کو پسند کرتا ہے۔ اور اس کا دل مقامات صدیقین کی طرف راحت پاتا ہے۔ اور ابھی اس کا وقت نہیں آیا نہ ہی اس کا مقام ظاہر ہوا کیونکہ خواہش اسے تحریک دیتی ہے۔ عادت اسے کھینچتی ہے اور غفلت اسے پردے میں ڈال دیتی ہے۔ مگر وہ گناہوں کے دوران توبہ کر لیتا ہے اور آگے بڑھنے کی عادت کو لوٹاتا ہے۔ تو اس کی توبہ ایک وقت سے ایک وقت تک ہے۔ اور

Marfat.com

اس جیسے کے لئے اس کے اچھے اعمال اور گزشتہ کوتاہیوں اور برائیوں کا کفارہ دینے کی وجہ سے استقامت کی امید کی جاتی ہے اور کبھی اس پر اپنی غلطی پر ہمیشگی کی طرف پلٹنے کا خطرہ بھی رہتا ہے اور اس کا نفس مسولہ ہے یعنی اسے دھوکے سے گمراہ کرتا ہے۔ اور یہ وہ شخص ہے جو کہ اچھے اعمال کو مخلوط کر لیتا ہے، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت سے توجہ فرمائے پس وہ استقامت اختیار کر کے سابقین کے ساتھ لاحق ہو جائے۔ یہ شخص دو حالات کے درمیان ہے۔ اس پر وصف نفس غالب آ جائے تو اس کے متعلق جو عذاب کا قول گزر چکا ثابت ہو جائے۔ یا اس کی طرف اس کا مولا نگاہ کرم فرمائے اور اس کی ہر کسر پوری فرما دے اور اس کی ہر حاجت عطا فرمائے تو سابقہ احسان کے ساتھ اس کی دستگیری فرمائے اور اسے مقربین کی منزلوں تک پہنچا دے۔ کیونکہ وہ ان کی راہ چلا تو ہے اور اس کی نیت آخرت کی ہے۔

اور چوتھا بندہ تمام بندوں سے بری حالت والا ہے اور اس کے نفس پر وبال سب سے عظیم ہوتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت کم کرم کرتا ہے۔ ایسا بندہ کہ گناہ کرتا ہے اور اس کے پیچھے اسی جیسا بلکہ اس سے زیادہ بڑا گناہ کرتا ہے۔ اصرار پر قائم رہتا ہے۔ اور جب تک محبت ہے اپنے نفس کے ساتھ اسی اصرار کی باتیں کرتا ہے۔ کوئی توبہ نہیں کرتا استقامت کا معتقد نہیں۔ اچھے گمان کی وجہ سے کسی وعدہ رحمت کی امید نہیں کرتا اور بے خوفی کی پختگی کی وجہ سے عذاب کی وارننگ سے ڈرتا نہیں۔ یہ ہے حقیقت اصرار اور سرکشی اور تکبر کا ایک خطرناک مقام۔ اور اس جیسے کے لئے حدیث پاک آئی ہے کہ قدیمی طور پر آگ کی طرف اصرار کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ اور اس کا نفس امارہ بالسوء ہے اس کی روح خیر سے ہمیشہ فرار اختیار کرتی ہے اور اس کے برے خاتمہ کا ڈر ہے۔ کیونکہ وہ اس کے مقامات میں ہے اور اس کی راہ پر چل رہا ہے اور بری قضا اور شقاوت سے دور نہیں۔ اور اس جیسے کے لئے کہا گیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے توبہ کرنے میں مستقبل کا وقت مقرر کرتا ہے وہ اسے جھوٹا کر دیتا ہے اور لعنت کا مفہوم ایک گناہ سے اس سے بڑے گناہ کی طرف چلنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ

Marfat.com

عَلَيْهِمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ٥ ‘‘(التوبہ آیت ۱۰۶) اور دوسرے لوگ جن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حکم تک ملتوی کر دیا گیا چاہے وہ انہیں عذاب دے اور چاہے تو ان کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور یہ عام مسلمانوں کا گروہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے چاہے ان کے اصرار کی وجہ سے عذاب دے یا احسان فرماتے ہوئے ان پر رحمت سے توجہ فرمائے ہم اللہ تعالیٰ کی اس کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں اور اس سے اس کے ثواب کا انعام مانگتے ہیں۔ ان چاروں اقسام پر غور کرو جنہیں ہم نے جمع کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ سب سے عظیم فائدہ اور لوٹنے والے صلہ میں سب سے زیادہ محظوظ کن ہے۔

’’انی تبت الیك وانی من المسلمین ‘‘میں نے تیرے حضور رجوع کیا اور بیشک میں مسلمانوں سے ہوں۔ جن میں یہ چار اقسام پائی جاتی ہیں۔ یہ نفس کی تواضع کے لئے کہا۔ اس لئے کہ ان کا سردار ہونے کے باوجود اپنے کو خصوصیت کے ساتھ امتیاز نہیں بخشتا۔ جیسا کہ یہ آپ کی عادت ہے۔

مجھے عالم امت ہمارے شیخ یوسف الفیشی نے بیان فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جبکہ آپ کا قلب خوف خدا سے جل گیا بعض صحابہ کرام نے کہا: کیا آپ کو جنت کی بشارت نہیں دی گئی؟ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ بشارت ایسی شرائط پر ہو جو مجھ سے رہ گئی ہوں۔

اس لئے عرض کی ’’انی تبت الیك اصلح لی فی ذریتی ‘‘تو آج تک ان میں کوئی نافرمان نہیں نکلا۔

تنبیہ:

اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ سیّدی علی وفا رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ آل صدیق اکبر سے ایک شخص ظاہر ہوگا جسے شیخ محمد البکری کہا جائے گا۔ وہ احوال میں ہمارے مقام کا وارث ہوگا۔ اور بعض نے اسے بڑے شیخ محمد البکری پر محمول کیا ہے کیونکہ ان کا زمانہ پہلے ہے جبکہ استاذ علی وفا رضی اللہ عنہ ایسا سمندر ہے جس کا ساحل نہیں۔ سوائے اس کے کہ ایک شخص کہتا

Marfat.com

ہے کہ میں صدیق کے ساتھ فخر نہیں کرتا بلکہ صدیق مجھ پر فخر کرتے ہیں۔ اور کہتا ہے کہ ہمارا فخر سابقین پر نہیں ہے اور وہ ہم پر اور ان پر باتیں گھوم رہی ہیں اور آپ کا ایک قصیدہ ہے جس کا مطلع یہ ہے کہ ماطباء بقاعۃ الوعساء اس کی طرف رجوع کر تجھے معلوم ہوگا کہ سیّد علی وفا کے کلام میں جن کی تصریح ہے وہ اپنے عالی مقام ہونے کی وجہ سے اور میں اور آل صدیق میں شیخ محمد بن ابوالحسن کے بعد سوائے ہمارے شیخ محمد بن زین العابدین کے اور کوئی ظاہر نہیں جس کا نام شہرہ آفاق ہو اور اس کے سامنے گردنیں جھکی ہوں۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ یہی ہے کہ حضرت عارف کبیر سیّدی علی وفا رضی اللہ عنہ کی کرامت میں آپ ہی مراد ہیں۔ اور اس کی تصدیق یوں بھی ہوتی ہے کہ حضرت صدیق کے خلفاء میں سلسلہ وفائیہ کے اکابر کی محبت میں سب سے زیادہ قریب آپ جیسا کوئی نہیں کیونکہ آپ ان کے از حد معتقد اور محبّ ہیں۔ اور آپ کے اور بنی وفاء کے قطب اور ان کے دائرہ کے مالک سیّدی ابوالاسعاد رضی اللہ عنہ کے درمیان ایسی دوستی تھی کہ اس سے زیادہ کا تصور ممکن نہیں پھر اسی طرح ان کے صاحبزادے سیّدی بنی وفا سیّدی ابوالتخصیص اور ان کے بھائی سیّد علی وفا رضی اللہ عنہما کے ساتھ تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حیات میں فراخی فرمائے اور ہمیں ان کی برکات سے رابطہ صحیحہ کی مدد فرمائے۔ آپ کی کرامات سراً جہراً بیان فرماتے ہیں۔ اور ان میں طعن کرنے والے کی بات سننا پسند نہیں فرماتے بلکہ اس کا رد فرماتے ہیں اور لوگوں پر طاری ہونے والی معاصرانہ چشمک سے آپ بالکل مبرا ہیں۔ تو آپ ہی سیّدی علی وفا رضی اللہ عنہ کے مقام کے وارث ہیں۔ تو انصاف کرتے ہوئے غور کر اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اپنے اولیاء کی عقیدت عطا فرمائے۔ مجھے میرے شیخ استاذ محمد زین العابدین البکری نے ۱۰۶۲ھ میں بیان فرمایا "اللہ تعالیٰ آپ کی حیات سے موجودات کو ہمیشہ نفع بخشے" کہ انہوں نے بعض راتوں میں سحری کے وقت ہاتف غیبی کو کہتے ہوئے سنا: اے محمد! قرافہ میں اپنے جد امجد کی زیارت کر اور یہ بات ہاتف نے تین دفعہ کہی۔ میں گھر سے نکلا تو فجر کی سفیدی ظاہر ہونے کے قریب پائی۔ میں رک گیا کہ نماز فجر ادا کرلوں پھر سوار ہوتا ہوں۔ لیکن

Marfat.com

ہاتف کی آوازیں زیادہ ہوگئیں تو میں آسمان کی طرف دیکھنے لگا اور اس کی زیب وزینت اور روشنی دیکھنے میں مصروف ہوگیا اور گھر کے ساتھ ادھر ادھر گھومنے لگا حتی کہ فجر کا ستون چمکا تو میں نے اندھیرے میں ہی نماز فجر ادا کی۔ پھر سوار ہوکر قرافہ کی طرف چل نکلا اور خانوادہ بکریہ کے اکابر رضی اللہ عنہم کے مقام تک پہنچا اور جد امجد سیدی محمد البکری رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر بیٹھ گیا۔ اپنا عمامہ اتارا اور سر اس طاقچہ میں داخل کر دیا جو کہ آپ کے مزار شریف میں ہے۔ اور آپ کی خدمت میں چند امور کا شکوہ آہستہ آواز میں کہا جو میں آپ کے سوا کسی سے نہیں کہتا نہ ہی مجھے پسند ہے کہ ان پر کسی اور کو اطلاع ہو۔ پھر میں آپ کے ہاں سے نکلا اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ اور سوار ہونے کی تیاری کی۔ چنانچہ سوار ہوکر چلا ہی ہوں کہ ایک شخص جس نے سرخ رومی ٹوپی اور سرخ جبہ پہنا ہوا ہے اور بہت لمبے قد کا ہے میری پچھلی سمت سے مجھے آوازیں دے رہا ہے یا محمد۔ یا بکری یا محمد یا بکری۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے فوراً کہا کہ آپ کے جد امجد سلام فرما رہے ہیں۔ انہوں نے آپ کا شکوہ سن لیا ہے۔ جس وقت آپ نے ان کی خدمت میں شکوہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ میرے بیٹے زین العابدین کا بیٹا ہے اور مجھے بہت پیارا ہے۔ اس کی عرضداشت قبول فرمائیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی حاجات کو لازماً پورا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور آپ نے اپنے جد امجد سے جو حاجات مانگی ہیں یہ یہ ہیں اور ایک ایک کر کے ساری گن دیں۔ اس سے مجھے اس کشف کی صحت معلوم ہوگئی۔ میں جلدی سے اترا اور اسے اپنے خدام سے حیاء کرتے ہوئے ایک طرف لے گیا۔ اس نے مجھ سے ایک ایک حاجت بیان کی باوجودیکہ میں نے تابوت کی داخلی جانب اپنے جد امجد کے سوا کسی سے لب کشائی نہیں کی تھی۔ چنانچہ میں نے اسے تاکیداً گھر چلنے کو کہا۔ اور پیش کش کی کہ آپ میری سواری پر بیٹھیں اور میں گھر پیدل چلتا ہوں۔ اس نے اسے بہت بڑا جانا اور ہول سا محسوس کیا اور کہا بلکہ میں آپ کی سواری کے ساتھ چلتا ہوں۔ پس میں سوار ہوگیا۔ ابھی سواری چلی نہیں کہ میں دیکھتا ہوں تو کچھ بھی

Marfat.com

نظر نہ آیا۔ میں نے اپنی جماعت کے لوگ اس کے پیچھے دوڑائے۔ کوئی قاضی بکار کی طرف تو کوئی سیّدی عمر بن الفارض کی سمت۔ قرافہ کا سارا قبرستان چھان مارا لیکن کسی کو کچھ پتہ نہ چلا۔ یہ واقعہ آپ نے مجھ سے لفظ بلفظ بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہم پر ان کی برکات لوٹائے۔
(شیخ محمد البکری کی پہلی کرامت)

حضرت محمد بکری علیہ الرحمۃ کا جد امجد کے مزار پر حاضر ہو کر حاجات عرض کرنا

میں نے عالم امت ہمارے شیخ الفیشی کو جامع ازہر میں فرماتے ہوئے سنا: جب شیخ ابوالحسن البکری رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو ان کے صاحبزادے شیخ جلال الدین لشکر کے قاضی کے پاس گئے جو کہ ان کا دوست تھا اور اس نے ان کے والد بزرگوار کے سارے وظائف ان کے نام لکھ دیئے۔ اور ان کے بھائی سیّدی محمد کے لئے کوئی وظیفہ نہ لکھا۔ سیّدی محمد گھر میں داخل ہوئے تو اپنی والدہ محترمہ کو دیکھا کہ رو رہی ہیں۔ پوچھا کہ اس رونے کی کیا وجہ ہے؟۔ کہنے لگیں تیرے بھائی نے تیرے والد بزرگوار کے تعلقات میں سے تیرے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ آپ خچر پر سوار ہوئے۔ ابھی بچپنا ہے رخساروں پر بال تک نہیں اگے۔ قاضی کے پاس پہنچے اور اس سے گفتگو فرمائی۔ اس نے کہا: بیٹے جب تو جوانی کو پہنچے گا اور علوم حاصل کرے گا تو مستحق ہو گا۔ سیّدی محمد نے کہا: مولانا آپ علماء کو جمع کریں اور میرے بھائی کو حاضر کریں وہ گفتگو کرے گا میں سنوں گا۔ یا میں گفتگو کروں گا اور وہ سنے گا۔ جس کا علم زیادہ ہو گا وہ مستحق ہو گا۔ قاضی نے اس تجویز کو پسند کیا اور علماء اور امراء کو جمع کیا اور کہا: یا شیخ جلال الدین آپ کا بھائی مناظرہ کرنا چاہتا ہے۔ اس نے سخت سست کہا۔ قاضی آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا آپ گفتگو کریں۔ سیّدی محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مولانا! اللہ تعالیٰ کی کتاب پکڑیں اور اسے کھولیں جو آیت سامنے آ گئی اس پر گفتگو کروں گا۔ قاضی نے مصحف شریف لیا اور کھولا۔ اللہ تعالیٰ کا یہی ارشاد سامنے آ گیا "امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون الخ" (البقرہ آیت ۲۸۵) اور اس آیت میں ایمان اور

Marfat.com

رسالت پر گفتگو کرنا جس قدر مشکل ہے مخفی نہیں۔ سیّدی محمد البکری اپنے سجادہ پر بیٹھ گئے۔ قبلہ شریف کی طرف منہ کیا بسم اللہ شریف اور حمد باری تعالیٰ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود شریف پڑھا۔ آنکھیں بند کر لیں اور یاد سے ہی مفسرین کی کلام کو نہیت فصیح عبارت کے ساتھ بیان فرمایا پھر فرمایا: اور اب ہماری کلام ہے اور ایسے عجیب وغریب علوم میں گفتگو فرمایا کہ علماء میں سے کوئی بھی آپ کے ساتھ گفتگو نہ کر سکا۔ حاضرین کی عقلیں دنگ رہ گئیں آپ دن کے آغاز سے نماز ظہر کی اذان تک گفتگو فرماتے رہے۔ اذان سنتے ہی آپ نے آنکھیں کھولیں جیسے سرخ خون ہو۔ اور فرمایا:

ہر علم پڑھنے سے ہی حاصل نہیں ہوتا۔ افضل علم ہمارا علم ہے جو کہ وہبی خزانہ ہے۔ قاضی نے کھڑے ہو کر آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور علماء وامراء جو بھی حاضر تھے۔ سب نے دست بوسی کی اور آپ خچر پہ سوار ہو گئے اور قاضی اور تمام حاضرین آپ کے ساتھ پیدل چلتے رہے اور آپ کو والدہ محترمہ کی خدمت میں پہنچایا۔ اور قاضی نے آپ کی تمام ضروریات پوری کیں۔ اور سیّدی محمد البکری سے ظاہر ہونے والی یہ پہلی کرامت ہے اور اس کی وجہ سے مصر میں شہرت حاصل ہوئی۔ انتھی۔ اور امام شعرانی کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ مجھے آپ کے وہ مناقب معلوم ہیں کہ احباب میں سننے کی ہمت نہیں۔ اس لئے میں بات کرتا ہوں اور اس سے ڈرتا ہوں جسے اولیاء اللہ کے درجات کی پہچان نہیں کہ جب آپ کی کرامات بیان کروں مبادا مجھے برا بھلا کہنے لگے اور یوں اس کا دین ناقص ہو جائے۔ اور میں اس کی نیکیوں کے ضائع ہونے کا سبب بن جاؤں۔ لیکن آپ کو تعارف کی ضرورت نہیں۔ کہ جب دن کو دلیل کی ضرورت پڑ جائے تو پھر ذہنوں میں کچھ بھی صحیح نہیں ہو گا۔

حرف ندا سے استغاثہ

مجھے علامہ ہمارے شیخ عبدالقادر الحلی نے آمنے سامنے بیان فرمایا کہ جب تجھے اللہ تعالیٰ کے دربار میں کوئی حاجت ہو گرچہ تو روئے زمین کے کسی حصے میں ہو تو شیخ محمد البکری کے مزار شریف کی طرف توجہ کر اور یوں کہہ: ''یا شیخ محمد یا ابن ابی الحسن یا

Marfat.com

ابیض الوجه یابکری توسّلت بك الی الله فی قضاء حاجتی کذا وکذا"یعنی اے شیخ محمد اے ابوالحسن کے بیٹے۔اے روشن چہرے والے!اے بکری!میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں آپ کا وسیلہ اپنی فلاں فلاں حاجت پوری کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں۔بیشک وہ حاجت پوری ہوگی اور یہ عمل مجرب ہے۔

اقول وباللہ التوفیق۔معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے توسل کا مسئلہ مقربین بارگاہ خداوندی کا دستور اور معمول۔یہ حضرات وہی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔اور ہر نماز میں سورۃ الفاتحہ کے انداز میں ہم بارگاہ خداوندی میں ان کے راستہ پر چلنے کی توفیق مانگتے ہیں معلوم ہوا کہ توسل کرنا انعام یافتہ حضرات کی راہ ہے اس سے انحراف یا اس پر عمل کرنے والوں کو طعن وتشنیع کرنا ان کے مخالفین کی راہ ہے اور وہ ایسے لوگ ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہوا اور وہ گمراہ ہیں جن کا ذکر سورۃ الفاتحہ میں فوراً متصل ہی ہے"غیر المغضوب علیهم ولاالضالین حفظنا الله تعالیٰ وانا محمد محفوظ الحق غفرله ولولدیه"۔

اور میں نے اپنے استاذ محترم تاج العلماء الشیخ محمد زین العابدین البکری (اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے فیوض کی موجوں کا فیض عطا فرمائے اور اہل اسلام کے لئے ان کی حیات میں وسعت فرمائے) کو فرماتے ہوئے سنا کہ جد امجد شیخ محمد البکری کو حضرت شیخ سیّد الاولیاء سیّدی محمد البدوی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے وقت ایک واقعہ پیش آیا کہ آپ جامع مسجد کے صحن میں وضو کی جگہ پر وضو کرنے بیٹھ گئے۔جو بھی مزار شریف میں آتا یہی کہتا۔

دستور یاسیّدی احمد

اور داخل ہونے والے بار بار اس کا تکرار کر رہے تھے حضرت پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اور حالت بدل گئی۔اور کہنے لگے دستور یاسیّدی احمد یابدوی۔آپ اس کا بار بار تکرار کر رہے تھے،کیا عطاء کے خزانے صرف سیّدی احمد بدوی میں منحصر ہیں؟مجھ میں بیس احمد بدوی ہیں۔لوٹا پکڑا اور دیوار پر دے مارا۔اور ایسا ہی اتفاق والد محترم استاذ زین العابدین البکری

Marfat.com

کو ہوا۔ آپ صحن میں بیٹھے وضو کر رہے تھے تو جو بھی داخل ہوتا تھا یہی کہتا دستور یا ابا تاج العارفین۔ داخل ہونے والے اسی کا تکرار کر رہے تھے۔ آپ پر حالت طاری ہوگئی اور آپ بھی اس کا تکرار کرنے لگے یا ابا تاج العارفین۔ کیا عطاء کے خزانے ابو تاج العارفین میں جمع ہو گئے؟ مجھ میں ابو تاج العارفین جیسے بیس ہیں۔ اور لوٹا دیوار پر دے مارا

اور میں نے استاذ محمد زین العابدین کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نفوس تمام اولیاء کے سامنے ہماری تواضع کو پسند نہیں کرتے سوائے سیّدی احمد البدوی کے کہ ہم ان کے دربار میں اپنے آپ کو غلام شمار کرتے ہیں۔

ہمیں ہمارے ساتھی عالم عامل شیخ نور الدین السحیمی جو کہ مقام احمدی کے مدرس ہیں نے بیان کیا کہ شیخ ابوالمواہب البکری رضی اللہ عنہ نے سیّدی احمد البدوی کی زیارت کے بعض موقعوں پر آپ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا جس کا مطلع یہ ہے

قد قصد نا حماك يا احمد

القوم بقلب من ذنبه في متاعبٌ

اے قوم صوفیہ کے احمد ہم نے ایسے دل کے ساتھ آپ کی حمایت طلب کی ہے کہ اپنے گناہ کی وجہ سے مشکلات میں ہے۔

ایک شعر یہ ہے

شهد الله ما قصدت حماه

طول عمری و ردّنی قط خائب

خدا گواہ ہے کہ ساری زندگی جب بھی میں نے آپ سے حمکایت طلب کی آپ نے مجھے ناکام واپس نہیں کیا۔

نیز آپ کا شعر ہے

وابی قبل كان يراعی هوا كم

وبارئی هذا بلغت المراتب

Marfat.com

پہلے میرے والد بزرگوار آپ کی خواہش کا احترام کرتے تھے اور اپنی اس وراثت سے میں نے مرتبے پائے ہیں۔

قبر سے آواز آنا:

تو قطب اکبر سیّدی احمد البدوی نے مزار شریف سے انہیں مخاطب کیا اور فرمایا: اے ابوالمواہب عزیز مہمان ہے، پھر شیخ ابوالمواہب نے اس بارے میں ایک خاص ترکیب کا قصیدہ یوں کہا

من ردی ضیف عزیز یا ابا المواہب

گمشدہ چیز مل جانا:

اور ایک میرے ساتھ اتفاق ہوا کہ بچپنے میں میری ایک چیز گم گئی جس کے ساتھ مجھے ایک خاص تعلق تھا۔ میں نے اپنے شیخ۔ امت کے عالم اور پرہیز گار شیخ یوسف الفیشی سے عرض کی کہ امام شافعی کے لئے حلہ لے چلیں یا شیخ محمد البکری کے لئے۔ آپ نے ایسی گفتگو فرمائی جو کہ امام مالک اور امام شافعی کے مقابلے میں شیخ محمد البکری خصوصیت کو لازم کرتی تھی۔ میں آپ کے الفاظ لکھ نہیں سکتا لیکن استاذ بکری نے اپنے قصیدہ رائیہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے جس سے آپ کی خصوصیت وعظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور آپ نے مجھے شیخ محمد البکری کے مزار شریف پر جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں وہاں گیا اور آپ کے مزار شریف پر دو نفل پڑھے۔ اور حلہ بھی لے گیا۔ میں اشرفیہ کے پاس گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص نے مجھے میری گمشدہ چیز تھما دی۔ اور میرے لئے آپ سے اور ہمارے شیخ استاذ زین العابدین سے کئی واقعات رونما ہوئے جن کی شرح طویل ہے۔ میں نے کئی سال تک آپ کی صحبت کا شرف حاصل کیا اور میں آپ کا شاگرد ہونے سے اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہوں۔ میں تو صرف اپنے آپ کو حضرت کی خدمت میں آنے جانے والوں میں شمار کرتا ہوں۔ حتی کہ ۵۹ سال کی عمر میں ظہر کے بعد آپ کی نشست گاہ میں تنہائی کے وقت حاضر ہوا اور عرض کی: استاذ محترم! میں آپ سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے بیعت کا

Marfat.com

عہد لیں۔ چنانچہ آپ نے یہ عہد لیا اور مجھے اپنے وہ برکات واسرار عطا فرمائے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اور بیت المقدس کی زیارت سے واپسی کے وقت آپ نے مجھے صخرہ کے قریب ارشاد فرمایا۔ مجھے صدیق کا سر اس وقت سرور بخشتا ہے جب تجھے سواری میں سوار کرتا ہوں اور خود مادہ خچر پر سوار ہوتا ہوں اور میں حرم مکہ میں تھا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا: واللہ اگر تو میرے ساتھ نہ ہوتا تو امسال میں مصر نہ لوٹتا۔

اور میں نے آپ کے دونوں بیٹوں کی موجودگی میں ۱۱۰۷ھ میں حج سے واپسی کے وقت عرض کی: یا سیّدی! ایک فقہی مسئلہ ہے کہ آپ نے اپنے خدام میں سے ایک کے لئے پانی کا ایک گھڑا مقرر کیا ہے جبکہ میرے پاس ایک لوٹا ہے اسے بھر لیتا ہوں اور ایک گھڑا ہے اسے بھی بھر لیتا ہوں پینے کے لئے مجھے لوٹا کافی ہے جبکہ گھڑے کا پانی ضرورت مندوں کو پلا دیتا ہوں اور خود تیمم کر لیتا ہوں سوائے اس صورت کے کہ کوئی گھاٹ مل جائے یا تو آپ میرے معمولات کو جائز قرار دیں یا مجھے اس کی اجازت عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: بیٹے میں نے تجھے اپنے تمام زادراہ۔ پانی اور اپنے تمام امور پر ایسی وکالت دی ہے جو کہ تیرے سپرد ہے۔ میں اس سے انتہائی مسرور ہوا۔

ایک دفعہ میں نے آپ سے عرض کی: یا سیّدی! آپ میں ایک عیب ہے۔ مسکراتے ہوئے فرمایا وہ کیا؟ میں نے عرض کی کہ میرے جیسے کا آپ کی صحبت میں رہنا۔ آپ کے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا: تو میرے اصحاب میں سے جلیل القدر ہے۔ اور میں نے آپ کو وہ مکاتیب ایک کتاب کی صورت میں جمع کئے ہیں جو کہ آپ میری طرف بھیجتے تھے اور اس کا نام ریاض العارفین فی مراسلات الاستاذ محمد زین العابدین رکھا ہے۔ پھر میں نے مرد حق آگاہ کے مقام کا پورا عرفان حاصل کیا ہے جس میں میرے ساتھ کوئی اور شریک نہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اور آپ کی مدد ہے جو کہ ہر قریب و بعید تک پہنچتی ہے پس میں نے قاہرہ کی بجائے بحیرہ کی سکونت اختیار کر لی۔ اور آپ کی مدد سے مجھے وہ نعمت حاصل ہے جو کہ حسد سے خالی ہے۔ اور میں آپ کی نظر کی بجائے مدد سے وہ نفع حاصل کرتا

Marfat.com

ہوں۔ بخلاف قرب کی نعمت کے کہ اس میں حسد ہے۔ اور حلال کی اولاد کثرت سے ہے اور اپنے پروردگار کی نعمت بیان کر۔

خانوادہ صدیق کی اصلاح کے مختلف پہلو

ہم اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف لوٹتے ہیں جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حکایت کے طور پر بیان فرمایا اصلح لی فی ذریتی اور ان کی صلاح میں سے اپنی خواتین پر ان کی غیرت ہے تا کہ ان کے پاک نطفے پاکیزہ ارحام میں واقع ہوں۔ تا کہ ان کی اولاد نفیس ہو اور ان کے نسب ثابت ہوں۔ چنانچہ عالم مورخ حافظ السنہ الشیخ عبدالسلام اللقانی فرماتے ہیں: ہر نسب میں کھوٹ اور جھوٹ داخل ہوا سوائے خانوادہ اکابر بکریہ کے۔ انتھی

اور ہمارے استاذ محترم کے گھر کی ان کے اہل خانہ کی غیرت معلوم و مشہور ہے۔ مجھے استاذ محترم سیّدی محمد البکری نے بیان فرمایا: کہ ان کے جد محترم مجتہد مطلق الشیخ ابوالحسن الصدیقی رضی اللہ عنہ جب ارادہ فرماتے ہیں کہ ان کی بیویاں حمام میں داخل ہوں۔ اور اس کا ایک دروازہ آپ کے گھر سے اور ایک دروازہ باہر سے ہوتا تو داخل ہو کر حمام کے باہر کا دروازہ بند کر دیتے اور اکیلے حمام میں داخل ہوتے۔ اور اس کے گوشوں کا چکر لگاتے اور تفتیش کرتے۔ اور پانی کے سٹور کا تلوار کے ساتھ دائیں بائیں تجسس کرتے۔ پھر اندر کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور آپ کے اہل خانہ ایک ایک کر کے داخل ہوتے حتیٰ کہ آپ نہیں پہچانتے۔ اور دروازے پر کھڑے رہتے یہاں تک ان میں سے ایک خاتون سامنے آتی۔ آپ قفل لگا دیتے اور اسے پکڑتے۔ پھر دوسری خاتون کی طرف لوٹتے اور اسی طرح آخر تک۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہتی اور جب سفر کے لئے سوار ہوتے تو اہل خانہ کا دروازہ مقفل کر دیتے اور کنجی اپنی جیب میں ڈال لیتے اور جس سلاخ پر تالا لگاتے ہیں اس پر مٹی رکھ دیتے تا کہ لوٹیں تو اسے دیکھ لیں۔ اور ان کے صاحبزادے استاذ محمد البکری بھی اسی طرح کرتے۔ البتہ ہمارے استاذ محترم اور آپ کی اولاد کی غیرت اس سے اوپر تھی کیونکہ حضرت سیّدی ابوالمواہب اور سیّدی زین العابدین اپنے والد محترم کے اہل خانہ کے

Marfat.com

ہاں داخل نہیں ہوتے باوجود یہ کہ ان کے لئے شرعاً جائز ہے۔ اور اس کے باوجود یہ کہ دل اجنبیات سے ان کی پاک دامانی اور حفاظت کی گواہی دیتا ہے۔ اگرچہ ان میں سے کوئی خاتون خوبرو ہو اور دور دراز سفر میں ان کے ساتھ ہو۔ پس دوسروں کی تو بات کیا ہی ڈولی اٹھانے والے آتے جاتے آپ کے حرم محترم کا جسم نہیں دیکھ پاتے۔ بلکہ وہ پردے میں ڈھکی ہوتی ڈولی میں رہتی ہیں حتی کہ خیمہ میں داخل ہو جاتیں۔ پھر جب چلنے لگیں تو وہ ڈھکی ہوئی ڈولی میں داخل ہو جاتی ہیں پھر کہار ڈولی کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے ہیں۔ اور اسی طرح پڑاؤ ڈالنے کے وقت ہوتا ہے اور یہ اتفاق اس کے گھر کے علاوہ نہیں اصلح فی ذریتی نے ان کے خیموں کو ڈھانپ دیا اور پردے لٹکا دیئے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاں ہجرت کے لئے تشریف لے گئے تو اندر تشریف نہ لے گئے یہاں تک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود عرض کی: حضور تشریف لائیں یہاں تو صرف عائشہ اور اسماء ہیں۔ اسی طرح جب جنگ جمل کے دن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما نے اپنا ہاتھ اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں داخل کیا جبکہ انہیں پتہ نہیں تھا کہ بھائی ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمے سے دور رہو اللہ تعالیٰ تجھے آگ کے ساتھ جلائے۔ تو وہ کہنے لگے: ہمشیرہ صاحبہ: دنیا کی آگ؟۔ فرمایا: دنیا کی آگ۔ تو جیسا کہ پہلے گزر چکا ان کی موت جلنے سے ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم قطعی ہے جس کا فیصلہ ہو چکا۔

اور آپ کی خاطر آپ کی اولاد میں اصلاح کا ایک پہلو ہے کہ جس نے انہیں گالی دی وہ بالاجماع کافر ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کے خلاف بکنا۔ جبکہ دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق ایسا نہیں۔

اقول وباللہ التوفیق! اس مسئلے میں تفصیل ہے اور بہتر ہے کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ردالرفضہ دیکھ لیا جائے جو کہ اس سلسلے میں ایک جامع فتوی ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ

Marfat.com

اور متعدد آیات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی افک سے براءت کے متعلق نازل ہوئیں۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے حکایت کے طور پر اللہ تعالیٰ کا قول اصلح لی فی ذریتی ایمان والوں کو کافی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ حکیم ہے۔ ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھتا ہے تو درست مقام پر طوالت سے بیان کرنا قابل تحسین ہے۔ پس ان میں سے بعض آیات برأت بیان کرتی ہیں۔ بعض آیات اس کے عذاب کی گواہی دیتی ہیں جس نے اس بارے میں منفی گفتگو کی۔ بعض آیات میں اس کو جھڑکی دی گئی ہے جو کہ اس کے واقع ہونے کی آرزو کرتا ہے بعض میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وسعت اور فضیلت کی گواہی ہے۔ اور بعض میں حضرت سلطان المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل ابی بکر کے درمیان مناسبت کی گواہی ہے۔ اور اس میں آل ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام کی وہ بلندی ہے جس کی حد کو بیان اور تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔

واقعہ حدیث افک

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر پر جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج میں قرعہ اندازی فرماتے تو جس کا نام قرعہ میں نکلتا اسے رفاقت کا شرف بخشتے۔ اور ایک غزوہ (غزوہ بنی مصطلق) کے موقع پر قرعہ میرے نام نکلا تو میں آپ کی معیت میں نکلی۔ جبکہ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ مجھے کجاوے میں اٹھایا جاتا اور اسی میں اتارا جاتا۔ حتیٰ کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس غزوہ سے فارغ ہوئے اور واپسی فرمائی جب ہم مدینہ شریف کے قریب پہنچے تو ایک رات آپ نے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ جب کوچ کی تیاری ہوئی میں سو رہی تھی۔ حوائج ضروریہ کے لئے میں لشکر سے علیحدہ ایک طرف چلی گئی۔ فراغت کے بعد اپنے کجاوے کے پاس آئی تو دیکھتی ہوں کہ میرا قیمتی ہار ٹوٹ کر گر گیا ہے۔ میں ڈھونڈنے نکلی۔ دیر ہوگئی۔ اتنے میں وہ لوگ آئے جو مجھے سوار کراتے تھے۔ انہوں نے میرا کجاوہ اٹھایا اور میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوتی تھی۔ انہیں گمان ہوا کہ میں اس میں موجود ہوں۔ ان دنوں خواتین کا وزن ہلکا

Marfat.com

ہی ہوتا تھا فربہ نہ ہوتیں۔ کم کھانا کھاتی۔ چنانچہ اٹھاتے وقت انہیں کجاوے کا ہلکا ہونا محسوس نہ ہوا۔ جبکہ میں نوعمر لڑکی تھی۔ انہوں نے اونٹ اٹھایا اور چل دیئے۔ اتنے میں مجھے میرا ہار مل گیا لیکن لشکر جا چکا تھا۔ میں پڑاؤ کی جگہ پر آئی لیکن وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ میں اپنے مقام پر آ کر بیٹھ گئی۔ سوچا کہ جب وہ مجھے نہیں پائینگے تو ادھر آئیں گے۔ میں وہاں بیٹھی تھی کہ نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گئی۔

اور صفوان بن معطل السلمی ثم الذکوانی لشکر کے پیچھے تھا وہ صبح کے وقت وہاں پہنچا۔ اس نے ایک انسانی سایہ محسوس کیا کہ کوئی سو رہا ہے۔ وہ میرے پاس پہنچا اس نے مجھے پردے کی پابندی سے پہلے دیکھا تھا۔ اس کے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے سے میں جاگ اٹھی۔ اس نے اپنی سواری بٹھائی اور اس کے گھٹنے کو دبائے رکھا حتی کہ میں سوار ہو گئی۔ وہ سواری کو پکڑ کر آگے آگے چلتا رہا حتی کہ ہم لشکر تک پہنچ گئے۔ جبکہ لشکری دوپہر کے وقت پڑاؤ ڈال چکے تھے۔ پس جس نے ہلاک ہونا تھا ہلاک ہو گیا۔ اور بہتان طرازی کا مرکزی کردار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ پس ہم مدینہ عالیہ پہنچے اور میں ایک ماہ بیمار رہی اور لوگ بہتان لگانے والوں کی بات کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے رہے۔ مجھے یہ بات کھٹکتی تھی کہ میری تکلیف کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس شفقت کا اظہار نہیں ہوتا تھا جو کہ تکلیف کے دنوں میں مجھ پر فرمایا کرتے تھے۔ صرف یوں ہوتا کہ آپ میرے پاس تشریف لاتے۔ سلام فرماتے اور پوچھتے کیا حال ہے؟ پھر تشریف لے جاتے مجھے کسی شے کا علم نہ ہو سکا۔ میں شفایاب ہونے کے بعد کمزوری محسوس کرتی تھی۔ ایک دفعہ میں ام مسطح کی معیت میں مناضع کی طرف نکلی جو کہ حوائج ضروریہ کی جگہ تھی ہم رات کے وقت ہی ادھر نکلتی تھیں۔ اور یہ گھروں کے قریب بیت الخلاء بنانے سے پہلے کی بات ہے۔ پس میں اور ام مسطح بنت رہم چلیں۔ وہ اپنی چادر میں الجھ کر گر گئی۔ اس نے کہا مسطح ہلاک ہو جائے۔ میں نے کہا تو نے بری بات کہی ہے کیا تو ایسے شخص کو کوستی ہے جو کہ غزوہ بدر میں شامل ہوا؟ وہ بولی کیا آپ نے نہیں سنا کہ اس نے کیا کہا۔ اس نے مجھے بہتان لگانے کی بات سے باخبر

Marfat.com

کیا۔ میں پہلے سے بھی زیادہ بیمار ہوگئی۔

جب میں گھر پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ سلام کے بعد فرمایا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی مجھے والدین کے ہاں جانے کی اجازت ہے؟ فرماتی ہیں کہ میرا ارادہ تھا کہ میں والدین سے اس خبر کی تحقیق کروں۔ چنانچہ سرکار علیہ السلام نے مجھے اجازت عطا فرمادی۔ میں اپنے والدین کے پاس آئی۔ میں نے والدہ سے کہا کہ لوگ کیا باتیں کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: بیٹی! اپنے آپ پر آسانی کر۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کسی کے گھر میں خوبصورت بیوی ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں تو وہ اس کے متعلق اکثر ایسی باتیں کرتی ہیں۔ میں نے تعجب سے سبحان اللہ کہا۔ یہ باتیں تو عام لوگ کر رہے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ میں نے وہ ساری رات روتے گزاری۔ صبح ہوگئی۔ آنسو نہیں تھمتے تھے۔ نہ ہی نیند آتی تھی۔

پھر صبح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو اپنے اہل خانہ کو جدا کرنے کا مشورہ لینے کے لئے بلایا جبکہ وحی میں بھی تاخیر ہوگئی۔ اسامہ نے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنی محبت کی بنا پر جو جانتے تھے اس کا مشورہ دیا۔ اور عرض کی: آپ کی اہل خانہ کے متعلق۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے ہمیں خیر کے سوا کچھ بھی معلوم نہیں۔ البتہ علی بن ابی طالب نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ پر تنگی نہیں فرمائی اس کے سوا خواتین بہت ہیں۔ آپ لونڈی سے پوچھ لیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ کو بلایا اور فرمایا: کیا تیری نسبت میں کوئی شک کی بات ہے؟ بریرہ نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے اس سے کوئی بات نہیں دیکھی جس سے چشم پوشی کروں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ بچی ہے گوندھا ہوا آٹا پڑا ہوتا ہے اور وہ سو جاتی ہے اور بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور اس روز آپ نے عبداللہ ابن ابی بن سلول

Marfat.com

سے عذر طلب فرمایا۔ اور فرمایا مجھے اس شخص سے کون معذور رکھے گا جس نے مجھے میرے اہل خانہ کے بارے اذیت پہنچائی؟ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے میرے علم میں اپنے اہل خانہ کے متعلق خیر کے سوا کچھ نہیں۔ پس سعد بن معاذ کھڑے ہو گئے۔ اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! واللہ میں آپ کو اس سے معذور رکھتا ہوں۔ اگر وہ شخص اوس سے ہے تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے۔ اور اگر ہمارے خزرجی بھائیوں میں سے ہے تو آپ حکم فرمائیں ہم تعمیل کریں گے۔ پس خزرج کا سردار سعد بن عبادہ کھڑا ہوا۔ ازیں پیشتر وہ ایک صالح شخص تھا لیکن اسے نسبی عصبیت نے ابھارا۔ کہنے لگا اللہ کی قسم تو اسے قتل نہیں کرے گا۔ اور تو ایسا نہیں کر سکتا۔ پس اسیّد بن حضیر کھڑے ہو گئے اور کہا: تو نے واللہ جھوٹ کہا۔ ہم اسے ضرور ضرور قتل کر دیں گے۔ تو منافق اور منافقوں کی طرف سے جھگڑ رہا ہے پس اوس اور خزرج دونوں قبیلے چمک اٹھے حتیٰ کہ لڑنے کے لئے تیار ہو گئے جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کھڑے تھے۔ آپ نے اتر کر انہیں خاموش کرایا یہاں تک کہ وہ بھی اور آپ بھی خاموش ہو گئے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اس دن روتی رہی۔ نیند بھی غائب۔ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے اور دو راتیں اور ایک دن روتے گزر گیا۔ مجھے گمان ہوا کہ رونے سے میرا جگر پھٹ جائے گا۔ وہ میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی کہ انصار کی ایک عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے اسے اجازت دے دی۔ وہ بھی میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ تشریف فرما ہوئے اور جب سے میرے متعلق بہتان طرازی کی گئی آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا اور میرے بارے میں آپ پر وحی کا نزول نہ ہوا۔ فرماتی ہیں کہ آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا: مجھے تیرے متعلق ایسی ایسی بات پہنچی ہے تو بے گناہ ہے تو اللہ تعالیٰ تیری بے گناہی بیان فرما دے گا۔ اور اگر.........تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ اور اس کے حضور توبہ کر۔ کیونکہ بندہ جب اپنی خطا کا اعتراف کرے پھر توبہ کرے تو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی گفتگو پوری فرمالی تو میرے آنسو تھم گئے۔ ایک قطرہ تک محسوس نہیں ہوتا تھا۔ اور میں نے اپنے والد بزرگوار سے کہا کہ آپ میری طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیں۔ کہنے لگے اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کیا عرض کروں۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جواب عرض کریں۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم میں نہیں جانتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا عرض کروں۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نوعمر لڑکی تھی ابھی زیادہ قرآن کریم بھی نہیں پڑھا تھا میں نے کہا: واللہ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے لوگوں کی باتیں سنی ہیں جو کہ دلوں میں پکی ہوگئی ہیں اور سچی معلوم ہوتی ہیں۔ اگر میں آپ سے کہتی ہوں کہ میں بے گناہ ہوں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں تو میری تصدیق نہیں کی جائے گی اور اگر اس امر کا اعتراف کرتی ہوں اور خدا جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں تو تصدیق کی جائے گی واللہ میں اپنے اور آپ حضرات کے لئے صرف وہی مثال پاتی ہوں جو کہ حضور یوسف علیہ السلام کے والد بزرگوار نے فرمائی **فصبر جمیل واللہ المستعان علی ماتصفون** (سورۃ یوسف) صبر جمیل اختیار کرتا ہوں اور تمہارے بیان پر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں۔

پھر میں اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اور مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ میری بے گناہی بیان فرمائے گا لیکن مجھے یہ گمان نہ تھا کہ میرے بارے میں وحی نازل ہوگی۔ اور میں اپنے آپ میں اس سے حقیر تھی کہ قرآن کریم میرے معاملے میں کلام فرمائے۔ البتہ مجھے یہ امید تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بے گناہی کا خواب دیکھیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی قسم ابھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہیں تشریف فرما تھے اور گھر والوں میں سے ابھی کوئی بھی باہر نکلنے نہ پایا تھا کہ آپ پر وحی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ جس میں سردی کے موسم میں بھی پسینے کے قطرے موتیوں کی صورت میں ڈھلکنے لگتے۔ جب وحی کی حالت منکشف

Marfat.com

ہوئی آپ مسکرا رہے تھے اور پہلی بات جو آپ نے فرمائی وہ یہ تھی: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ کی حمد کر۔ بیشک اس نے تیری بے گناہی کا اعلان فرما دیا۔ میری والدہ نے کہا: اٹھو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ میں نے کہا: واللہ میں نہیں اٹھوں گی۔ میں صرف اللہ تعالیٰ کی حمد کرتی ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان الذین جاء وابا لافلك عصبته منكم الخ (سورۃ النور) کی چند آیات نازل فرمائیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے میری برأت میں یہ آیات نازل فرمائیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا جو کہ مسطح بن اثاثہ کے نان نفقہ کے اخراجات اس کی قرابت کی وجہ سے برداشت کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی قسم میں مسطح پر اس کے بعد کہ اس نے عائشہ کے بارے میں غیر شائستہ بات کہی کبھی کوئی چیز خرچ نہیں کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ولا یاتل اولو الفضل منكم والسعة ان يؤتوا اولى القربىٰ والمساكين والمهاجرين فى سبيل الله وليعفوا وليصفحوا الا تحبون ان يغفر الله لكم والله غفور رحيم (سورۃ النور آیت ۲۲) یعنی تم میں سے برگزیدہ اور خوشحال لوگ قسم نہ اٹھائیں کہ وہ رشتہ داروں، مسکینوں اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہ دیں گے۔ چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تمہیں پسند نہیں کہ اللہ تمہیں بخش دے۔ اور اللہ غفور رحیم ہے۔

اگر کہا جائے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت اللہ تعالیٰ کی کتاب سے معلوم ہو گئی تو دوبارہ اس کی خبر دینے کا کیا فائدہ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم صرف آپ کی اس تہمت سے برأت میں نازل ہوا جو آپ پر لگائی گئی جبکہ برے نفسوں کا اس طرف جھانکنا باقی رہ گیا کہ آپ کے متعلق جو ناپسندیدہ بات کی گئی اس کا کچھ موجب تو ہو گا یا جس چیز کی تہمت لگائی گئی اس کا کوئی سبب ہو گا تو یہ دوسرا وقوع ہو گا جو کہ اس سے قریب ہے جس سے آپ کی برأت فرمائی گئی اور علماء نے اسباب نکاح میں اختلاف کیا ہے۔ کیا یہ نکاح کی طرح ہیں یا نہیں؟ تو یہ دو قول ہیں۔ جس نے کہا کہ نکاح کی طرح ہیں۔ تو یہ دوسری تہمت ہو گی۔ تو

Marfat.com

امت میں پھیلنے والی یہ ایسی ہلاکت ہے جس سے خلاصی نہیں۔ اور علماء نے فرمایا کہ جس نے حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کو کسی بھی ایسی چیز کی تہمت لگائی جس سے اللہ تعالیٰ نے بری فرمایا تو وہ کافر ہے جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔ اور جس نے کہا کہ وہ نکاح کی طرح نہیں تو یہ ایک عار ہے جو کہ آپ کو لاحق ہوتی ہے اور آپ کو عار کا لاحق ہونا اس عزت کی ہتک ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے بیت صداقت اور بیت نبوت کو عطا فرمائی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: سات اشخاص پر میں لعنت بھیجتا ہوں اور ہر نبی کی دعا مقبول ہے۔ اور ان میں آپ نے اسے شمار فرمایا جو کہ میرے گھر کی عزت کی ہتک کرتا ہے اور یہ دین میں بہت بڑی خرابی ہے۔ تو یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے کو بری قرار دینا گرچہ اس سے ظاہر یہی ہے کہ آپ نے یہ کام اپنے لئے کیا لیکن یہ صرف دین ہے اور ایمان والوں کی برأت ہے جیسا کہ حدیث حدیبیہ میں حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا جبکہ صحابہ کرام کو بیت اللہ شریف سے روک دیا گیا جبکہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے تو انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ قربانیاں ذبح کر دیں اور حلق کرائیں۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے کہ مزاج مبارک متغیر ہے۔ عرض کی: کیا بات ہے؟ فرمایا: میں نے انہیں حکم دیا تھا لیکن انہوں نے تعمیل نہیں کی۔ وہ عرض کرنے لگیں: آقا! انہوں نے آپ کی نافرمانی نہیں کی۔ وہ تو آپ کے پیروکار ہیں کیونکہ وہ آپ کے فعل کی ابتداء کرتے ہیں۔ آپ یہ کام پہلے خود کریں تو آپ کی پیروی کریں گے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیمہ سے باہر تشریف لائے اور جس چیز کا انہیں حکم دیا تھا وہ خود عمل میں لائے پس سب نے اسی طرح کیا۔ اور ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی کلام ایمان والوں کے لئے رحمت اور ان پر لطف وکرم تھا۔ کیونکہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اقدس میں واقع ہونے والا تغیر زائل کر دیا جس کی وجہ سے سخت نقصان کا خطرہ تھا۔ اسی طرح یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے۔

Marfat.com

اور اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ ایک شخص کو اپنے آپ سے عار دور کرنے کی اجازت ہے جبکہ اسے قدرت ہو اور ظاہری صورت حال اس کی تصدیق بھی کرتی ہو۔ ورنہ صبر ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑانا کہ اپنے فضل سے اس مصیبت کو دور فرما دے اور ایمان والوں کی اخوت کے حق کی اسی طرح رعایت کرنا چاہیے۔

حکایت

امام اعمش رضی اللہ عنہ سے اسی کے قریب حکایت بیان کی گئی ہے آپ راستے میں جا رہے تھے کہ آپ کا ایک بھینگا شاگرد ملا۔ شاگرد آپ کے ساتھ چلنے لگا۔ امام اعمش نے فرمایا: بیٹے! اکیلے چلو۔ اس نے پوچھا: کس لئے؟ فرمایا: شیخ کی نظر کمزور ہے اور شاگرد بھینگا ہے۔ پس لوگ ہماری غیبت کریں گے۔ شاگرد نے عرض کی: ہمیں اجر ملے گا اور وہ گنہگار ہوں گے۔ شیخ نے فرمایا ہم بھی بچ جائیں اور وہ بھی بچ جائیں یہ اس سے بہتر ہے کہ ہمیں اجر ملے اور وہ گنہگار ہوں۔

اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد نکلی یہ بعد میں ذکر کی جانے والی صورتحال کی تمہید ہے۔ اور یہ کلام فصیح ہے جب ایک شخص کو کسی شے کے ذکر کی ضرورت پیش آئے تو وہ اپنی کلام کے آغاز میں ایسی کلام لاتا ہے جو کہ اس چیز کے بیان کی تمہید ہوتی ہے جسے وہ بیان کرنا چاہتا ہے۔ اور حجاب کی دو قسمیں ہیں۔ ۱) آنکھوں کا ذات تک پہنچنے سے پردہ۔ ۲) ذات کا پردہ جو کہ اس سے جدا اور علیحدہ ہو۔ پہلی صورت میں اجنبیوں کے لئے مباشرت جائز نہیں کیونکہ اس تک پہنچنا عورت تک پہنچنا ہے۔ جبکہ کہ دوسرا علیحدہ ہے۔ اجنبی کے لئے اس کی مباشرت ضرورت کے وقت جائز ہے جبکہ اجنبی میں اہلیت اور خدمت کرنے کا سلیقہ ہو۔ جیسا کہ اس کجاوے کو اٹھانے والوں میں اہلیت تھی جیسا کہ بعد میں ذکر ہوگا۔

اور آپ کا فرمانا کہ میں کجاوے میں اٹھائی جاتی اور اسی میں اتاری جاتی اس میں کئی

Marfat.com

وجوہات ہیں۔ ۱۔ جو چیز دنیا اور اس کی آرائش کے لئے ہو اور دین کے معاملہ میں مددگار ہو تو وہ دنیا نہیں آخرت کے لئے ہے کیونکہ کجاوہ عرب میں فخر و مباہات کے لئے ہوتا ہے جب شارع علیہ السلام تشریف لائے اور آپ نے اس میں دین کی مصلحت دیکھی تو اسے اس پردے کے لئے استعمال فرمایا جو کہ اس میں پایا جاتا ہے جبکہ اس کے غیر میں ایسا پردہ نہیں ہے۔ ۲۔ چارپائے پر زیادہ بوجھ ڈالنے کا جائز ہونا جبکہ اس میں اس کی طاقت ہو۔ کیونکہ کجاوہ وزنی ہے جیسا کہ معلوم ہے لیکن چارپایہ اس کی طاقت رکھتا ہے۔ تو شارع علیہ السلام نے منع نہیں فرمایا۔

ابو طالب مکی کہتے ہیں کہ نئی چیزوں میں سے یہ کجاوے اور شامیانے ہیں جن کی وجہ سے ناز نعمت اور آسائش کے ساتھ اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی گئی ہے۔ لوگ تو صرف سواریاں اور بار کش جانوروں پر نکلتے۔ دھوپ میں جل جاتے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مشقت اٹھاتے۔ انکے رنگ بدل جاتے ان کا کھانا اور سونا کم ہو جاتا۔ اور اونٹوں کی آسائش زیادہ ہوتی اور ان پر مشقت اور بوجھ کم ہوتا۔ اس سے انہیں ثواب زیادہ ہوتا ان کے حج میں پاکیزگی زیادہ ہوتی۔ اونٹوں کی سلامتی زیادہ ہوتی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے زیادہ موافق ہوتا۔ اب انہوں نے بدعت داخل کر کے یہ سب کچھ نکال پھینکا۔ اب سایہ دار شامیانوں کے ساتھ اونٹوں پر اس قدر وزن رکھ کر نکلتے ہیں جسے وہ برداشت نہیں کر سکتے جو کہ ان کے ہلاک ہونے کا موجب ہوتا ہے اور یہ اس میں شریک ہیں۔ انتہی

اور آپ کا فرمانا کہ ایک شب کوچ کا اعلان کیا گیا تو جب کوچ کا اعلان ہوا میں اٹھی۔ آپ نے یہ صرف اس لئے فرمایا تا کہ وہ عذر بیان ہو سکے جس کی وجہ سے کجاوے سے پیچھے رہ گئیں اور اسے اٹھا لیا گیا۔ اور اس میں دلیل ہے کہ امام۔ یا سالار لشکر یا جس کے ساتھ رفقاء سفر ہوں اسے چاہیے کہ کوچ کے وقت اپنے ساتھیوں کو خبردار کرے اور انہیں اس کا اعلان کرے۔ پھر قدرے ان کی انتظار کرے کہ وہ اپنی حوائج ضروریہ اور دیگر ضروریات

Marfat.com

سے فارغ ہولیں۔ اور انہیں اس کی انتظار کا علم ہو۔ کیونکہ جس انتظار کا انہیں علم ہی نہیں اس سے انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور پہلے اذن کے علاوہ کوچ کے وقت کی کوئی علامت ہو۔ کیونکہ ام المومنین رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ کوچ کا اعلان سن کر وہ اپنی حوائج ضروریہ کے لئے اٹھیں۔ اگر ان کے معمول کا انہیں پتہ ہوتا کہ یہ اذن عین کوچ کے لئے ہے تو اس وقت نہ نکلتیں۔

اور آپ کا یہ فرمانا کہ میں چلتی ہوئی لشکر سے گزر گئی اس میں اس امر پر دلیل ہے کہ احوال کا اختلاف احکام کے بدلنے کا سبب ہے یا تو سعادت کی وجہ سے یا بدبختی کی وجہ سے۔ کیونکہ آپ بتا رہی ہیں کہ وہ ایک ہی حالت پر تھیں۔ اور ان سے یہی عادت معروف تھی۔ تو جب وہاں موجود عذر کی وجہ سے آپ معہود حالت سے خالی رہ گئیں اسے آپ نے پہلے بھی ظاہر فرمادیا اور پریشان کن واقعہ پیش آنے کے بعد بھی ظاہر فرمادیا۔ لیکن حالت کا بدلنا تین مرتبوں پر ہے۔ پہلا مرتبہ انسان کا اپنے آپ کو معہود حالت سے خود بدلنا۔ دوسرا مرتبہ اس کے ساتھ لوگوں کے حال کا بدلنا۔ تیسرا مرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری عادت کو بدلنا۔

رہا پہلا مرتبہ تو وہ کسی سبب کی وجہ سے ہے جو یا تو اس کے فعل کے ساتھ واقع ہوا یا کسی گناہ کے واقع ہونے کی وجہ سے واقع ہوا۔ تو جس کی افعال عبادت کے متعلق ہمیشہ کی ایک عادت ہو پھر وہ اس پر قادر نہ رہے اور عاجز ہو جائے تو اسے ضرورت ہے کہ اپنے افعال کی طرف دھیان کرے اور انہیں میزان علم کے مطابق دیکھے۔ اگر اس میں کوئی خلل پائے تو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دے۔ توبہ کرے اور معافی مانگے۔ اور اگر کچھ نہ پائے تو اپنے آپ کو متہم قرار دے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ اسے اس کے مخفی امر کی اطلاع بخشے اور اس سے مدد چاہے اور معافی مانگے کیونکہ لازم ہے کہ از یں پیشتر اس سے کوئی مخالفت رونما ہوئی ہے جس کی وجہ سے اسے یہ سزا ملی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (سورۃ الرعد آیت ۱۱) یعنی بیشک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت

Marfat.com

نہیں بدلتا جب تک وہ خود نہ بدل جائیں۔ اسی لئے صوفیہ کے بعض افاضل نے فرمایا کہ میں اپنے حال کے متغیر ہونے کو پہچان لیتا ہوں حتیٰ کہ اپنے گدھے کی عادت میں کیونکہ وہ اپنے نفس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ پس اپنے افعال میں غور وفکر کرتے ہیں کہ ان میں خلل کیسے آیا حتیٰ کہ ان کی نگہبانی یہاں تک سخت ہوتی کہ ان میں سے بعض اپنی عمر میں مفلس ہو گئے تو سوچا کہ یہ ایک گناہ کی شامت ہے جو کہ مجھ سے بیس سال پہلے صادر ہوا کہ میں نے ایک شخص کو کہا تھا: اے مفلس! تو نگہبانی کی شدت کی وجہ سے پہچان لیا کہ نحوست کہاں سے آئی گرچہ زمانہ طویل ہو چکا تھا۔

رہا دوسرا مرتبہ تو یہ وہ خلل ہے جو کہ تیرے اور تیرے دوست کے درمیان واقع ہوا جس کے ساتھ تیرا معاملہ چلتا رہا تھا تو جس کے لئے یہ خلل واقع ہوا اس کا فرض ہے کہ وہ میزان علم کے ساتھ اپنے متعلق غور کرے کہ کیا اس سے کوئی ایسا کام سرزد ہوا جو اس خلل کا موجب ہوا اگر اسے کوئی چیز مل جائے تو اپنے ساتھی کے سامنے اپنی غلطی اور کوتاہی کا اعتراف کرے اور اپنے فعل سے معافی مانگے۔ اور اگر کچھ نہ پائے تو اس کے متعلق اس سے پوچھے جسکی بابت اسے ظاہر ہوا کہ یہ خلل اس کی طرف سے ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اسے اس کی خبر دینے والے کے پاس کوئی عذر ہو تو معذرت کر لے یا غلطی ہو تو اعتراف کر لے۔ وغیر ذالک۔ کیونکہ متعارف حال کا بدلنا کسی سبب کے بغیر رونما نہیں ہوتا اور غور کرنے اور اس کے بعد پوچھنے سے اس کا پتہ چل جاتا ہے۔

رہا تیسرا مرتبہ تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری عادت کا بدلنا ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ عادت کو قطع کرنا عزت کا سبب ہوتا ہے جیسے کہ اس عادت کا بدلنا جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے رونما ہوا کیونکہ عادت کا بدلنا آپ کی کرامت اور آپ کی شان میں نزول قرآن کریم اور رفعت مرتبہ کا باعث ہوا۔ دوسری قسم غضب اور دوری پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر اظہار غضب فرمائے تو انہیں موسم گرما میں بارش دیتا ہے اور موسم سرما میں خشک سالی میں مبتلا کرتا

Marfat.com

ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتادیا کہ ان پر غضب کی وجہ سے ان پر دستور کو بدل دیتا ہے۔ تو جب ایسی مصیبت نازل ہو تو اس کا علاج توبہ۔ گناہ کو من کل الوجوہ ترک کرنے اور معافی مانگنے کے سوا کچھ نہیں۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کثرت استغفار کے ساتھ استسقاء کو اپنی سنت قرار دیا ہے۔

اور آپ کا فرمانا فلما قضیت شانی اقبلت الی الرحل فلمست صدری جب میں نے اپنا کام پورا کیا تو کجاوے کی طرف لوٹی ٹٹولا تو ہار گم پایا۔ اس میں کئی وجوہ سے گفتگو ہے۔ ایک تو زبان کو طبعی طور پر مکروہ چیزوں کے ذکر سے محفوظ رکھنا۔ کیونکہ آپ نے قضائے حاجت کو قضیت شانی کے کنائے سے بیان فرمایا اور عرب لوگ اس مقصد کے لئے اشارے کنارے سے بات کرتے ہیں اسی لیے انہوں نے قضائے حاجت کو غائط کا نام دے دیا۔ کیونکہ ان کے نزدیک غائط نشیبی زمین کو کہتے ہیں جہاں وہ پردے کے پورے اہتمام کے لئے قضائے حاجت کرتے ہیں۔ تو انہوں نے مکروھات طبعیہ کے ذکر سے بچنے کے لئے اس کو اس جگہ کا نام دے دیا جیسے اس چیز کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی عادت یوں ہی ہے جسے اس نے آلِ ابوبکر کی زبانوں پر انہیں غیر موزوں گفتگو سے پاک رکھنے کے لئے جاری فرمایا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ میں نے مصر کی تعریف میں بڑا مشہور قصیدہ لکھا جس کا مطلع یہ ہے۔

میں نے ہر شہر میں غور وفکر کی دولت خرچ کی اور شرق وغرب کے بارے میں بہت کچھ تحریر کیا۔ لیکن خدا جانتا ہے مصر سے کوئی شہر نہیں اور نہ ہی روم اور عرب وعجم میں اس جیسا کوئی مقام ہے۔ ایک شعر یہ ہے:

وفیھا لاھل الدین خیر مدارس

وفیھا لاھل الفسق منتزہ الصب

جب استاذ محترم محمد زین العابدین البکری (اللہ تعالیٰ ہمیں انکی برکات کا فیض عطا فرمائے) نے قصیدہ دیکھا تو اس کی تعریف کے بعد فرمایا اسے فسق کے لفظ سے پاک

Marfat.com

کردواور یوں لکھو فیھا لاھل البسط۔اوراسی طرح عربوں کے اخلاق کرم، بہادری، غیرت، فصاحت، حسن، سفروں کے لئے قوت اور کھلی فضا کی محبت ان کی شعار اور نشان ہیں۔اوران میں شہریوں جیسی کمزوری، بزدلی، خست اور ردی معمولات میں سے کوئی شے نہیں پائی جاتی باوجودیکہ عرصہ دراز اور سالہا سال سے شہران کے مدفن سے ہیں۔مگر جوہر کو مٹی میں رہنے کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا گرچہ عرصہ دراز گزر جائے۔اوران کی ذات کا جوہر حضرت ابوبکر سے لیکراب تک قطعاً متغیر نہیں ہوا۔اور ہم نے استاذ محترم کی شان میں ایک قصیدہ لکھا ہے:

لاعز یاعز الاجوب مھمتہ
والعز فی البید بین الریم والرتم
مواطن البید ماضی الحد حاکمھا
عکس الحواضر فیھا الباز کالرخم

دوسری وجہ مال کا تجس ہے کیونکہ آپ بتارہی ہیں کہ واپسی کے وقت اپنا ہار گم کر بیٹھی۔

تیسری وجہ۔دوران سفر عورتوں کا زیور پہننا۔لیکن یہ اس شرط پر ہے کہ زیور کی آواز سنائی نہ دے کیونکہ آپ نے بتایا کہ دوران سفر آپ نے ہار پہنا ہوا تھا اور حرکت کرنے پر ہار کی آواز سنائی نہیں دیتی۔

اور آپ کا فرمانا کہ میرا جزع اظفار کا ہار ٹوٹ گیا۔ہار کی صفت کا ذکر فائدہ دیتا ہے کہ وہ بیش قیمت نہ تھا جبکہ شاعر علیہ السلام نے مال کو ضائع کرنے سے روکا ہے تھوڑا یا زیادہ۔ پس آپ شاعر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی وجہ اس کی تلاش کے لئے واپس لوٹ گئیں اور اس میں ایک فائدہ اور بھی ہے اور وہ یہ کہ حضرات دنیا میں بے غرضی اور زہد کے انداز میں زندگی بسر کرتے تھے کہ سونے اور چاندی کا زیور نہیں پہنتے تھے۔آپ کا فرمانا کہ کجاوہ اٹھانے والے آئے پس انہوں نے میرا کجاوہ اٹھایا اس میں کئی وجوہ ہیں۔پہلی وجہ آپ کا

Marfat.com

کجاوہ اٹھانے کے ذمہ دار حضرات کو ان کی طرف منسوب غفلت اور ڈیوٹی میں کوتاہی سے بری الزمہ قرار دینا ہے کیونکہ آپ نے فا کو استعمال فرمایا جو کہ تعقیب کے لئے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ جب آتے تو کسی توقف کو اختیار کئے بغیر خدمت میں جلدی کرتے تھے۔ یا یہ ان کی ہمیشہ کی عادت تھی اس میں انہیں کسی نئے اذن کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

دوسری وجہ انہیں کوتاہی سے پاک قرار دینا ہے۔ اور اس کا معنی اس سے قریب ہے جو ابھی پہلے گزر چکا کیونکہ آپ کا ان کی طرف سے خدمت میں جلدی کرنے کی خبر دینا انہیں پاک قرار دینا ہے کہ وہ دربار نبوت کی تعظیم کے لئے جو کچھ واجب تھا وہ اس کی خیر خواہی اور اس کی وفا کا پورا اہتمام کرتے تھے۔ پھر آپ نے وضاحت اور بیان کے لئے اور اضافہ فرمایا تا کہ ان کی طرف معمولی سی غفلت منسوب نہ کی جائے۔ چنانچہ فرماتی ہیں کہ عورتوں کا وزن زیادہ نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی ان کے جسم پر گوشت ہوتا۔ کیونکہ جیسا کہ معلوم ہے کجاوہ وزنی ہوتا ہے اور جب زیادہ وزن میں سے کوئی معمولی سی چیز گھٹا دی جائے اور اٹھانے والی ایک جماعت ہو تو اس کے مخفی ہونے کی وجہ سے بہت کم احساس ہوتا ہے۔ جبکہ آپ نے بتایا ہے کہ آپ کا جسم کمزور تھا پر گوشت نہ تھا جیسا کہ اس وقت کی عورتیں تھیں۔ تو آپ کجاوے کے بوجھ کی نسبت سے ایک تھوڑی سی چیز تھیں۔ تو اس وضاحت کی وجہ سے ان سے کوتاہی کا وہ الزام زائل ہو گیا جس کی ان کے بارے میں توقع ہو سکتی تھی۔

تیسری وجہ آپ کا اس چیز سے بری ہونا ہے جس کا عیب لگایا جا سکتا ہے کیونکہ عورتوں میں لاغری کبھی ان کے حق میں عیب ہوتا ہے تو آپ نے اسے یوں زائل فرما دیا کہ اس دور میں عورتوں کا وزن ہلکا ہوتا تھا۔ وہ بوجھل نہ تھیں اور پر گوشت نہ ہوتی تھیں۔ پس آپ نے بتا دیا کہ آپ کے زمانے کی عورتیں ایسی ہی ہوتی تھیں صرف آپ اکیلی ہی ایسی نہ تھیں۔ تو جب سب عورتیں اسی حالت پر ہوتی تھیں تو آپ کے حق میں یہ عیب نہیں ہو گا عیب جب تھا کہ صرف آپ اکیلی ایسی ہوتیں۔ اور آپ کے اس قول پر بھی اعتراض ہو سکتا ہے کہ وہ بوجھل نہ تھیں اور پر گوشت نہ تھیں اور وہ یوں کہ ان دو لفظوں کے مابین تکرار کا فائدہ کیا ہے

Marfat.com

جبکہ ایک کے ذکر سے دوسرے کے ذکر کی ضرورت نہیں رہتی؟ اوراس کا جواب یہ ہے کہ دونوں لفظوں کا معنی ایک نہیں ہے کیونکہ ہر موٹا وزنی ہوتا ہےاور ہر وزنی موٹا نہیں ہوتا کیونکہ جس نے کھانا خوب کھایا اور موٹا نہین ہوا کہ پیٹ کھانے سے بھر گیا۔اور رگیں خون سے معمور۔اب ثقل تو ہے لیکن موٹا پا نہیں۔نہ یہ کہ خوب کھانے سے سب لوگوں کا گوشت زیادہ ہو جاتا ہےاور موٹے ہو جاتے ہیں۔کبھی ایسا ہوتا ہےاور کبھی نہیں ہوتا البتہ بوجھ لازم۔تو آپ نے خبر دی کہ آپ میں دونوں چیزیں نہ تھیں۔

چوتھی وجہ اپنی طرف سے اور دوسری خواتین کی طرف سے عذر پیش کرنا جن کا آپ نے یوں ذکر فرمایا کہ معمولی سا کھانا کھاتی تھیں تو اس میں اپنا اور ان کا عذر فرمادیا اور یہ کہ جس حالت پر وہ تھیں یہ خلقتانہ تھی اس کی وجہ تو کھانے کی قلت تھی۔

پانچویں وجہ اپنے آپ کا اور اپنے زمانے کی دوسری عورتوں کا تزکیہ بیان کرنا کیونکہ آپ کا فرمانا کہ وہ صرف معمولی سا کھانا کھاتی تھیں ان کے حق میں تزکیہ ہے کیونکہ اس سے ان کا زہد ظاہر ہوتا ہےاور یہ کہ انہیں دنیا کے مقابلے میں دین پسند تھا۔کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی تمام تر ہمت اور توجہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ وابستہ رہنے پر تھی۔بنا بریں وہ طلب دنیا اوراس پر راغب ہونے سے بے توجہ رہتے حتیٰ کہ عورتین اپنے زہد اور قلت اشیاء کی وجہ سے معمولی سا کھاتی تھیں اور اسی پر راضی رہتیں تو جب عورتوں کے خوردونوش کی یہ حالت تھی تو مرد کیا کھاتے ہوں گے کیونکہ وہ بھوک پر عورتوں کے مقابلے میں زیادہ صبر کر سکتے ہیں۔چنانچہ مروی ہے کہ وہ کھجور کا ایک دانہ چوستے اور آپس میں پھیرتے رہتے اوراسی کے بل بوتے پر جہاد کرتے۔

چھٹی وجہ یہ کہ تعریف اور مذمت اس میں ہوتی ہے جو کہ لوگوں کی عادت کے خلاف ہو کیونکہ فقیر ہونا عیب ہے لیکن چونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا فقران کی بے رغبتی اور پرہیزگاری کے حوالے سے تھا اس لئے عیب نہ تھا۔ان میں سے بعض نے فرمایا کہ ہم حلال کے ستر دروازے صرف اس ڈر سے چھوڑ دیتے کہ کہیں حرام میں گر پڑیں۔تو جب ان کا فقر

Marfat.com

اس مقصد کے لئے تھا تو ان کے حق میں تعریف بن گیا اور اسی طرح تابعین۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول اسی طرح ہے کہ اکثر اہل جنت ابلہ ہیں اور ابلہ اس اعتبار سے ہیں جس کا شارع علیہ السلام نے ارادہ فرمایا اور وہ ان کا دنیا سے منقطع ہونا اور طلب آخرت میں اس قدر مصروف ہونا ہے کہ انہیں معلوم ہی نہیں کہ مال کیسے کمایا جاتا ہے۔ رہے مسائل دینیہ تو وہ انہیں ساری کائنات سے زیادہ پہچانتے ہیں۔ یہ اس ابلہ کا حال ہے جس کا شارع علیہ السلام نے ارادہ فرمایا۔ اور اگر آج کوئی شخص کسی انسان کو کہے اے ابلہ جبکہ اس کا وہ ارادہ نہیں جو ان کی اصطلاح میں ہے تو آج کے دن یہ مذمت ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک ابلہ اسے کہتے ہیں جسے اپنے دین اور دنیا کے مسائل کی تمیز نہ ہو۔ اور اسی طرح فقر ہے کیونکہ فقیر ہونا ان کے نزدیک بڑا عیب ہے اور انہوں نے غنی کا نام سعادت مند رکھ دیا ہے گرچہ اس کے قبضے میں جو کچھ ہے وہ حرام اور ناجائز ہو۔ کبھی اس کے قبضے میں جو کچھ ہے اس کے جہنمی ہونے کا سبب ہوتا ہے اور یہ لوگ اسے سعادت مند کہتے ہیں۔ اور مجھے ایک قائل کا قول تعجب میں ڈالتا ہے۔ اے بیٹے بعض آدمی سمجھدار صاحب بصیرت انسان کی شکل میں جانور ہیں۔ اس کے مال میں جو مصیبت وارد ہو اسے سمجھ لیتا ہے لیکن دین کے بارے میں آئے تو اسے شعور تک نہیں ہوتا۔

اور آپ کا فرمانا: میں نوعمر لڑکی تھی۔ آپ نے یہ اس لئے ذکر فرمایا کہ آپ سے جو کچھ سرزد ہوا اس کا عذر ظاہر ہو جائے کہ ہار تلاش کرنے میں مصروف رہیں اور قافلے والوں سے غیر متوجہ حتیٰ کہ وہ کوچ کر گئے۔ تو اس میں آپ کی طرف کوتاہی منسوب ہو سکتی ہے تو آپ نے نوعمری بیان کی تاکہ بیان کریں کہ اس طرز عمل پر آپ کو کس چیز نے ابھارا۔ کیونکہ بچے کو سفروں اور دیگر معاملات کا تجربہ نہیں ہوتا کہ معلوم کر سکے کہ جو صورت حال پیش آئے۔ اور سفر میں جو حالات طاری ہوں ان میں کیا حکمت عملی اپنائی جائے۔

اور آپ کا فرمانا کہ میں نے اپنی اس منزل کا قصد کیا جس میں میں تھی یعنی آپ نے اپنے کجاوے کی جگہ کا قصد فرمایا اور وہاں ٹھہری رہیں۔ اور اس سے گواہی ملتی ہے کہ آپ کو

Marfat.com

امور کی پہچان حاصل تھی۔ کیونکہ اگر آپ اپنے مقام پر نہ بیٹھتیں اور قوم کی تلاش میں چل نکلتیں تو احتمال تھا کہ ان کا راستہ پالیتیں یا اس سے علیحدہ ہو جاتیں۔ اگر علیحدہ ہو جاتیں تو ہلاکت تھی۔ اور رہا آپ کا اپنے مقام پر ٹھہرنا تو اس کے متعلق یقین کیا جا سکتا ہے کہ وہ آپ کی طرف اسی جگہ لوٹیں گے تو جب آپ کے قوم کے پیچھے چلنے میں ضائع ہونے اور انہیں پالینے کا احتمال تھا اور آپ کے اپنی جگہ ٹھہرے رہنے کے متعلق یقین قطعی کہ ملاقات ہو جائے گی تو آپ نے وہ کام کیا جس کا قطعی یقین تھا اور احتمال والے کام کو ترک کر دیا۔

اور آپ کا فرمانا کہ میں بیٹھی تھی کہ نیند کا غلبہ ہوا پس میں سو گئی کیونکہ آپ نو عمر تھیں اور نو عمری میں نیند زیادہ آتی ہے کیونکہ اس وقت رطوبات ہوتی ہیں پس نیند کے غلبہ کی وجہ سے بیٹھ نہ سکیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ کی نیند آپ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامت تھی کیونکہ وہ مقام تو بے چینی کا تھا۔ اور نو عمر جب جنگل میں اکیلا ہو تو گھبرا جاتا ہے۔ خصوصا ابھی جہاد سے واپسی ہوئی اور دشمن بے شمار ہیں تو آپ پر یہ اسباب جمع ہو گئے۔ اور ان میں ہر ایک خوف کا موجب اور سکون سلب کرنے والا ہے۔ تو جب سب جمع ہو گئے تو کیفیت کیا ہو گی؟ پس اللہ تعالیٰ نے آپ پر نیند بھیج دی تا کہ یہ عوارض زائل ہو جائیں اور اس کی مثل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے **اذ یغشیکم النعاس امنۃً منہ** (سورۃ الانفال آیت ۱۱) یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں غنودگی سے ڈھانپ دیا تا کہ اس کی طرف سے باعث تسکین ہو۔

اور آپ کا ارشاد کہ صفوان بن معطل السلمی ...... میری سواری کو آگے سے پکڑ کر چلتا رہا۔ اس میں کئی وجوہ ہیں پہلی یہ کہ سفر میں سنت ہے کہ ایک دیانت دار شخص جو کہ صلاحیت اور نیکی میں معروف ہو قوم کے پیچھے پیچھے چلتا رہے۔ کیونکہ آپ نے بتایا کہ صفوان بن معطل لشکر کے پیچھے تھا اور یہ صفوان با صلاحیت اور نیک تھا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لئے اس کی گواہی دی جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ اور ان کی دیانت اور نیکی معلوم تھی اسی لیے انہیں قوم کے پیچھے چھوڑا گیا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی مقام سے قافلہ

Marfat.com

کوچ کرے تو کبھی اپنی ضرورت کی چیزیں بھول کر چھوڑ جاتے ہیں یا ان کے اموال سے کوئی چیز گر جاتی ہے یا ان سے کوئی کٹ جاتا ہے تو اس کے ضائع ہونے کا کھٹکا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے اتفاق ہوا۔ اور اس شخص کا نام اس لئے ذکر فرمایا تا کہ اپنی برأت بیان کریں۔ اور اس کا ایک سبب یہ ہے کہ اس شخص کی صلاحیت اور دینی وفاداری معلوم ہے۔ رضی اللہ عنہ اور یہ کہ وہ ایسا ہے ہی نہیں جیسا کہ اس کے متعلق کہا گیا ہے اور اس کے آپ کے پاس آنے کی کیفیت کو بیان فرمایا تا کہ وہاں جو خیال گزر سکتا ہے زائل ہو جائے۔

دوسری وجہ یہ کہ عورت کجاوے میں بالکل ایسے ہی ہوتی جیسے کہ وہ اپنے گھر میں ہوتی ہے۔ اور وہاں ستر کا تکلف نہیں ہوتا۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ صفوان نے مجھے حجاب کے حکم سے پہلے دیکھا تھا۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اس نے آپ کو پہچان لیا اور پہچان صرف اس وقت واقع ہوئی جب آپ سے کسی چیز کو ظاہر دیکھا۔ اگر آپ پردے میں ہوتیں تو کچھ نہ دیکھتا۔

تیسری وجہ یہ کہ اجنبی عورت کے ساتھ گفتگو سوائے انتہائی ضرورت کے جبکہ سوائے گفتگو کے چارہ نہ رہے جائز نہیں۔ کیونکہ آپ بتاتی ہیں کہ صفوان نے جب آپ کو پہچان لیا تو آپ کا نام لیکر ندا نہیں دی۔ نہ ہی آپ سے کچھ پوچھا۔ صفوان نے صرف استرجاع کیا کیونکہ سوال تو جواب کو چاہتا ہے پس آپ نے سوال کی بجائے ایسی کلام کی جس کے لئے جواب کی ضرورت نہیں اور یہ آپ کی دینی پختگی کی گواہی ہے۔ اور استرجاع کا معنی انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کہنا ہے۔ نیز لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم کہنا اسی طرح ہے تو جب اس نے آپ کو پہچان لیا تو اپنی سواری سے استرجاع کرتے ہوئے فوراً نیچے اتر آیا تا کہ استرجاع کی آواز سے بیدار ہو جائیں۔ پھر اونٹنی کا بازو پاؤں کے نیچے دبا لیا۔ کیونکہ عربوں کی عادت تھی کہ جب کسی کو سواری پر بٹھانا چاہتے تو اونٹنی کا بازو دبا لیتے تا کہ وہ سوار کے سوار ہونے کے لئے تیار ہو جائے تو گویا مشہور عادت کے مطابق کہہ رہا تھا

Marfat.com

کہ سوار ہو جائیں تو جب آپ اس استرجاع کی وجہ بیدار ہوئیں اور اس کی اس حالت کا مشاہدہ کیا تو سمجھ گئیں کہ وہ ارادہ کرتا ہے کہ اونٹنی پر سوار ہو جائیں۔ تو آپ سوار ہو گئیں۔ چنانچہ صفوان رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور آگے آگے چلنے لگا تا کہ ستر کا اہتمام زیادہ رہے۔ پس آپ کا جسم نہ دیکھ سکے اگر پیچھے چلتا تو آنکھیں نیچے رکھنے کی ضرورت پڑتی اور ام المومنین رضی اللہ عنہا کو بھی نظر پڑنیکی توقع اور کھٹکا رہتا۔ پس صفوان آگے ہو گئے تا کہ جدھر چاہیں دیکھ سکیں۔ اور راستہ بھی نظر آتا رہے۔ اور یہ سب کچھ آپ کی دینی پختگی۔ ادب اور حکمت عملی سے ہے۔ اور آپ میں انہیں خوبیوں کے پائے جانے کی وجہ سے انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیچھے چلنے کے لئے مقرر فرمایا تھا۔

اور آپ کا فرمانا کہ ہم لشکر تک پہنچ گئے جبکہ لوگ دوپہر کے وقت پڑاوڈالے ہوئے تھے۔ یعنی اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ قوم تک پہنچ گئے۔ اور وہاں پہنچنا دوپہر کے وقت تھا جبکہ لشکر پڑاوڈال چکا تھا اور تعریس کہتے ہیں سفر سے رک جانا پڑاوڈالنا۔ رات ہو یا دن۔

اور آپ کا فرمانا پس ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا۔ آپ نے ہلاک ہونے کو مبہم رکھا اور ہلاک ہونے والوں کا نام نہیں لیا کیونکہ یہ بات معلوم ہی تھی اور یہ فرمانا کہ بہتان کا مرکزی کردار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ اور یہ عبداللہ رئیس المنافقین تھا اور وہ بہتان طرازوں کا سرغنہ تھا اور یہ اس لئے ذکر فرمایا کہ اس کا نام بیان کر دیا جائے۔ تا کہ پتہ چل جائے کہ یہ محض جھوٹ ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ جیسا کہ صفوان کا نام ذکر فرمایا۔ کیونکہ ان کا دین ودیانت مشہور ومعلوم۔ اور ان کا خیر پر راسخ ہونا واضح تھا۔ اور یہ سب کچھ اس لئے فرمایا تا کہ آپ کی براءت کا یقین ہو۔ اور اس بارے میں نازل ہونے والی آزمائش سے لوگ بچ جائیں۔

اور یہ فرمانا کہ اصحاب افک کی گفتگو کا ذکر کرتے تھے یعنی بہتان طرازوں کی گفتگو لوگوں میں مشہور ہو گئی اور وہ اپنے درمیان اس کے متعلق باتیں کرتے۔ اور کوئی گمان کرنے

Marfat.com

والا یہ گمان مت کرے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یا ان میں سے کسی ایک نے اس میں کسی قسم کا حصہ لیا ہو یا معاذ اللہ اس کی تصدیق کی ہو۔ ان کی یہ گفتگو تعجب اور انکار کی طرز پر تھی۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص اپنی بیوی سے کہتا کہ کیا تو نے وہ بات سنی جو فلاں خاتون کے بارے میں کہی گئی؟ تو اس کی بیوی کہتی کہ اگر آپ سے میرے بارے میں ایسا کہا جاتا تو کیا آپ تصدیق کرتے؟ وہ کہتا ہرگز نہیں تو وہ کہتی کہ پھر فلاں خاتون کے متعلق یہ کیونکر ممکن ہے؟ اور آپ کا فرمانا کہ میری تکلیف بڑھ گئی...... حتی کہ میں کمزور ہوگئی۔ اس میں کئی وجوہ ہیں پہلی وجہ یہ کہ باطن کے تغیر سے بیماری زیادہ ہو جاتی ہے کیونکہ آپ فرماتی ہیں کہ میری بیماری میں اس وقت اضافہ ہوگیا جبکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ لطف وکرم نہیں دیکھتی تھی جو کہ میں اپنی بیماری کے ایام میں آپ سے دیکھا کرتی تھی۔ اور یریبنی بمعنی یزیدنی ہے۔ یعنی میری بیماری بڑھ گئی۔ پس آپ کے باطن کے تغیر سے بیماری کا درد زیادہ ہوگیا۔ کیونکہ بیماری کی حالت میں آپ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو احسان فرماتے اور جو لطف اور مہربانی فرماتے اس میں کمی آگئی۔ پھر باطن اور ظاہر کی نسبت سے بیماری کی دو قسمیں ہیں۔ حسی بیماری معنوی بیماری، حسی تو وہ ہے جو کہ بدن میں ہوتی ہے۔ اور معنوی سے مراد وہ تغیرات افکار اور غم ہیں جو کہ نفس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ رہی حسی بیماری تو ایسے بیمار کا کام اگر طب سے ناواقف ہے تو طبیب کی طرف جانا آنا ہے اور دواؤں کے بارے میں اس کے حکم کی تعمیل کرنا ہے تو اگر زندگی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور فرما دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جس نے جب بیماری پیدا کی تو دوا بھی پیدا فرمائی ہے۔ اور سب سے شدید بیماری نفس اور شیطان ہے۔ اور ان کی دوا ان کی مخالفت کے بغیر کچھ نہیں۔ جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لوگوں میں سب سے زیادہ طب کا علم رکھتی تھیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا؟ تو فرمایا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اقدس کو مرض کثرت سے تھی اور آپ علاج فرماتے تھے۔ آپ ہر مرض میں مبتلا ہوئے اور آپ نے اس کا علاج فرمایا۔ تو دوا کرنا سنت ہے مگر یہ کہ اپنے پروردگار پر

Marfat.com

توکل اور بھروسہ کرتے ہوئے چھوڑ دے۔ تو یہ زیادہ بہتر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے ۷۰ ہزار افراد جنت میں حساب کے بغیر جائیں گے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو کہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں نہ بدفالی لیتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔ تو جو اس پر قادر ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ اور جو اس پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے سنت میں وسعت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ترک فرمایا اور دوا لینے اور علاج کرنے کی طرف رجوع فرمایا کیونکہ آپ شریعت جاری فرمانے والے ہیں۔ پھر جب علاج کرائے تو اس عقیدے سے بچے کہ اس سے اسے شفا ہو گی بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی امید کرے اور اسی پر بھروسہ کرے۔ اور اسباب کو سنت کی تعمیل اور حکمت کے اظہار کے لئے اپنائے یہ تو ہے مرض حسی کا حکم۔

مرض معنوی کی دو قسمیں

رہی مرض معنوی تو اس کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم نفاق ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا" (البقرہ آیت ۱۰) ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری بڑھا دی۔ اور اس بیماری کا علاج سوائے اسلام میں داخل ہونے اور اللہ تعالیٰ کے وعدے وعید کی تصدیق کرنے کے اور کچھ نہیں۔

اور دوسری بیماری ایمان والوں میں ہے اور یہ وہ وسوسے ہیں جو ان کے باطن میں کھٹکتے ہیں اور عبادات میں کاہلی ہے۔ اور اس کا علاج مجاہدات میں داخل ہونے اور باطن میں واقع ہونے والے وساوس پر ٹھہرنے کو ترک کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے: ایسا کس نے بنایا؟ فلاں کو کس نے پیدا کیا؟ حتیٰ کہ کہتا ہے کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ تو جب ایسا وسوسہ ڈالے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے یعنی "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" کہے۔ اور اس کی نیت یہ ہے کہ اسے شیطان کی طرف سے جانے اور اس پر لعنت بھیجے۔ کیونکہ آدمی اس بات کا مامور نہیں کہ ایسے امور میں سے کچھ بھی اسے نہ کھٹکے اسے اس

Marfat.com

بات کا حکم ہے کہ ایسے وساوس کو دور کرے۔اور جب یہ زیادہ ہو اور اسے دور کرنے پر قادر نہ ہو تو اس وقت مجاہدات اور مختلف قسم کی عبادات اور ان میں انتہائی انہماک کو کام میں لائے کیونکہ ظاہری تکلیف باطنی وساوس کو دور کرتی ہے۔اور یہ معنوی بیماری کا حکم ہے۔

حکایت

اور میرے بچپنے کے ابتداء میں ایسا اتفاق ہوا کہ مجھے ایک شیطانی بیماری ایسی جہت سے در پیش ہوئی جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔جس کی وجہ سے ایک مدت تک درماندہ رہا۔اور زندہ اور واصل بحق اولیاء کے حضور حاضری دیتا رہا۔اور وسعتوں کے باوجود دنیا مجھ پر تنگ ہوگئی۔ مجھے بعض اولیاء نے شیخ ابراہیم ابو تیجی نامی شخصیت کا پتہ دیا جو کہ مصر میں میروانی حمام پر تنہائی میں رہتے تھے۔ میں وہاں حاضر ہوا۔ان کی خلوت کا دروازہ بند پایا۔کافی دیر ٹھہرنے کے بعد میں نے دستک دی۔آپ نے دروازہ کھولا اور مجھے اندر آنے کی اجازت عطا فرمائی اور جب میں داخل ہو رہا تھا آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی ''واما ینزغنك من الشیطٰن نزغ فاستعذ باللّٰه انه سمیع علیم ''(سورۃ الاعراف آیت ۲۰۰) اگر (اے مخاطب) تجھے شیطان کی طرف سے ذرا سا وسوسہ پہنچے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ۔ بیشک وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے تو صرف آیت کی تلاوت کی بدولت ہی مجھ میں پائی جانے والی بیماری زائل ہوگئی۔گویا کہ وہ تھی ہی نہیں۔میں نے عرض کی: یا سیّدی ! میں آپ کی خدمت میں اپنی بیماری کے زائل کرنے کی دعا کرانے آیا تھا۔پس اللہ تعالیٰ نے اسے زائل فرما دیا۔تو کہنے لگے سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو اپنے بندوں کو لطف وکرم فرماتا ہے۔چنانچہ میں آپ کی خدمت میں کثرت سے آتا جاتا رہا اور میں نے آپ کی صحبت سے بہت فائدہ حاصل کیا اور آپ سیّدی محمد البکری الکبیر کے خدام میں سے ہیں اور ابن الترجمان رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہے۔

اب ہم ان وجوہ کے بیان کی طرف لوٹتے ہیں جن کا ہماری تقریر کے مطابق حدیث شریف سے استفادہ ہوتا ہے دوسری وجہ آپ کے متعلق عادت کریمہ کا اس وقت بدل جانا

Marfat.com

جب آپ کی شان میں مذکورہ بات کی گئی۔ اور اس میں سد باب کے قول کی دلیل ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل خانہ کے بارے ہر خیر کو جانتے ہیں اس کے باوجود ان کے لئے عادت میں کمی واقع ہوگئی۔ اور سد باب کے لئے ان سے کچھ کنارہ کشی اختیار فرمائی۔ کیونکہ یہ غیرت دین میں سے ہے۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا نہ فرماتے تو اس سے (اغیار) ترک غیرت کی بات کرتے۔ جبکہ غیرت ایمان کا شعبہ ہے۔ تو آپ نے یہ انداز اسی مقصد کے لئے اختیار فرمایا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ بیمار کے بارے سنت یہ ہے کہ اس پر مہربانی کی جائے۔ کیونکہ آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ لطف وکرم نہیں دیکھتی تھی جو میری بیماری کے ایام میں آپ کا معمول تھا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار پر زیادہ شفقت فرمایا کرتے تھے۔ جبکہ اس کے سوا اور حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ بیمار کے لئے اس کی عمر میں وسعت کی بات کی جائے کیونکہ بدن کی بیماری حسی ہے اور نفس طویل زندگی سے راحت پاتا ہے اور عافیت چاہتا ہے تو جب اس کی عمر میں وسعت کی بات کی جائے تو اسے معنوی بیماری سے راحت ملتی ہے کیونکہ اس سلسلے میں اسے جو کچھ کہا جائے گا اس کی وجہ سے بیماری کے غم سے راحت ملے۔ اور کبھی یہ بیماری میں خفت کا سبب بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس سے اس کا باطن بھی متغیر ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمانا کہ میں اور ام مسطح باہر نکلیں...... میری بیماری پہلے سے زیادہ ہوگئی اس میں مسلمان کی امداد اور اس کی تعظیم کی گواہی ہے اور یہ اپنوں بیگانوں سب کے ساتھ لازم ہے۔ کیونکہ ام مسطح نے جب تعس مسطح کہا یعنی مسطح ہلاک ہو جائے تو آپ نے فرمایا تو نے بری بات کہی کیا تو ایسے شخص کو کوستی ہے جس نے بدر میں حاضری دی۔ اور مسطح اس کا بیٹا تھا۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی والدہ کے اس قول کا رد فرمایا جو اس نے اس کے متعلق کہا اور فرمایا کہ تو نے بری بات کہی۔ اور حدیث میں موجودہ لفظ بریہ یا تنزہ اس میں روای کو شک ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان میں کون سا لفظ

Marfat.com

فرمایا۔ اور اس میں حالت پر توجہ کرنے کی دلیل ہے کیونکہ آپ نے مسطح کے عادل ہونے کے بارے میں اپنے پاس موجود صورت حال سے دلیل کی کہ یہ بدر میں حاضر ہوا۔ اور اس کے بارے میں جو کہا گیا اس کا انکار فرمایا یہاں تک کہ آپ کے ہاں وہ بات یقین کے ساتھ ثابت ہوگئی اور اس میں دلیل ہے کہ دین کے داغدار ہونے سے ارباب فضیلت کو انتہائی دکھ ہوتا ہے کیونکہ آپ بتاتی ہیں کہ جب آپ کے بارے میں یہ غیر شائستہ بات کی گئی جو کہ دین کے بارے میں انتہائی عیب ہے تو آپ کو اس قدر غم لاحق ہوا کہ آنکھوں میں نیند تک باقی نہ رہی جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

اور آپ کا فرمانا کہ جب میں اپنے گھر لوٹی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے...... سوکنیں اس کے بارے میں کافی باتیں بناتی ہیں۔ اس میں کئی وجوہ ہیں۔ پہلی وجہ یہ کہ بیوی کو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنے کا حق نہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنے والدین کی زیارت کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اذن طلب کیا جب آپ نے اذن عطا فرمایا تو اس وقت وہاں سے نکلیں۔

دوسری وجہ: اس میں عمل مستحب کے جواز کی دلیل ہے جبکہ اس سے مراد وہ عمل ہو جو کہ دین میں سے اعلیٰ ہو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے اذن طلب کیا والدین کی زیارت کے لئے جو کہ مستحبات میں سے ہے جبکہ مراد یہ تھی کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے اس کی صحیح صورت حال معلوم کی جائے۔

تیسری وجہ: توریہ کا جائز ہونا اور یہ ہے کہ کسی چیز کا اظہار کرنا جبکہ مراد کچھ اور ہو۔ کیونکہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والدین کی زیارت کے لئے اذن مانگا جبکہ ارادہ یہ تھا کہ والدین سے اس خبر کے یقینی ہونے کا پتہ کروں۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی فرمایا کرتے کہ جب کسی سمت غزوہ کے لئے نکلنے کا ارادہ ہوتا تو اشارۃ کسی اور سمت کا ذکر فرماتے۔ سوائے ایک غزوہ (تبوک) کے کیونکہ یہ مقام بہت دور تھا اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ''رازداری'' کے

Marfat.com

ساتھ مدد طلب کیا کرو۔

چوتھی وجہ: جس پر کوئی مصیبت نازل ہو جو کہ سچ اور جھوٹ کا احتمال رکھتی ہے تو اس میں جلد بازی نہ کی جائے۔ تحقیق کی جائے حتی کہ چھان پھٹک کے بعد خبر کا یقینی ہونا ثابت ہو جائے۔ اور اس کی اصل صورت حال سامنے آجائے۔ کیونکہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ام مسطح نے ان کے بارے میں کہی گئی غیر شائستہ بات کی خبر دی تو آپ نے ان کی بات پر اعتماد نہ فرمایا یہاں تک کہ جا کر اپنی والدہ سے خبر کے یقینی ہونے کا پتہ کیا۔ اور معاملہ بالکل اسی طرح پایا جیسے آپ سے کہا گیا تھا۔ اور خبر واحد پر عمل کیا جائے گا مگر صرف دینی معاملات میں۔ رہے حوادث و واقعات تو اس کے بارے میں خبر واحد اس واقعہ کے متعلق تحقیق و تفتیش کا سبب ہے یہاں تک کہ اس میں ضعف یا پختگی کا یقین ہو جائے۔

پانچویں وجہ: جس پر کوئی مصیبت اور حادثہ وارد ہو وہ اس بارے میں اپنے سب سے قریبی اور پسندیدہ شخص کی بات سے دلیل حاصل کرے بشرطیکہ وہ اس واقعہ سے واقف اور امور کے انجام کو سمجھتا ہو کیونکہ جب آپ پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو اس بارے میں اپنے والدین کی طرف متوجہ ہوئیں کیونکہ وہ دونوں سب لوگوں سے آپ کے زیادہ قریبی اور پسندیدہ تھے۔ اور انہیں دین، عقل، معرفت اور امور کے انجام کو جاننے میں ایسی سبقت حاصل ہے کہ ان کا کوئی شریک نہیں۔ اور اسی طرح آل صدیق رضی اللہ عنہ کے ہر شخص کے پاس امور کی ایسی معرفت پائے گا کہ اگر وہ اس کے ساتھ مملکت کی تدبیر کرے تو اس کی بہترین تدبیر کر سکتا ہے۔

چھٹی وجہ: مصیبت کے وقت مصیبت زدہ کو تسلی دینا کیونکہ جب آپ نے اپنی والدہ سے اس سانحے کا شکوہ کیا تو انہوں نے یہ کہہ کر تسلی دی کہ اپنے آپ پر آسانی کر۔ اور بہت عظیم تسلی اس علت کا بیان کرنا ہے جو کہ ایسے دردناک امر کا موجب ہوتی ہے۔ اور وہ بات ہے جسے انہوں نے بیان کیا کہ کسی شخص کے ہاں باوجاہت بیوی ہو جس سے وہ محبت کرے اور اس کی سوکنیں ہوں تو اکثر ایسی باتیں کی جاتی ہیں۔ اور آپ کے لئے اسے قسماً بیان کیا۔

Marfat.com

اور اس کلام میں پائی جانے والی استثناء میں بحث کی ضرورت ہے کہ منفصل ہے یا متصل؟۔ اور اگر متصل ہو تو اس سے کیا مراد ہے اور اگر منفصل ہو تو کیا مراد ہے؟۔ تو اگر منفصل ہو تو ان کا قول الا اکثر ن علیھا سے مراد یہ ہوگی کہ اس زمانے کی بعض عورتیں اکثر ایسی باتیں کرتی ہیں کیونکہ عادت جاری ہے کہ جب کسی خاتون میں ان تینوں میں سے ایک خصلت پائی جائے تو عورتیں اس کے بارے میں کثرت سے باتیں کرتی ہیں تو جب کسی میں مجموعی طور پر تینوں ہی اکٹھی ہو جائیں تو صورتحال کیا ہوگی؟ اور اسے اس توجیہہ پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے اور اس کے ساتھ لگنے والے قرائن سے ظاہر ہے۔ کیونکہ اس کی ضد جو کہ استثنائے متصل ہے محال ہے کیونکہ اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات پر محمول کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ کسی کی غیبت نہیں کرتیں۔ تو ایسے معاملے میں کیسے ملوث ہو سکتی ہیں؟ تو ان سے غیبت کا واقع ہونا محال ہے۔ اور اسی طرح آپ کی والدہ نے اس چیز کا گمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے بارے میں نہیں کیا کیونکہ دین کے معاملے میں ان کی پختگی بھی معلوم ہے تو ان سے یہ گمان کیسے واقع ہو سکتا ہے۔

اور اگر استثناء متصل ہے تو کلام کی تقدیر یوں ہوگی کہ اگر اس کے بارے میں اس کی سوکنوں کی بعض خادمات اکثر ایسی باتیں کرتی ہیں کیونکہ ام عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق یہ محال ہے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کے متعلق ایسی بات کریں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمائی۔ اور ازواج مطہرات کے حق میں بھی محال ہے کہ ایسی بات کریں۔ ان سے ایسی حرکت کیسے صادر ہو سکتی ہے جبکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے منتخب فرمایا ہو۔ اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا لستن کاحد من النساء (الاحزاب آیت ۳۲) تم دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی مانند نہیں ہو۔ پس استثناء کو متصل تسلیم کرنے کے بعد صرف یہی صورت باقی رہ گئی کہ مراد سوکنوں کی خادمات ہوں اور اس کی مثل عربوں کی زبانوں میں بہت ہے۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے حتیٰ اذا استیاس الرسل (یوسف آیت ۱۱۰) حتیٰ کہ جب رسول مایوس ہو گئے اور یہ

Marfat.com

تو معلوم ہے کہ رسل علیہم السلام کبھی مایوس نہیں ہوئے۔ ناامیدی تو ان کے بعض خدام سے واقع ہوئی۔ اس قسم سے یہ قول ہے **فان کنت فی شك مما انزلنا الیك فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلك** (سورۃ یونس آیت ۹۴) اگر تجھے اس میں جو ہم نے تیری طرف اتار کچھ شک ہو تو ان سے دریافت کر جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں۔ اور یہ قطعاً معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے متعلق کبھی شک نہیں کی جو آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل ہوا۔ اس سے مراد بعض پیروکار ہیں اور اسی طرح اس آیت میں ہے جس کے ہم درپے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی خادمات کے لئے شرط نہیں کہ سب کی سب ایمان والیاں ہوں بلکہ ان میں سے ایمان والیاں ہیں اور منافق بھی ہیں اور اس دور میں بہت سے منافق تھے اور وہ چوری چھپے آستان نبوت کی خدمت کے لئے قرب تلاش کرتے تھے۔

اور آپ کا سبحان اللہ فرمانا اس صدمہ کے ثابت ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ کے لئے ہے اور آپ کے الفاظ کو قرآن کریم نے بیان فرمایا **ولو لا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانك ھذا بھتان عظیم** (النور آیت ۱۶) اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ افواہ سنی تم نے کہہ دیا ہوتا کہ ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ اس کے متعلق گفتگو کریں۔ اے اللہ! تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کو صدمہ ثابت ہونے پر اپنے پروردگار کی کتاب کے نزول سے پہلے ہی اس کے موافق گفتگو کی توفیق عطا فرمائی۔

اور آپ کا یہ فرمانا کہ لوگوں نے اس کے متعلق باتیں کیں آپ کی طرف سے تعجب ہے کیونکہ آپ جانتی ہیں کہ اس کا موجب ہے ہی نہیں۔ اور آپ کا فرمانا کہ میں نے یہ رات اس حال میں گزاری کہ میرے آنسو نہیں تھمتے تھے نہ ہی مجھے نیند آتی تھی اس کی دو وجہیں ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ غموں کی وجہ سے بے خوابی اور آنسوؤں کا بہنا امر لازم۔ کیونکہ جب آپ نے سانحہ کی تحقیق کر لی تو آپ کا غم زیادہ اور آنسو بے حد وحساب ہو گئے اور اس کی

Marfat.com

وجہ سے نیند ختم ہوگئی۔ اور دوسری وجہ۔ یہ ہے کہ ارباب فضیلت وخیر کا غم واندوہ صرف آخرت کے حوالے سے ہوتا ہے کیونکہ جب آپ پر یہ صدمہ وارد ہوا تو اس میں آپ کا غم زیادہ ہوگیا۔ کیونکہ آپ کے متعلق اس کی بات کرنا دین میں نقص ہے۔ اور اگر یہ واقعہ دنیا کی جہت سے ہوتا تو آپ اس قدر غمگین نہ ہوتیں کیونکہ دنیا کو تو ان حضرات نے پس پشت ڈال رکھا ہے۔ اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سن رکھا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو اس سے کافر کو پانی کا ایک گھونٹ تک نہ پلایا جاتا۔ اور حضرت مریم کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول اس طرح محمول کیا جائے گا یا لیتنی مت قبل ھٰذا و کنت نسیا منسیا (سورۃ مریم آیت ۲۳) اے کاش میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور بالکل فراموش کردی گئی ہوتی۔ کیونکہ ایک قول کے مطابق آپ صدیقہ ہیں اور ایک قول کے مطابق نبیہ ہیں۔ تو افتراء باندھنے والے کی بات سے کس قدر غمگین ہوں گی۔ آپ کے لئے اس کا اجر ہے جبکہ ان پر اس کا بوجھ ہے۔

اقول وباللہ التوفیق۔ حضرت مریم کے نبی ہونے کا قول مرجوح ہے۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کوئی خاتون نبی نہیں ہوئی چنانچہ اللہ سبحانہ اللہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے'' وما ارسلنا من قبلك الارجالاً نوحی الیھم من اھل القری ''(سورۃ یوسف آیت ۱۰۹) اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے۔ چنانچہ تفسیر نور العرفان میں حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار گجراتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتہ، جن عورت کبھی نبی نہ ہوئے۔ نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے نبوت، قضا، امانت مردوں کے لئے خاص فرمائیں۔ نیز تفسیر خزائن العرفان میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہ فرشتے نہ کسی عورت کو نبی بنایا گیا۔ نیز فرماتے ہیں کہ حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل بادیہ اور عورتوں میں سے کبھی کوئی نبی نہیں کیا گیا۔ نیز علم کلام کی معتمد ومستند منظوم تحریر جو کہ علامہ سراج الدین ابوالحسن علی بن عثمان اوشی کی تحقیق انیق ہے اس میں فرماتے ہیں۔

وما کانت نبیا قط انثی ولا عبدو شخص ذو افتعال

Marfat.com

اوراس کا حاصل معنی نخبة اللالی میں جو کہ اس کی شرح ہے علامہ محمد بن سلیمان الحلبی الریحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا انہ یجب اعتقاد ان الانبیاء علیھم السلام لم یکن احد منھم انثی ولا عبد اولا کذابا ولا ساحرا ولا من ارتکب ذنبا لان ذالک کلہ نقص وھم مبرء ون عن النقائص افضل خلق اللہ اجمعین علیھم افضل الصلوٰۃ والتسلیم ۔کہ یہ اعتقاد واجب ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی بھی عورت غلام۔ کذاب۔ جادوگر اور گناہ کا مرتکب نہیں ہوا کیونکہ یہ سب کے سب نقص ہیں جبکہ انبیاء علیہم السلام نقائص سے بالکل مبرا اور اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ان پر افضل درود اور اکمل سلام ہو۔ نیز اسی شرح یعنی نخبۃ اللالی میں فرمایا ولا من النساء لا نھن ناقصات العقل وقاصرات عن التبلیغ وامور النبوۃ من الخروج الی المحافل والمجامع والتکلم مع کل احد یعنی عورتوں میں سے کوئی نبی نہیں ہوا کیونکہ یہ ناقصات العقل ہیں۔ تبلیغ اور امور نبوت سے قاصر کیونکہ نبی کو محافل اور مجمعوں میں نکلنا پڑتا ہے اور ہر کسی کے ساتھ گفتگو کرنا ہوتی ہے جبکہ عورت ایسا نہیں کرسکتی۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ) اور کہا گیا ہے کہ حضرت مریم نے یہ بات دربار حق سبحانہ وتعالیٰ پر غیرت کے طور پر کہی کہ آپ نے اسے جسم دیا جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا معبود ٹھہرایا گیا تو آپ کہہ رہی ہیں یا لیتنی مت قبل ھذا۔ اے کاش میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور مجھ سے اس کا ظہور نہ ہوتا جس کی من دون اللہ عبادت کی گئی۔ ورنہ آپ کا مقام اس سے بہت ارفع ہے۔ سیّدی ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عارف کے خلاف منکرین کی گفتگو اس حقیر سے کیڑے کی طرح ہے جو کہ پہاڑ پر پھونک مارتا ہے۔اور سیّدی محمد البکری رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں اے نفس! تجھے کیا ہے کہ تو جلن میں ہے کیا حد سے گزرنے والے کی بات کی وجہ سے ہے؟ پناہ بخدا کہ تجھ پر اس شخص کی ردی گفتگو کی طرف توجہ غالب آگئی جو کہ کبھی ہدایت نہیں پاتا۔ ایسا گروہ جو کہ اہل عناد کے سرغنہ ہیں اور اہل فساد انہیں کی پیروی کرتے ہیں۔ اگر وہ کسی رتبہ کی بناء پر تجھ

Marfat.com

سے حسد کرتے ہیں تو اے نفس! تیرا حق ہے کہ تجھ پر حسد کیا جائے۔

اور آپ کا قول کہ جب وحی میں تاخیر ہوئی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو اپنے اہل خانہ کو چھوڑنے کے بارے میں مشورہ کرنے کے لئے بلایا اور اس میں کئی وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ: اس سانحہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جو اتفاق ہوا کہ اس بارے میں امر معلوم نہ ہوا تو یہ آپ کے معجزے اور من جانب اللہ کچھ لائے ہیں اس میں آپ کی سچائی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ تواتر سے ثابت ہے کہ آپ سے خارق عادات اشیاء کا ظہور ہوا اور آپ نے قیامت تک ہونے والے حالات کی خبر دی جبکہ اس سانحہ میں جو کہ آپ کے اہل خانہ کے بارے میں رونما ہوا آپ نے کسی شے کا اظہار نہ فرمایا یہاں تک کہ دوسروں سے مشورہ فرمایا کہ اس بارے میں کیا کریں۔ پس آپ سے اوصاف بشریہ ظاہر ہوئے تو یہ اس امر کی دلالت ہے کہ آپ جو بھی غیب کی خبریں اور معجزات لائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور اگر صورتحال اس کے خلاف ہوتی جیسا کہ کفار اور معاندین کہتے تھے تو آپ بطریق اولی اس سانحہ اور اس کے مشمولات کے علم کا دعویٰ فرماتے۔ جب کہ اصل صورت یہ ہے تو پتہ چلا کہ آپ کی تمام معلومات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطلاع سے ہیں۔ خود بخود نہیں۔

دوسری وجہ مشورے کا جواز: لیکن اس شرط پر کہ جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ اس کا اہل ہو۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واقعہ کے بعد حضرت علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا اور اس مسئلہ میں ان سے مشورہ طلب فرمایا۔ یہ دونوں حضرات اپنی فضیلت کی بناء پر مشورہ کی اہلیت رکھتے تھے اور اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ حوادث میں جوانوں سے مشورہ کرنا سنت ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں سے مشورہ طلب فرمایا جبکہ دونوں جوان تھے اسی لیے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب آپ کو حوادث درپیش ہوتے تو جوانوں کو جمع کر کے ان کے متعلق مشورہ طلب

Marfat.com

فرماتے۔

اورآپ کا یہ قول کہ فاما اسامه فاشار علیه بالذی لیعلم فی نفسه من الود لهم یعنی اسامہ نے اس محبت کے مطابق مشورہ دیا جو کہ انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے معلوم تھی۔ اورآپ کا یہ کہنا کہ اسامہ نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم آپ کے اہل خانہ کے بارے میں ہم خیر کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ اور حضرت اسامہ نے قسم کے ساتھ بات کی کیونکہ آپ سے مشورہ طلب کیا گیا ہے آپ گواہ نہیں ہیں تو اپنے قول پر قسم کھائی۔ اورآپ کا یہ قول کہ حضرت علی نے کہا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر پابندی نہیں رکھی۔ اور اس کے علاوہ خواتین بہت ہیں اور لونڈی سے پوچھ لیں وہ آپ سے سچ کہہ دے گی۔ آپ نے یہ صرف اس لئے کہا کہ کسی شخصیت کی بہتان سے برأت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مسئلہ ظاہر کرنے کے مطابق حکم واقع کرنے کا علم ہو سکے اور چونکہ آپ کے یہ الفاظ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تنگی نہیں فرمائی جدائی واقع کرنے اور باقی رکھنے کا احتمال رکھتے تھے اس لئے آپ نے لونڈی سے پوچھنے کی بات کر کے یہ اشارہ کیا کہ آپ نے باقی رکھنا ہی مراد لیا ہے۔ لیکن از راہ ادب واحترام آپ نے غور کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ بریرہ آپ کی خدمت میں ہر ایسی چیز کا ذکر کرے گی جس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اہل خانہ کے بارے میں خوشی ہوگی کیونکہ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل خانہ میں خیر ہی کا علم رکھتے تھے۔ اس کے سوا آپ کے علم میں کچھ نہیں تھا۔ یہ ہے اس علم کی حقیقت جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخصوص فرمایا یہاں تک کہ آپ نے مذکورہ مسئلہ میں برأت حاصل ہونے کے باوجود غور وفکر کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی چھوڑ دیا۔ تو آپ نے دونوں فائدے ایک ساتھ جمع کر دیئے۔

اورآپ کا یہ قول کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ کو فرمایا کہ تو نے اس میں کوئی شک کی چیز دیکھی ہے؟ اس سے مراد ایسی چیز جو کہ مذکورہ بات کے حوالے ہو۔ تو بریرہ نے

Marfat.com

عموم کے ساتھ جواب دیا اور آپ سے ہر اس نقص کی نفی کر دی جو کہ اس جنس سے ہو جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوال فرما رہے ہیں یا اس کے علاوہ ہو۔ اور عرض کی: بالکل نہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں نے اس سے کوئی ایسا امر نہیں دیکھا جس کا اس پر اعتراض کروں۔ اس کے بعد یوں استثناء کی کہ سوائے اس کے کہ نوعمر بچی ہے گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں جسے بکری کھا جاتی ہے۔ اور یہ استثنا منفصل ہے۔ اور نیند کوئی ایسی چیز نہیں جس کا کسی پر انکار کیا جائے خصوصاً بریرہ نے اس کی علت بھی بیان کر دی اور عذر بھی اور وہ نوعمری ہے۔ اور نوعمری میں نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور زیادہ آتی ہے۔ پس ان کا عذر ظاہر کر دیا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ جب تو بے گناہ ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ تیری بے گناہی کا اعلان فرما دے گا اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ خیر و صلاحیت والوں سے ایسی اشیاء کا مطالبہ کیا جاتا ہے جس کا ان کے غیر سے مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ خصوصاً ازواج مطہرات جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یا نساء النبی لستن کاحد من النساء ۔ کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے فرمایا کہ اگر تو نے المام کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان والوں سے اٹھالیا ہے۔ بقولہ تعالیٰ: والذین یجتنبون کبائر الاثم الفواحش الا اللمم ان ربك واسع المغفرة ۔ (سورۃ النجم آیت ۳۲) جو لوگ بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے رہتے ہیں مگر شاذ و نادر۔ بیشک آپ کا پروردگار وسیع مغفرت والا ہے۔ اور لمم کے متعلق علماء کے اختلاف کے باوجود مراد وہ فروگذاشت ہے جو کہ بے حیائی سے بہت کم ہے چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں سے ہیں لہٰذا ان سے لمم کا بھی مطالبہ ہوا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے فرمایا کہ اگر تو نے المام کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے المام کو دوسرے سے گناہ واقع ہونے کی طرح قرار دیا۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت

Marfat.com

ویطھرکم تطھیرا ۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۳۳) اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر نجاست دور کر دے اے نبی کے گھر والو! اور تمہیں پوری طرح پاک فرما دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں صغائر و کبائر سے پاک کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اسی لیے ویطھرکم تطھیرا کہہ کر اسے مصدر کے ساتھ تاکید بخشی۔ اور یہ صغائر کی ترک کو ضمن میں لئے ہوئے ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عقل مند کو وہ سزا دے گا جو کہ ان پڑھ کو نہیں دے گا اور اسے وہ ثواب دے گا جو کہ ان پڑھ کو نہیں دے گا۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! امی یعنی ان پڑھ ہے؟ فرمایا جاہل جس کی زبان جھوٹ بولنے والی ہو اور فضولیات میں مصروف رہنے والا اگرچہ پڑھنے لکھنے والا ہو۔ جبکہ حدیث کے آغاز میں عاقل کے متعلق بیان فرمایا جس کی زبان سچی خاموشی طویل اور اس کے شر سے لوگ محفوظ ہوں تو یہ عقل مند ہے گرچہ کتاب اللہ کی زیادہ تلاوت کرنے والا نہ ہو تقویٰ کے بغیر الفاظ والقاب کو اچھا کر کے اور چکنی باتیں کر کے زیب و زینت حاصل کرنا تو یہ سب کچھ بے مقصد اور دین اسلام کا مدار تقویٰ پر ہے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے یا آپ کے علاوہ کسی اور نے حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کیا ہی اچھے ہوتے اگر نحو کا علم حاصل کر لیتے۔ فرمایا: یہ علم مجھے کون پڑھائے گا؟ امام نے کہا کہ آپ کو میں پڑھاؤں گا۔ فرمایا مجھے اس علم کا ایک قول سنائیں۔ امام نے فرمایا: کہیے ضرب زید عمرا۔ فرمایا اسے کس لیے مارا؟ کہنے لگے یہ تو ایک مثال ہے۔ فرمایا مجھ پر وہ علم لازم نہیں جس کا آغاز جھوٹ ہے پس قیاس اور غور و فکر میں باریک بینی اور ان میں تبحر ہونا مطلوب ہے اور علوم عربیہ میں کمی عیب نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے کلام میں فصاحت اختیار کی اور غیر فصیح بات نہیں کی جبکہ ہم نے اعمال میں خرابی کی انہیں خوبصورت نہیں کیا۔ اے کاش کلام میں گرچہ ہم سے کوتاہی ہوتی لیکن ہم اعمال میں حسن پیدا کرتے۔ میں نے قاسم بن عمیر کے پاس عربیت کا ذکر کیا تو کہنے لگے اس کی ابتداء تکبر اور انتہا سرکشی ہے۔ اور بعض اسلاف نے فرمایا نحو سے دل کا خشوع ختم ہو جاتا ہے اور بعض نے فرمایا: جو چاہے کہ سب کو حقیر سمجھے تو

Marfat.com

نحو سیکھے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ بندہ گناہ کا اعتراف کرے پھر توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے احتمال ہے کہ عموم پر ہو اور ہوسکتا ہے کہ مخصوص ہو۔ اگر ہم کہیں کہ عموم پر ہے تو حق غیر سے معارضہ ہوگا کیونکہ اسے ادا کرنا یا اسے معاف کروانا ضروری ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے تو اس صورت میں عموم پر نہیں ہے صرف مخصوص ہے۔ اور وہ یوں کہ اس گناہ سے مراد وہ ہے جو کہ بندے اور رب کے درمیان ہو۔ تو اس کا حکم وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نص کے ساتھ بیان فرمایا اور وہ گناہ کا اعتراف اور توبہ ہے۔

توبہ کی چار شرائط

اور فقہاء نے اس کی چار شرائط بیان فرمائی ہیں۔ ندامت۔ گناہ سے باز رہنا۔ حقوق العباد۔ لوٹانا اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم بالجزم۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نص کے ضمن میں چاروں ہی مراد ہیں۔ چنانچہ ندامت اور گناہ سے باز رہنا دونوں حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کے عموم میں داخل ہیں کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کرے پھر توبہ کرے۔ کیونکہ اعتراف صرف ندامت اور استغفار کے وقت ہی ہوتا ہے اور استغفار صرف باز رہنے کے وقت ہوتا ہے۔ اور اگر انسان معصیت سے استغفار کرے جبکہ اس کا ارادہ ہے کہ اس کا دوبارہ ارتکاب کرے تو یہ کذابوں کا استغفار ہے۔ اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم ہی توبہ ہے۔ اور توبہ حقوق لوٹائے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی گفتگو پوری فرمائی تو میرے آنسو تھم گئے حتیٰ کہ مجھے ایک آنسو بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ فرماتی ہیں لیکن مجھے امید تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب دیکھیں گے جس سے میری برأت ثابت ہوگی۔ اس میں کئی وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ: جب کسی شخص پر غموں کا ہجوم ہو جائے تو اس وقت آنسو ماند پڑ جاتے ہیں

Marfat.com

کیونکہ آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بات پوری فرمائی فلصی دمعی یعنی میرے آنسو منقطع ہو گئے اور آپ کا فرمانا ما احس ۔اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کوئی آنسو نہیں پاتی تھیں ۔تو جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اچانک تشریف لانے سے آپ پر شدید غم وارد ہوا تو آپ کے آنسو خفیف ہو گئے اور منقطع ہو گئے۔

دوسری وجہ گفتگو اور عذر طلب کرنے میں نائب ہونا کیونکہ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے کہا کہ میری طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب دیں لیکن اس پر بھی سوال وارد ہو سکتا ہے اور وہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے باطن کے حکم کے بارے میں سوال کیا جبکہ ان کے سوا کسی کو اس کی معرفت حاصل نہیں کیونکہ کسی کو معلوم نہیں کہ کسی دوسرے کے باطن میں کیا ہے؟ حتیٰ کہ اسے بیان کرے ۔اور اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اپنے والد بزرگوار رضی اللہ عنہ سے یہ بات کہ میری طرف سے جواب دیں صرف اس لئے کہی کہ آپ اشارہ فرما رہی ہیں کہ اس مسئلہ میں آپ کے باطن میں وہی کچھ ہے جو کہ والدین کے باطن میں ہے اور وہ اس غیر شائستہ گفتگو کے سبب کا نہ ہونا ہے۔

تیسری وجہ: مسائل میں ظاہر سے دلیل لینا ۔تو اگر دوسری وجوہ کا احتمال ہو تو کسی تشویش کے نہ ہوتے ہوئے ظاہر سے دلیل پکڑنا سمجھ میں زیادہ آتا ہے چہ جائیکہ تشویش اور انتہائی غم بھی ہو ۔کیونکہ جب آپ کے والدین نے آپ کو وہ کچھ کہا جو کہا تو آپ نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے معلوم ہے کہ آپ لوگوں نے لوگوں کی باتیں سنی ہیں ۔اور آپ کے دلوں میں پکی ہو گئی ہیں اور اسی کی تصدیق کرتے ہیں تو ان کی طرف یہ منسوب کرنا کہ انہوں نے اس بات کی تصدیق کی ہے جو کہ آپ کے بارے میں کہی گئی ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر یہ بات ان کے جواب سے خاموشی کی وجہ سے ظاہر ہوئی اور یہ ظاہری الفاظ ان سے سبقت کر گئے ۔جبکہ ان کی خاموشی تو صرف اس لئے تھی کہ اس امر کے عظیم اور وزنی ہونے کی وجہ سے فی الوقت انہیں جواب دینا مشکل تھا۔

چوتھی وجہ: جسے کسی چیز کی تہمت لگائی گئی پھر اسے اس کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا یہ صحیح

Marfat.com

ہے یا نہیں تو اگر ان کے پاس باہر سے کوئی دلیل ہو جو اس کی بات کی تصدیق کرے تو اس کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس سے اپنی برأت بیان کرے۔ اور اگر وہاں اس کی اپنی گفتگو کے سوا کچھ نہ ہو تو اس وقت اسے اس کی گفتگو نفع نہیں دے گی۔ کیونکہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اس معاملے کے متعلق پوچھا تو کہنے لگیں کہ اگر میں کہوں کہ میں بے گناہ ہوں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بے گناہ ہوں اس بارے میں میری تصدیق نہیں کی جائے گی تو اس وقت اپنی برأت کے درپے نہ ہوئیں اور اپنا عذر بیان کر دیا۔ اور آپ کا اس سے چپ رہنا اس وجہ سے تھا کہ آپ کے کہنے سے اس وجہ سے تصدیق واقع نہیں ہوگی کہ خارج میں اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو آپ کی بات کی تصدیق کرتی۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی برأت نازل فرما دی تو آپ نے سارا واقعہ بیان کیا اور یہ بھی کہ کیسے واقعہ ہوا کیونکہ اس بارے میں آپ کی گفتگو کی قرآن کریم تصدیق فرما رہا تھا (سر تسلیم خم کی برکت)

پانچویں وجہ۔ جسے کسی چیز کی تہمت لگائی جائے اور وہ تہمت کی نفی کے ساتھ اپنی مدد نہ کر سکے تو اس کا اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم کر دینا اور اس کے ماسوا کو ترک کر دینا بہتر ہے۔ کیونکہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے فرمایا جو فرمایا اور اس وقت آپ کے والدین خاموش رہے اور جواب سے پہلوتہی کی حالانکہ وہ دونوں آپ کے دکھ سکھ کا سہارا تھے۔ آپ نے ان دونوں میں سے کسی سے بھی تعلق نہ رکھا بلکہ اسباب سے روگردانی کر کے مسبب سے تعلق قائم رکھا اور مثال کے لئے فصبر جمیل کہا۔ تو یہ ہے حال اور مقال میں رجاء اور قطع اسباب کی صحیح صورت۔ تو جب آپ نے ایسا کیا تو عین وقت پر آپ کو مدد پہنچتی ہے۔ اسی لئے اہل تصوف کو دوسروں پر فضیلت دی گئی ہے حتیٰ کہ ان میں سے بعض کے دلوں میں کوئی چیز کھٹکتی تک نہیں مگر انہیں طلب کئے بغیر اسی وقت مل جاتی ہے کیونکہ دکھ سکھ میں انہیں اضطرار و مجبوری کی حالت حاصل رہتی ہے۔

سیدی محمد البکری نے فرمایا: میرے تمام اوقات اللہ تعالیٰ کے ساتھ اضطرار میں ہیں

Marfat.com

اور میرا کوئی وقت اضطرار کے بغیر نہیں۔

برکاتِ تواضع

چھٹی وجہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ آپ فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے گمان تک نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میری شان میں وحی نازل فرمائے گا۔ اور میں اپنے آپ میں اس منصب سے حقیر تھی کہ میرے معاملہ میں قرآن کریم کلام فرمائے گا تو جب آپ اپنے آپ میں اس قدر متواضع تھیں تو عنایت خداوندی شامل حال ہوئی یہاں تک کہ آپ کے حق میں قرآن کریم نازل ہوا۔ اور اس کی وجہ سے دوسروں پر آپ کو برتری حاصل ہوئی۔ اور بعض آسمانی کتابوں میں ہے: اے میرے بندے! تیرے لئے میرے دربار میں ایک راز ہے جب تک کہ تیرے لئے تیرے نفس کے ہاں کوئی مرتبہ نہ ہو۔ اور اسی معنی کی بدولت صوفیاء کو دوسروں پر برتری حاصل ہے کیونکہ ان کے نزدیک عمل میں داخل ہونے کی پہلی شرط نفس کو قتل کرنا اور اس کی لذتوں کو ترک کرنا ہے اور صاحب الحکم ابن عطاء اللہ السکندری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے وجود کو گمنامی کی زمین میں دفن کر دے کیونکہ جس سے دفن کیے بغیر کچھ اگے اس کا پھل پورا نہیں ہوتا اور ابن عباد فرماتے ہیں: ہمارا یہ طریقہ صرف انہیں لوگوں کے لائق ہے جنہوں نے اپنی ارواح کو جاروب کشی کر کے گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا اور سید العارفین ہمارے استاذ محمد زین العابدین البکری (اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں وسعت فرمائے) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم اگر کوئی شخص مجھے کان سے پکڑ کر خان الخلیلی کے مقام میں لے جائے اور مجھے بیچنے کی آواز لگائے تو میں مخالفت نہیں کروں گا۔

اور مجھے سیدی ابوالسرور ابن الشیخ العمدۃ خاتمۃ المفسرین سیدی محمد بن جلال الدین البکری نے بیان کیا فرماتے ہیں کہ میں نے سیدی ابوالمواہب البکری کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے نزدیک سمور اور کھدر کا لباس۔ اعلیٰ نسل کے گھوڑے کی اور ننگی پشت والے گدھے کی سواری اور خاص طعام اور نمک کھانا برابر ہے۔ شیخ ابوالسرور فرماتے ہیں: بحمد اللہ تعالیٰ

Marfat.com

میں سب پر قدرت رکھتا ہوں سوائے مذمت اور مدحت کے۔ کیونکہ جو میری تعریف کرے اسے پسند کرتا ہوں اور جو مذمت اور مدحت کے۔ کیونکہ جو میری تعریف کرے اسے پسند کرتا ہوں اور جو مذمت کرے اسے پسند نہیں کرتا اور یہ اللہ تعالیٰ کا وہ دستور ہے جو کہ اس نے آل ابی بکر میں جاری فرمایا۔ ظاہر میں بادشاہ ہیں اور تواضع میں غلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے انہیں دوسروں پر برتری بخشی اور اسی لیے اہل دنیا نے تکبر کیا اور بلندیاں طلب کرنے کے لئے ان کے خادم بن کر لوٹے۔ پس انہیں نیچا کیا گیا اور وہ تواضع چاہنے والوں کے خادم بن گئے۔

پھر ایک سوال رہ گیا جو کہ آپ کے اس قول پر وارد ہوتا ہے کہ میں نوعمر لڑکی تھی اور وہ یہ سوال ہے کہ اپنی کم سنی کے ذکر کا کیا فائدہ ہے؟ جواب یہ ہے کہ یہ اس لئے بیان کیا کہ اپنا عذر ظاہر کریں۔ اور یہی وجہ وہ سبب ہے جس کی وجہ سے آپ کو اس وقت قرآن کریم تھوڑا سا حفظ تھا اگر کوئی کہے کہ یہ بیان کرنے کا کیا فائدہ کہ انہیں قرآن کریم زیادہ حفظ نہیں تھا؟ جبکہ اس کے ساتھ یہاں کوئی غرض وابستہ نہیں ہے۔ اسے کہا جائے گا کہ آپ نے یہ اس لئے بیان فرمایا تا کہ اس عذر کو واضح کریں جس کی وجہ سے آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بات کا جواب نہیں دیا جو کہ سرکار علیہ السلام نے آپ کے بارے میں فرمائی بلکہ خاموش رہیں۔ کیونکہ قرآن کریم متعدد احکام پر مشتمل ہے۔ تعلق باللہ اور ترک اسباب۔ ظاہر میں اسباب کو عمل میں لانا اور باطن کو اس سے خالی رکھنا اور یہ زیادہ عظیم اور پاکیزہ ہے۔

حکمت اور حقیقت توحید

کیونکہ یہ حکمت اور حقیقت توحید کو جمع کرنا ہے۔ اور یہ مقام صرف عارفین کو حاصل ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے توفیق سے نوازا ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی تعریف فرمائی ہے وانہ لذو علم لما علمناہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون (سورۃ یوسف آیت ۶۸) اور بے شک وہ علم والے تھے اس وجہ

Marfat.com

سے کہ ہم نے انہیں پڑھایا تھا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ کیونکہ یعقوب علیہ السلام نے اسباب پر عمل فرمایا اور انہیں پورا کرنے کی پوری کوشش فرمائی اور یہی مقتضائے حکمت ہے۔ پھر سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا دیا اور اسی کے سپرد کر دیا اور یہ حقیقت توحید ہے اور یہ اس طرح ہے کہ جب آپ کے بیٹے یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنی پونجی لے کر آپ کی خدمت میں یہ بیان کرنے آئے کہ عزیز مصر نے پونجی واپس کر دی ہے۔ اور آپ سے مطالبہ کیا کہ ان کے بھائی بنیامین کو ان کے ساتھ بھیج دیں تو آپ کے نزدیک اس معاملہ میں احتمال پیدا ہو گیا کہ یہ ان کی طرف سے بنیامین کو تلف کرنے کا وہی منصوبہ ہے جو کہ یوسف کو تلف کرنے کے لئے اختیار کیا گیا۔ یا کسی اور کی طرف سے حیلہ ہے کہ بنیامین اس کے پاس پہنچ جائے تا کہ اسے یوسف کی خبر دے۔ اور بھائیوں سے ڈرتا ہو کہ انہیں خبر دے تو کہیں اسے اسی طرح ضائع نہ کر دیں جیسے یوسف کو ضائع کیا۔ تو جب آپ کے نزدیک اس امر میں دو وجہوں کا احتمال تھا تو ایک کے لئے تو احتیاط اختیار کی اور وہ ان پر اتلاف بنیامین کی تہمت ہے پس ان سے پختہ عہد لیا۔ اور دوسرے احتمال کے لئے یہ احتیاط کی کہ فرمایا لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة (یوسف آیت ۶۷) شہر میں ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور یہ اس امید پر کہ بنیامین اکیلا رہ جائے تو یوسف علیہ السلام کی خبر معلوم کرے جس کی آپ کو امید تھی۔ پس یہ تو ہیں اسباب مقتضائے حکمت کے مطابق۔ پھر آپ نے اپنے بطن میں مستور حقیقت توحید کو صاف صاف ظاہر فرما دیا اور جو اسباب اختیار کیے سب سے قطع کر لی۔ چنانچہ فرمایا:

وما اغنی عنکم من اللہ من شیء ان الحکم الا للہ علیہ توکلت وعلیہ فلیتوکل المتوکلون۔ (سورۃ یوسف آیت ۶۷) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے کہ ان دونوں حالتوں کو جمع کیسے کیا جاتا ہے؟ جبکہ ان دونوں کو جمع کرنا بطور عبادت مطلوب ہے اور اسی پر حضرات انبیاء کا عمل ہے علیہم صلوٰۃ اللہ وسلامہ۔ جیسا کہ ان کے حالات اور مقالات کے تجسس سے معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر معاملہ طویل نہ ہوتا تو ہم اس سلسلے میں ایک ایک کے

Marfat.com

مناقب بیان کرتے لیکن عقل مند تجسس کرے تو اسے پالے گا۔اور یہی حالت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی کہ آپ کے صدقے آپ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ معاف کر دیئے گئے پھر بھی آپ اس کے بعد اس قدر قیام فرماتے کہ پائے نازک متورم ہو گئے اور کثرت مجاہدہ کی وجہ سے بطن اقدس پر پتھر باندھتے تھے اور صبح شام کچھ کھائے پیئے بغیر کئی کئی دن روزے سے رہتے۔اور آپ ہی اعمال شرعیہ جاری فرمانے والے ہیں اور اسی عظیم صفت کی وجہ سے جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ترک فرمادیا اور اس سے دوسری صفت کی طرف پھر گئیں اور وہ آپ کا حقیقت توحید سے وابستہ ہونا اور حکمت کی تعمیل کرتے ہوئے سب کو ترک کرنا ہے آپ نے عذر پیش کیا کہ اس وقت مجھے قرآن کریم زیادہ حفظ نہیں تھا کیونکہ اگر آپ کو پورا قرآن کریم حفظ ہوتا تو عظیم صفت پر عمل کرتیں اور جو اس سے کم ہے اسے ترک کر دیتیں۔

اگر کوئی کہے کہ کیا سبب ہے کہ آپ کو جو کرنا تھا وہ نہیں کیا اور اسے ترک کرنے کا عذر اس تعریض کے ساتھ پیش کیا؟ تو اسے کہا جائے گا کہ آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف یہ مطالبہ فرمایا تھا کہ اگر وہاں کوئی چیز ہے تو اس کا اعتراف کرو اور معافی مانگو اور اگر کچھ نہیں ہے تو اسے ظاہر کرو اور اللہ تعالیٰ تمہیں بری فرمائے گا اور تمہاری تصدیق فرمائے گا تو اس سوال کا جواب یہ تھا کہ آپ عرض کرتیں اللہ تعالیٰ کی قسم لوگ جو کچھ کہتے ہیں مجھے اس کے متعلق کچھ بھی علم نہیں اور مولا جلیل کی طرف سے وعدۂ جمیل کی وجہ سے مجھے بے گناہی کے اعلان کی امید ہے۔یا اسی معنی پر مبنی کوئی اور گفتگو ہوتی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر بے گناہ ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بری فرمادے گا۔تو آپ نے دونوں حالتیں جمع کی ہوتیں۔تو جب آپ نے اس سے اس صورت کی طرف توجہ بدلی جو آپ نے حدیث پاک میں ذکر کی تو ضرورت ہوئی کہ اس تعریض کے ساتھ عذر پیش کریں۔گرچہ اس وقت یہ فعل یعنی حقیقت توحید سے وابستگی اور ترک اسباب آپ کی کم سنی کی وجہ سے بہت عظیم مرتبہ تھا لیکن پختگی کے وقت اسے پسند نہ فرمایا پس اس سے معذرت

Marfat.com

طلب کی اور اس میں اس امر پر دلیل ہے کہ مجتہد جب کسی مسئلہ میں اجتہاد کرے پھر اس پر اس کے خلاف ظاہر ہو جو اس نے پہلے کہا تو اس کی گنجائش ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے معاملہ کی مثال حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ دی جب آپ نے فصبر جمیل فرمایا یہ صرف اسی مقصد کے لئے تھی جو ہم نے پہلے بیان کیا اور وہ حقیقت توحید سے وابستگی ہے کیونکہ صبر جمیل صرف وہی ہوتا ہے جس میں سر تسلیم خم کرنے اور تمام تقدیروں پر یقین کرنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

اور آپ کا فرمانا کہ اللہ کی قسم ابھی آپ اپنی مجلس سے جدا نہیں ہوئے اور نہ ہی گھر میں موجود لوگوں سے کوئی باہر نکلا...... اس میں کئی وجوہ ہیں پہلی وجہ۔ اس میں یہ دلیل ہے کہ جب صدمہ شدید ہو جائے تو اس وقت کشائش قریب ہوتی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اچانک تشریف لا کر یہ فرما دینا۔ اور والدین کا جواب سے خاموشی اختیار کرنا آپ پر اس معاملے کی شدت کا باعث ہوا۔ تو جب مصیبت شدید ہوگئی تو اسی وقت بغیر کسی تاخیر کے کشائش آگئی۔ کیونکہ آپ فرماتی ہیں واللہ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس سے نہیں اٹھے اور نہ ہی گھر والوں میں سے کوئی باہر نکلا کہ آپ پر وحی کا نزول ہو گیا۔ تو آپ خبر دے رہی ہیں معاملہ کہ طویل نہیں ہوا۔ حدیث میں موجود لفظ برحاء کا معنی شدت اور جمان کا معنی موتی ہے تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جبین مقدس پر وحی کے نزول کے وقت! پسینہ اترنے کو موتی سے تشبیہ دی۔ گرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے کا حسن موتی کے حسن سے زیادہ گرانقدر تھا۔ لیکن محسوسات میں اس سے زیادہ اعلیٰ اور حسین شے نہیں ہے جس کے ساتھ تشبیہ دی جائے۔

تشبیہ کی تعریف اور اس کے متعلقات

شیخ زین العابدین البکری نے فرمایا کہ تشبیہ یہ ہے کہ مشبہ کے لئے مشبہ بہ کے احکام میں سے کوئی حکم ثابت کیا جائے اور اس کا مقصد اسے باطن سے ظاہر کی طرف نکال کر نفس کو انس دلانا ہے۔ اور اسے بعید سے قریب کرنا ہے تاکہ بیان کا فائدہ دے۔ اور تشبیہ کے

Marfat.com

آلات حروف۔ اسماء اور افعال ہیں۔ پس حروف جیسے کاف کرماد اشتدت کأنّ جیسے کانہ رؤوس الشیاطین اور اسماء مثل۔ نحو اور شبہ جو کہ مماثلت اور مشابہت سے لئے جاتے ہیں۔ طیبی نے فرمایا کہ مثل کا لفظ صرف حال یا اس صفت میں استعمال کیا جاتا ہے جس کی شان ہو اور اس میں اجنبیت ہو۔ اس کی مثال۔ مثل ما ینفقون فی ھذہ الحیوۃ الدنیا کمثل ریح فیھا صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسھم فاھلکتہ (آل عمران آیت ۱۱۷) اس کی مثال جو وہ اس دنیوی زندگی میں خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جیسے ہوا ہو جس میں سخت ٹھنڈک ہو جو کہ ایک قوم کی کھیتی کو لگے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہو پس کھیت کو فنا کردے۔ اور افعال جیسے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے یحسبہ الظمان ماء (سورۃ النور آیت ۳۹) پیاسا اسے پانی خیال کرتا ہے۔ یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعی (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۸) آپ کو ان کے جادو کے اثر سے یوں دکھائی دینے لگیں جیسے وہ دوڑ رہے ہوں۔

اور اہل دانش کو تشبیہ اپنی دونوں طرفوں کے اعتبار سے چار قسموں پر منقسم ہونا معلوم ہے۔ کیونکہ وہ دونوں تو حسی ہیں یا عقلی ہیں۔ یا مشبہ حسی اور مشبہ بہ عقلی ہے یا اس کے برعکس ہے۔ پہلی قسم کی مثال والقمر قدر ناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم (یٰسین آیت ۳۹) اور ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کردی ہیں یہاں تک کہ کھجور کی بوسیدہ شاخ کی مانند رہ جاتا ہے۔ کانھم اعجاز نخل منقعر (القمر آیت ۲۰) گویا وہ اکڑی ہوئی کھجور کے ڈھڈ ہیں۔ اور دوسری قسم کی مثال فھی کالحجارۃ او اشد قسوہ (البقرہ آیت ۷۴) پس وہ پتھر کی طرح ہیں یا اس سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ برہان میں اس کی مثال اسی طرح بیان کی ہے جبکہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: گویا آپ نے گمان کیا کہ تشبیہ سختی میں واقع ہوئی ہے اور یہ ظاہر نہیں۔ بلکہ وہ قلوب اور سختی کے مابین واقع ہے۔ پس یہ قسم اول میں سے ہے۔ اور تیسری قسم کی مثال مثل الذین کفروا بربھم اعمالھم کرماد اشتدت بہ الریح فی یوم عاصف (ابراہیم آیت ۱۸) جنہوں نے اپنے رب کا انکار

Marfat.com

کیا ان کی مثال ایسی ہے کہ ان کے اعمال راکھ کا ڈھیر ہیں جسے سخت آندھی کے دن تند ہوا تیزی سے لے اڑی۔ اور چوتھی قرآن کریم میں واقع نہیں ہوئی بلکہ امام نے اسے سرے سے ممنوع قرار دیا ہے کیونکہ عقل کو حس سے حاصل کہا گیا ہے پس محسوس اصل ہے معقول کی۔ اور اسے اس کے ساتھ تشبیہ اصل کو فرع اور فرع کو اصل قرار دینے کو لازم کرتا ہے اور یہ جائز نہیں۔

تشبیہ کا قاعدہ

اور یہاں ایک قاعدہ بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں جس میں مزید فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تشبیہ اگر مذمت کے لئے ہو تو اعلیٰ کو ادنیٰ سے تشبیہ دی جائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ام نجعل المتقین کالفجار (ص آیت ۲۸) کیا ہم پرہیزگاروں کو فاجروں کی طرح کر دیں گے۔ یعنی بری حالت کے اعتبار سے۔ یعنی ہم ان کے متعلق ایسا نہیں کریں گے اور اس پر مثل نورہ کمشکوۃ (نور) پیش کر کے اعتراض وارد کیا گیا ہے (کہ یہاں مقام مدح میں اعلیٰ کو ادنیٰ سے تشبیہ دی گئی ہے) اور اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ مخاطبین کے ذہنوں کے قریب کرنے کے لئے ہے کیونکہ اس کے نور سے کوئی شے اعلیٰ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مخفی نہ رہے تشبیہ کا فائدہ اس پوشیدگی کا اظہار ہے جس کا ظاہر ہونا ممکن ہے اور حق تعالیٰ کا نور مثال ہے اور ہر حال میں تشبیہ سے بے نیاز ہے تو معنی صرف یہی باقی رہ گیا کہ اس کے اس نور کی مثال جسے ممکن ہے کہ تم دیکھ سکو۔ یا تمہارے لئے ظاہر ہو جائے کمشکوٰۃ الخ۔ پس اس اعلیٰ سے تشبیہ دی گئی جو ان کے ہاں ظاہر ہو۔

اور اگر مدح کے طور پر ہو تو ادنیٰ کو اعلیٰ سے تشبیہ دی جائے گی جیسے کہ کہنے والا کہتا ہے حصی کالیاقوت۔ یاقوت کی طرح کے سنگریزے۔ انتھی کلام زین العابدین البکری۔ اور میں نے اس کے فائدہ کی عظمت کے لئے اسے اس کی طوالت سمیت ذکر کر دیا۔

دوسری وجہ: جب حالت وحی منکشف ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسکرانا۔ اس میں کئی وجوہ کا احتمال ہے۔ پہلا احتمال یہ کہ آپ کا مسکرانا اس مسرت کی وجہ سے ہے، جو

Marfat.com

کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی امداد کی وجہ سے آپ کو حاصل ہوئی۔ دوسرا احتمال یہ کہ آپ کا مسکرانا اس لئے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ان کا حزن وملال زائل فرمادیں۔ تیسرا احتمال یہ کہ آپ کا مسکرانا بیک وقت دونوں وجھوں کی بنا پر ہوا۔ چوتھا احتمال یہ کہ بشارت عظمیٰ کے ساتھ وارد ہونے والا پہلے اس کی خبر دے کر کچھ سناتا ہے اور اس میں سے کچھ بیان کرتا ہے تاکہ اس کا علم حاصل ہو جائے البتہ اسی وقت سب کچھ بیان نہیں کرتا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل فرمائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ پر اسی وقت آیت کی تلاوت نہیں فرمائی پہلے تو مسکرائے۔ پھر مسکرانے کے بعد آپ کو اجمالی طور براءت کا علم ہوگیا اور جس گھبراہٹ میں مبتلا تھیں دور ہوگئی تو اس وقت آپ نے آیات کی تلاوت فرمائی اور شروع میں ہی اس کی خبر دینے سے رکنا اس لئے تھا کہ جب ایک دم خوش خبری دی جائے تو متعلقہ شخص کے متعلق خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں خوشی کی شدت کی وجہ سے اس کا جگر پھٹ نہ جائے۔ اور اسی طرح اس کا عکس ہے اور وہ مصیبت ہے۔ اور تاریخ میں ایسے بہت حضرات کے متعلق منقول ہے کہ انہیں اچانک خوشی لاحق ہوئی اور ان کا کام تمام ہوگیا۔ اور کئی لوگوں کو اچانک صدمہ لاحق ہوا اور ان کا کام تمام کر دیا۔ اور اسی مقصد کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں قمیض بھیجا۔ پھر قمیض کے بعد خوش خبری دینے والا پھر ملاقات اور یہ اسی خطرے کے پیش نظر تھا جو ہم نے بیان کیا۔ کیونکہ جب ایسی خبریں قسط وار بیان کی جائیں تو نفوس تھوڑا تھوڑا کر کے مانوس ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان کے پاس تحقیقی صورتحال پہنچے تو وہ مانوس ہو چکے ہوتے ہیں۔

تیسری وجہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت والدین کی اطاعت سے پہلے ہے کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرو اور آپ کی والدہ نے آپ سے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کھڑی ہو جاؤ۔ تو آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور خدمت

Marfat.com

کے لئے اس کام کو ترک کر دیا جس کا آپ کی والدہ نے آپ کو حکم دیا تھا۔ اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کو کہ اللہ کی حمد کرو خوش خبری کے طریقے پر محمول کیا بطور امر نہیں۔ پس آپ کی والدہ نے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کھڑے ہونے کا حکم دیا کیونکہ ان کی خدمت میں قیام کرنا ان کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور جو کام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہو وہ اس نعمت کے شکریہ کے طور پر ہے لیکن چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاج شریف سے زیادہ واقف تھیں اور جانتی تھیں کہ آپ کس امر سے خوش ہوتے ہیں لہذا آپ نے وہی کام جلد کیا جو آپ کے علم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند تھا اور وہی آپ کی مراد تھی۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ نعمتوں پر اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے سوا کسی کی حمد نہ کی جائے نیز اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل ہے اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ واللہ! میں ان کی طرف قیام نہیں کروں گی اسے سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خاموشی جسے ہم نے پہلے ذکر کیا ہے اس کی گواہی دیتی ہے۔

اور میں نے اپنے شیخ حافظ السنہ محمد البابلی کو املاء میں فرماتے سنا! ورنہ آپ اس بات پر سب سے پہلے حد قائم کرتے اور اگر عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کام اس وجہ کے خلاف صادر ہوتا جس کی ہم نے تقریر کی ہے تو انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سے منع فرماتے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف قیام پر مجبور کرتے۔ کیونکہ حدیث تیمم کے بیان میں جب آپ کا ہار گم ہو گیا تو اسے بہت کم صورت حال میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس زجر و توبیخ کا صدور ہوا چنانچہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کے پہلو میں کچوکا لگایا اور یہ کہتے ہوئے انہیں عتاب فرمایا کہ تو نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور لوگوں کو روک رکھا ہے جبکہ پانی دستیاب ہے نہ ان کے پاس پانی ہے حالانکہ آپ سے عمداً ہار نہیں گرا تھا۔ آپ نے کوئی بات کی نہ کچھ کیا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اختیار

Marfat.com

کے ساتھ ہی ٹھہرے رہے تو چونکہ یہاں آپ کی گفتگو اور حکمت عملی کا انتخاب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے موافق تھا اسی لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادہ واختیار نیز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ارادہ واختیار کے عین مطابق تھیں۔ اور یہ حکمت عملی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور دوسروں پر آپ کے مقام کی برتری کی شہادت دیتی ہے۔ کیونکہ آپ نے کم سنی کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کی اور اپنی والدہ کی رضا پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کی رعایت کی۔ اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کو دیکھا ہی نہیں۔

حکمت دقیقہ

اور یہاں ایک دقیق حکمت ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم اسے ظاہر کریں تا کہ اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت پر دلیل لی جا سکے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو پیدا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اپنی قدرت کے ساتھ عورت کے پانی کو مرد کے پانی کے ساتھ جمع فرما دیتا ہے۔ پس یہ چالیس دن تک عورت کی نسوں میں رہتا ہے پھر چالیس دن بعد خون کی شکل میں رحم میں جمع ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اپنی انگلیوں کے درمیان اس جگہ کی مٹی لیتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارادہ کہ اس مخلوق کی تربت یہاں ہوگی۔ پس فرشتہ وہ مٹی اس خون میں گوندھتا ہے جو کہ رحم میں جمع ہے۔ پھر پیدا ہونے تک اس کے احوال بدلتے رہتے ہیں پس شارع علیہ السلام کی نص کے مطابق اس کی تصویر بنائی جاتی ہے جبکہ زمینیں مختلف ہیں ان میں نرم اور سخت ہیں۔ کسی میں کھیتی اگتی ہے کسی میں نہیں اگتی۔ اور جو اگتا ہے کچھ تو اسی وقت کھایا جاتا ہے۔ اور کچھ کا کھانا تاخیر سے ہوتا ہے اور یہ حسی طور پر موجود ہے۔ تو سرزمین حجاز میں ہم کھجور کو دیکھتے ہیں کہ زمین کے ساتھ ہے اور پھل اٹھائے ہوتی ہے اسی لیے حضور صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی نوعمری میں زوجیت سے مشرف فرمایا کیونکہ وہ حسی اور معنوی طور پر حجازی مٹی سے تخلیق یافتہ ہیں۔ تو کھجور کا پھل اور اس کی لذت آپ کو نوعمری اور حد تکلیف تک پہنچنے سے پہلے ہی ظاہر ہو گئی۔ تو بلوغ کے بعد کا اندازہ کر لو۔ اور اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خذوا عنها شطر دينكم ان سے اپنا نصف دین حاصل کرو۔

اور آپ کا فرمانا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ان الذين جاءوا بالافك عصبة منكم لا تحسبوه شر الكم بل هو خير لكم لكل امر ء منهم ما اكتسب من الاثم والذى تولى كبره منهم له عذاب عظيم (النور آیت ۱۱) بیشک جنہوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے وہ تم میں سے ایک گروہ ہے تم اسے اپنے لئے برا خیال نہ کرو بلکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اس گروہ میں سے ہر شخص کے لئے اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا اور ان میں سے جس نے زیادہ حصہ لیا ہے اس کے لئے عذاب عظیم ہے۔ حدیث پاک کے آخر تک اس میں کئی وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ: اہل بدر کی عصمت بایں معنی نہیں تھی کہ وہ خلاف نہیں کرتے۔ یہ ان کے خلاف ہے جن کا یہ مذہب ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کو جو کہ آپ نے اپنے پروردگار کی طرف سے خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اے اہل بدر! تم جو چاہو کرو اس مفہوم پر محمول کیا جائے گا کہ وہ گناہوں میں گرنے سے محفوظ ہیں اور اگر ارادہ کریں تو نہیں کر سکتے کیونکہ ان کی حفاظت کی جاتی ہے اور ہمارے زیر بحث مسئلہ سے اس پر اعتراض واقع ہوتا ہے کیونکہ مسطح اہل بدر سے ہے۔ اور دیکھو وہ اس افک میں گر گیا۔ تو اس صورت میں اعملو ماشئتم صرف عموم پر رہ گیا خصوص پر نہیں۔ تو اس کا معنی یہ ہوگا یہ لوگ بخشے ہوئے ہیں جب تک کہ پسندیدہ حال پر ہیں اور اگر ان میں سے کوئی گناہوں میں گر جائے تو اس پر حد قائم کر کے یا توبہ جیسی کسی اور وجہ سے اس کے لئے بخشش کا سبب مقرر کر دیا جاتا ہے اور حدود سے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے تو انہیں مغفرت شامل ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

دوسری وجہ: انسان کا اپنے لئے اپنے اہل خانہ کے لئے اور اہل قرابت کے لئے تصرف کرنا خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوتا۔ وہ ان میں سے کسی کے اختیار کی طرف نہیں دیکھتا کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے بدلہ نہیں لیا جب کہ ان کے بارے میں کہا گیا جو کہا گیا۔ اگرچہ آپ کی صاحبزادی تھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں حکم نہیں فرمایا۔ پس آپ اصل کے ساتھ۔ وابستہ اور قائم رہے۔ اور قرآن کریم کی مذکورہ آیات کے نزول سے پہلے مسطح سے قطع تعلق نہیں فرمائی۔ کیونکہ اس پر آپ کا احسان صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھا۔ تو اگر اس سے اسی وقت تعلقات منقطع کر لیتے تو اس میں نفس کا حصہ ہوتا اور اس کی مدد ہوتی۔ تو آپ نے اسے ترک کر دیا اور جیسے ہی قرآن پاک کی آیات کا نزول ہوا اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے بدلہ لیا تو اس وقت معلوم ہوا کہ آپ نے حضرت عائشہ کی جو مدد کی وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے غیرت کے طور پر تھی نہ کہ اپنی صاحبزادی کے لئے اور اسی مقصد کے لئے تھی جس کے ساتھ حضرت عائشہ کو اللہ تعالیٰ نے مخصوص فرمایا اور عزت بخشی نہ کہ ان کی ذات کے لئے۔ اور اسی لئے آپ نے اللہ تعالیٰ کے لئے غیرت کرتے ہوئے مسطح سے قطع تعلق فرمائی گرچہ وہ آپ کے قرابت داروں میں سے تھا۔ تو چونکہ آپ کا اپنے اہل خانہ اور اہل قرابت میں تصرف اپنے پروردگار کی رضا کے مطابق ہے نہ کہ اپنے اہل خانہ اور اپنی مرضی کے مطابق تو اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کے لئے اور آپ کی اولاد کے لئے ہے اور اس نے آپ کی اور آپ کی اولاد کی اصلاح فرمائی حتیٰ کہ ان کی مدح میں آیات نازل فرمائیں اور انہیں اعزازات سے نوازا۔

شکر کی حقیقت اور فضیلت

ہم اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف لوٹتے ہیں جو کہ اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حکایت کے طور پر فرمایا ان اشکر نعمتك التي انعمت علي (النمل آیت ۱۹) مجھے توفیق عطا فرما کہ تیری نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر فرمائی۔ چونکہ حضرت

Marfat.com

صدیق رضی اللہ عنہ سیّد الاشراف ہیں آپ نے شکر طلب کیا جو کہ مقامات میں سب سے عظیم ہے اور لغت میں شکر کا معنی کشف واظہار ہے کہا گیا ہے کہ کشر اور شکر کا معنی ہے جب شگاف آشکارا ہو جائے پس اسے ظاہر کر دے۔ تو اظہار شکر اسے زبان کے ساتھ واضح کرنا ہے اور وہ ذکر وثناء کی کثرت۔ اور انعامات ونوازشات کی احسن طریقے سے اشاعت کرنا ہے اور یہ زبان کا شکر ہے۔ قوت القلوب میں ایسا ہی فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مایفعل اللہ بعذابکم ان شکر تم وامنتم و کان اللہ شاکرًا علیمًا (النساء آیت ۱۴۷) اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان ہے سب کچھ جاننے والا ہے۔ پس شکر کو ایمان کے ساتھ ملایا اور دونوں کے پائے جانے پر عذاب اٹھا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وسنجزی الشاکرین (آل عمران ۱۴۵) ہم شکر کرنے والوں کو جزا دیں گے۔ اور ہمیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف روایت کی گئی کہ شکر نصف ایمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے شکر کا حکم دیا ہے اور اسے ذکر کے ساتھ ملایا۔ چنانچہ فرمایا: فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون (البقرہ آیت ۱۵۲) تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کرو۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کو بڑا عظیم قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا ولذکر اللہ اکبر (العنکبوت آیت ۴۵) اور واقعی اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے پس شکر بھی اس کے قرین ہونے کی وجہ سے افضل ہو گیا۔ اور اپنے فرط کرم کی وجہ سے اپنے بندوں کی طرف سے جزا کے طور پر شکر کے ساتھ راضی ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی بندوں کی طرف سے امر کی تحقیق اور شکر کی تعظیم کے لئے جزا کے لفظ کے ساتھ نکلا ہے کیونکہ فاء شرط و جزا کے لئے ہے اور اس سے پہلے لایا گیا کاف تمثیل کے لئے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا قول فاذکرونی اللہ کے قول کما ارسلنا فیکم رسولا کے ساتھ متصل ہے (البقرہ آیت ۱۵۱) یعنی جیسا کہ ہم نے تم میں رسول بھیجا۔ یعنی پس تم مجھے یاد کرو اور میرا شکر ادا کرو اور عرب مثل کے ذکر سے کاف پر کفایت کرتے ہیں جس طرح کہ سوف سے س پر کفایت کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول

Marfat.com

سنوئیھم (النساء آیت ۱۲۶) اور سنستدرجھم (الاعراف آیت ۱۸۲) اور یہ شکر کی وہ عظیم فضیلت ہے جسے علماء ربانیین ہی جانتے ہیں۔

اور ہمیں حضرت ایوب علیہ السلام کی خبروں میں یہ روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میں اپنے اولیاء سے مکافات کے طور پر شکر پر راضی ہوں یہ ایک طویل کلام کا اقتباس ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول لا قعدن لھم صراطك المستقیم (الاعراف آیت ۱۶) میں ضرور ان کے لئے تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا کی تفسیری وجوہ میں سے ایک یہ ہے کہ سیدھی راہ سے مراد راہ شکر ہے۔ اگر شکر قریبی راستہ نہ ہوتا جو کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے تو دشمن اسے قطع کرنے کے لئے مصروف عمل نہ ہوتا اور اگر شکر گزار انسان اللہ تعالیٰ رب العالمین کا محبوب نہ ہوتا تو یہ لعین اس آیت میں اس سے دشمنی کا اظہار نہ کرتا۔ ولا تجد اکثرھم شاکرین (الاعراف آیت ۱۷) اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وقلیل من عبادی الشکور (السبا آیت ۱۳) اور میرے بندوں میں شکر گزار تھوڑے ہیں۔

شکر میں قطعیت اور پانچ اشیاء میں استثناء

اور اللہ تعالیٰ نے شکر کے ساتھ نعمت کو زیادہ کرنا قطعیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور استثناء نہیں فرمائی۔ جبکہ دیگر پانچ چیزوں میں استثناء کا ذکر فرمایا ہے۔ غنی کرنے۔ دعا قبول فرمانے رزق دینے۔ معاف کرنے اور توبہ قبول کرنے میں چنانچہ ارشاد فرمایا فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء (التوبہ آیت ۲۸) تو تمہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اپنے فضل وکرم سے غنی کر دے گا۔ نیز فرمایا فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء (الانعام آیت ۴۱) پس وہ تکلیف دور کر دے گا جس کے لئے تم نے پکارا تھا اگر وہ چاہے گا اور فرمایا واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب (البقرہ آیت ۲۱۲) اور اللہ جسے چاہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ اور فرمایا یغفر لمن یشاء (الفتح آیت ۱۴) جسے چاہے بخش دیتا ہے اور فرمایا ثم یتوب اللہ من بعد ذالك علی من یشاء (التوبہ آیت ۲۷) پھر اللہ تعالیٰ جس سے چاہے توبہ قبول فرماتا

Marfat.com

ہے۔ جبکہ شکر کے ساتھ استثناء کے بغیر زیادہ عطا کرنے کی مہر لگائی ہے چنانچہ فرمایا لــــئن شکر تم لا زیدنکم (ابراہیم آیت ۷) اگر تم شکر ادا کرو تو میں مزید اضافہ کروں گا۔ پس شکر اضافے پر مبنی ہے اور شکر گزار انتہائی اضافہ احسانات کے ساتھ مشرف ہوتا ہے اور یہ وہی ہے جو کہ قلیل و کثیر پر اس کا شکر کثرت سے کرتا ہے اور اس کی طرف شکر و ثناء کی تکرار رہتی ہے۔

اور حضرت ایوب علیہ السلام کی مناجات میں مروی ہے اے ایوب! آدمیوں میں سے میرے ہر بندے کے ساتھ دو فرشتے ہیں۔ جب وہ میری نعمتوں پر میرا شکر کرتا ہے تو وہ دونوں عرض کرتے ہیں: یا اللہ اس کی نعمتوں پر نعمتوں کا مزید اضافہ فرمایا کیونکہ تو ہی شکر و حمد کے لائق ہے۔ پس تو شکر گزاروں کو قرب عطا فرما۔ اور انہیں نعمتوں اور شکر میں زیادہ فرما۔ اے ایوب! شکر کرنے والوں کی سربلندی کے لئے یہی کافی کہ میری بارگاہ میں اور میرے فرشتوں کے ہاں انہیں مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے میں ان کے شکر کی قدر کرتا ہوں۔ میرے فرشتے ان کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں اور قطعات زمین اور نشانات ان کی یاد میں روتے ہیں تو اے ایوب! میرا شکر گزار اور میرے انعامات کو یاد کرنے والا ہو جا کیونکہ تو مجھے یاد نہیں کرتا حتیٰ کہ میں تجھے یاد کرتا ہوں اور تو میرا شکر ادا نہیں کرتا حتیٰ کہ میں تیری قدر شناسی کرتا ہوں۔ میں ہی اپنے اولیاء کو اچھے اعمال کی توفیق دیتا ہوں۔ اور اپنی توفیق پر انہیں شکر کا القاء کرتا ہوں اور میں ان سے شکر کا تقاضا کرتا ہوں اور اس پر صلہ کے طور پر اس سے راضی ہو جاتا ہوں۔ کثیر شکر سے راضی ہو جاتا ہوں۔ قلیل کو قبول کر کے اس پر اجر جزیل عطا کرتا ہوں۔ اور میرے ہاں بندوں میں سے وہ بہت برا ہے جو صرف اپنی ضرورت کے وقت میرا شکر ادا کرتا ہے اور میرے دربار میں صرف اپنی مشکل کے وقت زاری کرتا ہے۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو ایک بندہ خدا کو یقین کے سوا عافیت سے افضل کوئی نعمت عطا نہیں کی گئی۔ کیونکہ عافیت کے ساتھ دنیا کی نعمتیں پوری ہو جاتی ہیں جبکہ یقین کے ساتھ آخرت کی نعمتیں ملتی ہیں۔ اور یقین کو

Marfat.com

عافیت پر اسی طرح فضیلت حاصل لے جس طرح دوام کو فارغ ہونے پر حاصل ہے۔ عافیت جسموں کی تکالیف اور بیماریوں سے سلامتی کا نام ہے جبکہ یقین کجی اور خواہشات سے سلامتی ہے۔ پس یہ دونوں نعمتیں بندے سے تمام شکر کو گھیر لیتی ہیں اس لئے کہ یہ قلب وجسم کو گھیر لیتا ہے اور خبر میں وارد ہے کہ جس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کا بدن عافیت کے ساتھ۔ اس کا راستہ پر امن اور اس کے ہاں دن بھر کی روزی ہے تو اس کے پاس دنیا اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ آ گئی۔ اور بعض نے شعر کہا ہے کہ

جب تیرے پاس روزی۔ صحت اور سلامتی حاضر ہے اور تو پھر غم کی حالت میں صبح کرے تو تجھ سے غم جدا نہ ہو ایک اور صاحب کہتے ہیں: گھر، روٹی کا ٹکڑا، پانی کا پیالہ اور سلامتی اس زندگی کی لذت سے زیادہ لذیذ ہے جسے قید اور جیل نے گھیر رکھا ہو۔

مجھے بیان کیا گیا کہ ایک شخص نے اہل مدینہ سے اپنے فقر کا شکوہ کیا اور اس پر غم کا اظہار کیا۔ ایک صاحب کہنے لگے کیا یہ بات تجھے خوش کرتی ہے کہ تو اندھا ہو اور تیرے پاس دس ہزار درہم ہوں؟ کہنے لگا بالکل نہیں۔ کہا کیا تجے پسند ہے کہ تو گونگا ہو اور تیرے پاس دس ہزار درہم ہوں؟ کہنے لگا: نہیں۔ پوچھا کیا تو چاہتا ہے کہ مجنوں ہو اور تیرے پاس دس ہزار درہم ہوں۔ کہا: نہیں۔ فرمایا تجھے شرم نہیں آتی کہ اپنے پروردگار کا شکوہ کرتا ہے حالانکہ تیرے پاس اس کا پچاس ہزار کا سامان موجود ہے قوت القلوب کے اقتباس کا خلاصہ ختم ہوا۔

تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزیں طلب کیں۔ شکر نعمت۔ عمل صالح اور اپنی اولاد کی اصلاح جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمام مطلوبات میں دعا قبول فرمائی۔ پس آپ نے پوری ذمہ داری سے شکر کیا اور اعمال صالحہ کو خوب اپنایا ایک اور چیز باقی رہ گئی اور وہ یہ کہ شکر کی تعریف ہے بندے کا کان، آنکھ وغیرہ تمام انعامات خداوندی کو اس مقصد میں صرف کرنا جس کے لئے انہیں پیدا کیا گیا ہمارے شیخ علامہ عبد المعطی الضریر المالکی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے شکر کی حالت جس پر بندہ قائم رہے مکمل نماز کی حالت

Marfat.com

ہے کیونکہ وہ اس میں تمام باطنی اور ظاہری حواس کو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں صرف کرتا ہے انتھی۔

پس اعمال شکر میں داخل ہیں اور واؤ کے ساتھ عطف مغایرت کو چاہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے قول اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علی کے بعد وان اعمل صالحا ترضاہ کا قول فائدہ دیتا ہے کہ شکر سے مراد لغوی شکر ہے جو کہ ایسا کشف ہے جو کہ زبان کے ساتھ خاص ہے اور عمل اس کے علاوہ ہے۔

ناصر لقانی نے فرمایا: شکر ایسا فعل ہے جو کہ انعام فرمانے والے کی تعظیم کی خبر دیتا ہے اس وجہ سے کہ وہ حمد کرنے والے اور اس کے علاوہ دوسروں پر انعام فرمانے والا ہے۔

شرح المطالع میں فرمایا: حمد و شکر کی ماہیت کی تحقیق یہ ہے کہ حمد قائل کے الحمد للہ کہنے سے عبارت نہیں بلکہ وہ ایسا فعل ہے جو کہ منعم کی منعم ہونے کی وجہ سے تعظیم کی خبر دیتا ہے۔ اور یہ فعل یا تو قلب کا فعل ہے یعنی اس کے صفات کمال وجلال سے متصف ہونے کا عقیدہ رکھنا یا زبان کا فعل ہے یعنی اس کا ذکر جو کہ اس پر دلالت کرے۔ یا اعضاء کا فعل ہے اور وہ ایسے افعال کو اپنانا ہے جو کہ اس پر دلالت کرتے ہوں۔

اور اسی طرح شکر، قائل کا یہ کہنا نہیں کہ اللہ کا شکر ہے بلکہ وہ بندے کا کان، آنکھ وغیرہ تمام انعامات خداوندی کو اس مقصد کے لئے صرف کرنا ہے۔ جس کے لئے پیدا کیے گئے اور اسے عطا کیے گئے جیسے اس کا اپنی نگاہ کو اس کی مصنوعات کے مطالعہ میں صرف کرنا اور کان کو اس چیز کے حصول کی طرف لگا دینا جو اس کی خوشنودی کا پتہ دے اور اس کی منہیات سے پرہیز کرنا اور اس بناء پر شکر کی نسبت حمد مطلقاً عام ہے۔ کیونکہ وہ اس نعمت کو عام ہے جو کچھ حمد کرنے والے تک اور اس کے علاوہ دوسروں تک پہنچی ہے اور شکر صرف اسی نعمت کے ساتھ خاص ہے کہ صرف شکر گزار تک پہنچتی ہے۔ انتھی

سیّد نے فرمایا: یہ اس لئے کہ حمد عرفی کی تعریف میں مذکور منعم مطلق ہے اس کے ساتھ اس کے حمد کرنے والے یا اس کے غیر پر منعم ہونے کی قید نہیں لگائی گئی پس وہ دونوں کو شامل

Marfat.com

ہے بخلاف شکر کے۔ کہ اس میں منعم مخصوص کا اعتبار کیا گیا ہے جو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور اس کی نعمت اس کی طرف سے اس کے شکر گزار بندے تک پہنچتی ہے۔ لیکن شکر کے مقابلے میں حمد عام ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ صرف قلب کا یا صرف زبان کا فعل مثلاً کبھی حمد ہوتا ہے اور شکر بالکل نہیں ہوتا کیونکہ اس میں آلات کے شامل ہونے کا اعتبار کیا گیا ہے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ ان معنوں میں شکر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے ساتھ متعلق نہیں ہوتا بخلاف حمد کے۔ پھر فرمایا: کہ شکر کی وہ تفسیر جو ہم نے ذکر کی ہے کہ نعمت فلاں صورت میں صرف کی جائے یہ اصول کی بعض کتابوں میں ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس معنی میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول وارد ہے وقلیل من عبادی الشکور انتھی۔

پس مقامات گرچہ بلندی اور قدر کے اعتبار سے کم وبیش ہیں ان میں سب سے قیمتی اور اعلیٰ مقام شکر ہے کیونکہ شکر کرنے والا خوشی اور غم میں راضی رہتا ہے۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ مصیبت کبریٰ اور حادثہ عظمیٰ کے باوجود سلطان الرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دینے کے بعد باہر نکلے اور فرما رہے تھے کہ آپ رسول ہی تو ہیں جنہوں نے اپنی رسالت کو پورے طور پر ادا کیا۔ اور یہ آپ نے دست قدرت سے ظاہر ہونے والے ہر امر پر راضی ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا۔ کیونکہ اگر راضی نہ ہوتے تو شکر ادا نہ کرے۔ پس آپ ہر امت کے شکر گزاروں کے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء شکر کی قبولیت آپ کے لئے ثابت فرمادی۔ رہی اعمال صالحہ کے بارے میں آپ کی دعا تو آپ کو ہر عمل اخروی میں سبقت حاصل ہے اور آپ ہر امت میں سے ایمان لانے والوں اور اعمال صالح اپنانے والوں کے سردار ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نازل ہونے تک ان میں سے سردار مقرر فرمایا جو کہ روئے زمین میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ سے بڑا نہیں پاؤ گے جو کہ آپ کی مجلس کا شرف حاصل کر سکے پس

Marfat.com

اس کے سجادہ پر بیٹھے گا۔

اللہ تعالیٰ کی حمد اس کی مدد اور حسن توفیق سے یہ کتاب اپنے مؤلف ابراہیم بن عامر بن علی العبیدی المالکی کے ہاتھوں ۱۰۶۷ھ میں ماہ ربیع الاول شریف میں جمعۃ المبارک کے دن غروب آفتاب کے وقت آخری لحظوں میں مکمل ہوئی۔

اے وہ ذات پاک! جس نے سینوں کو اپنی معرفت کے لئے کھولا۔ محبین کی زبانوں کو اپنی محبت کی روشنی سے گویا فرمایا۔ پس انہوں نے تیرے عرفان کے اشاروں کی صراحت فرمائی۔ تیری برہان کی قوت کے ساتھ گہرے علوم کی وضاحت فرمائی۔ تیری احادیث سے مانوس ہوئے تیرے ماسویٰ سے دور بھاگے اور تیری واحدیت کے مختلفات کو غور وفکر کے ساتھ جمع کیا تو نے ان کے لئے راستے کے نشان واضح فرمائے پس وہ واصل ہوئے انہیں اپنے ساتھ اپنے ہاں جمع فرمایا پس انہیں مقاصد حاصل ہوئے تو نے انہیں راہ ہدایت کا شعور بخشا پس وہ ہدایت یافتہ ہوئے۔ تو نے انہیں علم مشافہہ عطا فرمایا تو انہوں نے تجھ سے روایت کی۔ اور تیری طرف منسوب ہوئے۔ تو ذاکرین سے پہلے ذکر کرنے والا ہے تو عبادت گذاروں کی توجہ سے پیشتر احسان کی ابتداء فرمانے والا ہے۔ تیری ذات کی معرفت سے عقلیں حیرت زدہ ہیں۔ تیری عجیب صفات سے افکار قاصر ہیں۔ تیرے باب کرم پر سائل کھڑے ہیں۔ تیرے جمال کے مشاہدہ سے عارفین نے تازگی پائی۔ تیرے فضل کے فیض پر کوتاہی کرنے والوں نے اعتماد کیا اور تیری وسعت رحمت کی طرف طالبین نے رغبت کی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اپنی معرفت کی لذت اپنی مناجات کی حلاوت۔ اپنے مخفی اسرار۔ اپنے غلبے کی قوت۔ اپنی بے پناہ نعمتیں۔ اپنی شان کی عظمت۔ اپنے اقتدار کی بزرگی۔ اپنی برہان کے دلائل۔ اپنے بے شمار احسانات۔ اپنے اولیاء کے مقامات۔ اپنے جمال کی چمک اور اپنے مقام کمال سے وہ کچھ عطا فرما جو مجھے تجھ تک پہنچا دے۔ تیرے فضل کے ساتھ مجھے تجھ پر دلالت کرے پس میں تجھ سے مسرور ہوں اور تجھ پر دلالت کرنے والا۔ تیرا مشاہدہ کرنے والا۔ تجھ سے محبت کرنے والا۔ تجھ سے عزت پانے والا۔ تجھ سے

Marfat.com

لینے والا تیرے جمال کا مشاہدہ کرنے والا۔ تیرے سمندر میں اترنے والا۔ تیرے امر کے ساتھ امر کرنے والا۔ تیری نہی کے ساتھ نہی کرنے والا۔ تیری قوت کے ساتھ قوی۔ تیرے قہر کے ساتھ قاہر۔ تیری عظمت کے ساتھ عظیم اور تیرے حلم کے ساتھ حلیم ہو جاؤں۔

اور میں تیری صفات کی بقاء کے ساتھ اپنی صفات کو فنا کر دوں۔ اور مجھے اپنی نوازشات کے سمندر میں غوطہ زن فرما کہ تو میرے کان۔ میری آنکھ اور میرے ہاتھ پاؤں ہو جاء۔ میں تجھی سے سنوں۔ تیری ہی طرف دیکھوں۔ تیرے ہی ساتھ پکڑوں۔ تیری خدمت کے لیے ہی دوڑوں۔ مجھے اپنی نجات کے سفینے میں سوار فرما۔ مجھے اپنے اولیاء سے صدیقین کی محبت عطا فرما۔ الٰہی مجھے اپنے فضل کے لیے رہنمائی فرما۔ پس مجھے قبولیت سے محروم نہ فرما۔ میں تیری پناہ کے سامنے اپنی کوتاہی اور کمی کا اعتراف کرتا ہوں۔ مجھے اپنی طرف توجہ عطا فرما۔

الٰہی! اگر مجھے تو دھتکار دے تو میرا کیا حیلہ؟ الٰہی! اگر مجھے تو دور فرما دے تو میں کیا کر سکوں گا؟ الٰہی اگر تو مجھے عذاب دے۔ تو یہ تیرا عدل ہے اور مجھ پر تیری حجت قائم ہے اور اگر مجھے معاف فرمائے تو تیرا فضل ہے اور میرے نزدیک تیری نعمتوں کا شمار نہیں۔ میری کمزوری کے لئے تو نے اپنی قوت کا ذخیرہ رکھا ہے۔ میری ذلت کے لئے تو نے اپنی عزت کا ذخیرہ رکھا ہے میرے فقر کے لئے تو نے اپنے غنی ہونے کا ذخیرہ رکھا ہے۔ میری عاجزی کے لئے تو نے اپنی قدرت کا ذخیرہ رکھا ہے۔ اے قوی! کمزور کے لئے تیرے سوا کون ہے؟ اے قادر! عاجز کے لئے تیرے سوا کون ہے؟ اے عزت والے! ذلیل کے لئے تیرے سوا کون ہے؟ اے غنی! فقیر کے لئے تیرے سوا کون ہے؟

الٰہی میں نے تیرا دروازہ کھٹکھٹایا ہے مجھے نامراد نہ لوٹا۔ الٰہی! میں نے تیرے احسان کی طمع کی ہے مجھے محروم نہ فرما الٰہی میں نے تیری رسی کو تھاما ہے مجھے جدا نہ فرما الٰہی اپنے دربار کے سوا مجھے کسی کا محتاج نہ فرما۔ الٰہی مجھے عرفان کے مظاہر میں ظاہر فرما۔ الٰہی! مجھے مقام احسان میں ٹھہرا پس میں ابدالآباد تک تیری پناہ میں اور تیرے مرتبہ کے سایہ کی

Marfat.com

وسعتوں میں رہوں یہ دعا تیرے صدیق اکبر کے اور سلطان المرسلین سیّدنا و مولانا حضرت محمد سیّد الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیٰ سائر اخوانہ من النبیین والمرسلین وآلہ کل الصحابہ اجمعین کے توسل سے کر رہا ہوں۔ مرسلین پر سلام اور تمام خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جو کہ سب جہانوں کا پروردگار ہے۔

حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس رات میں نے یہ کتاب ختم کی میرے ساتھ اتفاق گزرا کہ میں نے اس کی سحری کے وقت خواب دیکھا کہ حضرت شیخ محمد ابن ابوالحسن البکری کی اولاد رضی اللہ عنہم اور شیخ زین العابدین ابن الشیخ محمد کی اولاد سب کے سب میرے پاس ہیں اور ایک بہت بڑا جال دیکھا۔ جس کی تہ میں رنگ دار سنگ مرمر ہے جس کے اردگرد نارنگی کے پانچ سرسبز درخت ہیں جو میں نے لگائے ہیں پس وہ خوب سرسبز ہو گئے اور وہ جال شیخ ابوالمواہب بن سیّدی محمد البکری الکبیر رضی اللہ عنہما کا ہے اور میں اس درخت کی نفاست سے انتہائی خوش ہوں جسے میں نے حضرت ابوالمواہب کے جال میں لگایا ہے۔ پھر ہمارے الشیخ محمد زین العابدین (اللہ تعالیٰ انہیں حاسدین کی نظروں سے محفوظ رکھے) نے اس درخت کا نظارا کرنے کے لئے کھڑے ہونے کے لئے حرکت کی۔ تو آپ کے کھڑے ہونے کی وجہ سے تمام خانوادہ بکریہ حرکت میں آگیا۔ اور ان کا بے پناہ ہجوم ہے اس میں سے کسی کو پہچانتا ہوں اور کسی کو نہیں پہچانتا پس سب کے سب ایک اونچے مکان سے جھانکنے لگے اور وہ اس جال اور درخت کو دیکھ رہے تھے۔ انہیں وہ بہت پسند آیا جب میں بیدار ہوا تو معلوم ہوا کہ اس تالیف کو شہرت ملے گی اور لوگ اس سے بہت نفع پائیں گے۔ تو میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور وہاں جو کچھ ہے اس کی توفیق مانگی۔ پھر جسے بھی اس کی واقفیت نصیب ہوئی اور اسے دو میں سے ایک نعمت نہ ملی یا تو آل ابی بکر رضی اللہ عنہ کی محبت یا ان کے مرتبہ کو تسلیم کرنا تو وہ مردہ ہے گرچہ زندوں میں شمار ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے قلب پر طابع کے ساتھ مہر کر دیتا ہے کیونکہ حدیث کے مطابق طابع آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہے اور بندہ نافرمانی کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ گناہ اس کے قلب کو گھیر لیتے ہیں۔

Marfat.com

پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ طابع یعنی مہر پکڑ کر اس کے قلب پر مہر لگا دے تو اب اس کے ہوتے ہوئے نصیحتیں کبھی فائدہ نہیں دیتیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا وما تغنی الایات والنذر عن قوم لا یومنون (یونس آیت ۱۰۱) اور آیات اور ڈرانے والے اس قوم کو فائدہ نہیں پہنچاتے جو ایمان نہ لائے۔

اور اس کتاب سے ہر مسلمان نفع لے سکتا ہے کیونکہ اس کے دلائل قطعی ہیں جن میں کوئی جھگڑا نہیں۔ کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اجماع اہل سنت اور جو اس سے نفع حاصل نہ کرے تو سمجھ لے کہ وہ مردود اور ذلیل ہے۔ اس کے دل پر مہر لگا دی گئی ہے۔

لیکن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے حضور سوال کرتا ہوں کہ جسے بھی اس پر واقفیت حاصل ہو یا اسے یا اس میں سے کچھ حاصل کرنا چاہے تو اسے نفع عطا فرمائے بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم وصلی اللّٰه تعالیٰ علیٰ سیّدنا ومولانا محمد واله وصحبه وبارك وسلم

۱۵/ذوالحجہ ۱۴۱۷ھ بروز بدھ

قبل اذان عصر ۲۳/اپریل ۱۹۹۷ء

Marfat.com

رئیس المتکلمین عالم باعمل پیر طریقت
حضرت علامہ مولانا الحاج صاحبزادہ پیر سید

محمد محفوظ الحق شاہ

چشتی صابری قادری صاحب

کے دیگر تراجم

جواہر عزیزی

اردو ترجمہ

تفسیر عزیزی

تصنیف لطیف: حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

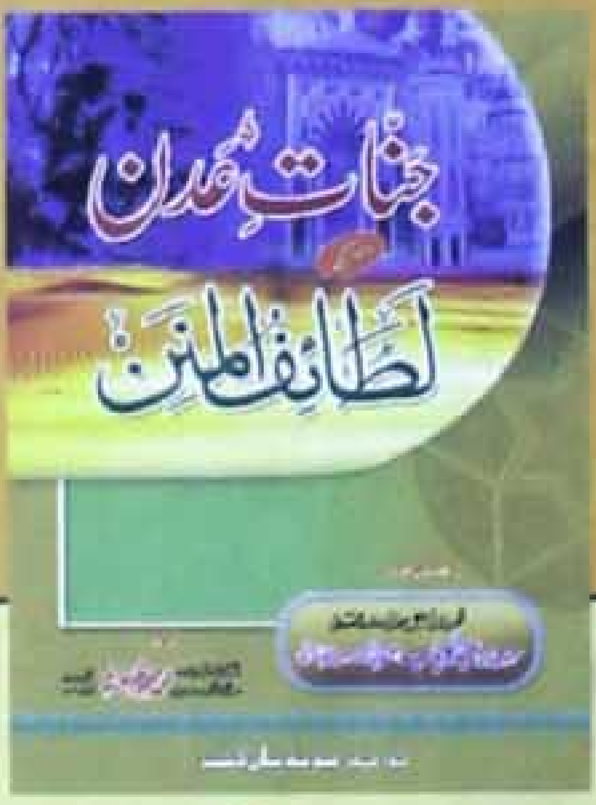

جنات عدن

اردو ترجمہ

لطائف المنن

تصنیف لطیف: قطب ربانی ہیکل صمدانی عارف باللہ تعالیٰ سیدی عبد الوہاب الشعرانی قدس سرہ نورانی

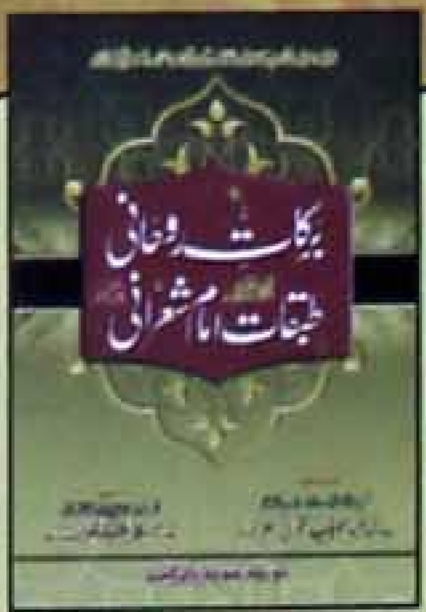

برکات روحانی

اردو ترجمہ

طبقات امام شعرانی

تصنیف لطیف: قطب ربانی ہیکل صمدانی عارف باللہ تعالیٰ سیدی عبد الوہاب الشعرانی قدس سرہ النورانی

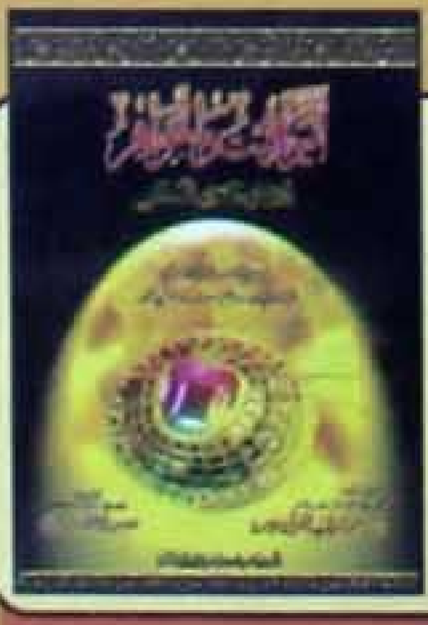

اکابر صوفیاء کرام اور مشائخ عظام کے
عقائد و نظریات اور علوم و معارف کا بہترین مجموعہ

الیواقیت والجواہر

فی بیان عقائد الاکابر

تصنیف لطیف: قطب ربانی ہیکل صمدانی عارف باللہ تعالیٰ سیدی عبد الوہاب الشعرانی قدس سرہ النورانی

کلید مراد

ترجمہ

مفتاح الفلاح

تصنیف: سلیمان اسلامبولی

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز 11 داتا گنج بخش روڈ، لاہور
042-37313885, 37070663 E-mail: noorierizvia@hotmail.com